سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات، 18- فروری 1993ء

(پنج شنبہ، 25- شعبان المعظم 1414ھ)

جلد 11- شمارہ 7

(بشمول شمارہ جات 1 تا 9)

مندرجات

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ——— 1

پوائنٹ آف آرڈر۔

محکمہ پولیس کی کارکردگی سے متعلق رسالے کی ایوان میں تقسیم ——— 2

مسئلہ استحقاق۔

پنجاب اسمبلی کی عمارت پر حملہ ——— 8

قانون استحقاقات، صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1972ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ——— 20

(جاری ———)

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے متعلق مجلس قائمہ
برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش
کرنے کی میعاد میں توسیع 20

اراکین اسمبلی کی رخصت : 21

تحاریک التوائے کار۔

پاکستان میں سابق امریکی سفیر کا ملکی حالات پر ناروا تبصرہ 25

۔ اشیاء صرف کی قیمتوں میں اضافہ 26

۔ گوجرانوالہ میں قابل اعتراض مواد پر مبنی ویڈیو کیسٹ کی فروخت 28

۔ کاغذ کی قیمت میں اضافہ 30

۔ بھارتی فوج کے ہاتھوں دو پاکستانی نوجوانوں کی شہادت کے واقعے
۔ کی طرف بین الاقوامی ذرائع ابلاغ کو متوجہ کرنا 32

۔ جعلی ادویات کی فروخت 33

۔ صحت اور تعلیمی پالیسی پر بحث 35

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارھواں اجلاس)

جمعرات 18۔ فروری' 1993ء

(پنج شنبہ 25۔ شعبان المعظم 1414ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 9 بج کر 35 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر میاں مناظر علی رانجھا کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ
النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط
اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا
يَوْمَ الْحِسَابِ ۝

سورہ حق۔ آیت 26

اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں بادشاہ بنایا ہے تو لوگوں میں انصاف کے فیصلے کیا کرو اور خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ وہ تمہیں اللہ کے رستے سے بھٹکا دے گی جو لوگ اللہ کے رستے سے بھٹکتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب (تیار) ہے کہ انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا۔

وما علینا الاالبلاغ

پوائنٹ آف آرڈر
محکمہ پولیس کی کارکردگی سے متعلق رسالے کی ایوان میں تقسیم

جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ پولیس کی طرف سے ایک رسالہ بھیجا گیا ہے۔ اس سے قبل بھی اور اسی سیشن میں بھی یہ پیش کیے گئے ہیں۔ اس میں پولیس نے محض اپنی خوشامد کے طور پر اپنے ٹاؤٹوں کے ذریعے سے جو کارروائیاں اور جو function کیے ہیں وہ صرف لوگوں سے اشیر باد حاصل کرنے کے لیے بھرے پڑے ہیں۔ اس میں ہمارے کچھ معزز دوست بھی ہیں جو ان کی حوصلہ افزائی کے لیے اگر ان کی کسی تقریب میں چلے بھی جاتے ہیں تو وہ نہ صرف ان کو بلیک میل کرتے ہیں بلکہ اسی انداز سے exploit کرتے ہیں کہ ہمارے کارناموں کا سہرا باندھنے کے لیے یہ معزز دوست تشریف لائے ہیں اس لیے جناب سپیکر! اسی روایت کو اگر اسی طرح سے چلنے دیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ اسی ایوان پر ان سیاسی جماعتوں' ان سیاسی ورکروں اور سماجی سوسائٹیوں جو معاشرے میں اچھے کام کرتے ہیں کا بھی حق ہے کہ وہ بھی اپنی رپورٹیں ایوان میں بھیجیں۔ پھر ان کو بھی اپنی تشہیر کا ذریعہ بنانے کے لیے کوئی روکنے والا نہ ہو گا۔ اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ یا تو اس کی اجازت نہ دی جائے اور اگر اس کی اجازت دی جائے گی تو پھر جناب سپیکر! یہ ایک ایسا لامتناہی سلسلہ یہاں شروع ہو جائے گا جس کو پھر روکنا کسی کے بس میں نہیں ہو گا۔ ہمارے ان ایوانوں میں روزانہ اسی قسم کے رسالے پڑے ہوں گے۔ اسلیے میری گزارش یہ ہے کہ ان کا تدارک کیا جانا چاہیے۔ اگر وہ کوئی کارکردگی دکھاتے بھی ہیں تو اس کے بارے میں عوام بھی جانتے ہیں۔ پریس بھی جانتا ہے۔ عوامی نمائندے بھی جانتے ہیں اور تمام لوگ اس کے بارے میں جانتے ہیں۔ اس قسم کی سستی شہرت کا سلسلہ جو پولیس حاصل کرنا چاہتی ہے۔ بند ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہم ضابطہ اور قانون کے مطابق اس بات کو examine کریں گے اور انشاء اللہ ضابطے اور قانون کے مطابق کارروائی کریں گے۔

وزیر صحت(چودھری محمد جعفر اقبال)، جناب والا! فاضل رکن نے اپنا اظہار خیال کیا ہے۔ جہاں تک میں نے یہ رسالہ یا کتابچہ دیکھا ہے اس میں کوئی خوشامد والی بات نہیں۔ پولیس میں جو کوتاہیاں ہیں ہم ان کی بھی نشان دہی کرتے ہیں۔ اچھی باتوں کو بھی ہمیں اچھا کہنا چاہیے۔ منشیات کے خلاف انہوں نے جو کام کیا ہے اس کا اس میں ذکر کیا گیا ہے۔ میرے خیال میں اس میں کوئی ایسی بات نہیں۔ جہاں اچھے کام ہوں ان کو بھی ہمیں سراہنا چاہیے' ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے اور جہاں برائی کی

نشان دہی کرنی ہو اسے بھی سامنے لانا چاہیے۔ جہاں ان کی حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے ہمیں ضرور کرنی چاہیے اس میں کوئی برائی والی بات نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' ان کا مقصد صرف یہ تھا کہ ہاؤس کے اندر اس قسم کے رسالوں کی تقسیم نہیں ہونی چاہیے یا اس کا تدارک ہونا چاہیے اور اس پر واضح حکمت عملی ہونی چاہیے۔ کل کوئی اور محکمے اپنے کسی کارنامے کی تشہیر کے لیے رسالے یا کتابچے ممبران کو ایوان کے اندر تقسیم کرنا شروع کر دیں گے۔ اس سلسلے میں انہوں نے بات کی تھی۔ جہاں تک پولیس کا مسئلہ ہے اس میں انہیں اختلاف نہیں ہے' کتابچہ پولیس کی کارکردگی کے بارے میں ہے۔ ہر محکمے میں کچھ نہ کچھ خرابیاں اور خوبیاں ہوتی ہیں۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ اس قسم کے کتابچے یا رسالے ہاؤس کے اندر تقسیم نہ کیے جائیں۔

میاں منظور احمد موہل، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج کے روزنامہ "جنگ" میں ایک خبر شائع ہوئی ہے جس کا ہیڈنگ ہے پنجاب اسمبلی کے اراکین کی تنخواہیں اور الاؤنس بھی بڑھا دیے گئے۔ اور یہ خبر پہلے صفحے پر ہے اور بڑی نمایاں ہے۔ جناب والا! جو بل کل پاس ہوا ہے اس کا نام تو ٹھیک ہے' یہی ہے' ہیڈنگ یہی ہے "اسمبلی کے اراکین کے الاؤنسز" لیکن ہیڈنگ کے اندر جو بات ہے اس کے تحت قطعاً اراکین کی تنخواہیں نہیں بڑھائی گئیں اور نہ ہی کوئی الاؤنس بڑھایا گیا ہے۔ بلکہ وہ بل صرف دو باتوں کے بارے میں تھا ایک تو چیئرمین کے بارے میں تھا کہ ان کو جو پیٹرول کے پیسے ملتے ہیں وہ پہلے تین ہزار روپے ملتے تھے اس کو چار ہزار روپے کر دیا گیا ہے۔ لاء اینڈ پارلیمنٹری افیئرز کی جو سٹینڈنگ کمیٹی تھی اس نے اس بات کی سفارش کی تھی کہ چار ہزار ہی رہا۔ انہوں نے اپنی خبر میں نیچے لکھا ہے کہ ممبران کی تنخواہ تین ہزار روپے کی بجائے پانچ ہزار روپے کر دی گئی۔ حالانکہ وہ بل پیٹرول کے بارے میں تھا۔ پھر لکھا ہے کہ تینسو روپے ان کا الاؤنس بھی کر دیا گیا۔ حالانکہ یہ پہلے سے تین سو روپے چلا آ رہا ہے اور اس میں حزب اختلاف کے متعلق بھی لکھا گیا تھا۔ "نوائے وقت" نے بالکل صحیح رپورٹنگ کی ہے میں نے نوائے وقت بھی پڑھا ہے۔ میرا نقطۂ نظر یہ ہے اور میں نے پہلے بھی یہ بات پوائنٹ آؤٹ کی تھی کہ یہاں ہاؤس کی رپورٹنگ کے لیے اخبار کے ایڈیٹر صاحبان' مالکان حضرات کو یہاں پر ایسے حضرات کو بھیجنا چاہیے جو sense کو سمجھتے ہوں۔ جو یہ بات سمجھتے ہوں کہ قانون کس طرح بنتا ہے۔ جناب والا! ایسے حضرات کے داخلے سے اور اس خبر سے یہ تاثر ابھرتا ہے کہ اراکین کی

تنخواہیں بڑھ گئی ہیں حالانکہ ہم نے ابھی تنخواہیں بڑھانی ہیں اور وہ بات ابھی پراسیس میں ہے۔ آج غالباً اس کی رپورٹ پیش ہو جائے گی۔ میں نے اس لیے یہ نکتہ اٹھایا ہے کہ اگر ایک ماہ کے بعد اراکین کی تنخواہیں بڑھیں تو پھر یہ نہ ہو جائے کہ یہ کہیں کہ آج بھی تنخواہیں بڑھانی ہیں اور ایک ماہ بعد پھر بڑھا دی گئی ہیں۔ ابھی تک ہماری تنخواہیں وہی ہیں' الاؤنسز بھی وہی ہیں۔ تنخواہیں بڑھانے والی بات ابھی تک زیر غور ہے۔ اب وہ رپورٹ ہم آج پیش کریں گے اس کے بارے میں غالباً اگلے اجلاس میں بات ہو گی' پھر اس وقت تنخواہیں بڑھیں گی۔ ابھی تک تو 1985ء والی تنخواہیں اور الاؤنسز ہیں۔ حالانکہ نیشنل اسمبلی نے بھی تنخواہیں بڑھا دی ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے "جنگ" کے ایڈیٹر کو بطور خاص یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ یہاں پر اپنا کوئی سمجھ دار آدمی بھیجیں اور اس کی پہلے بھی میں نے نشان دہی کی تھی کئی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ یہاں پر ترامیم پیش ہوتی ہیں اور اخبار میں خبر آتی ہے کہ کٹوتی کی تحریک پیش کی گئی۔ یعنی کہاں کٹوتی کی تحریک اور کہاں ترمیم۔ کٹوتی کی تحریک بجٹ کے دنوں میں پیش ہوتی ہے۔ ہم یہاں کوئی ترمیم دیں تو اس کو یہ کٹوتی کی تحریک لکھ دیتے ہیں۔ لہٰذا آپ کی وساطت سے میں التماس کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں صوبائی اسمبلی کے اجلاس کی کارروائی لکھنے کے لیے ایسے حضرات یہاں آیا کریں جو سمجھ دار ہوں جو یہ بات سمجھتے ہوں کہ اسمبلی کی رپورٹنگ کس طرح کی جاتی ہے اور قانون سازی کے مقاصد کیا ہیں۔

جناب تاج محمد خان زادہ، جناب والا! "فرنٹیئر پوسٹ" نے آج لکھا ہے کہ پنجاب اسمبلی کے ممبران کا ڈیلی الاؤنس فیڈرل ممبران کے برابر ہو گیا ہے۔ حقیقت میں' میں یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ یہ بل کب پاس ہوا ہے؟ "فرنٹیئر پوسٹ" کے پہلے صفحے پر لکھا ہوا ہے اور repeatedly انہوں نے یہ کہا ہے کہ پنجاب اسمبلی کے ممبران کا ڈیلی الاؤنس فیڈرل ممبران کے برابر ہو گیا ہے۔ "فرنٹیئر پوسٹ" ابھی میں اپنے کمرے میں پڑھ کر آ رہا ہوں۔ یہ سب جھوٹ کے پلندے ہیں۔ جو صرف اسمبلی کو discredit کرنے کے لیے وہ لوگ لکھتے ہیں۔ حکومت کے مخالف ضرور ہوں لیکن ہم نے کیا گناہ کیا ہے کہ یہ ہم کو بدنام کرنے کے لیے اپنے اخباروں میں یہ چیزیں لکھتے ہیں؟ جناب والا! آپ ان سے explanation مانگیں کہ اگر آپ unauthenticated reports اخبارات میں لائیں گے تو

They are liable to prosecution for indulging in false reporting against the representatives of august body of the Punjab.

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ موہل صاحب نے جو پوائنٹ آؤٹ کیا ہے وہ درست ہے کیونکہ ابھی تک نہ تو ممبران کی تنخواہوں میں اضافہ ہوا ہے اور نہ ہی ان کے الاؤنسز میں اضافہ ہوا ہے۔ میں اپنے پریس کے معزز بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ آپ براہ کرم اس سلسلے میں صحیح رپورٹنگ کریں اور اگر آپ کو کسی سلسلے میں صحیح معلومات درکار ہوں تو آپ سیکرٹری اسمبلی سے پوچھ لیں کہ آج جو قانون سازی ہوئی اس میں کیا کیا اضافہ ہوا ہے یا کسی قسم کی قانون سازی ہوئی ہے؟ آپ کی رپورٹنگ ایسی ہونی چاہیے جو معیار کے مطابق ہو اور معزز ممبران نے جو بھی قانون سازی کی ہو اس کے مطابق آپ کی رپورٹنگ ہونی چاہیے۔ اس سلسلے میں آپ کو محتاط رہنا چاہیے۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ اس کی تردید بھی اسی انداز میں آیا کرے جس انداز میں یہ خبر شائع ہو۔ اب آپ دیکھیں کہ یہ پہلے صفحے پر بڑی واضح خبر ہے۔ اگر اس کی تردید انہوں نے چھوٹی سی سرخی کہیں لگا کر دی تو اس سے وہ اثر زائل نہیں ہو سکتا۔ یہ آپ بطور خاص کہہ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ بات آپ کی درست ہے۔ میں اپنے پریس کے معزز بھائیوں سے درخواست کروں گا کہ براہ کرم کل کے اخبار میں اس کی تردید شائع کروا دیں۔ جس چیز کا اضافہ ہوا ہے اس کی بے شک رپورٹنگ کریں، جس چیز کا اضافہ نہیں ہوا اس کے بارے میں خبر آنا مناسب نہیں

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, there should be a press report from the Secretary of the Assembly or from the Speaker that the statement given to the"Frontier Post" has nothing to do with reality. This report should also be denied by the body allowing this reporting.

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں بات ہو گئی ہے۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Why cannot the Assembly give a press report saying that this is not correct? Why should we rely on a press reporter. You have got a public relations officer. What are they paid for?

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ آج وزیر اعلیٰ صاحب نے Call Attention Notice پر جوابات دینے تھے۔ میرا خیال ہے کہ ان کی کچھ مصروفیات ہیں۔ معزز وزراء کرام میں سے کوئی اس

سلسلے میں وضاحت فرمائیں گے؟

وزیر صحت، جناب والا! وزیر اعلیٰ صاحب آج مصروف ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! آپ نے آج لاء منسٹر کی ذمہ داریاں سنبھال لی ہیں؟

وزیر صحت، جناب والا! آج چونکہ لاء منسٹر صاحب بھی اپنی انتہائی اہم مصروفیت کی وجہ سے یہاں نہیں ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب اپنی انتہائی اہم مصروفیت کی وجہ سے آج ہاؤس میں نہیں آسکے۔ اس لیے گزارش ہے کہ آج کا Call Attention Notice اگلے Call Attention Notice والے دن کی کارروائی میں ہی لے لیا جائے۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ Call Attention Notice کئی ہیں اور اگلی دفعہ کے لیے بھی دیے جا چکے ہیں' اس لیے یہ روایت کچھ زیادہ بہتر نہیں۔ اور اجلاس کے ایام بھی کوئی اتنے زیادہ نہیں کہ اس میں وہ سارے ہی مسائل آسکیں۔ تو اس کے لیے آپ کوئی اور دن بھی مقرر کر سکتے ہیں۔ قواعد میں یہ موجود ہے کہ کوئی اور دن بھی مقرر کیا جا سکتا ہے۔ اس میں میری گزارش ہے کہ اس کو اس انداز میں ہی رکھیں کہ اب دو دن مزید اسی سیشن میں Call Attention Notice کے لیے آجائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ اپنی باری پر ہی آئے گا' جس طرح آپ کا وہ سوال اس دن پینڈنگ ہوا تھا' وہ اپنی باری پر آئے گا۔ ہم کوشش کریں گے کہ آپ کی بات کو اس میں adjust کر سکیں۔

وزیر صحت، جناب والا! مجھے اس کے بارے میں کچھ عرض کرنے کی اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب والا! Call Attnetion Notice کی دعوت وزیر اعلیٰ پنجاب نے از خود اپنی طرف سے دی ہے۔ اور اس میں انہوں نے کبھی بھی پہلو تہی نہیں کی اس کو آج کی بجائے کل پر ڈالا جائے۔ اگر آج پہلی دفعہ ایسا موقع آیا ہے کہ ان کو ضروری مصروفیات کی وجہ سے جانا پڑ گیا ہے تو اس میں کوئی حرج والی بات نہیں۔ وہ اس سے گریزاں نہیں ہوتے' بلکہ وہ تو اس پر بڑے خوش ہو کر جواب دیتے ہیں۔ اس بارے میں ہمارے فاضل ممبران کو بھی پتا ہے' پورے ایوان کو پتا ہے۔ اس میں کوئی ایسی جان بوجھ کر بات نہیں کی جاتی۔ اس لیے میرے خیال میں اس کو حرف تنقید بنانے کی ضرورت نہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ اس کو حروف تنقید نہیں بنایا لیکن بار بار اس کا اظہار کرنا بھی کہ جی' یہ تو انہوں نے از خود کیا ہے' مناسب نہیں ہے۔ قومی اسمبلی میں یہ قواعد میں موجود ہے۔ اور یہ وہاں طویل عرصہ سے موجود ہے۔ اور اسی طرح باقی دنیا کی بہت سی اسمبلیوں کے اندر یہ موجود ہے۔ یہ کوئی اتنا زیادہ احسان نہیں جس کا ذکر ہر مرتبہ کیا جاتا ہے۔ یہ پہلا موقع بھی نہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی ایسے کئی مواقع آ چکے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی نہیں' آج ان کی سرکاری مصروفیات کی بناء پر یہ آج کا Call Attention Notice ملتوی کیا گیا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اگلے ورکنگ ڈے پر' یعنی سوموار کو یہ مخصوص ہے' اس دن وزیر اعلیٰ صاحب آپ کے سوالات کے جوابات ضرور دیں گے۔

ملک سرفراز احمد، محترم فرید احمد پراچہ صاحب کو ریکارڈ درست کرنے کے لیے عرض کر دوں کہ نیشنل اسمبلی میں اس کو قواعد وضوابط میں شامل کیا ہوا ہے۔ یہاں پر ہم نے از خود اس کو شامل کروایا ہے۔ بس اس میں یہ فرق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ ایک اچھی بات ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ initiative لیا ہے کہ میں لا اینڈ آرڈر پر خود Call Attention Notice کا جواب دوں گا۔

مسئلہ استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ یہ تحریک استحقاق نمبر 14 چودھری اصغر علی گجر صاحب کی طرف سے ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! میں نے عرض کیا تھا کہ وہ کل یہ گزارش کر کے گئے تھے۔ اور ان کے ایماء پر ہی میں آج کہتا ہوں کہ اسے پینڈنگ رکھا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے اسے آج بھی پینڈنگ رکھتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 24 میاں محمود الرشید صاحب کی طرف سے ہے۔ تحاریک استحقاق نمبر 26 اور 27 راجہ خلیق اللہ خان اور چودھری واجد علی خان صاحب کی طرف سے ہیں۔ یہ identical ہیں میاں صاحب! آپ اسے پیش کریں۔

پنجاب اسمبلی کی عمارت پر حملہ

میاں محمود الرشید، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" میں مورخہ 6 دسمبر کی اشاعت میں صفحہ اول پر یہ خبر نمایاں طور پر شائع ہوئی ہے کہ 50 کے لگ بھگ افراد نے پنجاب اسمبلی میں گھس کر اس کے دروازوں کو آگ لگا دی۔ پتھراؤ کیا اور دروازوں کے سامنے کھڑی رکاوٹوں کو جلا ڈالا۔ اور اسمبلی کی عمارت پر حملہ آور ہو گئے۔ یہ معاملہ انتہائی سنگین نوعیت کا ہے جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میری یہ تحریک استحقاق منظور کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دی جائے۔

جناب سپیکر! آپ کو اور سبھی ممبران اسمبلی کو اس بارے میں علم ہو گا کہ پچھلے دنوں جلسے جلوسوں کے دوران پنجاب اسمبلی کے اس ایوان کے تقدس کو بری طرح سے پامال کیا گیا ہے۔ اور دو بار اس طرح کی کوشش کی گئی کہ اس اسمبلی کی عمارات کو آگ لگا کر جلا ڈالا جائے اور اسے راکھ کا ڈھیر بنا دیا جائے۔ وہ بدبخت لوگ کون تھے۔ کس کے ایماء پر کس کے اشارے پر کیا کھیل کھیلنا چاہتے تھے' اس کے بارے میں تو وہی لوگ جانتے ہیں۔ لیکن میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ جہاں ایک طرف اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان جو پنجاب کے لوگوں کے لیے سب سے مقدس عمارت ہے اور پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان جو پنجاب کے لوگوں کی نمائندگی کا نشان ہے۔ اس کی حفاظت کا یہاں پر خاطر خواہ انتظام نہیں ہے۔ جبکہ وزیر اعلیٰ ہاؤس' گورنر ہاؤس میں خاطر خواہ انتظام ہے اور اگر وزیر اعلیٰ ہیں تو وہ اسی ایوان کی بدولت ہیں یہ پنجاب اسمبلی کا ایوان ہے اور وزیر اعلیٰ بھی ہیں اور اگر یہ ایوان نہیں تو پھر وزیر اعلیٰ بھی نہیں۔ ان کے گھروں اور ان کے دفاتر پر تو سکیورٹی کا اتنا کڑا انتظام ہے کہ وہاں پر تو کوئی چنا بھی ایسا نہیں جو جنبش کرے اور اس پر سکیورٹی والوں کی نظر نہ ہو۔ لیکن اسمبلی کی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام سکیورٹی کے اعتبار سے حکومت نے نہیں کیا ہوا۔ ایک طرف تو یہ بات ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ اور دوسری طرف میں اس لیے بھی اس پر زور دیتا ہوں کہ اس کو منظور کیا جائے کہ وہ افراد بھی بے نقاب ہونے چاہییں جو کہ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت اس اسمبلی کو جلانا چاہتے تھے اور وہ اس پر حملہ آور ہوئے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری ذات کی نہیں بلکہ یہ پورے پنجاب کے تمام نمائندوں اور پورے لوگوں کا اور اس مقدس ایوان کے جو لوگ

ہیں، ممبران ہیں ان کے تقدس کا اور پنجاب کے تقدس کا معاملہ ہے۔ اس لیے میری یہ تحریک استحقاق منظور کی جائے اور اسے کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر. جی چودھری صاحب! آپ اس کا جواب دیں گے۔

وزیر صحت(چودھری محمد جعفر اقبال). جناب والا! میں اس کا جواب تو نہیں دوں گا لیکن میں یہ آپ کے اور فاضل رکن اسمبلی کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ وزیر مال ارشد خان لودھی صاحب داخلی امور کے بارے میں بھی اسمبلی میں جوابات دیتے ہیں۔ آج وہ بھی اپنی مصروفیت کی وجہ سے ہاؤس میں موجود نہیں ہیں۔ میری درخواست ہو گی کہ حکومت کا نقطۂ نظر سننے سے پہلے کوئی فیصلہ نہ دیا جائے بلکہ اس کو آج پینڈنگ کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر. اس کو آج پینڈنگ رکھ لیں۔ تو یہ پینڈنگ ہے۔

میاں محمود الرشید . پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اجلاس کا جو ٹائم تھا وہ 9-00 بجے کا تھا اور اب دس بج گئے ہیں۔ وزیرصحت یہ فرما رہے ہیں کہ فلاں منسٹر بھی نہیں آئے اور فلاں بھی نہیں آئے اور وزیر اعلیٰ بھی نہیں آئے۔ تو پھر یہ اسمبلی کا اجلاس جو ہے اس کو آپ prorogue کر دیں یا اس کو آپ ملتوی کر دیں۔ وزراء صاحبان بھی نہیں ہیں اور ایک گھنٹہ بھی گزر گیا ہے اور دو وزیر صرف یہاں پر بیٹھے ہیں۔ اگر حکومتی ارکان اور وزرائے کرام اور حکومت کی دلچسپی کا یہی عالم ہے تو پھر یہ اجلاس بے کار ہے اور ہر تحریک پر کہنا کہ فلاں وزیر بھی نہیں ہے اس کو پینڈنگ کر دیا جائے اور وزیراعلیٰ بھی نہیں اس کو بھی پینڈنگ کر دیا جائے تو پھر اجلاس کو ملتوی کر دیا جائے اگر ان کی دلچسپی نہیں ہے یا اسمبلی کے اجلاس سے بھی زیادہ کوئی اہم مصروفیات ہیں کہ ہم اگر منتخب ہو کر آتے ہیں تو یہاں پر اسی لیے آتے ہیں اگر ہم ممبران ہیں تو ہمارا سب سے بڑا کام یہی ہے کہ ہم قانون سازی کریں اور اسمبلی کی کارروائی میں بھر پور انداز میں شریک ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر. ٹوانہ صاحب۔

وزیر آب کاری و محصولات. جناب سپیکر! میرے فاضل دوست جو کہ ذاتی طور پر بھی میرے بڑے مہربان ہیں، میری ان سے ایک گزارش ہے۔ پنجابی میں کہتے ہیں "ایناں دی تک نئیں پوندی"۔ جناب والا! یہ مہربانی کریں۔ اینا دی تک نئیں پوندی۔ اسیں بیٹھے تے چار پنج آں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹوانہ صاحب درست فرما رہے ہیں۔ اس وقت ہمارے چار وزرائے کرام یہاں پر تشریف فرما ہیں' دو نہیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ان سے عرض کرتا ہوں کہ میری تحریک استحقاق بھی مؤخر ہے' اس لیے کہ وزیر تعلیم موجود نہیں ہیں۔ توجہ دلاؤ نوٹس بھی اس لیے مؤخر تھا کہ جناب وزیر اعلیٰ موجود نہیں تھے۔ جناب لودھی صاحب موجود نہیں تو یہ پینڈنگ ہو گئی۔ ان چار وزرائے کرام کا ہمیں کیا فائدہ! یہ چار کے بجائے چھ بھی ہو جائیں تو ہمارا کیا کر لیں گے۔ متعلقہ وزیر موجود ہو جو ہماری تحاریک استحقاق کا جواب دے تو تب ہی ہم سمجھتے ہیں کہ کوئی وزیر موجود ہے۔

میاں محمود الرشید، جناب والا! آپ اوسط نکال لیں۔ وزراء اور مشیروں کی جو فوج ظفر موج ہے' اس میں سے چار وزراء کی percentage کیا آتی ہے؟ غالباً یہ دس فی صد بھی نہیں بنتے۔ جیسا کہ سیٹھی صاحب نے کہا اگر ساری تحریکیں ملتوی یا مؤخر ہوتی ہیں تو پھر اجلاس برخاست کر دیا جائے۔ جب یہ لوگ اپنی مصروفیات سے فارغ ہو جائیں تو پھر اجلاس طلب کر لیں

میاں منظور احمد موہل، اصل میں بات یہ ہے کہ رانا ثناء اللہ صاحب بھی بیٹھے ہوتے ہیں۔ یہ تو ہمارے ہی ساتھی ہیں جو کسی وجہ سے ایسے ہی ناراض ہو کر وہاں بیٹھے ہیں۔ اب غلام سرور خان صاحب بھی آ گئے ہیں۔ اپوزیشن کے تو ہم دو ہی سیٹ سمجھتے ہیں۔ یہ دیکھیے' کتنے ہیں۔ وہ تو اپوزیشن کے دو ہی ہیں' باقی سارا تو ہاؤس ہی ہے۔

میاں محمود الرشید، جناب والا! میاں منظور صاحب نے تو وہی فارمولا استعمال کیا ہے جیسے پچھلی دفعہ پیپلز پارٹی کے ساتھ ان کا معاملہ ہو گیا تھا۔ ہمارا ایسا معاملہ نہیں ہے۔ ان کا اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ تحریک استحقاق نمبر 25 جناب ممتاز علی چودھری صاحب کی طرف سے ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ میاں محمود الرشید صاحب نے جو نشان دہی کی ہے' آپ میں سے کسی دوست نے کسی بھی تحریک استحقاق یا تحریک التواء کا جواب اگر نہ دینا ہو تو پھر ہم اس کو ختم کروا کے تعلیم اور صحت پر بحث جاری کروا دیں۔ چودھری صاحب! اس سلسلے میں آپ کیا فرمائیں گے؟

وزیر زراعت، جناب سپیکر! معزز ایوان کی یہ روایت ہے کہ جب کوئی معزز رکن تشریف نہیں لاتے تو ان کے behalf پر کوئی ان کی مجبوری ظاہر کر دیتا ہے تو وہ تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار مؤخر ہو جاتی ہے۔ آج ہمارے کچھ ساتھی اپنی کسی مجبوری کی وجہ سے تشریف نہیں لاسکے تو ان کے behalf پر وزیرصحت نے گزارش پیش کی ہے کہ ان کو مؤخر کرلیں۔ وہ تو مؤخر کروانا چاہتے ہیں۔ تو آپ پینڈنگ کر دیں۔ جو ہمارے متعلقہ ہیں ان کے ہم جواب دے دیں گے۔ باقی آپ بحث شروع کروالیں۔ بہت اچھا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری ممتاز علی صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ ان کی طرف سے کوئی request ہے کہ اس کو مؤخر کیا جائے؟۔ نمبر 29 جناب ارشاد احمد سیٹھی کی طرف سے ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، کل میری تحریک نمبر 23 مؤخر کی گئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ ابھی پینڈنگ ہے۔ نمبر 29 بھی آپ ہی کی طرف سے ہے۔ یہ وزیر تعلیم صاحب سے متعلق ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، یہ بھی وزیر تعلیم صاحب کے متعلق ہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا کیا خیال ہے۔ وہ اس کو پیش کرلیں تو اس کا جواب تو وزیر تعلیم ہی دیں گے۔

میاں منظور احمد موہل، آج تو تعلیمی پالیسی پر بحث ہے۔ یہ پیش ہی نہیں ہو سکتی۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب والا! موہل صاحب ویسے تو ہمیشہ بڑے نکتے پیش کرتے رہتے ہیں۔ مگر میں پوچھ سکتا ہوں کہ تعلیمی پالیسی پر بحث ہونی ہو تو تحریک استحقاق پیش نہیں ہو سکتی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، تحریک استحقاق تو آ سکتی ہے' تحریک التوائے کار نہیں آ سکتی۔ منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ میرا خیال ہے کہ اس کو پینڈنگ رکھ لیں تو مناسب رہے گا۔ کیونکہ وہی آپ کی اس بات کا جواب دیں گے۔ لا منسٹر صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے۔ نمبر 30 ممتاز علی چودھری صاحب کی طرف سے ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ ان کی طرف سے کوئی درخواست آئی ہے؟۔۔۔ تو یہ lapse ہو جائے گی۔ جن دوستوں نے صحت اور تعلیم پر بحث میں حصہ لینا ہے' وہ براہ کرم اپنے نام سپیکر تک پہنچا دیں۔ وہ واضح لکھیں کہ انہوں نے صحت پر بحث میں حصہ لینا ہے یا تعلیم پر؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی، دونوں کو اکٹھے لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دنوں کو اکٹھے لینا مناسب نہیں رہے گا۔ پھر ابہام ہو جائے گا۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، تو پھر کسی مقرر کو دو مرتبہ وقت دیا جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، کوشش تو کی جائے گی کہ جو لوگ بھی بولنا چاہیں انہیں وقت دیا جائے۔ آپ اس میں یہ طے کر لیں کہ وقت مقرر کر لیا جائے کہ ایک مقرر کے لیے کتنا وقت رکھ لیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ بات کر سکیں اور صحت اور تعلیم دونوں پر وہ بات کر لیں۔ وقت کی حد مقرر کر لی جائے تو مناسب رہے گا۔ کتنا وقت مقرر کریں؟ تین سے پانچ منٹ مناسب رہے گا؟۔۔۔ آپ نے دو موضوعات پر بحث میں حصہ لینا ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! اس کا تعین آپ مقررین کی تعداد اور اس بات کو مدنظر رکھ کر کہ کن موضوعات پر کتنا بولنا چاہتے ہیں اور وقت ہمارے پاس کتنا باقی ہے اس وقت آپ تعین فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں استثنیٰ ہو سکتا ہے۔ کوئی مقرر بات کر رہا ہو اور وہ relevant ہو تو انشاء اللہ اس کو وقت دے دیں گے۔ لیکن وقت کی حد ضرور مقرر کر لیں' ورنہ confusion ہو جائے گا۔

جناب فرید احمد پراچہ، دس منٹ ضرور ہونے چاہئیں۔ زیادہ مقررین نہیں ہوں گے اور وقت انشاء اللہ بچ جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو پھر دس منٹ ٹھیک ہیں؟

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! وزیر تعلیم کی غیر موجودگی میں تعلیمی پالیسی پر بحث کا کیا کامرہ؟

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ آ جائیں گے۔ وہ تیاری میں مصروف ہیں۔ وہ آپ کی باتوں کا جواب دینے کے لیے آ جائیں گے۔ وزیر صحت بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو پہلے صحت پر بحث کر لیں گے۔ ٹھیک ہے؟ اب تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔ میری پانچ چھ تحاریک التوائے کار پینڈنگ ہیں۔ اس دن میں نہیں پہنچ سکا تھا تو آپ نے کہا تھا کہ اس کے بارے میں بعد میں آپ کو بتائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ڈاکٹر صاحب! اس کا فیصلہ یہاں نہیں ہو سکے گا۔ چیمبر میں بیٹھ کر بات کر لیں گے۔

وزیر صحت : جناب والا! جیسا کہ آپ نے پہلے ایوان میں تجویز پیش کی تھی کہ آج ہم تحاریک استحقاق اور التوائے کار کو postpone کر دیں' کیونکہ کچھ وزراء صاحبان نہیں آسکے اور ان کا جواب نہیں مل سکا۔ کیونکہ صحت اور تعلیم پر discussion open شروع کر دی جائے۔ بجائے اس کے کہ یہ آدھا گھنٹہ بھی ہم تحاریک پر لگا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب کی یہ تجویز بڑی مناسب ہے۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! ہمارا version سن کر پھر آپ فیصلہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں فیصلہ تو نہیں کر رہا' میں تجویز ہی عرض کر رہا ہوں۔ آپ فکر کیوں کرتے ہیں؟ چونکہ اس میں آپ کی ایسی تحاریک التوائے کار ہیں جن کا جواب دینا متعلقہ منسٹر کے لیے ضروری ہو گا۔ تو جب تک وہ یہاں موجود نہیں ہوتے آپ کو صحیح طریقے سے جواب نہیں مل سکے گا۔ آپ اپنی تجاویز فرمائیں کہ آپ اس سلسلے میں کیا حکمت عملی اپنانا چاہتے ہیں؟

جناب غلام سرور خان، جناب والا! دو سو یا سوا دو سو تحاریک التواء اسمبلی سیکرٹریٹ کو دی گئی ہیں۔ اور جو آج تک زیر بحث آئی ہیں وہ غالباً پینتیس یا چھتیس تک ہیں۔ اور جو اسمبلی کا ایجنڈا ہمیں دیا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ غالباً اجلاس 22 تاریخ تک رہے گا۔ دو دنوں میں ہماری تقریباً دو سو تحاریک التوائے کار زیر بحث نہ آسکیں گی۔ میری اس میں استدعا یہ ہے کہ ہمیں کم از کم پیش کرنے کا موقع دیا جائے۔ ہمیں پڑھنے کا موقع دیا جائے۔ اگر وہ منسٹر اس کا جواب دے سکیں تو ٹھیک ہے' ورنہ وہ کم از کم اپنا مسئلہ ایوان کے سامنے تو رکھ سکیں گے۔ تعلیمی پالیسی یا صحت پالیسی واقعی اہم نوعیت کے معاملے ہیں ان پر بھی ہم بات کریں گے۔ لیکن تحاریک التوائے کار کا وقت اس میں نہ ختم کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے جی۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ موجودہ اسمبلی جب سے معرض وجود میں آئی ہے آج یہ پہلا موقع ہے کہ جو نوٹس برائے طلبی توجہ تھا وہ بھی pending ہوا ہے۔ تحاریک

استحقاق کا جو وقفہ تھا وہ بھی pending ہوا ہے اور تحاریک التوائے کار کا جو وقفہ تھا وہ بھی pending ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، pending تو نہیں ہوا۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! pending ہی ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ pending نہیں ہو رہا۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس پر آپ اپنی رولنگ دیں۔ اور دوسرا جو آپ نے ان موصوف کے جوابات کے معاملے کے متعلق فرمایا ہے تو جوابات دینے کوئی مشکل نہیں۔ یہ بڑا سادا سا مسئلہ ہے۔ تو جو لاءمنسٹر صاحب نے ایک ٹیپ بنا رکھی ہے اور وہ ساتھ لے آتے ہیں تو اسے یہاں پر درست کر کے ہر موشن کے بعد چلا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ اب معزز ممبران کی کیا رائے ہے۔ ان کو پیش کر لیں اور بعد میں pending رکھ دیں۔ جس طرح خان صاحب نے فرمایا ہے کہ تحاریک التوائے کار کو پیش کر لیا جائے۔ اگر کسی کا جواب آنا ہے تو ٹھیک ہے۔ اگر جواب نہیں آتا تو اسے next working day کے لیے pending کر لیا جائے۔

وزیر آب کاری و محصولات، (ملک خدا بخش خان ٹوانہ)، جناب والا! ہم نے تو محرک کو مدنظر رکھتے ہوئے گزارش کی تھی کہ اگر متعلقہ وزیر موجود نہیں ہو گا تو مناسب جواب نہیں آسکے گا۔ یہ ان کے لیے۔ اگر چاہتے ہیں تو پیش کر لیں اور اس پر اپنی تقریر کر لیں۔ اور پھر جواب آ کر وہی متعلقہ وزیر صاحب نے بعد میں دینا ہے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں وہ پیش کر دیں اور جواب بعد میں آ جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی کوریجہ صاحب۔

خواجہ محمد اصغر کوریجہ، جناب سپیکر! بات تو بالکل واضح ہے کہ لاءمنسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے اور جس طرح وزیر صحت صاحب نے کہا ہے کہ آج محکمہ صحت پر بھی بحث ہونی ہے جو بہت بڑا محکمہ ہے۔ اگر میرے بھائی اس طرح ماننے کو تیار نہیں ہیں تو آپ ہاؤس میں ووٹنگ کرا لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوریجہ صاحب! ووٹنگ کی ضرورت نہیں ہے۔ اب بڑا اچھا ماحول چل رہا ہے' اس

میں ووٹنگ کی کیا ضرورت ہے؟

خواجہ محمد اصغر کوریجہ، جناب سپیکر! میری یہی تجویز ہے کہ اس کو مطل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ اس کو کر لیتے ہیں۔ جی پراچہ صاحب!

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تعلیم اور صحت دو انتہائی اہم موضوعات ہیں جن پر آج بحث رکھی گئی تھی اور اس بحث کو جس غیر سنجیدگی کے ساتھ لیا جا رہا ہے کہ آج وزیر اعلیٰ نے تشریف لانی تھی اور وہ تشریف نہیں لائے۔ وزیر قانون موجود نہیں ہیں۔ لودھی صاحب جو حکومت کے spokesman ہیں وہ موجود نہیں ہیں۔ وزیر تعلیم موجود نہیں ہیں۔ اور پھر اس کے بعد ممبران بھی موجود نہیں ہیں۔ اپنا اگر کوئی بزنس ہوتا ہے قانون سازی کا یا دوسرا تو اس ضمن میں تو مجبور کیا جاتا ہے اور اس طرف سے اٹھ اٹھ کر آ کر کہا جاتا ہے کہ آپ کورم کی نشان دہی نہ کریں تا کہ یہ قانون سازی کا کام ہو جائے۔ اور ہم یہ تعاون کرتے ہیں کہ کورم کی نشان دہی نہیں کرتے تا کہ قانون سازی کا کام ہو جائے ان کی عدم دلچسپی کے باوجود۔ لیکن جناب سپیکر! یہ حالت ہے کہ تعلیم پر بحث ہونی ہے۔ صحت پر بحث ہونی ہے۔ حکومت کی اہم پالیسیوں پر بحث ہونی ہے۔ تحریک التواء بہت اہم ہے۔ تحریک استحقاق بہت اہم ہے اور نوٹس طلبی توجہ اہم ہے لیکن سارے کے سارے بزنس کے بارے میں آج یہی رویہ ہے کہ جناب چونکہ وزراء موجود نہیں ہیں۔ فلاں وزیر موجود نہیں ہے اس لیے اس کو چھوڑ دیا جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ رویہ بالکل کسی صورت مستحسن نہیں ہے۔ یہ غیر پارلیمانی ہے۔ یہ جمہوری روایات کے منافی ہے۔ اور اس کے علاوہ یہ کہ عملاً یا عمداً اس تھوڑی سی بھی آواز کو دبانے کے مترادف ہے جو آواز ان ایوانوں میں بلند ہوتی ہے اس کو بھی عملی طور پر دبانے کے مترادف ہے جو آواز ان ایوانوں میں بلند ہوتی ہے اس کو بھی عملی طور پر دبانے کے مترادف ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ رویہ اس قابل ہے کہ ہم سب کے سب لوگ اس پر احتجاجاً علامتی واک آؤٹ کریں۔ تا کہ یہ بات ریکارڈ پر آ سکے کہ اس طرح سے عدم دلچسپی کو قبول نہیں کیا گیا اور اس پر ہم احتجاجاً واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ پراچہ صاحب! آپ واک آؤٹ کرنے کی بجائے اپنی باتوں کا جواب حاصل کرنے کے لیے موجود رہیں۔

(اس مرحلے پر حزب اختلاف کے معزز اراکین واک آؤٹ کر گئے)

وزیر زراعت(چودھری محمد اقبال)، جناب سپیکر! فاضل دوستوں کی ناراضگی کی کم از کم ہمیں تو سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ دو بڑے اہم محکموں پر بحث ہونی ہے۔ اور اس ایوان کے فاضل ممبران نے بحث کرنی ہے۔ انہوں نے اس پر اپنے خیالات کا اظہار فرمانا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب میں جناب موہل صاحب اور ملک خدا بخش ٹوانہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ ہمارے معزز بھائیوں کو ایوان میں واپس لے آئیں۔

وزیر زراعت، جناب والا! مجھے بات کرنے کی اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمایئے۔

وزیر زراعت، جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ یہ نہایت ہی اہم محکمہ جات ہیں جن کے بارے میں بات ہونی ہے۔ ہم تو انہیں پورا وقت دے رہے ہیں۔ وزیر صحت اور وزیر تعلیم صاحب دونوں ان کے خیالات اور پوائنٹس نوٹ فرمائیں گے اور ان کا جواب دیں گے۔ اس میں یہ کہنا کہ اسے غیر سنجیدگی سے لیا جا رہا ہے' ایسی کوئی بات نہیں۔ میرے دوست بحث کا آغاز فرمائیں۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ ایوان کے بھی نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ معزز رکن اسمبلی نے ابھی ابھی ارشاد فرمایا ہے کہ سارے آج غیر حاضر ہیں۔ جناب والا! یہ اتفاق کی بات ہے اور میں نے جیسے پہلے ہی اپنی سٹیٹمنٹ میں کہا ہے کہ کسی اہم سرکاری کام کی وجہ سے آج وزیر اعلیٰ صاحب بھی تشریف نہیں لائے اور اتفاق کی بات ہے کہ وزیر قانون صاحب اور وزیر مال صاحب بھی کسی ضروری کام کی وجہ سے آج نہیں آ سکے۔ لیکن اس کے باوجود ایوان کی کارروائی شروع ہے اور ہم نے یہ نہیں کہا کہ تحاریک التواء اور تحاریک استحقاق کو بالکل ختم کر دیا جائے۔ ہم نے ایک رائے دی ہے۔ جناب والا! اگر رکن اسمبلی چاہتے ہیں کہ تحاریک التوائے کار پر بحث ہو تو وہ بخوبی اس پر تحریک پیش کر سکتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں متعلقہ وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری نے اس کا جواب دینا ہے۔ جہاں تک آج کی بحث کا معاملہ ہے تو دو اہم محکمہ جات ہیں محکمہ صحت اور محکمہ تعلیم جن پر بحث ہونی ہے تو میں محکمہ صحت کے حوالے سے آج یہاں موجود ہوں اور اگر رکن اسمبلی چاہیں تو اس پر بحث کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا اچھا موقع ہے کہ وہ کھل کر اپنا اظہار خیال کریں۔ ہمارے محکمے میں جو کمزوریاں ہیں ان کی بھی نشان دہی کریں اور جو ان کے پاس اچھی تجاویز ہیں وہ

بھی پیش کریں تو یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ اس سے ہم جان بوجھ کر اپنی جان چھڑانا چاہتے ہیں۔ قطعی طور پر میں اس چیز کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں اور ان کو اس چیز کی یقین دہانی کراتا ہوں کہ آپ اپنی participation ہاؤس میں کریں اور ہم اس کا باقاعدگی سے جواب دیں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! تھوڑی سی یہ بات آپ بھی محسوس فرمالیں کہ اگر لاء منسٹر صاحب تشریف نہیں لاتے تو ان کی طرف سے کوئی بھی منسٹر ان سب باتوں کا جواب دے سکتا ہے۔ تو آپ کو نمبر 2 بھی تیار رکھنا چاہیے۔

(اس مرحلے پر حزب اختلاف کے معزز اراکین ایوان کے اندر تشریف لے آئے)

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! اس موقع پر میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ایک انتہائی منصب پر ہیں۔ کم از کم آپ اس صورت حال کے بارے میں اپنی رولنگ تو دیں کہ یہ صورت حال کس طرح سے اس ایوان کی روایات کے منافی ہے۔ قومی اسمبلی کے سپیکر کی طرف سے اس بارے میں رولنگ آتی ہے اور لوگوں کی تربیت ہوتی ہے۔ اور پتا چلتا ہے کہ ایوانوں میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کو ذمہ دار کرسی پر بیٹھنے والے حضرات بھی مستحسن نظروں سے نہیں دیکھتے۔ تو اس ضمن میں ہم یہ چاہیں گے کہ آپ اپنی رولنگ بھی ارشاد فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پراچہ صاحب! جو بھی صورت حال ہے وہ آپ کے سامنے ہے اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ آج ہمارے چیف منسٹر صاحب اپنے ضروری کام کی وجہ سے یہاں تشریف نہیں لائے۔ لاء منسٹر صاحب نے بھی استدعا کی تھی کہ وہ بھی ایک ضروری سرکاری کام کی وجہ سے تشریف نہیں لا رہے۔ بہرحال، یہ تو ایک اتفاق ہے کہ آج ہی وہ کسی ضروری کام کی وجہ سے یہاں تشریف نہیں لا سکے۔ لیکن میں یہ استدعا ضرور کروں گا کہ اگر لاءمنسٹر صاحب تشریف نہ رکھتے ہوں تو ان کی طرف سے کوئی دوسرے منسٹر تحریک التوائے کار یا تحریک استحقاق یا کسی دوسری بات کا جواب ہاؤس میں دے سکیں تاکہ ہاؤس کی کارروائی کو ملتوی نہ کیا جائے۔ تو یہ مناسب بات نہیں۔ میں اپنے وزراء کرام سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ براہ کرم آئندہ یہ انتظام فرمالیا کریں۔

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی چودھری صاحب!

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! جب متعلقہ وزیر موجود نہ ہوں تو پارلیمانی سیکرٹری صاحبان ایوان کی کارروائی چلانے کے لیے حکومت کی طرف سے نمائندگی کر سکتے ہیں اور وزیر قانون اگر موجود نہیں ہیں تو پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور یہاں پر موجود ہیں۔ آئینی طور پر بھی ایوان کی روایات کے حوالے سے بھی اور پارلیمانی روایات کے حوالے سے بھی یہ ان کی ذمہ داری بنتی ہے اور وہ یہاں پر ان امور کے بارے میں جواب دے سکتے ہیں۔ یہ ان کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ البتہ اس میں شک نہیں کہ وزراء کی اور پارلیمانی سیکرٹریوں کی عدم موجودگی کی صورت میں ایوان کی کارروائی میں خاص رکاوٹ پڑ رہی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی رانا صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس صورت حال سے متعلق آپ کی آبزرویشن اور آپ کی رولنگ کے لیے پراچہ صاحب نے عرض کیا تھا۔ تو آپ نے جو فرمایا ہے وہ رولنگ کی شکل میں نہیں ہے۔ کیونکہ رولنگ تو definite اور clear ہوتی ہے۔ آپ نے تو بات گول مول کی ہے کہ وہ بھی ٹھیک ہیں اور ہم بھی ٹھیک ہیں۔ تو اس صورت حال سے متعلق آپ اپنی واضح آبزرویشن دیں اور اس رویے سے متعلق آپ ریمارکس دیں تاکہ آئندہ کے لیے اس کا تدارک ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! میں نے پہلے ہی عرض کر دیا ہے۔ میرا خیال ہے آپ متوجہ نہیں تھے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! رولنگ عرض نہیں ہوتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اس وقت متوجہ نہیں تھے۔ میں نے عرض کیا ہے کہ یہ پریکٹس مناسب نہیں اور آئندہ اس قسم کا اعادہ نہیں ہونا چاہیے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ رولنگ عرض نہیں ہوتی۔ آپ عرض کر رہے ہیں، جبکہ ہم رولنگ چاہ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، آپ تشریف رکھیں۔ میں نے جو قواعد وضوابط کے مطابق بات کرنی تھی وہ میں نے کر دی ہے۔

وزیر آب کاری و محصولات، جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اپنے بھائیوں کی خدمت میں یہ

عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے پہلے بھی یہ الفاظ فرمائے ہیں کہ عمداً یہ اس قسم کا رویہ اپنایا گیا ہے اور اب بھی وہ اس چیز پر زور دے رہے ہیں کہ شاید یہ دیدہ و دانستہ کوئی ایسی چیز ہے۔ آپ ہاؤس میں دیکھ لیں۔ اصل بات یہ ہے کہ رمضان شریف کی آمد ہے اور یہ آخری weekend ہے اور آج شادیوں کی بھی اتنی بھرمار ہے۔ ممبرز کی حاضری دیکھ رہے ہیں۔ ان کی حاضری آپ دیکھ لیں کہ ان کی اپنی کیا حالت ہے۔ جو ان کے لیڈر ہیں وہ حاضر نہیں ہیں اور ان کے لیڈر آف دی اپوزیشن نہیں ہیں۔ تو یہ کوئی ایسی بات نہیں۔ یہ کوئی دیدہ و دانستہ نہیں ہے۔ اس میں عمداً والی کوئی بات نہیں۔ ہم اب بھی جو گزارش کر رہے ہیں یہ ان کے فائدے کی بات کر رہی ہیں کہ ان کا مؤقف' ان کی جو چیز ہے گو سننے والا اگر سامنے نہیں بیٹھا اور وہ پڑھنا چاہتے ہیں تو وہ بے شک پڑھ لیں۔ جواب بعد میں متعلقہ منسٹر صاحب دے دیں گے۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ اپوزیشن سائڈ سے بھی حاضری کم ہے اگر ratio/proportion کے حساب سے دیکھا جائے تو ہماری حاضری پھر بھی آپ سے بہتر ہے۔ جناب سپیکر! ہاؤس میں کورم نہ ہے۔ کورم چیک کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خان صاحب! آپ سنجیدہ ہیں کہ مذاق کے موڈ کا تو سوال نہیں؟

جناب غلام سرور خان، میں ہمیشہ سنجیدہ ہوتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی گنتی کریں۔ کورم نہیں ہے پانچ منٹ کے لیے گھنٹی بجائی جائے۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں--- گنتی کی جائے۔ ایوان میں کورم نہیں ہے اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اجلاس کی کارروائی 10 بج کر 36 منٹ پر پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کی گئی)

(اجلاس کی کارروائی 11 بج کر 2 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر دوبارہ شروع ہوئی)

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر افسوس کے ساتھ یہ بات کرنی پڑتی ہے کہ 10 منٹ کے لیے ہاؤس کو ملتوی کیا گیا تھا اور اب تقریباً 25 منٹ ہو گئے ہیں یہ دس منٹ---

میاں منظور احمد موہل، ابھی کورم کا فیصلہ نہیں ہوا اس لیے اس مسئلے پر بات نہیں ہو سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، موہل صاحب! تشریف رکھیں۔

جناب غلام سرور خان، جناب والا! کورم پورا کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خان صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ گنتی کی جائے۔۔۔ہاؤس میں کورم ہے۔

میاں شہباز احمد، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں صاحب! میرا خیال ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر وقت ضائع نہ کیا جائے' اب معمول کی کارروائی کو آگے بڑھانا چاہیے۔

جناب غلام سرور خان، جناب والا! کورم پورا کرنے کے لیے ہاؤس 15 منٹ کے لیے ملتوی کیا گیا تھا اور اب 25 منٹ ہو گئے ہیں۔ 10 منٹ فالتو دے کر کورم پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور یہ بھی خلاف ضابطہ کارروائی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خان صاحب! آپ تشریف رکھیں صحیح وقت پر دوبارہ اجلاس بلایا گیا ہے۔

میاں منظور احمد موہل، جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

قانون استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1972ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

میاں منظور احمد موہل، جناب سپیکر! میں صوبائی اسمبلی پنجاب استحقاقات 1972ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے متعلق مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ قواعد وضوابط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء نظر ثانی کرنے اور قواعد میں ترامیم کرنے کے بارے میں اپنی سفارشات مرتب کرنے کے لیے مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ

31۔ مئی تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، توسیع کر دی جائے؟

(تحریک منظور کی گئی)

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر، اب درخواست ہائے رخصت کو لیتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز

سیکرٹری اسمبلی، ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب لکھتے ہیں کہ میرے ایک عزیز کا انتقال ہو گیا ہے جس کی وجہ سے میں اجلاس میں شرکت نہ کر سکوں گا۔ لہٰذا 18,17 اور 22,21 فروری کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! میں نکتۂ ذاتی وضاحت پہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ اجازت فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمایئے۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! یہ عام معاملہ ہے اور اسمبلی میں پہلے بھی زیر بحث آ چکا ہے تو میں ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ میں نے ہی پوائنٹ آؤٹ کیا تھا اب میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی کون سا مسئلہ ہے؟

جناب تاج محمد خان زادہ، جناب والا! پچھلے دنوں آئی جی صاحب کے بارے میں ایک بیان اخبار میں چھپا تھا اس کے متعلق میں نے اپنی رائے کا اظہار کیا تھا۔ نہ صرف میں نے کیا تھا بلکہ چند اور معزز ممبران اسمبلی نے بھی کیا تھا۔ اس کے بعد اسمبلی میں بھی اس بیان کو discuss کیا گیا اور میری یہ تجویز تھی کہ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے تاکہ حقائق سامنے آئیں اور بعد میں جو صورت حال میرے سامنے آئی تو میں ضروری سمجھتا تھا کہ میں آپ کی اجازت سے اپنی پوزیشن کو واضح کر دوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے جو اس وقت بھی بات کی تھی اپنے ضمیر کے مطابق کی تھی' کیونکہ ان اداروں میں کسی شخص کی یا کسی ذات کی پسند یا ناپسند کی بات نہیں بلکہ جہاں اداروں کا تقدس برقرار رکھا جاتا

ہے وہاں میں نے ایک ادارے کے سربراہ کے متعلق بات کی تھی' ان کی ذات سے متعلق میں نے بات نہیں کی تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب اس میں آپ وضاحت کیا کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! میں یہی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جو بات میں آج کر رہا ہوں وہ کسی غوشلد کی وجہ سے نہیں کر رہا کیونکہ میں اس دن کے بعد ان سے ملا نہیں ہوں بلکہ میرے ایک دوست نے کل مجھے ایک وڈیو کیسٹ دکھائی جس میں آئی جی صاحب کی تقریر تھی۔ اسے دیکھ کر جو حقائق میرے سامنے آئے ہیں کہ آئی جی صاحب نے وہ الفاظ ادا نہیں کیے بلکہ اخبارات نے اسے بڑھا چڑھا کر اس انداز میں پیش کیا جس سے یہ ضروری تھا اور اب بھی میں اپنے مؤقف پر قائم ہوں کہ اگر آئی جی صاحب نے وہ الفاظ کہے ہوتے اور میرے نوٹس میں آتے یا آئندہ بھی کوئی بھی شخصیت چاہے وہ بڑے سے بڑے عہدے پر بھی قائم ہوگی جب ان اداروں کے تقدس کو پامال کرے گی ان اداروں کے مفادات کے خلاف بات کرے گی تو ہم اس کا نوٹس ضرور لیں گے اور اس کے خلاف ضرور آواز بلند کریں گے۔ لیکن اس کیسٹ کو دیکھ کر مجھے یہ معلوم ہوا کہ یہ اخبارات نے بات بڑھائی ہے اور میں آپ کے توسط سے صحافی برادری سے بھی یہ درخواست کروں گا کہ خدا کے لیے ایسی خبر شائع نہ کریں جس کا وجود بھی نہ ہو' کیونکہ اس طرح سے نہ صرف ہمارے اداروں کا تقدس پامال ہو رہا ہے بلکہ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت محاذ آرائی قائم کی جا رہی ہے۔ جناب والا! آئی جی صاحب نے اس بات کی تردید کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ غلط فہمی دور ہو چکی ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں بھی تھوڑا سا add کرنا چاہوں گا کہ جس دن آپ نے پوائنٹ آؤٹ کیا تھا اس دن میں ہی صدارت کر رہا تھا۔ تو یہ بات آپ کی درست ہے۔ میری معلومات کے مطابق آئی جی صاحب نے اپنی تقریر میں یہ الفاظ نہیں کہے اور اخبار میں جو رپورٹنگ آئی تھی وہ درست نہیں تھی۔ میں تمام ایوان کو اس سلسلے میں مطلع کر دینا چاہتا ہوں۔

میاں منظور احمد موہل، پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر اسی بارے میں ہے چونکہ جس روز فاضل رکن شوکت داؤد صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا اس وقت میں نے بھی چند ایک باتیں کہی تھیں لیکن اخبارات نے اس روز بھی میرے بارے میں یہ خبر لگا دی کہ آئی جی کا کردار گھٹیا ہے حالانکہ میں نے یہ بات قطعاً نہیں کی تھی۔ میں نے کہا تھا کہ پولیس کا رول گھٹیا ہے۔ جناب والا!

ہم تین ممبران اسمبلی شوکت داؤد صاحب' میں اور چودھری محمد فاروق نے ایک جگہ بیٹھ کر یہ وڈیو دیکھی ہے' اس سارے کیس کو مکمل سنا ہے۔ انہوں نے جو جھنگ میں تقریر کی ہے انہوں نے قطعاً نہ علماء اور نہ سیاست دانوں کسی کے خلاف بات نہیں کی۔ اب بات یہ پیدا ہوتی ہے کہ یہ بات کیسے ہو تو میں دست بستہ فاضل صحافی بھائیوں سے عرض کروں گا کہ خدا کے لیے آپ بھی اس ملک کے شہری ہیں' انتظامیہ بھی ہم بھی سب اسی ملک کے باشندے ہیں۔ اگر اس ملک کو قائم رکھنا ہے' اس میں ترقی کرنی ہے' جمہوریت کو بحال رکھنا ہے' تو خدا کے لیے صحافت کو دیانت داری کے ساتھ استعمال کریں۔ وہ خبر جس کا وجود بھی نہ ہو کم از کم اس کو نہ لگایا کریں۔ کیونکہ اس خبر کا قطعاً کوئی وجود نہیں تھا' قطعاً کسی کے بارے میں آئی جی صاحب نے ذکر نہیں کیا تھا۔ ہم نے تو اس خبر کو دیکھ کر کے' اخبار پر یقین کر کے' اخبار کی خبر کو اندھا دھند درست تسلیم کرتے ہوئے اپنی اسمبلی میں آواز اٹھائی تھی کہ اگر آئی جی صاحب نے یہ بات کی ہے تو ہم اسے condemn کرتے ہیں۔ ایسی بات ہم ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ پریس کے ہمارے فاضل دوست جو یہاں پر تشریف لاتے ہیں یا باہر کی خبروں کو جو صحافی بھائی cover کرتے ہیں۔ ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم سب اس ملک کے باشندے ہیں۔ اس ملک کی بہتری کے لیے ہمیں ہر بات کرنی چاہیے۔ لہذا آئندہ وہ ایسی بات نہ کیا کریں جس سے کہ اس طرح کا تاثر پیدا ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ میرے خیال میں اب اس مسئلے پر مزید کسی بحث کی ضرورت نہیں ہے اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔ فرداً فرداً اس پر مزید بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ خان زادہ صاحب!

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Please treasury benches listen to me.

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اپنی بات کریں۔ اور آپ چیئر کو ایڈریس کریں۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: The matter is very important.

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' آپ فرمائیں۔

جناب تاج محمد خان زادہ ، جناب والا! ہمارے ایک معزز رکن ملک عطا عرف فتح خان ہیں۔ آپ سب کو اس کے خاندان اور شخصیت کے متعلق معلوم ہے۔ آج اخبار میں لکھا ہوا ہے کہ کل جب منسٹر غلام حیدر وائیں وہاں پر گئے تو چند بدمعاش ان کی موٹر کے پاس آئے اور انہوں نے ملک صاحب کے خلاف نعرے لگائے اور ان کو ایک قتل کے کیس میں مجرم ٹھہرانے کی کوشش کی۔ اخبار میں لکھا ہوا ہے کہ

ملک صاحب نے اس وقت اپنے جو ان کے باڈی گارڈ تھے ان سے کلاشنکوف لینے کی کوشش کی اور ان کو شوٹ کرنے کی بھی کوشش کی۔ یہ خبر پڑھ کر مجھے افسوس بھی ہوا کہ یہ ہونا بھی نہیں چاہیے تھا اور یہ ہو بھی نہیں سکتا۔ میں نے ابھی جا کر ٹیلی فون پر ڈپٹی کمشنر سے بات کی اور پوچھا کہ اس خبر میں کچھ صداقت ہے یا نہیں ہے؟ انہوں نے مجھے یہ کہا کہ نہیں کچھ بھی نہیں ہوا۔ نہ کلاشنکوف تھی اور نہ ہی کوئی اور چیز۔ چند لوگوں نے shouting ضرور کی لیکن وائیں صاحب نے ان کو کہا کہ آپ، اگر کوئی واقعات ہیں تو وہ بتائیں آپ ایسے شور مت ڈالیں۔ جناب والا! میں یہ پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتا ہوں کہ "فرنٹیئر پوسٹ" نے آج دو خبریں لگائی ہیں۔ ایک انہوں نے یہ خبر لگائی ہے کہ پنجاب اسمبلی کے ممبران کی تنخواہیں اور الاؤنسز سنٹرل گورنمنٹ کے ممبران کے برابر ہو گئی ہیں۔ حالانکہ یہ قطعی جھوٹ ہے۔ اس کے علاوہ دوسری خبر جو ہے وہ ایک اس ایوان کے معزز رکن کو بدنام کرنے کے لیے یہ لکھا گیا ہے کہ اس نے کلاشنکوف سے احتجاج کرنے والے لوگوں کو شوٹ کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اسمبلی unanimously اس جھوٹ کے پلندے کو condemn کرے اور ان کو وارننگ دے کہ آپ ان جھوٹی خبروں سے باز آئیں۔ ورنہ آپ یہاں پر خبریں مت دیا کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، آپ نے یہاں پر تردید کر دی ہے اور یہ اسمبلی کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اب ہم روٹین کی کارروائی کو لیتے ہیں۔ جس وقت کورم پوائنٹ آؤٹ کیا گیا تھا اس وقت تحاریک التوائے کار کے لیے وقفہ تھا۔ اس وقت یہ بات بھی چل رہی تھی کہ آج تحاریک التوائے کار کے لیے جو وقفہ ہے اسے ختم کیا جائے اور آج جو تعلیم اور صحت پر عام بحث ہے۔ اسے شروع کیا جائے۔ میں معزز اراکین سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ اس سلسلے میں میری رہنمائی فرمائیں کہ تحریک التوائے کار کے لیے جو وقفہ ہے اسے ختم کر دیا جائے یا ٹیک اپ کیا جائے۔

آوازیں، تحاریک کو ختم کر دیا جائے۔

جناب غلام سرور خان، جناب والا! اس سلسلے میں کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خان صاحب! میں ہاؤس سے پوچھ ہی رہا ہوں۔

جناب غلام سرور خان، اور consensus اس بات پر آ رہا ہے کہ تحاریک التوائے کار کو ٹیک اپ کیا جائے۔ وزراء صاحبان بھی یہاں تشریف رکھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے وقت تو پہلے ہی کافی ضائع کر دیا ہے۔ عام بحث کے لیے بھی دو اڑھائی گھنٹے چاہییں تھے۔ معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس سلسلے میں کیا ارشاد فرمائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون (چودھری شاہد اکرم بھنڈر)، ویسے تو جو بھی فیصلہ ہاؤس کرے گا وہی فیصلہ ہو گا۔ لیکن اگر میرے فاضل دوست اسے ٹیک اپ کرنا چاہیں تو میں اس کے لیے تیار ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر، پراچہ صاحب! آپ کی طرف سے تحریک التوائے کار نمبر 41 ہے۔ آپ اسے پڑھ دیں۔

پاکستان میں سابق امریکی سفیر کا ملکی حالات پر ناروا تبصرہ

جناب فرید احمد پراچہ، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جنگ 30 اکتوبر میں سابق امریکی سفیر نکولس پیٹ کا یہ بیان شائع ہوا ہے کہ پاکستان کو آبادی پر کنٹرول، فوج میں کمی کرنا ہو گی اور معیشت کو آزاد کرنا ہو گا۔ انہوں نے اپنے بیان میں مزید کہا کہ میں نے پاکستان کے لیے یہ ایجنڈا دیا ہے اور اسی میں پاکستان کی بہتری ہے۔ سابق امریکی سفیر کا یہ بیان پاکستانی معاملات میں امریکی مداخلت کی شدت کو آشکارا کرتی ہے۔ جب صورت حال یہ ہو کہ سابق سفیر بھی جاتے جاتے یہ پیغام دے جائے کہ پاکستان کو اپنی فوج کم کرنی چاہیے اور آبادی کو کنٹرول کرنا چاہیے تو پھر سمجھا جا سکتا ہے کہ ہمارے حکومتی معاملات ہماری قومی پالیسیوں ہماری ترجیحات اور ہمارے مستقبل پر امریکہ کس طرح اثر انداز ہو رہا ہے۔ پاکستان کی فوج میں کمی کی تجویز دراصل آزادی کشمیر کے اس فیصلے کی ناکام امریکی کوشش ہے اگرچہ نکولس پیٹ کا یہ بیان بظاہر اس کی انفرادی رائے ہے۔ لیکن دراصل یہ پاکستان کے بارے میں امریکی عزائم کو بے نقاب کرتا ہے۔ چونکہ اس مسئلے کا تعلق ملکی سالمیت سے ہے۔ اس لیے پنجاب اسمبلی اس بات کا حق رکھتی ہے کہ اس معاملے کو زیر بحث لا کر مرکزی حکومت تک اپنے جذبات پہنچائے اس لیے گزارش ہے کہ اجلاس ملتوی کر کے اس اہم موضوع کو زیر بحث لایا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون (چودھری شاہد اکرم بھنڈر)، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے

اپنی تحریک التواء کو ایک اخباری خبر کی بنیاد پر پیش کی ہے۔ حالانکہ انہوں نے جو حوالہ دیا ہے وہ امریکی سفیر کا ہے اور جس کی کوئی authenticity نہیں ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے اس میں جو ذکر کیا ہے وہ ایک حساس ادارے کے بارے میں ہے' اس لیے میرے خیال میں اس کے بارے میں کوئی بحث نہیں ہونی چاہیے۔ کیونکہ اس میں کافی معاملات سیکرٹ ہوتے ہیں۔ ویسے بھی اس تحریک کی ایسی کوئی نوعیت نہیں ہے اور بڑی پرانی خبر کو انہوں نے بنیاد بنایا ہے۔ لہٰذا اس سلسلے میں میری گزارش یہی ہے کہ اس تحریک کو رول آؤٹ فرمائیں اور اس پر بحث کی اجازت نہیں ملنی چاہیے۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں عرض کرتا ہوں کہ یہ اخباری خبر نہیں ہے اخباری بیان ہے۔ خبر اخبار والوں کی طرف سے ہوتی ہے اور بیان اس فرد کا ہوتا ہے جو دیتا ہے۔ اور اگر اس کی طرف سے تردید نہ آئے تو پھر وہ اسی کا ہی بیان سمجھا جاتا ہے اور اس بیان کی میں نے کوئی تردید نہیں پڑھی اور نہ ہی اس کی تردید آئی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ فوج کے بارے میں نہیں ہے بلکہ ملکی سالمیت کے بارے میں ہے کہ ملکی سالمیت کو اس لحاظ سے خطرہ ہے اور اس بیان کو پاکستان کے معاملات میں مداخلت کے نقطہ نظر سے دیکھنا چاہیے اور یہ صوبے کا سب سے بڑا ایوان ہے پھر پنجاب ہمارے ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہے اور پھر فوج کا زیادہ تر تعلق بھی اسی صوبے سے ہے اور اسی طرح سے ہمیں نہ صرف اس پر بات کرنے کا حق پہنچتا ہے بلکہ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ اسی طرح کی مداخلت کے اگر معاملات آئیں تو ان کو زیر بحث لائیں تاکہ ہمارے جذبات مرکزی حکومت تک پہنچ سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پراچہ صاحب! جہاں تک آپ کی اس تحریک التوائے کار کا تعلق ہے آپ یہ جانتے ہیں کہ ہمارے جو متعلقہ قواعد وضوابط ہیں اس پر یہ پورا نہیں اترتی۔ یہ ایک آدمی کی رائے ہے اور اخباری سٹیٹمنٹ ہے۔ یہ تحریک التوائے کار متعلقہ ضابطے کے مطابق نہیں ہے لہٰذا میں اسے رول آؤٹ کرتا ہوں۔ تحریک التوائے کار نمبر 42 بھی پراچہ صاحب کی طرف سے ہے۔

اشیاء صرف کی قیمتوں میں اضافہ

جناب فرید احمد پراچہ، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وفاقی وزیر صنعت نے بتایا ہے کہ 92-1991ء کے بجٹ کے بعد سے 16 ستمبر 1992ء تک تقریباً چار ماہ میں

چینی کی قیمت میں 14.05 فی صد آٹے کی آٹے کی قیمت میں 7.13 گھی کی قیمت میں 11.10 پیاز کی قیمت میں 139.86 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ اشیائے ضرورت کی قیمتوں میں اس بے پناہ اضافہ نے ملک کے غریب عوام کی زندگی اجیرن کر دی ہے۔ یہ اضافہ تو سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ہے حقیقی اضافہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ ہے۔ افراط زر۔ نوٹ چھاپنے کی پالیسی عیاشی' کرپشن' کمزور اقتصادی پلاننگ اور غیر ملکی سودی قرضوں نے معیشت کو کھوکھلا بنا دیا ہے۔ ملک بالخصوص صوبہ پنجاب کے عوام اس صورت حال پر شدید مضطرب ہیں۔ مہنگائی ایک عذاب کی صورت میں ان پر مسلط ہو چکی ہے۔ اور وہ اس کا ذمہ دار حکومت کو سمجھتے ہیں۔ اس صورت حال کا تقاضا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اس اہم موضوع کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی' معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون (چودھری شاہد اکرم بھنڈر)، جناب والا! میرے دوست کی یہ تحریک التوائے کار نمبر 42 ہے۔ انہوں نے مختلف اشیائے خوردنی کی قیمتوں پر بحث کرنے کے لیے یہ تحریک پیش کی ہے۔ جناب والا! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ یہ جو price factor ہے یہ تو انٹرنیشنل events پر بھی منحصر ہے۔ اور ویسے بھی یہ طلب اور رسد معاشیات کے factors ہیں جس سے قیمتوں میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ اور اس میں حکومت کا اتنا کنٹرول نہیں۔ حکومت جو کنٹرول کرتی ہے وہ جو طے شدہ قیمتیں ہیں اس پر وہ کنٹرول کرتی ہے۔ حکومت نے اس سلسلے میں اپنی مختلف ایجنسیوں کو یہ ہدایات بھی جاری کی ہیں کہ جو قیمتیں ہیں ان کو کنٹرول کیا جائے۔ اس سلسلے میں اکثر اوقات مجسٹریٹ صاحبان جاتے ہیں اور قیمتیں چیک کرتے ہیں۔ جو لوگ اشیاء گراں کرتے ہیں یا زیادہ پیسے چارج کرتے ہیں وہ ان کا چالان بھی کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے حکومت کوشش کر رہی ہے جو کچھ بھی حکومت کے کنٹرول میں ہے۔ اور جو قیمتیں حکومت کے کنٹرول میں نہیں ہیں۔ مثلاً راشننگ کے بعد صوبائی حکومت کا چینی کی قیمتوں پر کوئی کنٹرول نہیں۔ باقی جہاں تک دوسری اشیاء کی قیمتوں کا تعلق ہے وہ تو خود ہی مارکیٹ میں جتنی طلب ہوتی ہے اس کے مطابق وہ fluctuate کرتی رہتی ہیں۔ میری گزارش ہے کہ یہ تو اتنی اہمیت کا معاملہ نہیں اور حکومت economic factors کے مطابق جو قابل کنٹرول آئٹمز نہیں ہیں' ان پر کنٹرول بھی نہیں کر سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب پراچہ صاحب۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! آپ کی اجازت سے یہ عرض کروں گا کہ یہ معاملہ حکومتوں کے ہی کنٹرول کرنے کا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جب پیپلز پارٹی کی حکومت تھی تو مہنگائی کا ذمہ دار آئی جے آئی نے مسلم لیگ نے جو اس وقت کے ذمہ داران ہیں انہوں نے اس وقت پیپلز پارٹی کو قرار دیا تھا اور اس کی حکومت کو اس کا ذمہ دار قرار دیا تھا۔ اس لیے یہ حکومتیں اس سے بری الذمہ نہیں ہوسکتیں۔ اور میں خاص طور پر اسے اس موقع پر اس لیے لے آیا ہوں کہ رمضان المبارک شروع ہونے والا ہے۔ اشیائے صرف کی قیمتوں میں اور زیادہ اضافے کا خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔ اور یہ ہمارا اجلاس رمضان شریف سے پہلے ہی ختم ہو رہا ہے۔ ہمیں اس بارے میں ضرور بحث کرنی چاہیے۔ اگر تحریک التوائے کار پر بحث ہو گی تو ہم ایسے اقدامات تجویز کریں گے کہ جس کے ساتھ حکومت خود اس کو کنٹرول کر سکتی ہے اور اس کو کم کر سکتی ہے۔ اور میں نے اس میں وجہ بھی بتائی ہے مثلاً افراط زر ہے، نوٹ چھاپنے کی پالیسی ہے ایسی کئی دوسری چیزیں ہیں یہ سب حکومت کی سطح پر ہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پراچہ صاحب! لاء اینڈ آرڈر پر ابھی بحث ہونی ہے۔ آپ اس مسئلے کو اس وقت اٹھا سکتے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ تو اب آپ اس کو پریس نہیں کرتے؟

جناب فرید احمد پراچہ، اس وقت پریس کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں! پراچہ صاحب پریس نہیں کرتے۔ پراچہ صاحب تحریک التواء کار نمبر 43 بھی آپ کی طرف سے ہی ہے۔ جن معزز ممبران نے تعلیم اور صحت پر بحث میں حصہ لینا ہے وہ براہ کرم اپنے نام سپیکر تک پہنچا دیں۔

ویڈیو کیسٹ کے ذریعے گوجرانوالہ میں قابل اعتراض مواد پر مبنی ویڈیو کیسٹ کی فروخت

جناب فرید احمد پراچہ، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" 30 اکتوبر میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ گوجرانوالہ کے مختلف وڈیو سنٹروں پر ایک ایسی فحش اور وطن دشمن کیسٹ وسیع پیمانے پر فروخت ہو رہی ہے جس کے ذریعے بانی پاکستان

کی شخصیت کو داغ دار کرنے کی مذموم کوشش کی گئی ہے۔ مے خانے کی چہ مگوئیاں نامی اس ویڈیو کیسٹ میں سندھ کی ایک معروف لسانی تنظیم کے عہدیدار کے بھائی کو اداکار کے طور پر ظاہر کیا گیا ہے۔ اس میں سخت فحش اور بے حیائی کے مناظر فلم بند کیے گئے ہیں جن سے اسلامی اور اخلاقی قدریں پامال کی گئی ہیں۔ ایک ہندو لڑکی کے ذریعے بانی پاکستان کے کردار کو مسخ کر کے پیش کیا گیا ہے۔ یہ معاملہ انتہائی تشویش ناک ہے۔ وڈیو سنٹر پر ایسے متعدد وڈیو کیسٹ سرعام فروخت ہو رہے ہیں جن سے فحاشی عریانی کے علاوہ وطن اور اسلامی اقدار سے نفرت سکھائی جا رہی ہے۔ حکومت اس سلسلے میں مجرمانہ غفلت سے کام لے رہی ہے۔ اسے اپنے اقتدار کے دوام واستحکام سے ہی فرصت نہیں اور وہ بانی پاکستان کے کردار اور تقدس کی حفاظت کرنے سے بھی قاصر ہے۔ یہ اہم مسئلہ تقاضا کرتا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اس موضوع کو زیر بحث لایا جائے۔

(اس مرحلے پر سردار فرحت عزیز مزاری کرسئ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب چیئرمین۔ جی بھنڈر صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون۔ جناب والا! میرے فاضل دوست نے اپنی جو تحریک التوائے کار نمبر 43 پیش کی ہے انہوں نے وڈیو کیسٹ کو اس کی بنیاد بنایا ہے۔ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ گوجرانوالہ کی انتظامیہ بشمول ڈپٹی کمشنر کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ اس وڈیو کیسٹ کو برآمد کروایا جائے۔ لیکن ایسی کوئی بھی وڈیو کیسٹ کسی بھی دکان یا جگہ سے برآمد نہیں ہوئی۔ لہٰذا میرے جو بھائی اس وڈیو کیسٹ کی بات کرتے ہیں وہ تو صرف چہ مگوئیاں ہیں۔ ویسے بھی انہوں نے اپنی اس تحریک التوائے کار کو ایک اخباری خبر کی بنیاد بنایا ہے جو کہ رولز کے مطابق نہیں ہے۔ چونکہ انہوں نے یہ ایک بالکل ہی مبہم سی بات کی ہے۔ میرے خیال کے مطابق وہ کیسٹ جو مے خانے کے نام سے جانی جاتی ہے وہ بالکل exist نہیں کرتی۔ کم از کم انتظامیہ کو اس کیسٹ کے بارے میں بالکل کوئی علم نہیں۔ اگر میرے فاضل دوست نے کہیں دیکھی ہے یا یہ اس کی کوئی نشان دہی کر سکتے ہیں تو ہم ویسے ہی حاضر ہیں۔ ویسے بھی حکومت کی جو پالیسی ہے وہ فحاشی اور عریانی کو ختم کرنے کی ہے اور حکومت نے اس بارے میں سخت ہدایات دی ہیں اور احکامات بھی جاری کیے ہیں۔ جناب والا! اگر وہ اس کی کوئی نشان دہی کریں تو حکومت ویسے ہی اس کا نوٹس لے کر متعلقہ افراد کے خلاف سخت کارروائی کرنے کے لیے تیار ہے۔

جناب چیئرمین: تو پراچہ صاحب! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی وضاحت کے بعد میرے خیال میں اس کی گنجائش نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ under the normal law بھی اگر آپ نشاندہی کریں گے تو اس کے خلاف کارروائی ہو گی۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! صرف اتنی گزارش ہے کہ انہیں ان اخبار کے نمائندوں سے بھی پوچھنا چاہیے تھا کہ جنہوں نے یہ خبر شائع کی ہے' ان کا ذریعہ کیا ہے اور یہ خبر جو اتنی واضح طور پر شائع ہوئی ہے۔ اس خبر کی اصل میں حقیقت کیا ہے۔ اس لیے کہ اگر پولیس کے ذریعے سے آپ کسی وڈیو کیسٹ کو برآمد کرنا چاہیں گے تو وہ برآمد نہیں ہو گی۔ کیونکہ پولیس تو افراد غائب کرنے میں یا برآمد کرنے میں اپنی مرضی کرتی ہے۔ اس لیے اگر یہ اس بات کی یقین دہانی کروائیں کہ اخبار کے ان متعلقہ افراد سے رہ نمائی لے کر اس کو فی الواقع معلوم کرنے کی کوشش کریں گے۔ میں اسے پریس نہیں کروں گا۔

جناب چیئرمین: اخبارات تو آزاد ہیں وہ تو اپنا ذریعہ ہرگز نہیں بتائیں گے۔ ویسے بھی اخباری خبر کی بنیاد پر تحریک التوائے کار نہیں آسکتی۔ تو اگر آپ پریس نہیں کرتے تو اسے drop سمجھیں گے۔ تو آپ اسے پریس نہیں کرتے؟

جناب فرید احمد پراچہ: پریس نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین: اگلی تحریک نمبر 44 پراچہ صاحب کی طرف سے ہے۔

کاغذ کی قیمت میں اضافہ

جناب فرید احمد پراچہ: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ کامرس سروے کے مطابق کاغذ کی قیمتوں میں دو ہزار روپے فی ٹن کا اضافہ ہو چکا ہے ایک ہفتہ میں درسی کتابوں کی قیمتیں 15 فیصد تک بڑھائی گئی ہیں چار سال میں کاغذ کی قیمت -/13700 روپے سے بڑھ کر 33 ہزار روپے فی ٹن ہو گئی ہے۔ ملک میں تیار ہونے والے پیپر کی قیمت 33 ہزار روپے فی ٹن ہے۔ جبکہ چین میں تیار ہونے والا پیپر 14 ہزار روپے فی ٹن امپورٹ ہوتا ہے۔ فلائنگ پیپر مل کے مالکان حکمرانوں کے رشتہ دار ہیں انہوں نے چار سال میں کاغذ کی قیمت 14 ہزار سے بڑھا کر 33 ہزار

روپے کر دی ہے۔ تدریسی کتب اور کاپیاں مہنگی ہو گئی ہیں۔ نیز اسلامی علمی و ادبی کتب کی قیمتوں میں بھی ناقابل برداشت اضافہ ہوا ہے ہمارے ہاں مطالعہ کتب کا رواج پہلے ہی کم ہے۔ اور لائبریریوں پر پہلے ہی کم رقم خرچ کی جاتی ہے۔ اب کاغذ کی قیمتوں میں اس اضافے نے رہی سہی کسر پوری کر دی ہے اور اسسے علمی ناقدری اور زوال علم و عرفان کا ناقابل تلافی سانحہ رونما ہو رہا ہے۔ کاغذ کی قیمتوں کا تعلق اگرچہ مرکزی حکومت سے ہے لیکن چونکہ پنجاب کے عوام بھی اس صورت حال سے متاثر ہیں اسی لیے صوبے کے عوام کے احساسات مرکز تک پہنچانے کے لیے اہم موضوع کو زیر بحث لایا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون (چودھری شاہد اکرم بھنڈر)۔ جناب سپیکر! جناب فرید احمد پراچہ نے اپنی تحریک التوائے کار نمبر 44 میں جس موضوع کو بنیاد بنایا ہے وہ ہے کاغذوں کی قیمت میں اضافہ' جناب والا! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ کاغذ کی قیمت پر کنٹرول صوبائی حکومت کا نہیں۔ یہ صوبائی حکومت کے دائرہ کار سے باہر ہے۔ وفاقی حکومت پرائسز کنٹرول ایکٹ 1977ء کے تحت قیمتوں کو کنٹرول کرتی ہے۔ اس سلسلے میں صرف وفاقی حکومت ہی کوئی کارروائی کر سکتی ہے۔ چنانچہ میری گزارش ہے کہ چونکہ ان کی تحریک التوائے کار کا تعلق وفاقی حکومت سے ہے اور یہ صوبائی حکومت کے دائرہ کار میں نہیں آتی اس لیے اس کو رول آؤٹ فرمایا جائے۔

جناب چیئرمین، پراچہ صاحب! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو فرمایا ہے' یہ تو فیڈرل سبجیکٹ بنتا ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ، ہمیں یہ یقین دہانی تو کرا سکتے ہیں کہ مرکزی حکومت تک یہ احساسات اور جذبات پہنچائیں گے کہ پنجاب کے عوام اس بات سے پریشان اور مضطرب ہیں۔ کم از کم یہ احساسات تو پہنچانے چاہئیں۔ یہ تو ان کی ذمہ داری ہے۔

جناب چیئرمین، احساسات تو پہنچ جائیں گے۔ جب ایوان میں ایک مسئلہ پیش ہوتا ہے اور زیر بحث آتا ہے تو وفاقی حکومت خود بخود اس مسئلے کا نوٹس لے گی۔ کیونکہ یہ فیڈرل سبجیکٹ ہے' ہم اس پر بحث نہیں کر سکتے۔ اس لیے یہ inadmissible ہو گا۔ نمبر 45' جناب فرید احمد پراچہ صاحب!

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! یہ امن و امان سے متعلق ہے۔ میں امن و امان پر بحث میں ہی اس کو سمیٹ لوں گا۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ نمبر 46 تو 39 کے ساتھ discuss ہو گئی ہے۔ نمبر 47' جناب فرید احمد

پراچہ صاحب۔

بھارتی فوج کے ہاتھوں دو پاکستانی نوجوانوں کی شہادت کے واقعے کی طرف بین الاقوامی ذرائع ابلاغ کو متوجہ کرنا

جناب فرید احمد پراچہ: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ بھارتی فوج کے ہاتھوں شہید ہونے والے دو پاکستانی نوجوان انتخاب اور حبیب اللہ کے چچا حافظ بھوک ہڑتالی کیمپ میں انتقال کر گئے۔ اس طرح سے ہمارے حکمرانوں اور وزارت خارجہ کے افسران کی بے حسی اور عدم دلچسپی کے باعث ایک اور بے گناہ فرد انتقال کر گیا اگر ہمارے وزراء کرام اور افسران بھارت سے مؤثر احتجاج کرتے اور بھوک ہڑتالی کیمپ میں بروقت پہنچ کر مظلوموں کو حکومت کی مدد کا یقین دلاتے تو یہ سانحہ پیش نہ آتا۔ حکومت بین الاقوامی ذرائع ابلاغ کو متوجہ کرنا تو کجا خود اپنے ٹی وی کے ذریعہ بھی اس معاملہ کو اجاگر نہ کیا یہ معاملہ تقاضا کرتا ہے کہ اس اہم صورت حال کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: جناب سپیکر! پراچہ صاحب نے اپنی تحریک التوائے کار نمبر 47 اس بارے میں پیش کی ہے جو کہ ہندوستانی فوج نے دو پاکستانیوں کو شہید کیا۔ اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ یہ مسئلہ وفاقی حکومت کے دائرہ کار میں ہے۔ رول 67(c) کے تحت یہ مسئلہ صوبائی اسمبلی میں نہیں اٹھایا جا سکتا۔ جناب والا! یہ رول سے بھی hit ہوتا ہے۔ اس کو rule out فرمایا جائے۔ ویسے ہر پاکستانی کو ان کے ساتھ ہمدردی ہے جو ہونی بھی چاہیے۔ لیکن چونکہ یہ دائرہ کار صوبائی حکومت کا نہیں ہے، بلکہ وفاقی حکومت ساری قوم کے جذبات کو جانتی ہے۔

جناب چیئرمین: پراچہ صاحب! آپ کچھ فرمائیں گے؟

جناب فرید احمد پراچہ: وہ شہداء پاکستان سے بلکہ لاہور سے تعلق رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ یہ کہ تاحال ان کی لاشیں واپس نہیں آئیں۔ یہ بڑا اہم معاملہ ہے۔ اس معاملے میں حکومت کو اپنا اثرورسوخ استعمال کرنا چاہیے اور اس میں اسلامی کانفرنس یا دوسرے اداروں سے مدد لینی چاہیے۔ یہ انسانی بنیادوں پر ایک معاملہ ہے اور اس کو کسی بھی سطح پر اٹھا کر اس کو واقعی حل کروانا چاہیے۔

جناب چیئرمین، میرے خیال میں اس بارے میں وفاقی حکومت نے بھی اقدامات اٹھائے ہیں۔ کیونکہ بنیادی طور پر انڈیا میں شہداء کی لاشیں ہیں تو وفاقی حکومت اس سلسلے میں کارروائی کر رہی ہے۔ کیونکہ یہ صوبائی حکومت کی jurisdiction میں نہیں ہے' اس لیے اس کو dismiss کرتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 48' میاں محمود الرشید صاحب!

جعلی ادویات کی فروخت

میاں محمود الرشید، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" نے اپنی 7 نومبر کی اشاعت میں نمایاں طور پر یہ خبر شائع کی کہ جعلی ادویات کے استعمال سے ایک شادی شدہ خاتون جاں بحق ہو گئی اس خبر کے مطابق کاموکی ضلع گوجرانوالہ کی ایک شادی شدہ خاتون عابدہ کچھ عرصہ قبل آگ لگنے سے جھلس گئی تھی ایک روز لڑکی کے والد نے ڈاکٹر کی ہدایت پر میڈیکل سٹور سے دوائی لا کر دی تو لڑکی دوائی کھاتے ہی تڑپنے لگی جس پر فوری طور پر ڈاکٹر کو بلوایا گیا۔ ڈاکٹر نے دوائی دیکھ کر یہ کہا کہ یہ جعلی دوائی کھانے کی وجہ سے تڑپ رہی ہے اور اسے فوری طور پر ہسپتال میں داخل کروانے کا مشورہ دیا جس پر لڑکی کو میو ہسپتال میں لاہور منتقل کیا گیا جہاں لڑکی نے تڑپ تڑپ کر جاں دے دی اس دوائی کو لیبارٹری میں تجزیے کے لیے بھیجا گیا لیبارٹری نے دوائی کے جعلی ہونے کا رزلٹ دے دیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ صرف کاموکی بلکہ پورے پنجاب میں جعلی ادویات کی تیاری اور فروخت پورے زور وشور سے جاری ہے۔ بالخصوص چھوٹے شہروں اور قصبوں میں اکثر جعلی دوائیاں فروخت ہو رہی ہیں جس سے لاکھوں لوگوں کی زندگیاں خطرے میں پڑی ہوئی ہیں محکمہ صحت جعلی ادویات کی تیاری اور فروخت کو بند کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکا ہے ڈرگ انسپکٹرز اپنی ماہانہ فیس لے کر جعلی ادویات تیار اور فروخت کرنے والوں کو عوام کی زندگیوں سے کھیلنے کا کھلا موقع دے رکھا ہے یہ معاملہ انتہائی اہم نوعیت کا ہے۔ لہذا اسمبلی کی معمول کی کارروائی ملتوی کر کے اس تحریک التوائے کار پر بحث کی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (میاں عمران مسعود)، جناب والا! میاں صاحب نے اپنی تحریک التوائے کار میں دو نکات کا ذکر کیا ہے۔ ایک عابدہ بی بی کی وفات اور دوسرا ڈرگز کے بارے میں۔

جہاں تک عابدہ بی بی کی وفات کا تعلق ہے' انہوں نے فرمایا ہے کہ عابدہ بی بی کی وفات جعلی دوائی کھا کر ہوئی تھی۔ جب ان کی تحریک التواء وصول ہوئی تو ہم نے اس بارے میں تفصیل سے انکوائری کروائی اور اس سارے مسئلے میں چھان بین کی۔ ایم ایس میو ہسپتال کو بھی بلوایا۔ Burn Unit کے جو ڈاکٹر حضرات تھے ان سے بھی ہم نے سارا مسئلہ تفصیلی طور پر discuss کیا۔

ہماری انکوائری کے مطابق ایک عابدہ نامی مریضہ جس کی عمر پندرہ سال تھی اسے مورخہ 15-10-92 کو میو ہسپتال میں داخل کروایا گیا۔ اس کا 55 فیصد جسم تقریباً بالکل جل چکا تھا اور اسے برن وارڈ میں یعنی میو ہسپتال کے ساؤتھ سرجیکل وارڈ میں داخل کرایا گیا جہاں اس کی دس دنوں کے بعد موت واقع ہو گئی۔ نہ ہی ہمیں کوئی شکایت اس قسم کی ملی کہ اس کی موت کسی قسم کی جعلی دوائی سے ہوئی ہے اور نہ ہی اس کے لواحقین نے کسی قسم کی شکایت کسی بھی محکمے میں یا کسی بھی ڈاکٹر کے پاس درج کروائی ہے۔ لہٰذا میاں صاحب کی پہلی بات جو عابدہ بی بی کی موت کے بارے میں تھی اس کے متعلق یہی ہے کہ ان کی موت natural basis پر یعنی ایکسیڈنٹ سے ہوئی نہ کہ جعلی دوائی کھانے سے ہوئی۔ دوسرا جو میاں صاحب نے فرمایا ہے کہ پنجاب میں جعلی دوائیوں کی فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں جہاں جعلی دوائیاں تیار ہو رہی ہیں۔ تو اس سلسلے میں میں یہاں محکمے کی تھوڑی سی کارروائی ضرور بتانا چاہتا ہوں کہ محکمہ صحت نے پچھلے ایک سال میں ڈرگ کورٹ لاز کو کافی strict کروایا ہے۔ اور جہاں تک ڈرگ انسپکٹروں کی کارروائی ہے وہ بھی میرے پاس ڈویژن وائز پوری تفصیل ہے۔ اگر یہ چاہیں گے تو میں اسے یہاں پڑھ کر سنا سکتا ہوں، لیکن ان کی اطلاع کے لیے میں یہ ضرور بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے محکمہ صحت نے 5 ہزار 9 سو بیس ڈرگ کورٹ میں بھیجے ہیں۔ اور ڈرگ کورٹ نے ان پر ایک کروڑ چھبیس لاکھ روپے کے جرمانے کیے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں محکمہ صحت کی یہ ایک بہت بڑی کارروائی ہے کہ انہوں نے اتنے زیادہ کیسز پکڑے ہیں اور ابھی اور بھی پکڑے جا رہے ہیں۔ میرے پاس 1992ء تک کی ایک پوری لسٹ ہے۔ اگر یہ چاہیں تو میں یہاں پڑھ کر سنا سکتا ہوں۔ جس ڈویژن کا یہ مجھ سے پوچھنا چاہیں گے میں انہیں جواب دوں گا۔ میں یہ بالکل نہیں کہتا کہ جعلی دوائیاں بالکل نہیں بنتیں۔ بنتی رہی ہیں اور بنتی رہیں گی لیکن اس بارے میں محکمہ بالکل سویا نہیں ہوا ہے۔ محکمہ بالکل باخبر ہے اور محکمہ صحت سے اس سلسلے میں جو کچھ بھی ہو گا ان شاء اللہ تعالیٰ ہم کریں گے لہٰذا میری ان سے یہی درخواست ہے کہ وہ اس پر زیادہ زور نہ دیں' اسے براہ مہربانی پریس نہ کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، میاں صاحب! آپ اسے پریس نہیں کرتے؟

میاں محمود الرشید، جی، میں اسے پریس نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین، تحریک التواء پریس نہیں کی گئی۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی سیٹھی صاحب!

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب سپیکر! ہمارے محترم پارلیمانی سیکرٹری صحت میرے لیے تو انتہائی قابل احترام ہیں اور انہوں نے بڑے اعتماد کے ساتھ تحریک التواء کا جواب بھی دیا ہے۔

جناب چیئرمین، انہوں نے very convincing جواب دیا ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو اپنی گفتگو میں محکمہ صحت اور جعلی ادویات بنانے والوں کا جو اظہار کیا ہے کہ یہ بنتی رہی ہیں اور بنتی رہیں گی تو بنتی رہیں گی سے ان کی کیا مراد ہے؟

جناب چیئرمین، میرے خیال میں محرک سمجھ گئے تھے۔ اسی لیے تو انہوں نے withdraw کر لی۔

صحت اور تعلیمی پالیسی پر بحث

جناب سپیکر، اب ہم صحت اور تعلیمی پالیسی پر بحث شروع کرتے ہیں۔ تو میں حزب اختلاف سے التماس کرتا ہوں کہ ان کی طرف سے بحث کا آغاز کیا جائے۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! وزیر صحت صاحب موجود نہیں ہیں۔ تعلیم کا شعبہ ویسے بھی بڑا اہم ہے، لہٰذا پہلے تعلیم پر بحث کر لیں اور اس کے بعد صحت پر بحث کر لیں گے۔ (قطع کلامیاں) وزیر صحت موجود ہی نہیں ہیں۔ یہ رویہ ٹھیک نہیں۔ اس سلسلے میں پہلے بھی نشان دہی کی گئی تھی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب وزیر صحت صاحب کو بلا لیں تاکہ وہ صحت پر بحث میں شامل ہو سکیں۔

جناب چیئرمین، پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت فرما رہے ہیں کہ وزیر صحت کو بلا لیتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سپیکر! اگر آپ اجازت فرمائیں تو ہم انہیں بلا لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین، دراصل صحت قوم کے لیے زیادہ ضروری ہے۔ پہلے صحت ہو گی تو تعلیم کی طرف جائیں گے۔ تو پہلے صحت کی پالیسی پر بحث کر لیتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب والا! مجھے آفیشل اجازت دیں تاکہ میں انہیں بلا لوں۔

جناب چیئرمین، ضرور بلوا لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جی شکریہ!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی رانا صاحب! فرمائیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! جب پہلے صحت اور تعلیم پر بحث کے متعلق بات ہو رہی تھی تو اس وقت سپیکر صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ دس منٹ کا ٹائم کافی رہے گا۔ تو اگر صحت پر بحث پہلے اور تعلیم پر بحث بعد میں کرنی ہے تو پھر کیا دونوں پر دس دس منٹ مختص کیے جائیں گے یا انہیں دس منٹوں میں دونوں پر اظہار خیال کرنا ہے؟ اس بات کی ذرا وضاحت ہو جائے۔

جناب چیئرمین، یہ دس دس منٹ ہوں گے۔ آپ صحت پر دس منٹ بول سکتے ہیں۔ جب وقفہ تعلیم آئے گا تو پھر اس پر بھی آپ بول لیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! کیا صحت پر پہلے بحث کریں اور یہ conclude ہو گی اور اس کے بعد تعلیم پر بحث شروع کریں یا جو صاحب دونوں پر اظہار خیال کرنا چاہیں وہ دونوں اظہار خیال کر لیں اور اس کے بعد یہ conclude ہو جائے۔

جناب چیئرمین، میرے خیال میں پہلے صحت پر بحث کر لیں کیونکہ وزیر صاحب اس کو conclude کریں گے۔ اس کے بعد پھر تعلیم پر بحث کریں گے تو وزیر تعلیم صاحب اس کو conclude کریں گے۔ جی غلام سرور خان صاحب۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! دوستوں کی طرف سے یہ رائے آئی ہے کہ دونوں پر اکٹھی بات کر لی جائے اور بعد میں متعلقہ وزیر conclude کر دیں گے۔ جناب سپیکر! اگر آپ صحت کو لیں گے تو پھر تعلیم کے لیے وقت نہیں بچے گا۔ جو بھی دوست بات کرنا چاہتے ہیں وہ دونوں موضوعات پر بات کر لیں۔

جناب فرید احمد پراچہ، جی یہ ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین، جی چودھری صاحب! آپ اس بارے میں کچھ فرمائیں گے؟

وزیر صحت(چودھری محمد جعفر اقبال)، جناب سپیکر! میری یہ تجویز ہو گی کہ جو فاضل رکن ان محکموں پر بات کرنا چاہیں وہ ان دونوں پر بات کر لیں اور ایک ٹائم مقرر کر دیا جائے تاکہ wind up کرتے وقت وزیر تعلیم اور میں ان کے جواب میں کچھ بات کر لیں تاکہ کم از کم ہمیں بھی دس دس منٹ مل جائیں۔ تو یہ دونوں محکموں پر مشترکہ بات ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ تو پھر تعلیم اور صحت کو jointly take up کر لیں۔ جی ارشاد۔

رانا ثناء اللہ خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! محکمہ صحت پر اور اس محکمہ کی پالیسی پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جہاں تک اس محکمہ کی پالیسی کا تعلق ہے وہ تو کتابوں میں محفوظ ہے یا وزیر صحت کے ذہن میں محفوظ ہے۔ کیونکہ ہوتا تو اس طرح سے ہے کہ کوئی بھی پالیسی مرتب کرنے سے پہلے اس محکمہ اور اس کی کارکردگی سے متعلق بحث کروائی جاتی ہے تاکہ اس بحث کے نتیجے میں سامنے آنے والے جو نکات ہیں ان کو سامنے رکھ کر پالیسی مرتب کی جائے۔ لیکن ہمارے ملک میں یا ہمارے صوبے میں یوں ہوتا ہے کہ پہلے پالیسی مرتب کر لی جاتی ہے اور اس کے بعد وہ پیش کر لی جاتی ہے کہ جناب اس پر بحث کر لیں اور پھر اس پر سٹینڈ کیا جاتا ہے کہ اب اس میں کسی زیر و زبر کا اضافہ یا ترمیم ہم نے نہیں کرنی تو اب جو پالیسی انہوں نے مرتب کی ہے اور ان کے پاس محفوظ ہے اس کے متعلق تو نہ ہمیں مرتب کرنے سے پہلے اعتماد میں لیا گیا ہے جو فیلڈ میں ہے وہی ہمارے سامنے ہے اس لیے میں اس کے متعلق گزارشات کروں گا۔ محکمہ صحت کو موجودہ رواں سال میں 356 کروڑ روپے کی رقم دی گئی ہے کہ صوبہ میں ہسپتال اور اس سے متعلقہ دوسرے معاملات کو چلائے۔ اس سے پچھلے سال 271 کروڑ 42 لاکھ روپے دیے گئے تھے جب کہ revised بجٹ میں جو انہوں نے اخراجات کیے وہ 258 کروڑ 38 لاکھ 45 ہزار روپے تھے۔

جناب سپیکر! یہ بڑی خطیر رقم ہے وہ 271 کروڑ روپے ہو یا 356 کروڑ روپے ہو یہ رقم کچھ کم نہیں ہے لیکن اس کا خرچ کس انداز میں کیا گیا ہے؟ وہ جناب سپیکر! آپ نے بھی اپنے حلقہ میں ملاحظہ کیا ہو گا کہ ہمارے جو بیسک ہیلتھ یونٹ ہیں وہ عمارتیں تو وہاں پر موجود ہیں لیکن وہاں پر عملہ نہیں ہے۔ ادویات نہیں ہیں۔ ایک ڈسپنسر ہفتے میں ایک دن وہاں پر جاتا ہے اور فرضی ناموں پر اندراج

کر کے وہ جتنی دوائی اس ہفتہ میں ان کو ایشو ہوئی ہوتی ہے۔ اس سے متعلق وہ بل بنا کر پیسے اپنی جیب میں ڈال کر شہر کو چلا آتا ہے۔ جہاں ہسپتال ہیں' ڈسٹرکٹ ہسپتال ہیں۔ وہاں پر معاملہ یہ ہے کہ وہاں عملہ تو موجود ہے لیکن مریضوں کے لیے ادویات موجود نہیں ہیں اور ہوتا وہاں پر بھی یہی ہے کہ تمام ادویات جو مریضوں کو دینے کے لیے وہاں پر بھیجی جاتی ہیں وہ اس طرح سے اس ہسپتال کے باہر جو میڈیکل سٹور ہے وہاں پر ٹرانسفر ہو جاتی ہیں اور اس میڈیکل سٹور سے پھر وہی ادویات ڈاکٹر صاحب کی چٹ پر مریض خرید کر لے آتا ہے اور وہ اپنے استعمال میں لاتا ہے۔ یعنی ایمرجنسی میں یہ صورت حال ہوتی ہے کہ جب مریض مر رہا ہوتا ہے اور اس کا جو لواحق یا جو کوئی عزیز رشتہ دار اس کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب فوری طوری پر پانچ سو یا ہزار روپے کی ادویات کی پرچی اس کے ہاتھ میں تھما دیتے ہیں کہ جاؤ! یہ لے کر آؤ۔ کیونکہ یہ سارا سلسلہ ان کے ساتھ طے ہوا ہوتا ہے۔ اس لیے جس مریض کو ایک سو یا ڈیڑھ سو روپے کی دوائی سے آرام آنا ہوتا ہے اس کے لیے لازمی طور پر ایک پانچ سات سو روپے کا نسخہ وہ بنا دیتے ہیں۔ اس طرح سے ہمارے سرکاری ہسپتالوں میں میڈیکل سے متعلقہ جو آپریٹس وہاں پر پڑا ہے۔ اس کی صورت حال یہ ہے کہ اتنا قیمتی سامان امپورٹ کر کے ان ہسپتالوں میں نصب کیا گیا ہے' لیکن وہاں پر کوئی بھی مشینری درست نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہی کہ وہ مشینری اس لیے درست نہیں ہے کہ ان ہسپتالوں میں جو ڈاکٹر کام کرتے ہیں انہوں نے اپنے پرائیویٹ کلینک بنائے ہوئے ہیں۔ انہوں نے لیبارٹریز بنائی ہوئی ہیں۔ اس لیے اگر ہسپتال کی لیبارٹری سے صحیح رزلٹ آدمی کو ملے گا تو پھر ان لیبارٹریز میں کون جائے گا؟ پھر ہسپتالوں کی لیبارٹریز کے رزلٹ کا کوئی اعتبار ہی نہیں۔ وہاں پر اگر کوئی مرد اپنا پیشاب ٹیسٹ کروانے کے لیے جائے تو اسے عمل کا رزلٹ دے دیا جاتا ہے کہ آپ عمل سے ہیں۔ یعنی ہسپتالوں میں جو لیبارٹریاں ہیں وہاں پر اس قسم کی صورت حال ہے اور ان لیبارٹریز کے جو انچارج صاحبان ہیں ان سبھی نے 100 % نے ان ہسپتالوں کے باہر اپنی کلینیکل لیبارٹریز قائم کی ہوئی ہیں اور ان کو چلانے کے لیے انہوں نے سرکاری لیبارٹریز کا یہ حال کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر! اس طرح سے سرکاری ہسپتالوں میں جو سپیشلسٹ ہیں وہ آج کل وزیٹنگ سرجن اور فزیشن کے نام سے ہیں۔ انہوں نے کنٹریکٹ کیے ہوئے ہیں۔ وہ کنٹریکٹ کی بنیادوں پر ہیں۔ انہوں نے دن میں ایک راؤنڈ ہسپتال کا لگانا ہوتا ہے اور وہ جو راؤنڈ ہے وہ دراصل شکاری راؤنڈ ہوتا ہے۔ جب وہ ہسپتال میں راؤنڈ کے لیے جاتے ہیں تو وہاں پر وہ مریضوں کا شکار کرتے ہیں اور وہاں پر

جتنا بھی سرکاری عملہ ہے وہ ان کے ٹاؤٹ کا کردار ادا کرتا ہے۔ ان تمام مریضوں کو وہ عملہ سارا دن یہ بات سمجھاتا رہتا ہے کہ اگر تمھیں آرام کی ضرورت ہے یا اپنے علاج کی ضرورت ہے تو یہ میرے پاس کارڈ ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحب جو ہیں' سپیشلسٹ صاحب جو ہیں ان کا فلاں جگہ پر کلینک ہے' 300 روپیہ یہ فیس لیں گے اور آپ شام پانچ بجے سے لے کر سات بجے تک وہاں پر پہنچ جائیں۔ جو مریض اس عملے کے بار بار سمجھانے کے باوجود بھی نہ سمجھے۔ تو پھر اس کی جو چارپائی ہے وہ اس وارڈ میں بالکل لیٹرین سے ملحق کر دی جاتی ہے تاکہ وہ بدبو اور گندگی کے مارے وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا ہو۔ تو یہ سرکاری ہسپتال جو ہیں جن کے لیے 356 کروڑ روپیہ اس سال ایوان نے ان ہسپتالوں میں مریضوں کے علاج کے لیے اور ادویات کی فراہمی کے لیے منظور کیا ہے تو یہ پالیسی دراصل اس وقت آن دی گراؤنڈ ہے اور ہسپتالوں میں پوری طرح نافذ ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک ایسا کیس جو کہ میرے ذاتی نوٹس میں ہے اور اگر وزیر موصوف یہ چاہیں گے تو میں اس بارے میں ان سے یہ بھی کہوں گا یہ اس کی انکوائری کروالیں جو متعلقہ جوت اور متعلقہ مریض ہے وہ میں پیش کر دوں گا کہ ایک آدمی کا ایکسیڈنٹ ہوا اور اس کے پاؤں کے اوپر سے گاڑی گزر گئی۔ وہ سرکاری ہسپتال میں گیا۔ اسے چار پانچ دن وہاں پر یہ کہا جاتا رہا کہ آپ ادھر سے اٹھیں اور جا کر کسی پرائیویٹ ہسپتال میں داخلہ لے لیں۔ وہ نہ گیا تو وہاں پر انہوں نے باقاعدہ تیاری کر لی کہ آپ کا جو پاؤں ہے اس کو کاٹنے کے علاوہ اور چارہ ہی کوئی نہیں۔ اسے ہم نے کاٹ دینا ہے۔ وہ پھر وہاں سے بھاگا اور انور ہسپتال میں جا کر داخلہ لے لیا اور وہی سرجن صاحب جو سرکاری ہسپتال میں اس کا پاؤں کاٹنا چاہتے تھے انہوں نے ہی اس پرائیویٹ ہسپتال میں اس کا علاج کیا اور وہ آدمی ٹھیک ہو گیا۔ یعنی اس قسم کی صورت حال ہے جس کے لیے ہم 356 کروڑ روپیہ منظور کر رہے ہیں اور یہ جو 356 کروڑ روپیہ ہے یہ کہیں سے نہیں آیا۔ یہ اس ملک کے اس صوبے کے غریب لوگوں کی جیبوں سے ٹیکس کی صورت میں جمع ہوا ہے اور اس کے بعد اس صورت حال کے مطابق اس طرح سے یہ خرچ ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! صحت سے متعلقہ جو سہولیات ہیں اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ہر جگہ پر جہاں پرائیویٹ ہسپتال قائم ہیں وہاں پر انہوں نے جنرل وارڈ رکھے ہیں۔ نہیں کہ کوئی غریب آدمی بھی کسی پرائیویٹ ہسپتال میں جا کر علاج کروا سکے۔ وہاں پر پرائیویٹ کمرے ہیں اور پرائیویٹ کمروں کا جو کرایہ

ہے وہ فائیو سٹار ہوٹل سے بھی زیادہ ہے یعنی کوئی غریب آدمی ان پرائیویٹ ہسپتالوں کے کمروں کا کرایہ ادا کرنے کی استطاعت ہی نہیں رکھتا اور جو ہمارے وزیٹنگ سرجن ہیں یا جو ہمارے وزیٹنگ فزیشن ہیں انہوں نے تمام پرائیویٹ ہسپتالوں کے ساتھ کنٹریکٹ کیے ہوئے ہیں۔ ان کے ان ہسپتالوں کے ساتھ معاہدے ہیں۔ انہوں نے پرائیویٹ ہسپتالوں میں باقاعدہ کمرے ان کے نام مختص کیے ہوئے ہیں۔ وہ روزانہ جب صبح 11 بجے سرکاری ہسپتال کا وزٹ کرنے کے لیے گھر سے روانہ ہوتے ہیں تو ان تمام پرائیویٹ ہسپتالوں سے انہیں باقاعدہ چٹ آ جاتی ہے کہ آپ کے نام پر جتنے کمرے ہم نے طے کر رکھے ہیں ان میں سے آج دو خالی ہیں۔ آج تین خالی ہیں' آج چار خالی ہیں اور جب وہ شکاری راؤنڈ پر سرکاری ہسپتال جاتے ہیں تو انہوں نے اتنے مریض وہاں سے شکار کر کے شام تک وہاں پرائیویٹ ہسپتالوں میں پہنچانے ہوتے ہیں۔ تو یہ صورت حال ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا جو ہمارے سرکاری ہسپتال ہیں وہ ایک اور معاملے میں بھی بڑے خود کفیل ہیں اور اس معاملے میں وہ contribution دے رہے ہیں۔ میں اس سلسلے میں وزیر صحت کو مبارک باد پیش کروں گا۔ یعنی ہمارے سرکاری ہسپتالوں کی جو کارکردگی ہے یا وہاں پر جو پالیسی نافذ ہے وہاں پر ایک معاملہ ایسا ہے جس کا وہاں پر کافی خاطر خواہ انتظام ہے اور اس سلسلے میں بھرپور کارکردگی پر میں وزیر موصوف کو مبارک باد بھی پیش کرنی چاہوں گا۔ وہ معاملہ یہ ہے کہ ہمارے جو سرکاری ہسپتال ہیں وہ بلیو پرنٹس کی افزائش اور ان کے لیے میٹریل مہیا کرنے میں کافی ترقی کر رہے ہیں۔ بلیو پرنٹس سکینڈل میں سرکاری ہسپتال یا ان سے ملحقہ جو نرسز سکول ہیں وہ اس میں کافی کامیاب جا رہے ہیں۔ ہمارے وہاں فیصل آباد میں بھی ایک بلیو پرنٹ سکینڈل ہوا تھا۔ اس کے لیے بھی بعد میں جو تفتیش ہوئی تو تمام میٹریل جو تھا وہ فیصل آباد ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں مہیا کیا گیا تھا۔ لاہور میں بھی جو بلیو پرنٹ سکینڈل ہوا تھا اس میں بھی جتنا مواد تھا وہ یہاں کے سرکاری ہسپتالوں سے مہیا کیا گیا تھا۔ تو اس سلسلے میں محکمہ صحت کی جو کارکردگی ہے وہ واقعی مبارک باد کی مستحق ہے۔ تو جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا۔۔۔

جناب چیئرمین۔ رانا صاحب! دس منٹ کا وقت مقرر ہوا تھا' لہذا آپ تعلیم اور صحت پر اپنی تقریر وائنڈ اپ کریں۔

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب سپیکر! میں تو یہ سمجھا تھا کہ شاید دونوں کے لیے دس' دس منٹ ہیں۔

جناب چیئرمین، وہ دس منٹ تو دونوں کے لیے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! پھر تو وقت بھی دو گنا ہو گیا۔

جناب چیئرمین، چلو' آپ کو تھوڑی سی رعایت دے دیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! دس منٹ تو میں صحت پر بات کرنا چاہتا ہوں' اس کے بعد میں تعلیم پر بات کروں گا۔ جناب سپیکر! میں نے جن معاملات اور جن برائیوں کی نشان دہی کی ہے۔ جن سے ہمارے ہسپتالوں میں جانے والے شہریوں کو پالا پڑتا ہے اس کے متعلق میں چند تجاویز بھی وزیر صحت کی خدمت میں عرض کروں گا۔ جناب والا! اگر یہی معاملہ رہا تو پھر جتنی اچھی اور خوب صورت پالیسی اپنے دفاتر اور اپنے ذہنوں میں محفوظ کیے رکھیں اس سے تو لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ یہ خواہ 172 کروڑ روپے ہوں یا 356 کروڑ روپے ہوں یا اگلے سال اسے 356 کروڑ سے 456 کروڑ کر دیں۔ سرکاری ہسپتالوں میں عام لوگوں کو تو disposable syringe تک مہیا نہیں ہوتی اور یہ کروڑوں روپیہ پتہ نہیں' کہاں پر خرچ ہو رہا ہے۔ اور یہ ان کی جیبوں میں جا رہا ہے۔ پہلے ان کے لیے 271 کروڑ روپیہ کم تھا اور اب 356 کروڑ روپیہ ان کے لیے کم ہو گا اور اگلے سال اس میں اور اضافہ کر دیا جائے گا۔ تو جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری تجاویز یہ ہیں کہ پرائیویٹ پریکٹس پر پابندی لگنی چاہیے۔ اگر کسی سرجن' فزیشن یا سپیشلسٹ نے کسی سرکاری ہسپتال میں ملازمت کرنی ہے' اگر اس نے سرکاری بنگلے میں رہائش رکھنی ہے' وہاں سے ٹیلی فون کی سہولت حاصل کرنی ہے' بجلی کی سہولت وہاں سے حاصل کرنی ہے یعنی آرائش شدہ رہائش تو سرکار کے ذمہ ہے لیکن اس کا استعمال انہوں نے اپنے پرائیویٹ طور پر کرنا ہے۔ جناب سپیکر! انہوں نے آج کل تین سو روپے اپنی فیس مقرر کی ہوئی ہے اور جب وہ سرکاری ہسپتال میں راؤنڈ کرتے ہیں وہ اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اپنے کلینک کو چمکانا چاہتے ہیں اور وہ وہاں سے مریضوں کو اس طرف منتقل کرتے ہیں۔ اس لیے میری یہ تجویز ہے کہ پرائیویٹ پریکٹس اور یہ کنٹریکٹ سسٹم ختم کیا جائے یعنی پرائیویٹ پریکٹس کو ختم کیا جائے۔ جو سپیشلسٹ سرکاری ہسپتال میں ملازم ہو وہ صرف اور صرف سرکاری ہسپتال میں کام کرے اور اگر کسی نے کلینیکل پریکٹس کرنی ہے وہ سرکاری ہسپتال میں ملازمت نہ کرے تاکہ سرکاری کا وہ فائدہ اس انداز سے نہ اٹھائے کہ وہ اپنے کلینک کی دکانداری کو چمکائے اور لوگوں کو اس کا کوئی فائدہ نہ ہو۔

اسی طرح سے جناب سپیکر! جو لیبارٹریز ہیں جو صاحبان سرکاری ہسپتال میں لیبارٹریز کے

انچارج ہیں ان پر اس بات کی ممانعت ہو کہ وہ باہر اپنے بیوی بچوں کے نام پر کسی قسم کی لیبارٹری نہ چلا سکے اور کسی ایکس رے پلانٹ کو نہ چلا سکے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کروڑوں روپے کی ہسپتال کی مشینری اس لیے خراب کر دی جاتی ہے کہ اگر وہ چلے تو ان کے پرائیویٹ کلینکس نہیں چل سکتے۔ تو جناب والا! اس پر بھی پابندی لگنی چاہیے کہ جو آدمی سرکاری ہسپتال میں انچارج ہے اور وہاں پر وہ کام کرتا ہے اسے یہ سہولت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ باہر اپنی لیبارٹریز چلا سکے۔

دوسرا جناب سپیکر! ہسپتالوں میں پرائیویٹ وارڈز ختم ہونے چاہییں۔ پرائیویٹ وارڈوں میں اسی طرح سے چارجز لیے جاتے ہیں جیسے کہ باہر چارجز لیے جاتے ہیں اور صورت یہ ہے کہ جو جنرل وارڈ ہے وہاں پر نہ تو صفائی کا انتظام ہوتا ہے اور نہ وہاں پر کوئی مریضوں کو پوچھتا ہے اور پرائیویٹ وارڈز میں اس قسم کی انہیں سہولت میسر ہو سکتی ہے۔ اور ان کا جو کرایہ ہے وہ بھی پرائیویٹ ہسپتال کے برابر ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین، رانا صاحب! آپ نے بیس منٹ کا وقت لے لیا ہے

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! ابھی بیس منٹ تو نہیں ہوئے۔ سیکرٹری صاحب نے آپ کو غلط بتایا ہے۔ ابھی تو 13' 14 منٹ ہوئے ہیں۔ اسی طرح سے جناب سپیکر! میری ایک تجویز یہ بھی ہو گی کہ حکومت پرائیویٹ ہسپتالوں کے لیے ریٹ لسٹ کا تعین کرے۔ ان کے پرائیویٹ کمروں کا کرایہ آخر کسی نہ کسی کنٹرول میں ہونا چاہیے۔ تین' تین ہزار یا اڑھائی' اڑھائی ہزار ایک' ایک پرائیویٹ کمرے کا کرایہ ہے۔ لہذا حکومت کو ریٹ لسٹ کا نوٹس لینا چاہیے۔ اور اس کے ریٹس کا تعین کرنا چاہیے۔

ملک امان اللہ چھینہ، پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! میرے محسن ساتھی رانا ثناء اللہ خان پرائیویٹ ہسپتالوں کی بات کر رہے ہیں۔ میرے ضلع بھکر میں تقریباً 34 بیسک ہیلتھ یونٹس ہیں جن میں تیس ڈاکٹر ہیں اور پچاس پچاس میل کا فرق ہے۔ وہاں پر بچے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتے ہیں لیکن ان کے منہ میں دوائی کی پڑیا تک نہیں پہنچتی۔ یہاں تو انہوں نے ہسپتال کی صفائی کی بات کی ہے۔ یہاں تو جناب والا! بے شمار ہسپتال ہیں' ہمیں تو ایک' ایک ڈاکٹر بھی نہیں ملا۔

جناب چیئرمین، شکریہ چھینہ صاحب۔ جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میں نے پہلے ہی اس بارے میں گزارش کی ہے کہ ہمارے جو بیسک ہیلتھ یونٹ ہیں وہاں پر تو عملہ ہے ہی نہیں۔ ایک ڈسپنسر ہفتے میں ایک دن جاتا ہے اور وہاں سے ہر چیز

سمیٹ کر لے آتا ہے۔ جناب سپیکر! ان تجاویز کے ساتھ اب میں محکمہ تعلیم کے متعلق ایک، دو باتوں کی نشان دہی کر کے اپنی بات ختم کروں گا۔ جناب والا! محکمہ تعلیم کے لیے۔۔۔

ملک امان اللہ چھینہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اشعار جذبات کے اظہار کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ میں نے جو بات ختم کی ہے اس میں ایک بات میں بھول گیا ہوں۔ اس بارے میں میں ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، جی، ضرور ارشاد فرمائیے۔

ملک امان اللہ چھینہ،

شب تاریک بیم موج گردابے چنیں حائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحل ہا

جناب والا! اندھیری رات ہو اور ہر طرف اندھیرا چھایا ہو موجوں کا مدوجزر ہو اور اس نے ایک انسان کو گھیر رکھا ہو تو اس کی تکالیف کا اندازہ ایک ساحل پر کھڑا ہوا تماشائی کیسے کر سکتا ہے؛ اور جناب ثناء اللہ خان صاحب کی خدمت میں ایک شعر پیش کرتا ہوں۔

ہر غنچہ کہ گل گشت دگر غنچہ نہ گرد
قربان لب یا گے غنچہ کے گل

جناب چیئرمین، چھینہ صاحب! شعر اور اس کی تشریح کا شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان، تو جناب سپیکر!۔۔۔

(آوازیں۔ چھینہ صاحب آپ اپنے اشعار کا ترجمہ تو کر دیں)

ملک امان اللہ چھینہ، جناب والا! جو لوگ انگلش بولتے ہیں ان کو تو یہ نہیں کہتے کہ اس کی تشریح کر دیں۔ انگلش تو ایک دیسی زبان سمجھتے ہیں جبکہ انگریز صرف ایک سو سال یہاں رہے۔ حالانکہ فارسی چار سو سال سے ہماری قومی زبان کے طور پر برصغیر میں رہی ہے اور آپ جس مرقد پر بھی جائیں، اگر آپ علامہ اقبال کی مرقد پر جائیں تو وہاں پر بھی فارسی کے اشعار ہوں گے اور کچھ لوگ داتا کی چوکھٹ پر جاتے ہوں گے وہاں پر بھی تمام اشعار فارسی کے ہیں۔ چونکہ آپ کا بھی فرمان ہے لہذا میں اس کا بھی ترجمہ کر دیتا ہوں۔

ہر وہ غنچہ، ہر وہ کلی جو مسکرا جاتی ہے کھل جاتی ہے آج کل بہار کا موسم ہے اور یہ کھل رہی ہے اور جب وہ کھل کر پھول بن جاتی ہے تو پھر وہ کلی نہیں بن سکتی۔ لہذا میں اپنے عزیز کے لبوں پر قربان جاؤں۔ میں اپنے مہربان اور میں اپنے محسن کے لبوں پر قربان جاؤں۔ کبھی جب یہ بول رہے ہوتے ہیں تو ان کے ہونٹ کبھی پھول کی شکل اختیار کر جاتے ہیں اور جب یہ خاموشی اختیار کیے ہوتے ہیں تو پھر یہ کلی کی شکل دھار لیتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا ثناء اللہ خان، شکریہ، جناب امان اللہ چھینہ صاحب۔

جناب چیئرمین، رانا صاحب! آپ کا وقت تو پورا ہو گیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جی، میرا وقت تو پورا ہو گیا ہے۔ لیکن جناب سپیکر! اب میں اپنی بات صرف دو منٹ میں ختم کروں گا۔ جناب سپیکر! میں تعلیم کے متعلق وزیر موصوف کے نوٹس میں یہی لانا چاہوں گا اور وقت کی کمی کے پیش نظر میں اپنی بات کو مختصر کروں گا۔

جناب سپیکر! ہمارے دیہاتوں میں جو پرائمری سکول قائم ہیں وہاں پر بھی وہی صورت حال ہے جو ہمارے بیسک ہیلتھ یونٹس کی ہے۔ وہاں پر بھی کوئی اساتذہ نہیں ہیں اور ہفتے میں صرف ایک دن وہ جاتے ہیں اور وہ ساری حاضری لگا آتے ہیں اور شہروں میں یہ صورت حال ہے کہ سکول طلباء کی تعداد سے بہت کم ہیں اور عمارتیں ناکافی ہیں عملہ تو وہاں پر ٹھیک ہے اور وہ موجود ہوتا ہے تو رواں مالی سال کے لیے 1211 کروڑ اور 70 لاکھ روپے کی جو رقم مختص کی گئی ہے ہمیں تو امید تھی کہ اس سے صورت حال بہتر ہو گی لیکن اب تقریباً آدھے سے زیادہ سال گزرنے کو ہے مگر اتنی بڑی رقم کے باوجود اس کی صورت حال بہتری کی طرف نہیں گئی دوسرے جناب سپیکر! جو ریکروٹمنٹ پالیسی ان دنوں چل رہی ہے وہ بہت ہی غلط انداز سے چلائی جا رہی ہے اور اس میں میرٹ کا قطعی طور پر کوئی خیال نہیں رکھا جا رہا۔ جس محکمہ نے قوم کا مستقبل سنوارنا ہے اگر اس میں بھی لوگ میرٹ پر نہیں آئیں گے تو پھر قوم کے مستقبل کا تو خدا ہی حافظ ہے۔ جناب والا! میں اس پر تفصیلی اظہار خیال کرنا چاہتا تھا لیکن وقت کی پابندی ہے۔ جناب سپیکر! محکمہ تعلیم میں ٹرانسفر پالیسی میں بھی بہت زیادہ مداخلت ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ عرض کروں گا کہ ان دونوں ہی یعنی ریکروٹمنٹ پالیسی اور ٹرانسفر پالیسی کے متعلق کوئی رولز طے کیے جائیں کوئی اصول طے کیے جائیں۔ آخر کوئی نہ کوئی رول تو ہونا چاہیے۔ ایک ہی آدمی ہے اس کو ایک دفعہ ٹرانسفر کر دیا جاتا ہے، دوسری دفعہ ٹرانسفر کر دیا جاتا ہے، پھر

تیسری دفعہ اور پھر چوتھی دفعہ۔ اس طرح سے یہ ایک تماشا بنا ہوا ہے۔ تو ریکروٹمنٹ پالیسی اور ٹرانسفر پالیسی کے کوئی اصول ہونے چاہییں۔ جیسا کہ ہم آج کل سن رہے ہیں کہ پی ٹی سی کی تقرری کے لیے پندرہ ہزار روپیہ کا ریٹ لگا ہوا ہے۔ جناب سپیکر! اگر اس سے پیسے دے کر جو لوگ حق دار نہیں ہیں اس محکمے میں آجائیں گے اور قوم کا مستقبل ایسے ہاتھوں میں ہو گا تو پھر اس سے ہر کوئی اندازہ کر سکتا ہے کہ اس سے کس قدر بہتری ہو سکتی ہے۔ اسی طرح ٹرانسفر پالیسی ہے۔ اس کے متعلق بھی کوئی اصول طے ہونے چاہییں کہ کن اصولوں کے تحت ٹرانسفرز کو ریگولیٹ کر سکیں۔ بہت بہت مہربانی' جناب سپیکر! شکریہ!

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! میں نے بھی اپنا نام دیا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین، میرے خیال میں جماعت اسلامی میں سے کوئی صاحب بات کر لیں تو پھر آپ کو موقع دیا جائے۔ جناب فرید احمد پراچہ! اور ساتھ ساتھ میں یہ بھی گزارش کرتا چلوں کہ بہت سارے دوستوں نے نام دیے ہوئے ہیں اس لیے اگر وقت کو ملحوظ خاطر رکھا جائے تو بہتر ہو گا۔ اور سارے دوست اس میں حصہ لے سکیں گے۔

جناب فرید احمد پراچہ، ہمارے گروپ سے بعض دوستوں کے نام ہیں۔ لیکن وہ اس پر اظہار خیال نہیں کریں گے۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے تعلیم کے بارے میں اور پھر صحت کے بارے میں چند باتیں کروں گا۔

تعلیم کے بارے میں میری گزارش یہ ہے کہ تعلیمی پالیسی جو اس وقت میرے پاس ہے' جو ابھی تک صحیح طور پر شائع کر کے لوگوں تک پہنچائی نہیں گئی اور صرف بعض اہم پہلوؤں کو شائع کیا گیا ہے۔ ابھی تک پوری تعلیمی پالیسی نہیں دی گئی۔ اس ضمن میں میری گزارش ہے کہ اس تعلیمی پالیسی کا میں نے بغور جائزہ لیا ہے اور مطالعہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ مسعود نبی نور کا جو کمشن قائم ہوا تھا' اس کی رپورٹ بھی پڑھی ہے اور اس کے بعد حکومت کے اقدامات اور حکومت کی ترجیحات کو بھی دیکھ رہا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں ہم اکیسویں صدی کے دروازے پر کھڑے ہوئے آج بتدریج علمی خود کشی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تعلیمی پالیسی میں کوئی بھی ایسی صورت حال نہیں ہے کہ ہم علم کی طرف اور علم کی بہتری کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ میں بات تنقید برائے تنقید نہیں کر رہا۔ میں تجزیہ کر کے آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ 1981ء کی مردم شماری کے اعداد و شمار کے مطابق

اس وقت ہمارے ملک میں شرح تعلیم 26.2 فی صد ہے جبکہ ایشیاء کے 28 ملکوں میں سے ہمارا نمبر 27 ہے۔ یعنی ہم سے 27 ملک شرح تعلیم میں آگے ہیں۔ سری لنکا جیسے ملک میں 81.8 فی صد شرح تعلیم ہے۔ ترکی کے اندر شرح تعلیم 74.2 ہے' بھارت میں جو کہ ہمارے قریب ایک ملک ہے 40.8 فیصد شرح تعلیم ہے' اس کی بہت بڑی آبادی ہے۔ اسی طرح سے بہت سے دوسرے ممالک ہیں۔ میں ان کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ وقت کی کمی کو مدنظر رکھ کر مجھے یہ بات عرض کرنیے کہ اب بھی جو پالیسی دی گئی ہے یہ شرح تعلیم کو بڑھانے کے لیے دی گئی ہے' تعلیم کو بڑھانے کے لیے نہیں ہے' معیار تعلیم کو بڑھانے کے لیے نہیں ہے۔ تعلیم کے معیار کو بڑھانے کے لیے نہیں ہے' علم کی سرپرستی کرنے کے لیے نہیں ہے۔ سائنس کی تعلیم کو عام کرنے کے لیے نہیں ہے۔ جدید دنیا میں قدم رکھنے کے لیے بھی نہیں ہے بلکہ محض لوگوں کے سامنے اعداد و شمار پیش کرنے کے لیے' اپنی حکومت کی کارکردگی کا ایک مظاہر کرنے کے لیے اور بیرون ملک سے مختلف قسم کے قرض یا امدادیں حاصل کرنے کے لیے' اپنی حکومت کی کارکردگی کا ایک مظاہرہ کرنے کے لیے اور بیرون ملک سے مختلف قسم کے قرض یا امدادیں حاصل کرنے کے لیے ایک تعلیمی پالیسی دے دی گئی ہے کہ ہم اس کو 75 فیصد کر دیں گے۔ اور اس کے لیے کوئی اقدامات طے نہیں کیے گئے۔ اس کے لیے جو اقدامات طے کیے گئے ہیں وہ اس قابل نہیں ہیں کہ ان کے ذریعے سے صحیح طور پر کوئی تبدیلی آ سکے۔ اس سے مثبت اقدامات کی ضرورت ہے۔ وقت اس کی اجازت نہیں دیتا کہ میں اس کی تفصیل آپ کے سامنے عرض کروں لیکن میں پہلے اس مسئلے کو لیتا ہوں جس سے پوری دنیا میں ہمارے ملک کا وقار مجروح ہو چکا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آج ہماری ڈگری کاغذ کا ایک بے جان پرزہ بن گیا ہے۔ اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے حتیٰ کہ ہماری میڈیکل کی ڈگریوں سے بھی انکار کیا جا رہا ہے۔ اور یہ دنیا بھر میں کہیں تسلیم نہیں کی جاتیں کہ یہ پاکستان سے بالخصوص پنجاب سے اور بالخصوص لاہور کے تعلیمی اداروں سے دی جانے والی ڈگریاں ہیں ان کو دنیا میں تسلیم نہیں کیا جا رہا۔ اور اس کے لیے جو کچھ بھی صورت حال ہو چکی ہے۔ میں بلاشبہ اس بات کی تعریف کروں گا کہ ہمارے وزیر تعلیم اس کے لیے کچھ اقدامات کرنے کی ذاتی طور پر کوشش کرتے ہیں لیکن نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ یہ بوٹی مافیا' یہ نقل کے مراکز' یہ قبضہ گروپ کے بارے میں کس کو معلوم نہیں ہے کس سے چھپے ہوئے ہیں اور یہ کون لوگ ہیں؟ کس کو نہیں پتا کہ کون سے ہوسٹل ہیں اور کہاں پر اس بات کے فیصلے ہوتے ہیں اور کہاں پر سنٹر بکتے ہیں

کون ان کا انتظام ہے اور کون ان کو تحفظ دیتا ہے۔ اور کس طرح سے صرف اس کام پر کہ یہ لوگ ہمارے گروپ سے ہیں ' کن کے لیے کیا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ جو مسعود نبی نورکمشن رپورٹ کا اہم ترین نکتہ یہ ہے اور بہت سارے نکات وہ ہیں کہ جن کے اوپر اس سے پہلے کچھ اقدامات بھی کیے جاتے ہیں۔ ہم ان کو صرف خوش آئند قسم کی خواہشات کہہ سکتے ہیں۔ لیکن ان کی جو ایک تبدیلی ہے وہ تبدیلی یہ ہے کہ پیپر کا انداز بدل دیا جائے اور پیپر کے انداز کو بدل کر ہم ایسا کر دیں کہ جس کے ساتھ چاہے لوگ وہاں کتابیں رکھ لیں' چاہے وہ کسی سے پوچھ لیں۔ لیکن جب طالب علم میں کچھ ہو گا تو تب ہی اس کا وہ اظہار کر سکے گا۔ لیکن جناب سپیکر! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس کے آخر میں ایک نمونہ بھی دیا گیا ہے اور اس نمونے میں اوپر یہ الفاظ لکھے گئے کہ چاہے آپ ناجائز ذرائع استعمال کریں۔ رپورٹ کے اندر بھی یہ لکھا گیا کہ "unfair means" یعنی وہ حکومت کی ایک مقدس دستاویز ہے۔ ایک کمشن قائم ہوا ہے اور وہ ناجائز ذرائع استعمال کرنے کی خود اجازت دے رہا ہے۔ اور آخر میں اپنی رپورٹ کو اس طرح سمیٹ رہے ہیں کہ آپ کے لیے ہم نے ذرا پرچہ مشکل بنا دیا ہے۔ آپ چاہیں تو ناجائز ذرائع استعمال کریں۔ جناب سپیکر! اس کے برعکس میری تجویز یہ ہے اور میں نے یہ تجویز یہاں بھی دی ہے' پریس کانفرنس میں بھی دی ہے اور جنگ فورم میں بھی دی ہے' دوسرے مقامات پر اور خود وزیر تعلیم تک بھی پہنچائی ہے۔ میری تجویز یہ ہے اور اس کو کئی ممالک میں آزمایا بھی گیا ہے کہ پرچے اس انداز سے کمپیوٹرائز کیے جائیں کہ ایک ہی مضمون کے بارے میں ایک پرچہ جو مرتب ہو وہ ایسے ہزار سوالات کے درمیان سے ہو کہ ایک سنٹر کے اوپر پہنچنے والے طالب علم یا ایک بورڈ کی تحت ہونے والے امتحانات کے اندر ایک پرچہ نہ ہو یعنی مرکزی طور پر پرچے سیٹ کروائے جائیں اور معلوم نہ ہو کہ کس بورڈ کے اندر کون سا پرچہ جائے گا۔ اور پھر پرچوں میں بھی سوالات کی ترتیب اس طرح سے ہو کہ ایک سنٹر پر بھی بیٹھے ہوئے طالب علموں کے پاس مختلف پرچے ہوں۔ اس طرح سے اگر ہو گا تو پھر نقل کے اقدامات اور امکانات بہت کم ہو جائیں گے۔

اسی طرح سے جناب سپیکر! میری دوسری تجویز یہ ہے کہ سنٹرل مارکنگ سنٹرز بنائے جائیں جہاں پر اس طرح سے ہو کہ پرچہ جب سنٹر سے چلے تو اس کو محفوظ نگرانی میں وہاں سے پہنچایا جائے اور وہ افراد کہ جو اس کی چیکنگ کرنے والے ہیں وہ وہاں پر بیٹھے ہوئے ہوں اور ایک چیکر صرف ایک سوال کو چیک کرے۔ اس کے بعد وہ آگے دے اور وہاں پر مرکزی نگران بھی موجود ہو اور وہیں پر

اس کی tabulation بھی ہو جائے۔ اس سے بھی اس کی کمی آ سکتی ہے۔ میں اختصار سے کام لیتے ہوئے آپ سے یہ عرض کروں گا کہ اقراء سرچارج ایک کھرب روپیہ وصول کیا گیا ہے۔ صرف تعلیم کے نام پر وصول کیا گیا ایک کھرب روپیہ بہت بڑی رقم ہے۔ اس سے اس ملک میں کتنی یونیورسٹیاں قائم ہو سکتی ہیں۔ کتنے کالجز بن سکتے ہیں؟ کتنے پرائمری سکول بن سکتے ہیں کتنا تعلیمی معیار بڑھ سکتا ہے؟ کتنا ہم بہتر عملہ دے سکتے ہیں اور کتنی بہتر ان کو ہم تنخواہیں دے سکتے ہیں؟ لیکن وہاں جو مرکزی حکومت میں وزرات خزانہ کے خزانے کے اوپر سانپ بیٹھے ہوئے ہیں وہ اقراء سرچارج جو تعلیم کے نام پر وصول کیا گیا ہے اس کو وہ تعلیم کے اوپر خرچ کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں اور اس پالیسی کے اندر اس بارے میں کوئی اشارہ نہیں دیا گیا کہ اس رقم کو تعلیم کے اوپر بھی خرچ کیا جائے گا۔ جناب والا! ایک کھرب روپے سے تو بہت بڑا فرق واقع ہو سکتا ہے۔

اسی طرح جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ آج مجھے اس میرٹ کی پالیسی کے بارے میں بھی بات کرنی ہے کہ جس کا اتنا چرچا کیا گیا اور جس کے بارے میں وزیراعلیٰ نے بھی بار بار کہا کہ میں ہر بات پر مفاہمت کر لوں گا۔ لیکن میرٹ کے اوپر مفاہمت نہیں کروں گا۔ لیکن آج مجھے بتایا جائے کہ یہ میرٹ کہاں پر ہے۔ جن جن لوگوں کو آپ نے اساتذہ مقرر کرنا ہے' جنہوں نے قسمت نوع بشر تبدیل کرنی ہے' جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ ایک مقدس فرض کی تکمیل کرتے ہیں ان مقدس فرض کی تکمیل کرنے والوں کو آپ اس طرح سے بھرتی کر رہے ہیں کہ میرے پاس ایک فہرست موجود ہے۔ بہاولنگر کے اندر جو کچھ بھی کیا گیا۔ اس کی پوری تفصیل' بھرتی کے خطوط اور میرٹ کی فہرستیں میرے پاس موجود ہیں۔ جناب یہاں کل 33 اسامیاں تھیں اور 101 درخواستیں آئیں۔ ان 101 درخواستوں میں سے جن لوگوں کو بھرتی کیا گیا ان کا نمبر میرٹ کی فہرست میں کسی کا 75 تھا' کسی کا 72 ہے' کسی کا 69 ہے اور کسی کا نمبر 55 ہے اور پھر اس فہرست میں وہ لوگ بھی ہیں کہ جن کے میٹرک میں بھی فرسٹ ڈویژن' جن کی پی ٹی سی میں بھی فرسٹ ڈویژن ہے جن کی ایف اے اور بی اے میں بھی فرسٹ ڈویژن ہے۔ لیکن ان کو نظر انداز کر کے تھرڈ ڈویژن /سیکنڈ ڈویژن میٹرک اور سیکنڈ ڈویژن پی ٹی سی کی تقرری کر دی گئی ہے اس لیے کہ وہ کسی منظور کا منظور نظر ہے تو جناب والا! یہ کیا ہے؟ آج ہمیں اس بات کا جائزہ لینا ہے کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں؟ آج وہ لوگ جو میرٹ کے ستائے ہوئے ہیں اور بے روزگار لوگ اس ایوان سے توقع رکھتے ہیں اور ہم سے سوال

کرتے ہیں کہ آخر کب ان کا حق ان کو ملے گا؟ کیا ان کا یہی قصور ہے کہ انہوں نے نمبر زیادہ لے لیے ہیں؟ یا پھر ان کا قصور یہ ہے کہ وہ غریب گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں اور کسی ایم پی اے کو ان کی سیاسی ضرورت نہیں ہے تو یہ غریب گھر کا چراغ نہیں جل سکتا اس لیے کہ اس کے پاس سفارش نہیں ہے۔ جناب والا! اس کو سفارشوں کے ساتھ منسلک نہ کریں بلکہ اس کا تعلق میرٹ کے ساتھ ہو۔ ایک ایم پی اے ہونے کی حیثیت سے میں اپنے حلقے کے بارے میں یہ کہوں گا کہ میرے حلقے کے اندر ساری تقرریاں میرٹ کے اوپر کی جائیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے باقی تمام ایم پی اے حضرات کو بھی اس بات کا اعلان کرنا چاہیے کہ یہ تقرریاں میرٹ کے اوپر کی جائیں۔ جناب والا! اس بارے میں میرے پاس بہت زیادہ اعدادوشمار موجود ہیں لیکن میں اس کی تفصیل میں نہیں جاتا لیکن بات کو اختصار کی طرف لاتے ہوئے آپ سے یہ عرض کروں گا کہ آج محکمہ تعلیم میں جو کرپشن ہے اس کا جائزہ لینے اور اسے ٹھیک کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ محکمہ تعلیم کی کرپشن کا یہ حال ہے کہ لاہور میں 36 لاکھ روپیہ بوگس تقرریوں کے ذریعے سے کچھ لوگوں' افسران' ڈپٹی ڈی ای اوز وغیرہ اور دوسرے لوگوں نے وصول کیا اور ان کو آج سے تین اڑھائی سال پہلے معطل کیا گیا لیکن ابھی تک نہ وہ رقم برآمد ہوئی ہے' نہ یہ انکوائری مکمل ہوئی ہے اور نہ ہی وہ بوگس تقرریاں ختم کی گئی ہیں۔

اسی طرح سے جناب سپیکر! یہاں پر پی ٹی سی کے امتحانات کے ذریعے سے کروڑوں روپے کمانے والے لوگ ابھی تک محکمہ تعلیم کے اندر موجود ہیں۔ لاہور کا ڈائرکٹر سکولز ایجوکیشن شیخ اللہ وسایا کے متعلق لاہور کے ہر آدمی کو معلوم ہے کہ یہ کس طرح کا آدمی ہے۔ یہاں کا ڈسٹرکٹ ایڈوائزری بورڈ متفقہ طور پر قرارداد پاس کر چکا ہے کہ اس کو فوری طور پر برطرف کیا جائے یا کم از کم اس کو تبدیل کیا جائے لیکن اس کے باوجود وہ شخص وہاں پر موجود ہے۔ اس طرح کی اور بھی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ میں زیادہ مثالوں کی اندر نہیں جاتا بلکہ اس تعلیمی پالیسی کے بارے میں صرف ایک دو باتیں عرض کر کے پھر صحت کے بارے میں عرض کروں گا۔ جناب والا! اس کے نظریاتی پہلو جن کو سرے سے نظر انداز کیا گیا ہے۔ یہ تعلیمی پالیسی وہی ہے جو 1972ء میں قومی تعلیمی پالیسی بنی تھی بلکہ یہ اسی کی ہو بہو نقل ہے اس دوران ایک پالیسی 1979ء میں آئی تھی۔ تعلیمی پالیسیوں کا ایک تسلسل ہوتا ہے جب ایک قدم آگے بڑھتا ہے تو اسے پیچھے نہیں اٹھایا جاتا۔ لیکن 1979ء میں جو پالیسی بنی تھی۔ اس کا اس پالیسی سے نہ تو کوئی تعلق ہے اور نہ تسلسل ہے بلکہ 1972ء میں جو پیپلز پارٹی کے

دور میں اس وقت کے وزیر تعلیم غلام مصطفیٰ شاہ نے جو کہ اپنے لادینی نظریات کی وجہ سے بدنام ہیں۔ اس نے جو تعلیمی پالیسی مرتب کی تھی آج وہی تعلیمی پالیسی 1992ء میں ہمارے آگے رکھ دی گئی ہے۔ اس میں نہ تو ملک کے نظریاتی پہلوؤں کا کوئی تحفظ ہے اور پھر ایک الگ سے اسلامائزیشن آف ایجوکیشن کمشن قائم کیا گیا اس کمشن نے ابھی رپورٹ ہی نہیں دی' اس کی ابھی رپورٹ ہی نہیں آئی اور قومی تعلیمی پالیسی مرتب کر کے رکھ دی گئی ہے۔ پھر یہ کمشن کس لیے قائم کیا گیا تھا اور پھر اس کے ساتھ ہی اس تعلیمی پالیسی میں تعلیم کو مہنگا کرنے کی طرف پیش قدمی ہے' یونیورسٹیوں کو نیشنلائز اور پرائیویٹائز کرنے کی طرف پیش قدمی ہے اور پھر اسی طرح اس میں میڈیم کے مسئلے کو بھی حل نہیں کیا گیا اور یہ نہیں بتایا گیا کہ اردو جو ہماری قومی زبان ہے اس کی بالادستی اور اس کی بالا تری کیسے قائم کی جائے' خواتین یونیورسٹی کے بارے میں بھی یہ پالیسی خاموش ہے اور اسی طرح سے اس پالیسی میں تعلیمی اداروں سے سیاست کے خاتمے کے لیے بھی کوئی مثبت یا صحیح اقدام تجویز نہیں کیے گئے۔ سیاست کا خاتمہ تعلیمی اداروں سے صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ وہاں حکومتی مداخلت بند ہو' سیاسی مداخلت بند ہو اور پھر طلباء یونین کے انتخابات بروقت ہوتے رہیں۔ جب یہ انتخابات نہیں ہوتے تو پھر وہاں پر حکومت کے غنڈہ عناصر کا راج ہوتا ہے اور آج وہی غنڈہ عناصر' غیر طالب علم عناصر طالب علموں کے نام کے اوپر تعلیمی اداروں کے اندر مقیم ہیں' طالب علم رہنما بنے ہوئے ہیں۔ ہاسٹلوں پر ان کے قبضے ہیں اس کو ختم کرانے کی ضرورت ہے۔

میں اس ضمن میں صرف ایک اور بات عرض کروں گا کہ پنجاب یونیورسٹی جو کہ ہمارے ملک کی سب سے بڑی یونیورسٹی ہے اور اس کا ایک جو مقام ہے اس کو کم کیا جا رہا ہے صرف اس وجہ سے کہ وہاں پر حکومت کے بعض منظور نظر افراد پذیرائی نہیں حاصل کر سکے۔ اور اس کے مقابلے میں گورنمنٹ کالج لاہور کو زیادہ مراعات دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میں اس کو بھی ایک پالیسی کے لحاظ سے غلط سمجھتا ہوں۔ اب میں صحت کے بارے میں ایک دو باتیں کر کے اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کیونکہ میرے دوسرے دوست بھی ابھی بات کریں گے۔ جناب والا! صحت کی پالیسی کے ضمن میں مجھے یہ عرض کرنا ہے۔

جناب چیئرمین، پراچہ صاحب! آپ کا وقت تو ختم ہو چکا ہے آپ کو کون سے دوست وقت دینا چاہتے تھے؟

جناب فرید احمد پراچہ، جناب میاں محمود الرشید صاحب نے مجھے اپنا وقت دیا ہے۔

تو جناب سپیکر! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہمارا جو صحت کا معاملہ ہے اس ضمن میں بہت بڑے آپریشن کی ضرورت ہے ایک بہت بڑے اقدام کی ضرورت ہے۔ یہ معاملہ محض چھوٹے چھوٹے اقدامات سے حل ہونے والا نہیں ہے۔ اس محکمہ میں کرپشن کا ایک نظام بنا ہوا ہے جس میں ڈی ایچ او حضرات ایک اہم مرکز ہیں۔ جو ڈاکٹر بنیادی مراکز صحت یا رورل ہیلتھ سنٹر پر نہیں جاتے انھوں نے ایک نظام بنایا ہوا ہے کہ پانچ سو روپے اس کی تنخواہ میں سے کٹ جاتے ہیں اور یہ پانچ سو روپیہ اس ڈی ایچ او کو مل جاتا ہے۔ یہ پانچ سو روپے کا ریٹ دو سال پہلے کا تھا۔ شاید اس وقت اس میں اضافہ ہوگیا ہو۔ اس طرح اس کو ہزاروں روپے کی ایک طے شدہ آمدن تنخواہ میں سے کٹوتی کے بعد مل جاتی ہے۔ اور یہ رقم اس کو پہنچانے پر یہ افراد مجبور ہیں۔ پھر اس کے بعد وہ وہاں پر ڈیوٹی نہیں دیتے۔ جب تک آپ یہ ختم نہیں کریں گے یعنی جب تک آپ برے کی ماں کو نہیں ماریں گے تو برائی جنم لیتی رہے گی اس لیے یہ نظام وہاں سے ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح جعلی ادویات کا معاملہ ہے جو کہ بن رہی ہیں مہنگی ادویات ہیں اور ملٹی نیشنل کمپنیوں نے لوٹ مار مچائی ہوئی ہے۔ مقامی طور پر کمپنیوں کی ایک کوالٹی مقرر کر کے ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ یہ ملٹی نیشنل کمپنیاں باہر سے میٹیریل بھی منگواتی ہیں اور پھر اس پر ڈیوٹی بھی ادا نہیں کرتیں پھر ان کو بے شمار سہولتیں دی گئی ہیں۔ ایک ہی طرح کی چیز کو یہ ملٹی نیشنل کمپنیاں دس گناہ مہنگی قیمت پر دے رہی ہوتی ہیں۔ اس میں اگر ہم quality of drugs کو یقینی بنا کر یکساں مراعات دیں تو پھر ادویات کی قیمتیں کم ہو سکتی ہیں۔

پھر ایمرجنسی کا معاملہ ہے جو کہ ہسپتال میں سب سے اہم معاملہ ہوتا ہے سب سے پہلا مرکز ہوتا ہے۔ اور سب سے neglected حصہ جو ہے وہ ایمرجنسی کا ہے۔ جب لوگ وہاں پر پہنچتے ہیں تو عمومی طور پر وہاں پر یا تو ڈاکٹرز نہیں ہوتے یا پھر ایک آدھ ڈاکٹر ہوتا ہے۔ ایمرجنسی کو جہاں پر زندگی اور موت کا مقابلہ ہو رہا ہوتا ہی وہاں پر تو کم از کم کوالیفائڈ ڈاکٹر ہونے چاہییں۔ تو ایمرجنسی کے اندر سینئر ڈاکٹروں کی ڈیوٹی لگنی چاہیے اور ان کو بھی اس جگہ پر موجود ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ جن لوگوں نے پرائیویٹ ایمبولینس سروس قائم کی ہوئی ہیں اور ان کے لیے بھی کوئی ضابطہ بننا چاہیے کہ ایمبولینس کا کرایہ بھی معقول ہو اور ایمبولینس اچھی حالت میں ہو۔ لوگوں نے انتہائی بوسیدہ قسم کی گاڑیاں رکھی ہوئی ہیں اور وہ 12 روپے فی کلو میٹر کے حساب سے ریٹ بھی چارج کرتے ہیں اور اس کے

باوجود وہ گاڑیاں اس قابل نہیں ہوتیں کہ ایمبولینس کے طور پر چل سکیں اور اسی طرح سے ادویات کی فراہمی کا جو سسٹم ہے اس کے لیے ایم ایس ڈی ادویات کی قیمتوں کی لیے ہسپتالوں سے انڈنٹ وغیرہ پوچھتے ہیں ان کی pricing کا سلسلہ پانچ' پانچ ماہ' چھ چھ ماہ بعد ہوتا ہے اور بہت سی چھوٹی چھوٹی چیزوں کے اوپر سٹیمپ لگ جاتی ہے مثلاً اسپرو' یا ڈسپرین کے اوپر بھی سٹیمپ لگ جاتی ہے کہ in pipeline یعنی ابھی فراہمی کے مرحلے میں ہے' یعنی ایسی سادہ سی دوائیاں ہوتی ہیں۔ تو ان کے بارے میں بھی 90 فی صد فہرستوں کے اوپر in pipeline کی مہر لگا کر ہسپتالوں کو واپس دی جاتی ہیں۔ میں اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے ایک مرتبہ پھر عرض کروں گا کہ اگر حکومت فی الواقع سنجیدہ ہے تعلیم کے معاملے میں بھی اور صحت کے معاملے میں بھی تو اس میں انقلابی قدم کی ضرورت ہے اس میں بنیادی تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ اگر اس سلسلے میں حکومت دیانت داری سے کوئی کام کرے گی تو ان شاء اللہ ہم بھی ان سے تعاون کریں گے۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' شوکت داؤد۔

چودھری شوکت داؤد، شکریہ' جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ تعلیم اور صحت دو ایسے محکمے ہیں جو کسی بھی معاشرے میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ حکومت نے دونوں محکموں پر بھرپور توجہ دی ہے۔ خاص طور پر میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب حکومت نے جو ہیلتھ فاؤنڈیشن اور ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام کیا ہے یہ ایک نہایت ہی احسن قدم ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ہمارے دونوں متعلقہ وزیروں کی کارکردگی بھی قابل تعریف ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر، شوکت داؤد صاحب! ایک منٹ کے لیے آپ کی قطع کلامی ہوگی۔ میں معزز ممبران کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمارے معزز مہمان سری لنکا پارلیمنٹ کے سپیکر صاحب اور ان کا ڈیلیگیشن یہاں پر تشریف لا رہا ہے۔ وہ ہماری اسمبلی کی کارروائی بھی دیکھیں گے۔ میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ وہ لابی میں بیٹھے ہیں یا باہر کہیں میری آواز سن رہے ہوں وہ ہاؤس میں تشریف لے آئیں تاکہ ہاؤس میں تھوڑا سا جو خلا محسوس ہو رہا ہے ہمارے معزز مہمانوں کے لیے یہ مناسب نہیں ہوگا اور جب وقت وہ لوگ تشریف لے آئیں تو میں آپ سے عرض کروں گا کہ آپ براہ کرم ڈیسک بجا

کر ان کا استقبال کریں۔ خوشی کی یہ بات ہے کہ وہ سپیکر مسلمان ہیں۔ وہ ہمارے معزز مہمان ہیں پارلیمنٹ کے سپیکر ہیں اور مسلمان بھی ہیں۔ اس لیے ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم بڑے اچھے انداز سے ان کا استقبال کریں اور میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ جہاں بھی بیٹھے ہیں۔ ہاؤس کے اندر تشریف لائیں تاکہ ہاؤس کے اندر جو خالی جگہ ہے وہ پر ہو جائے شکریہ' جی داود صاحب۔

چودھری شوکت داؤد: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ تعلیم اور صحت دو ایسے محکمے ہیں جو کسی بھی معاشرے میں ایک بنیادی حیثیت رکھتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے دونوں وزراء کی کارکردگی قابل تعریف ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان محکموں میں جو نقائص ہیں ان کی نشان دہی کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ ویسے بہتر تو یہ تھا کہ ان محکموں کو الگ الگ ہاؤس میں discuss کیا جاتا۔ بہرحال میں کوشش کروں گا کہ دونوں کو ٹائم دوں۔ میں سب سے پہلے ہیلتھ کو لوں گا۔ اس میں تمام لوگوں کو یہی شکایت ہے کہ عملہ حاضر نہیں ہوتا۔ آپ تحصیل لیول پر' ضلع لیول پر کسی ہسپتال میں بیسک ہیلتھ یونٹ میں یا رورل ہیلتھ سنٹر میں چلے جائیں تو آپ کو عملہ دستیاب نہیں ہوگا۔ اگر عملہ دستیاب ہوگا تو ادویات نہیں ہوں گی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حکومت نے ایک خطیر رقم محکمہ صحت کو دی ہے اور میرے خیال میں عام لوگوں کو علم نہیں کہ پاکستان واحد ملک ہے کہ جہاں فری میڈیکل مہیا کیا جا رہا ہے۔ دنیا کے اکثر ممالک میں فری میڈیکل نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں خود ٹیکسز کے ذریعے ہیلتھ انشورنس کے ذریعے علاج کرانا ہوتا ہے۔ تو اس سلسلے میں میں یہ تجویز بھی پیش کروں گا کہ حکومت اس چیز کو مدنظر رکھے۔ کوئی ہیلتھ انشورنس سکیم لاگو کی جائے تاکہ جو ادویات میں کمی ہے یا علاج معالجہ میں مشکلات ہیں ان کو دور کیا جا سکے پھر اس کے ساتھ ساتھ ہمارے زندگی کے تقریباً ہر شعبہ میں جو یونین سازی ہے اس کو discourage کرنا چاہیے۔ خاص طور پر محکمہ صحت میں اس معاملے میں قطعاً کوئی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ کیونکہ یہاں انسان کی جان کا معاملہ ہوتا ہے بلکہ جناب نواز شریف صاحب نے اس کا سختی سے نوٹس لیا اور پیرا میڈیکل سٹاف کے خلاف ایکشن لیا گیا یہ بھی قابل تعریف ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح باقی لوگ بھی محتاط ہوں گی اور اس طرح جعلی ادویات کے ضمن میں یہ عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ ہم اپنے مفادات کے لیے اتنے بےضمیر ہو چکے ہیں اور ہم نے پیسے کو ایمان بنا لیا ہے۔ دوسرے محکموں کے ساتھ ساتھ اب ادویات بھی جعلی تیار ہو رہی ہیں۔ اس سلسلے میں سخت سے سخت سزا ہونی چاہیے۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے لوگوں کے لیے پھانسی کی سزا ہونی چاہیے۔

اگر کوئی اس چیز میں ملوث ہو تو اسے قطعاً معاف نہیں کرنا چاہیے۔ عام طور پر ہمیں علقے میں دیکھنے میں آیا ہے کہ حکومت نے ایک پالیسی بنائی ہے جس کے تحت ایک یونین کونسل لیول پر ایک ہی بیسک ہیلتھ یونٹ، رورل ہیلتھ سنٹر ہے تو دوسرا ایک یونین کونسل میں نہیں بن سکتا۔ حالانکہ دیکھنے میں آیا ہے کہ پندرہ سے بیس میل تک کوئی سنٹر مہیا نہیں ہے جہاں سے استفادہ حاصل کیا جا سکے۔ اس سلسلے میں کوئی اقدامات کرنے چاہییں اگر کوئی بیسک ہیلتھ یونٹ، ڈسپنسری یا رورل ہیلتھ سنٹر قائم کرنے ہوں تو ہم اپنے فنڈز سے رقم مہیا کرنے کو تیار ہیں اور ہمیں ایسی سہولت ہونی چاہیے تاکہ ہم اپنے فنڈز سے ادویات دے سکیں، کیونکہ قانون کے تحت ہم ادویات فراہم نہیں کر سکتے۔ اس کے لیے ہمیں اجازت دینی چاہیے۔ ہیلتھ کے سلسلے میں میں اپنے تحصیل ہیڈ کوارٹر میں جو مسائل ہیں اس کی بھی نشان دہی کروں گا۔ وہاں ایمبولینس کی کمی ہے اور صادق آباد کا تحصیل ہسپتال اس لیے بھی اہم حیثیت رکھتا ہے وہ مین روڈ پر ہے جہاں اکثر حادثے ہوتے ہیں۔ وہاں اس ہسپتال کو اپ گریڈ کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ وہاں تین چار لاکھ کی آبادی ہے۔ دوسرا ہمارے ہسپتالوں میں دیکھا جاتا ہے کہ اگر کہیں لڑائی جھگڑا ہو تو اس کے سرٹیفکیٹ دیے جاتے ہیں۔ اس کا کوئی صحیح انتظام کرنا چاہیے۔ یہ بھی کرپشن کی ایک جڑ ہے اور جو حضرات پرائیویٹ کلینک چلاتے ہیں ان کو discourage کرنا چاہیے۔ اگر کچھ ڈاکٹر سمجھتے ہیں کہ ہماری اتنی تنخواہ نہیں ہے کہ جس میں ہم گزارہ کر سکیں تو میرا خیال ہے کہ ان لوگوں کو ملازمت چھوڑ دینی چاہیے اور وہ اپنا پرائیویٹ کلینک چلائیں تاکہ جو ڈاکٹر بے روزگار ہیں ان کو روزگار ملے اس کے ساتھ ہی میں محکمہ تعلیم کی طرف آؤں گا۔ تعلیم کا شعبہ انتہائی اہم شعبہ ہے۔ ایک بچہ جو تعلیم حاصل کرنے جاتا ہی اس کا پورا brought up اسی پر depend کرتا ہے۔ اسی تعلیم نے اسے عملی زندگی گزارنے میں ایک اہم رول ادا کرنا ہے۔ یہ بھی ہماری بدقسمتی ہے کہ آج تک ہم اپنے نظام تعلیم کے متعلق تعین نہیں کر سکتے، بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ ہمارے سلیبس میں اتنا تضاد ہے، ہمارے تعلیمی اداروں میں اتنا تضاد ہے کہ ہم نے اس میں کلاس پیدا کر دی ہے۔ یہاں ہم کہتے ہیں کہ ہم فری تعلیم دے رہے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ حکومتی اداروں میں ہی تفریق ہے۔ کبھی ہم اردو میڈیم قرار دے دیتے ہیں، کبھی ہم اس کو انگلش میڈیم قرار دے دیتے ہیں حتیٰ کہ میں سمجھتا ہوں کہ امتحانات بھی بروقت نہیں ہوتے۔ بعض تعلیمی اداروں میں امتحانات مارچ میں ہوتے ہیں۔ بعض میں دسمبر میں ہوتے ہیں، اس کا ایک طریقہ ہونا چاہیے ایک وقت ہونا چاہیے۔ میں بلکہ یہ سمجھتا ہوں کہ پرائیویٹ تعلیم کو اور

پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو discourage کیا جائے۔ ہم یہ بھی نہیں دیکھتے کہ پرائیویٹ تعلیمی ادارے سلیبس کے مطابق بھی پڑھا رہے ہیں یا نہیں۔ وہ ادارے صحیح مسلمان بنا رہے ہیں یا کرسچن بنا رہے ہیں' بلکہ اس کے ساتھ یہاں کرپشن کی بھی انتہا ہو چکی ہے۔ خاص طور پر چھوٹے شہروں میں تو بہت کرپشن ہے۔ میں اپنے ہی شہر کی مثال دوں گا کہ وہاں پر ایسے تعلیمی ادارے بن چکے ہیں جہاں ٹیچرز کو بہت کم تنخواہ دی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہاں پر کرپشن کی بھی انتہا ہے۔ میرے اپنے نوٹس میں یہ بات آئی ہے کہ لوگوں نے صرف اپنی عیاشی کے لیے ایسے سکول بنا لیے ہیں اور اس کو ایک بزنس کا ذریعہ بنا لیا گیا ہے۔ ان چیزوں کو discourage کرنا چاہیے۔ تعلیم کا شعبہ انتہائی اہم شعبہ ہے۔ جناب فرید احمد پراچہ نے اپنی تقریر میں مجھ سے پہلے اعداد و شمار کے ساتھ بڑی تفصیل کے ساتھ آپ کو بتایا ہے کہ ہمیں تعلیم کا معیار بلند کرنا چاہیے۔ صرف شرح خواندگی کو ہی نہیں بڑھانا چاہیے' بلکہ اس کی کوالٹی کو بہتر بنانا چاہیے۔ تعلیمی سلیبس بڑا جامع ہونا چاہیے' کیونکہ گھر کے بعد تعلیمی ادارہ ہی ہوتا ہے جہاں سے ہم تربیت حاصل کرتے ہیں۔ تعلیمی اداروں میں اخلاقی اور دینی تعلیم و تربیت اس انداز سے کی جائے کہ بچہ جب عملی زندگی میں آئے تو جہاں وہ ایک اچھا مسلمان بنے وہاں وہ ایک اچھا شہری بنے۔ بلکہ اس کے اندر حب الوطنی کا جذبہ بھی ہونا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ میری یہ بھی تجویز ہے کہ پرائمری تعلیم جہاں پر بچے کی بنیاد رکھی جاتی ہے وہاں پر ایسے اساتذہ کا تقرر ہونا چاہیے جو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوں۔ لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ان پرائمری سکولوں میں ہم اپنے میٹر کولیٹ ٹیچر تعینات کرتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں اس سیٹ اپ کو تبدیل کرنا چاہیے اور طریقہ امتحانات کو بھی تبدیل کرنا چاہیے۔ یہ بات بھی ہمارے لیے باعث شرم ہے۔ نقل کا رجحان اتنا بڑھ چکا ہے اور میرے یہ نوٹس میں آیا ہے کہ ہمارے محکمانہ امتحانات میں بھی نقل ہو رہی ہے۔ میرے ایک دو اے۔ سی اور مجسٹریٹ ملنے والے تھے ان کے ابھی امتحانات ہوئے ہیں۔ انہوں نے کتابیں رکھ کر امتحانات دیے ہیں' یعنی نقل کا رجحان اتنا بڑھ چکا ہے کہ ہم نقل کرنے میں شرم بھی محسوس نہیں کر رہے۔ سٹوڈنٹ کے علاوہ اوپر تک بھی یہ وبا چلی گئی ہے۔ ایک اور بات جو میرے نوٹس میں آئی ہے بلکہ تمام لوگوں کے نوٹس میں ہے کہ سندھ سے اور بلوچستان سے ڈگریاں لی جا رہی ہیں۔ وہاں پر ڈگریاں بک رہی ہیں۔ میں ایسے وکلا حضرات کو بھی جانتا ہوں جنہوں نے آج تک امتحان بھی نہیں دیا اور وہ پریکٹس کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ صرف پیسے دے کر کراچی سے ڈگری لیتے ہیں یا بلوچستان سے پیسے دے کر ڈگری حاصل کر لیتے ہیں۔ اس کا بھی

تدارک ہونا چاہیے۔ دوسرے صوبوں کی ڈگریوں کو چیک کرنا چاہیے۔ اس کے علاوہ میں عرض کروں گا کہ جہاں حکومت نے اچھے اقدامات کیے ہیں ان کی بھی تعریف ہونی چاہیے۔ تقرری کی پالیسی میں غیر تربیت یافتہ اور تھرڈ ڈویژنر ٹیچرز کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔ یہ ایک نہایت مستحسن قدم ہے کہ میرٹ پالیسی کو اپنایا گیا ہے۔ تعلیمی اداروں میں داخلوں کے لیے بھی جو میرٹ پالیسی بنائی گئی ہے اسے بھی ہم قابل تعریف سمجھتے ہیں۔ بلکہ اس پالیسی کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ کوٹہ سسٹم جو ختم کر دیا گیا ہے یہ بھی حکومت کا ایک اچھا اقدام ہے۔ اس کے ساتھ میں اپنے علاقے کے مسائل کی طرف بھی آؤں گا۔ خاص طور پر میرے ایک دو لڑکوں اور لڑکیوں کے کالج ہیں' میں ان کی طرف آؤں گا۔ کیونکہ ہمارا شہر پنجاب کا آخری شہر ہے اور وہاں پر لیکچراروں کی کمی ہے۔ مقامی لوگ وہاں سے میسر ہیں۔ اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ ان کی تقرری ہونی چاہیے۔ تعلیمی اداروں کو چلانے کے لیے خاص طور پر دیہاتی علاقوں میں تعلیمی اداروں کو موثر بنانے کے لیے سب سے پہلے ہمیں یہ کرنا چاہیے کہ دیہاتوں میں جہاں ہم سکول کی بلڈنگ بناتے ہیں وہاں پر ہوسٹل کا بندوبست بھی کرنا چاہیے جہاں پر اساتذہ کی رہائش کے لیے انتظامات ہونے چاہییں اور یہ بھی کوشش کرنی چاہیے کہ مقامی اساتذہ کی تقرری ہو تاکہ ہم اس نظام کو احسن طریقے سے چلا سکیں۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ہمارا جو سوشل ایکشن پروگرام ہے اس پر اچھی طرح سے عمل درآمد ہونا چاہیے۔ اس ہاؤس میں بھی بار بار یہ بات ہوئی ہے کہ نظام تعلیم ایسا ہونا چاہیے جس سے ہم کلرک پیدا نہ کریں بلکہ ٹیکنیکل ایجوکیشن کی طرف ہمارا رجحان ہونا چاہیے تاکہ جو بھی طالبعلم تعلیمی ادارے سے فارغ ہو اس کو جاب مل سکے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ میں آخری بات یہ کروں گا کہ حکومت کا یہ اچھا اقدام ہے جو انہوں نے یونین سازی پر پابندی عائد کر دی ہے۔ اس کا سختی سے نوٹس لینا چاہیے' طلباء یونینوں پر پابندی ہونی چاہیے اور خاص طور پر پروفیشنل تعلیمی اداروں کے امتحانات وقت پر ہونے چاہییں اور نقل کو بھی ختم کرنا چاہیے۔ علاوہ ازیں جو لوگ پرچوں کے پیچھے بھاگتے ہیں ان کی بھی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے۔ رزلٹ بھی جتنا جلد ممکن ہو سکے اسے آؤٹ کریں۔ اس سے ایروچ کا سلسلہ بھی بند ہو گا تعلیمی سال ضائع نہیں ہو گا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ڈاکٹر سید وسیم اختر۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اتنے وقت میں ان دو محکموں کی پالیسی کے

بارے میں کسی مثبت گفتگو کا کسی انجام تک پہنچانا انتہائی مشکل بات ہے۔ بہرحال چند چیدہ چیدہ چیزیں میں آپ کے توسط سے محکمے کے وزراء صاحبان اور سیکرٹری صاحبان جو یہاں پر تشریف فرما ہیں ان تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان ہر دو محکموں کے وزرائے کرام اور سیکرٹری صاحبان بڑی محنت کرتے ہیں۔ لیکن جتنی خرابیاں اہداف کے عدم تعین کی وجہ سے ان محکموں میں آئی ہیں یہ بہت زیادہ توجہ مانگتی ہیں۔ محکمہ صحت کے حوالے سے سب سے پہلے میں ادویات کے بارے میں چند باتیں کروں گا۔ میں سیٹران سپینٹن (سیرپ) کی بات کروں گا۔ اس سے نان ٹیکنیکل لوگ بھی واقف ہیں۔ اس کی ایک مشہور و معروف فرم ہے جسے "ویلکم" کہتے ہیں جو سیٹران کے نام سے اسے بناتی ہے۔ اس سیرپ کی قیمت مارکیٹ میں گیارہ روپے ہے اور اسے فرم 9 یا ساڑھے نو روپے کے حساب سے دیتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو ملکی کمپنیاں ہیں' کیونکہ بہت ساری ملکی کمپنیاں بھی یہی دوا بنا رہی ہیں اور وہ اپنی ٹریڈ پرائس جو لکھی تو کچھ ہوتی ہے لیکن یہ ساڑھے چار اور پانچ روپے میں مل جاتی ہے۔ اس سے پھر دو باتیں آشکار ہوتی ہیں۔ یا تو یہ کہ جو انٹرنیشنل فرم ہے۔ اس نے اپنی دوائی کی قیمت بہت زیادہ رکھی ہے۔ یا پھر ایک خرابی اس میں یہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ یہ جو ادویات کی قیمتوں کا تعین کرنے والا ادارہ ہے' اس میں ٹھیک ہے وزیر صاحب اور سیکرٹری صاحب یہ کہہ دیتے ہیں کہ جی یہ ہمارے purview سے باہر ہے۔ لیکن بہرحال اسے بھگتنا تو عوام نے ہے۔ تو اس میں کوئی خرابی وہاں پر واقع ہے کہ جہاں پر ملی بھگت سے قیمتوں کا تعین ہوتا ہے اور چند افراد اپنی جیبوں کی خاطر پورے ملک کے غریب عوام پر اس کا بوجھ ڈال دیتے ہیں۔ میں نے یہ صرف ایک دوائی کی مثال آپ کے سامنے رکھی ہے۔ یہ ایک لمحہ فکریہ ہے اس کا کوئی راستہ تلاش کیا جانا چاہیے۔ دوسری چیز جعلی ادویات ہیں۔ ابھی ایک تحریک التوائے کار پر ہمارے بھائی عمران صاحب جو کہ پارلیمانی سیکرٹری صحت ہیں۔ انہوں نے اس بات کو ایڈمٹ کیا تھا کہ مارکیٹ کے اندر جعلی ادویات موجود رہتی ہیں۔ اور آئندہ بھی شاید رہیں گی۔ ضرورت اس چیز کی ہے کہ اس کی مؤثر چیکنگ ہونی چاہیے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ اضلاع کے اندر ڈرگ انسپکٹرز ہیں جو کہ جعلی ادویات کی چیکنگ کے ذمہ دار ہیں۔ اور عملی حالت یہ ہے کہ علاقے کے اندر میڈیکل سٹورز کی باقاعدہ یونینز ہیں اور ان یونینز کا ڈرگ انسپکٹر صاحبان کے ساتھ ملک مکا ہے۔ ان کو monthly پہنچتی ہے۔ اور اس کے مطابق مارکیٹ کے اندر جو کچھ بھی ہوتا ہے پھر اس کی پوری طرح آزادی ہوتی ہے اور اگر کسی وقت حصہ نہ پہنچے تو پھر سرپرائز ٹیکس ہوتے ہیں اور یہ

ڈرگ انسپکٹر صاحبان ادویات سٹور سے لے جاتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں یونین ان کے دفتروں میں جاتی ہے وہاں پر بیٹھ کر اگر monthly بڑھائی ہوتی ہے یا کوئی اور اسمر جنسی اخراجات ان لوگوں سے جو اس monthly سے مستفید ہوتے ہیں انہوں نے اقدامات کرنا ہوتے ہیں تو پھر وہاں پر اس کا مک مکا ہو جاتا ہے اور اگر معاملہ کہیں point of no return پہ پہنچے تو پھر وہ دوائیکا نمونہ ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کے پاس آتا ہے۔ میں اس میں یہی گزارش کروں گا کہ یہ جو چیکنگ کا طریقہ کار ہے اس میں کم از کم تین ممبران کو authorise کیا جائے کہ اس کی چیکنگ کریں۔ میں اسمیں تجویز کرتا ہوں کہ اس میں اسے ڈی ایچ او کو شامل کریں' ڈرگ انسپکٹر کو شامل کریں اور لوکل کونسل کے کسی بھی اچھے ممبر کو اس کمیٹی میں شامل کریں۔ اور یہ تین آدمی مل کر سٹورز کی اور جعلی ادویات کی چیکنگ کے لیے نمونہ جات اکٹھے کریں۔ اب میں ادویات کی testing کی طرف آتا ہوں۔ یہ جعلی ادویات مارکیٹ میں ہیں۔ اس کے لیے اگر ادویات ٹیسٹ کرنی ہوں تو یہ نمونہ جات اسلام آباد روانہ کرتے پڑتے ہیں۔ اور وہاں پر پورے ملک سے نمونہ جات آتے ہیں۔ اور جس طرح اتنے نمونے آئیں گے اس لحاظ سے نتائج طوالت کا شکار ہوں گے۔ اور پھر وہاں پر بھی یہ ملی بھگت کا طریقہ کار چلتا ہے۔ اس لیے میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ یہ جو ڈرگ ڈیسٹنگ لیبارٹریز ہیں الحمد اللہ ہر بڑے شہر میں ریجنل ہیڈ کوارٹرز کے اوپر میڈیکل کالجز ہیں' یونیورسٹیاں ہیں۔ اور کسی بھی میڈیکل کالج کی بائیو کیمسٹری لیبارٹری سے یہ کام لیا جا سکتا ہے۔ کسی بھی ڈگری کالج یا یونیورسٹی کی لیبارٹری سے یہ کام لیا جا سکتا ہے کہ ہم وہاں پر مزید کچھ سہولیات فراہم کر کے ڈرگ ٹیسٹنگ کروا سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں لاہور اور گوجرانوالہ کا ایک سنٹر لاہور میں بن سکتا ہے۔ پنڈی کا پنڈی میں بن سکتا ہے وہاں پر میڈیکل کالج ہے اس طرح ملتان اور ڈیرہ غازی خان کے لیے ملتان کے اندر ہی یہ سنٹر بن سکتا ہے۔ فیصل آباد اور سرگودھا کے لیے فیصل آباد کے اندر یہ سنٹر بن سکتا ہے۔ اور بہاول پور کے اندر بھی ایسا ہی ایک سنٹر تھوڑی سے تگ و دو کے بعد بن سکتا ہے۔ میں اس میں یہ تجویز کروں گا کہ اگر یہ سنٹرز بنتے ہیں تو یہ ٹیسٹنگ کا طریقہ کار effective بھی ہو گا اور جلدی بھی ہو گا۔ اس میں میں یہ بھی تجویز کروں گا کہ اگر کوئی sample لیا جاتا ہے تو وہ کم از کم دو لیبارٹریز کو مثلاً صوبے کی کوئی ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری ہے اس کو بھی بھجوایا جائے۔ اور اسلام آباد کی مرکزی لیبارٹری میں بھی بھجوایا جائے۔ تاکہ ملی بھگت کا جو رجحان ہے وہ کم ہو سکے۔ اب میں ادویات کی خرید کے طریقہ کار کے اوپر بات کرنا چاہتا ہوں۔ محکمہ صحت کے پاس

ماہرین کی ایک ٹیم ہے اور انہوں نے مارکیٹ کے اندر جو ادویات تھیں اس کی ایک باقاعدہ لسٹ بنائی جسے یہ پی وی ایم ایس لسٹ کہتے ہیں۔ اس لسٹ کے اوپر کیمیکلز بھی ہیں ڈرگز ہیں۔ یہ 677 آئٹمز پر مشتمل لسٹ ہے۔ اب اس لسٹ کے اندر سے ادویات کی خرید کا جو طریقہ کار ہے' اس وقت ہمیں یعنی محکمہ صحت کو revised بجٹ ملا۔ اس میں سے خریداری ہو رہی ہے۔ پھر اس سال کا سیلنس اماؤنٹ ہے اس میں سے خریداری ہو رہی ہے۔ پھر یہ ہے کہ اس سال کے دوران ہی بجٹ لیٹ بنتا ہے اور ریلیز لیٹ ہوتا ہے۔ اگلے سال کے لیے بھی کچھ نہ کچھ ادویات خرید کی جاتی ہیں۔ اس سلسلے میں فرم کے ساتھ ریٹ contract ہوتے ہیں اور کوئی بھی ریٹ contract مالی سال کے 30 جون کو ختم ہو جاتا ہے۔ مثلاً اس سال کے جو contract ریٹ ہیں وہ 30 جون 1993ء کو ختم ہو جائیں گے۔ اور اس کے بعد پھر اگلے سال کے لیے نئے ریٹ contract کرنے پڑیں گے۔ اب اس میں لطف کی بات یہ ہے کہ آٹھ ماہ ہونے کو آئے ہیں اور ابھی تک ریٹ contract ہو رہے ہیں۔ اب پہلے ریٹ contracts ہوں گے اس کے بعد کچھ مدت کے بعد اس کمپنی کو دوائی کی سپلائی کے لیے آرڈر جائے گا۔ وہ کمپنی ظاہر ہے کچھ وقت لے گی اس کے بعد یہ دوائی میڈیکل سٹور ڈپو لاہور میں آئے گی۔ اس کے بعد پھر کچھ وقت لگے گا اور پھر یہ ادویات ہسپتالوں میں پہنچیں گی۔ اس لحاظ سے آپ دیکھ لیں کہ یہ صورت حال کتنی گمبھیر ہو جاتی ہے۔ ادویات کا' بی ایچ یو اور آر ایچ سی اور ہسپتال میں پہنچنے میں بہت ٹائم لگتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اگر ہیلتھ سیکرٹریٹ میں عملہ کم ہے تو یہ عملہ زیادہ کیا جائے۔ یا اسے پراسیس کو expidite کیا جائے یا اس short کیا جائے۔ اب ہسپتالوں کے اندر جو ادویات پہنچتی ہیں میں ان کے حوالے سے بات کروں گا۔ میری معلومات کے مطابق وہاں ایم ایس ڈی' میڈیکل سٹور ڈپو جو پنجاب کے اندر ہے وہاں سے ادویات پہنچتی ہیں۔ اور ایک خاص percentage' غالباً تیس یا چالیس فی صد انہیں لوکل پرچیز کے لیے اس کی اجازت دی جاتی ہے۔ ایم ایس ڈی کے ذریعے سے جو ادویات پہنچتی ہیں اس کا ایک لمبا پروسیجر آپ کے سامنے ہے۔ میں نے اس کی وضاحت کر دی۔ وہاں اس متعلقہ ہسپتال کا ڈی ایچ او یا ڈائرکٹر صاحبان جو ہیں وہ لوکل پرچیز کر سکتے ہیں۔ اب اس میں لوکل پرچیز کے ضمن میں ایک بڑی قباحت یہ ہے کہ ایم ایس ڈی جو ادویات خریدتی ہے اس کی باقاعدہ ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری سے رپورٹ ہوتی ہے اس کے بعد وہ ادویات خرید کرتے ہیں۔ لیکن جو ایل پی ہوتی ہیں مقامی ہسپتالوں کی طرف سے یا ایم ایس کی طرف سے یا آر ایچ سی بی ایچ یو کی طرف سے وہاں پر کوئی ڈرگ

ٹیسٹنگ لیبارٹری کی رپورٹ کا کوئی تصور نہیں۔ کیونکہ موقع پر ادویات لی جاتی ہیں۔ اور پھر اس کا کوئی اندازہ نہیں کہ وہ کس قسم کی ادویات وہاں پر خرید کرتے ہیں۔ اور ایل پی کے ضمن میں جو individual cases میں ایل پیز ہوتی ہیں۔ میں پورے وثوق کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ اس میں سے صرف پانچ فی صد کسی غریب کو کوئی دوائی پہنچ سکتی ہے۔ اس میں individual cases میں میرا یہ خود مشاہدہ ہے کہ بڑے بڑے افسران کی چٹیں چلتی ہیں' پولیس افسران ہیں بیورو کریسی کے افسران ہیں اور دوسرے بڑے افسران ہیں۔ یا پھر جو زور آور لوگ ہیں معاشرے کے اندر جس میں ایم این اے اور ایم پی اے صاحبان بھی شامل ہیں۔ اس میں صحافی حضرات بھی شامل ہیں یہ لوگ وہاں پہنچتے ہیں اور individual cases میں ادویات وہاں پر لیتے ہیں۔ اور اس طرح فی الحقیقت جو غریب آدمی ہے اس کا حق مارا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں' یہ تجویز کروں گا کہ یہ جو ایل پی ہے یہ individual cases کے لیے بند کی جائے۔ آؤٹ ڈور کے لیے ایل پیز کی اجازت نہ ہو صرف ان ڈور مریضوں کے لیے ایل پیز کی اجازت ہو۔ تیسری بات یہ ہے کہ ایل پی bulk کے اندر لی جائے۔ ایک ایک دو دو دوائیاں ایل پی نہ کی جائیں۔ اور اس میں ہسپتال کے لیے باقاعدہ ایل پیز کے لیے کمیٹی بنائیں۔ اس میں پروفیسر صاحبان ہو سکتے ہیں اس میں ایک آدھا منتخب نمائندہ بھی ڈال سکتے ہیں۔ جو کہ وہاں پر باقاعدہ اس پی وی ایم ایس لسٹ کے مطابق لوکل پرچیز کرے۔ اب جناب سپیکر! میں اس بات کی طرف بھی آتا ہوں کہ یہ ادویات جو ہمارے ایسوسی ایٹ پروفیسر صاحبان اور پروفیسر صاحبان اور اسسٹنٹ پروفیسر صاحبان لکھتے ہیں۔ اس میں یہ ہوتا ہے کہ جو کمپنیاں ان consultants کو وی سی آر لا کر دیتی ہیں ٹیلی ویژن سیٹ دیتی ہیں یا مری کے اندر کوئی tour کرواتی ہیں یا کسی بیرونی tour کے لیے ان کے expenses برداشت کرتی ہیں تو یہ ان کی ادویات کو دھڑا دھڑ لکھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری حنیف صاحب کو اگر زحمت دی جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، میں پھر گزارش کروں گا کہ حنیف صاحب کے بعد مجھے وقت دیا جائے تاکہ میں اپنی بات کو conclude کر سکوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ پہلے اپنی بات کر لیں۔ جس وقت وہ آئیں اس وقت میں چودھری حنیف صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ حسب دستور اور حسب روایت اپنے پرجوش لب و لہجہ میں تقریر فرمائیں۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! میں نے بھی نام پیش کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر آپ اس وقت تقریر کرنا چاہتے ہیں تو مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! جس طرح آپ نے کہہ دیا ہے وہ ٹھیک ہے لیکن چودھری حنیف کے بعد مجھے وقت دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کو بالکل ٹائم ملے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ جو کمپنیاں اس قسم کی سہولیات پروفیسر صاحبان کو دیتی ہیں ان کمپنیوں کی ادویات یہ لکھتے ہیں۔ بعض اوقات یہ بہت مہنگی ہوتی ہیں۔ لیکن پروفیسر صاحبان کو اس بات کا خیال نہیں ہوتا کہ غریب لوگ کس طرح اپنے مرض کا علاج کروا رہے ہیں۔ تو اس بات کے لیے بھی مؤثر چیکنگ ہونی چاہیے۔ میں اس بات کا بھی اظہار کروں گا کہ پروفیسر صاحبان جو کسی بھی ادارے میں ہیں بڑے زور آور لوگ ہیں۔ ہم نے اسمبلی کے اندر بارہا یہ باتیں کی ہیں کہ ان کی پرائیویٹ پریکٹس پر پابندی لگائی جائے' پروفیسر صاحبان اپنے پرائیویٹ ہسپتالوں میں مریض نہ دیکھیں' آپریشن نہ کریں۔ لیکن اس کے اوپر وفاقی سطح پر اور نہ ہی صوبائی سطح جو ہمارے زعما کرام ہیں' منسٹر صاحب ہیں سیکرٹری صاحب ہیں' یہ کوئی عمل کروا سکے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کے links بہت زیادہ ہیں۔ اس ضمن میں عملی تجویز میں انھیں یہ پیش کروں گا۔ کہ کم از کم صبح کے اوقات میں اڑھائی تین بجے تک نہ گھر پر اور نہ ہی پرائیویٹ ہسپتالوں میں انھیں اپنے مریض دیکھنے کی نہ آپریشن کرنے کی اجازت ہو۔ شام کے وقت یہ اپنی پریکٹس کریں' کیونکہ ان کی پریکٹس بند کروانے کے اوپر مؤثر عمل درآمد یہ کروا نہیں پائیں گے۔

جناب سپیکر! چونکہ وقت نکلا جا رہا ہے' میں اس ضمن میں علیحدہ سے بھی منسٹر صاحب کو لکھ کر باتیں دوں گا۔ میں نے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے اوپر دیگر بہت سی باتیں نوٹ کی ہیں۔ میڈیکل کالجوں کے حوالے سے باتیں ہیں کہ آپ نے یہاں پر کوئی خاص ہدف مقرر نہیں کیا کہ کس حد تک آپ ڈاکٹر بنانا چاہتے ہیں۔ یہاں سیاسی دباؤ کے تحت آپ نے سیٹیں مقرر کی ہیں۔ ٹھیک ہے کہ ہائی کورٹ کا فیصلہ ہے کہ میرٹ کے اوپر داخلہ دیجیے۔ اور اس میں لڑکیوں اور لڑکوں کی کوئی تخصیص نہ ہو۔ اس پر آپ عمل درآمد کر رہے ہیں۔ لیکن جس طرح اب ڈاکٹروں کی ایک بڑی تعداد نکل کر فیلڈ میں موجود ہے' انھیں کہاں کھپانا ہے؟ یہ بھی ایک لمحہ فکریہ ہے۔ اس ضمن میں ایک بات میں یہ بھی کہوں گا کہ آرمی

نے ایک میڈیکل کالج بنایا ہے' اس وقت ضرورت تھی۔ اب جب کہ یہاں سول کے بہت سارے ڈاکٹر نکل رہے ہیں تو صوبائی وزیر صحت کو اس بات کی تحریک کرنی چاہیے کہ آرمی میڈیکل کالج بند کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس وقت ہمارا ہیلتھ کا جو سسٹم ہے' میں اس پر مختصراً تبصرہ یہ کروں گا کہ اس وقت ایلوپیتھک سسٹم چل رہا ہے۔ پھر ملک کے اندر ہومیوپیتھک اور طب کا سسٹم بھی متعارف کروانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ اب ہومیو پیتھک ڈاکٹروں کی سیٹیں بھی ہیں اور حکیموں کی سیٹیں بھی نکال رہے ہیں۔ اب دیکھیں' ایلوپیتھک سسٹم میں ایک باقاعدہ طریق کار ہے۔ ڈرگز ٹیسٹنگ لیبارٹریاں ہیں' ان کا باقاعدہ فارما کوپیا ہے' اس میں سپیشلسٹ حضرات ہر فیلڈ میں موجود ہیں۔ لیکن ہومیوپیتھک اور طب کا کوئی فارما کوپیا نہیں ہے۔ دوائیوں کی ٹیسٹنگ کا کوئی باقاعدہ طریق کار نہیں ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کس بنیاد پر ایک باقاعدہ سسٹم کے ساتھ ساتھ یہ لنگڑے لولے سسٹم چلانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ اس کے ذریعے سے عوام کی صحت سے کھیلنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ میں یہی گزارش کروں گا کہ یہ جو سسٹمز ہیں' ان کو فی الحال بند کیا جائے۔ پہلے ان کے اوپر باقاعدہ کام کیا جائے۔ ان کے ہر معاملے کو regularise کیا جائے اور پھر اس کے بعد اس سسٹم کو متعارف کروانے کی کوشش کی جائے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جس لسٹ اور جس سلسلے میں آپ نے چودھری حنیف صاحب کا نام درج کیا ہے' تو شیخ طاہر رشید صاحب آ گئے ہیں' ان کا نام بھی درج کر لیں۔ اور ان سے کہہ بھی دیں کہ وہ ذرا تیاری کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، اب میں تعلیم کے موضوع پر آؤں گا۔ تعلیم کے سلسلے میں سب سے پہلی چیز ہے۔ تعلیم کا ہدف۔۔یعنی ہم اس تعلیم سے کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ عوام تعلیم کا مقصد یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے تعلیم کے ذریعے سے نوکری حاصل کرنی ہے۔ لیکن حکومت کا تعلیم کے ضمن میں کوئی ہدف نہیں۔ کوئی منزل نہیں۔ اٹلے تٹلے تعلیمی ادارے تعلیم برائے تعلیم کے نام سے کھولے جا رہے ہیں۔ میں اس کی تفصیل میں جانا چاہتا ہوں لیکن وقت نہیں ہے۔ اور ایک اندازے کے مطابق پورے ملک میں تقریباً بارہ ہزار گریجویٹ ہر سال ملکی تعلیمی اداروں سے تعلیم پا کر نکل رہے ہیں اور نوکری نوکری کی رٹ لگا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! چونکہ اس وقت معاملہ تسلیوں کا چل رہا ہے تو میں

اس بات پر شدید احتجاج کرتا ہوں کہ وزیراعلیٰ محترم غلام حیدر وائیں صاحب نے دو اڑھائی سال میرٹ میرٹ کی رٹ لگائی ہے۔ اب مجھے سمجھ آئی ہے کہ یہ میرٹ نہیں ہے' یہ "میں اور رٹ" ہے۔ انھوں نے دو سال "میں کی رٹ" لگائے رکھی ہے۔ اب جس طرح ہر حلقے کے اندر میرٹ کی خلاف ورزی کر کے ساتویں نمبر کو تو نوکری مل رہی ہے اور جو بچہ پہلے اور دوسرے نمبر پر ہے' جس نے محنت کی ہے' وہ نوکری سے محروم ہے۔ جناب سپیکر! بے انصافی کی بنیاد پر معاشرے قائم نہیں رہ سکتے۔ میں اپنے تمام ممبران کو پوری یقین دہانی کرواتا ہوں کہ یہ اپنے اپنے حلقوں میں بالکل انصاف کے ساتھ میرٹ کے اوپر نوکریاں دیں گے تو نہ صرف انصاف کا اس طرح بول بالا ہو گا بلکہ سیاسی طور پر بھی ان کا وہاں پر وقار بلند ہو گا۔ جناب سپیکر! میں اس بات کا پورا لحاظ رکھنے کی درخواست کروں گا۔ جناب سپیکر! میں تعلیمی نصاب کے بارے میں بھی تھوڑا سا ذکر کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں درخواست کروں گا کہ جو معزز ممبران لابی میں بیٹھے ہیں وہ براہ کرم ہاؤس کے اندر تشریف لے آئیں۔

ڈاکٹر سید وسیم، ہمارا نصاب تعلیم ملی اور ملکی تقاضوں کے بالکل برعکس ہے۔ اب اس قسم کی تعلیم دی جا رہی ہے کہ جب بچہ سکول سے واپس آئے اور وہ پکارے۔

Twinkle twinkle little star

تو والدین بڑے خوش ہوتے ہیں اور اساتذہ بھی انھیں یہی چیزیں سکھانے میں بڑا زور لگاتے ہیں جو بالکل بے مقصد ہیں۔ ہماری تعلیم کو مقصدیت دی جانی چاہیے۔ اس وقت تعلیم تربیت سے بالکل محروم ہے۔ حالانکہ تعلیم کے ساتھ تربیت لازم و ملزوم ہے۔ ہمارا یہ سیکشن بالکل خالی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ سرکاری اساتذہ کے ٹیوشن پڑھانے پر بالکل پابندی ہونی چاہیے۔ میں اس بات کا بھی ذکر کروں گا کہ تعلیم پہنچانے کے لیے اس وقت مختلف سسٹم ہمارے ملک میں چل رہے ہیں۔ کہیں مسجد مکتب ہیں' کہیں اردو میڈیم سکول ہیں' کہیں انگلش میڈیم سکول ہیں' کہیں کیڈٹ سکول ہیں' کہیں پرائیویٹ تعلیمی ادارے ہیں اور کہیں جاگیرداروں' سرمایہ داروں اور بڑے بیوروکریٹس کے لیے علیحدہ ادارے ہیں۔ اس کے علاوہ اسلام آباد میں بعض مغربی ممالک کی ایمبیسیاں ہیں' وہ اپنے اپنے سکول علیحدہ بھی چلا رہی ہیں۔ ان کا اپنا سسٹم ہے۔ تو اس طرح ایجوکیشن کے اندر ہمارا multiple system چل رہا ہے۔ اور ہر سسٹم کے اپنے تقاضے ہیں' اپنی ضروریات ہیں' اپنے اہداف ہیں۔ اور یہ بات

بھی دیکھیں کہ ہر سکول کی فیس بھی علیحدہ علیحدہ ہے۔ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے حوالے سے لاہور میں ایک ایسا تعلیمی ادارہ ہے جو کہ ٹیوشن فیس، ہوسٹل کی نہیں بلکہ ٹیوشن کی فیس سات ہزار روپے ماہوار لیتا ہے۔ تو یہ اتنے سارے سسٹم چل رہے ہیں۔ ان کو بھی کسی ایک سسٹم کے اندر بنانا چاہیے جو کہ ہمارے ملکی اور ملی تقاضوں کے مطابق ہے۔ اب اتنے مختصر وقت میں اس پر سیر حاصل بحث کرنا تو ممکن نہیں ہے۔ اس کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ آئندہ چل کر اس بحث کا کوئی فائدہ بھی محسوس نہیں ہوتا۔ کیونکہ پرسوں چوتھ بھی وزیر تعلیم نے پراچہ صاحب کو یہ فرمایا تھا کہ آپ نے جو عربی کی بات کی ہے یہ اب time barred ہے، ہم نے پالیسی دے دی ہے۔ اور وہ پالیسی ہم نے بھی دیکھی ہے۔ وہ گا، گے، گی پر مشتمل ہے۔ اور جو اہداف انہوں نے اس تعلیمی پالیسی کے اندر مقرر کیے ہیں ان اہداف کے اوپر کس طرح پہنچنا ہے۔ کیا کیا عملی اقدامات اٹھائے جائیں گے۔ اس کا وہاں تفصیل سے کوئی ذکر نہیں۔ اور پھر جو ہمارے ایجوکیشن کے اوپر spending ہے وہ بھی ان کی اس پالیسی سے میل نہیں کھاتی ہے۔ ہم زیادہ سے زیادہ اڑھائی تین فی صد ایجوکیشن پر خرچ کر رہے ہیں۔ اور اس سے جو انہوں نے گا، گے، گی کے اہداف مقرر کیے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ یہ ان اہداف تک پہنچ پائیں گے۔ جناب سپیکر! مختصراً اس بات کا بھی ذکر کروں گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! ایک منٹ میں ختم کیجیے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جی، اچھا جناب والا! لاہور، راولپنڈی، فیصل آباد، ملتان میں تو شاید ایسے کوئی مسائل نہیں ہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جو سکول دیہاتی علاقوں میں ہیں وہاں پر اساتذہ جاتے نہیں ہیں۔ اور سفارشیں کروا کر شہروں میں آ جاتے ہیں۔ اس میں ہمارے ایم این اے اور ایم پی اے حضرات بھی ملوث ہوتے ہیں۔ تو شہروں کے سکولوں کے اندر internal اساتذہ کو بٹھا دیتے ہیں۔ اور مجھے یاد ہے کہ بہاول پور کے اندر کئی کاغذی سکول بھی کسی زمانے میں منظر عام پر آئے تھے کہ سکول موجود ہے۔ اس کی بلڈنگ موجود ہے۔ کاغذوں میں اساتذہ موجود ہیں۔ ان کی تنخواہیں draw ہو رہی ہیں۔ لیکن کوئی سٹوڈنٹ نہیں کوئی پڑھائی نہیں۔ تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ اس کی وجوہات کو بھی دیکھنا چاہیے۔ اس میں خصوصاً female اساتذہ کے لیے جن کے گھر شہروں میں ہیں، دیہات کے اندر صبح صبح پہنچنا انتہائی مشکل ہے۔ اس میں ان کی معقول آمد و رفت کا باقاعدہ بندوبست محکمہ تعلیم کرے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ وہاں پر ان کی معقول رہائش اور دیگر سہولیات کا بندوبست اس سوشل ایکشن

پروگرام کے اندر incorporate کیا جائے۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ یہ جو الٹی گنگا بہتی ہے کہ جو آدمی دیہات سے تبادلہ کروا کر شہر میں آ جاتا ہے اسے تو big city allowance۔ کارپوریشن الاؤنس۔ مہنگائی الاؤنس اور پتا نہیں کون کون سے الاؤنس دیے جاتے ہیں۔ اس وجہ سے دیہات کے اندر جو لوگ کسی بھی محکمے کے serve کرتے ہیں وہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ اپنا تبادلہ کروا کر شہر کے اندر آ جائیں۔ تو میں یہ suggest کروں گا کہ کم از کم اساتذہ کے لیے پانچ سو روپے ماہوار رورل الاؤنس دیا جائے تاکہ یہ دیہاتوں کے اندر نہ جانے کی روش دور ہو سکے۔ تو جناب سپیکر! یہ مختصراً اس پالیسی کے اوپر چند باتیں میں نے عرض کی ہیں۔ گو میں یہ جانتا ہوں کہ یہ سب کچھ بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف ہے۔ لیکن اللہ کرے کہ ان باتوں پر ہم serious ہوں اور بقول پراچہ صاحب بھینس دودھ دینے لگے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

شیخ محمد طاہر رشید، جناب سپیکر! جس وقت انہوں نے بھینس کی بات کی اس وقت ان کا اشارہ پراچہ صاحب کی طرف تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' بٹ صاحب!

جناب سہیل ضیاء بٹ، جناب سپیکر! فرید پراچہ صاحب کی انفرمیشن بڑی کمزور ہے۔ میں اسے درست کرتا ہوں اور یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ آج کے بعد ان ولایتی گایوں کے ہوتے ہوئے بھینس کالے رنگ کی ہوتی ہے سفید رنگ کی نہیں ہوتی۔ یہ اپنا حافظہ اور انفرمیشن درست کریں۔ (قطع کلامی)

جناب ڈپٹی سپیکر، شیخ صاحب! برائے مہربانی تشریف رکھیں۔ میں آپ کے صلاح اور مشورے کے ساتھ تھوڑی سی تبدیلی کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے خان زادہ صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ جو بڑے اچھے مقرر ہیں اور انگریزی میں بھی بڑے اچھے انداز سے تقریر کر سکتے ہیں۔ اگر آپ اس میں suggest فرمائیں تو جب معزز مہمان تشریف لائیں تو جناب خانزادہ صاحب کو زحمت دی جائے کہ وہ تقریر فرمائیں (قطع کلامیاں) یہ ان کی بات ہے کہ وہ سمجھ بھی سکیں۔ تو جب ہمارے معزز مہمان یہاں آئیں گے اور اپنی سیٹوں پر بیٹھ جائیں گے تو میں ایک دو فقرے ان کے بارے میں کہوں گا اس کے بعد آپ ڈیسک بجائیں ان کی آمد پر ڈیسک نہیں بجانے۔ میں جب اپنی بات ختم کر لوں تو اس کے بعد آپ ڈیسک بجائیں۔ شکریہ۔ جی' فتیانہ صاحب فرمائیے۔

جناب ریاض فتیانہ، محترم سپیکر صاحب! ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے ہاؤس میں معزز مہمان آتے ہیں

اور ہم انہیں welcome کرتے ہیں۔ لیکن کسی ڈیلیگیشن کی خاطر پوری اسمبلی کی کارروائی معطل نہیں کی جا سکتی اور اسے routine کے مطابق چلنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہم نے اسمبلی کی کارروائی معطل نہیں کی۔ ہم اسمبلی کی کارروائی باقاعدہ ضابطے کے مطابق اور اپنے ایجنڈے کے مطابق چلا رہے ہیں۔ فتیانہ صاحب! ایسی بات نہیں ہے۔

(اس مرحلے پر معزز مہمان ایوان کے اندر تشریف لے آئے)

It is a great honour for us that His Excellency Mr M.H. Muhammad, Speaker of Sri Lankan Parliament and his delegation is present with us. On my behalf, the people of Punjab and the Legislators of the Punjab welcome His Excellency and all his colleagues.

(نعرہ ہائے تحسین) جناب محمد حنیف صاحب!

چودھری محمد حنیف، شکریہ' جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ابھی نئی تعلیمی پالیسی کے بارے میں جناب فرید پراچہ صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس کے پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ میں نہایت ہی اختصار کے ساتھ صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ اس پالیسی میں جو ہدف رکھے گئے ہیں وہ مساوات اور سماجی انصاف ہے۔ یہ وہ ہیں جو یو۔این۔او کے چارٹر کے مطابق ہیں۔ لیکن ایک مسلم ہونے کے ناتے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے مقاصد ہمارا مشن توحید و رسالت اور اخلاق ہونا چاہیے تھا۔ اور یہ اس پورے نظام حیات پر محیط ہے۔ اور اس میں مساوات اور سماجی انصاف بھی شامل ہے۔ لیکن دکھ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارا نصب العین اور ہمارے جو اہداف ہیں وہ بالکل ہی اپنے مشن اور پروان سے ہٹ کر ہیں۔ جناب سپیکر! یہی وجہ ہے کہ تعلیمی اداروں سے فارغ ہونے والے طلباء کا رویہ ان کا اخلاق اور ان سے جس قسم کی حرکات سرزد ہو رہی ہیں' جیسے ڈکیتیاں' منشیات کا عادی ہونا۔ تو اس کی وجہ ہے کہ

کلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا
کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ

جناب سپیکر! بلاشبہ شرح تعلیم میں اضافے کے لیے جو تعلیمی پالیسی میں رقم رکھی گئی ہے وہ 79 بلین روپے دس سال کے لیے ہے۔ اور یہ خوش آئند بات ہے۔ اس سے شرح خواندگی بڑھے گی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میری یہ درخواست ہو گی کہ شرح خواندگی کے ساتھ ساتھ معیار تعلیم اور اس کو

صحیح معنوں میں اقوام متحدہ کے نصب العین کے مطابق بھی ڈھالا جائے۔ اور اس کا جو نصاب ہے اس کی اصلاح کی جائے۔ تاکہ جب بچے مدرسوں سے نکلیں اور عملی فیلڈ میں جائیں تو وہ ایک بہترین سیاست دان۔ ایک بہترین استاد اور بہترین سائنس دان ہونے کے ناتے وہ ایک بہترین مسلمان بھی ہوں۔ یہ معیار اور یہ چیز ہونی نہایت ہی ضروری ہے۔ اس وقت میں ان باتوں کی طرف نہیں جانا چاہتا کہ جو خامیاں یا کمزوریاں تعلیمی پالیسی کی بارے میں میرے دوست بیان کر چکے ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ ہم اپنی تعلیم میں جو کرپشن یا بوٹی مافیا اور نقل کے رجحانات ہیں انہیں کنٹرول کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ اس پر ہماری پوری توجہ ہونی چاہیے تاکہ جعلی ڈگریوں اور غلط انداز سے لوگ اپنے عملی فیلڈ میں آجاتے ہیں اس کا تدارک ہو سکے اور یونیورسٹیوں میں جو ڈگریاں بک رہی ہیں اس کا صحیح معنوں میں تدارک ہو سکے۔ اور اسی طرح جو لاکھوں روپے کے گھپلے ہوئے ہیں ان کے متعلق میرے پاس اخبارات کی کٹنگز موجود ہیں کہ اتنے زیادہ گھپلے۔ اتنی کرپشن اور مختلف محکموں میں مختلف لوگ جو بیرون ملک جاتے ہیں ان کی تنخواہیں withdraw کر لی جاتی ہیں۔ اس کے تدارک کے لیے میں نہیں سمجھتا کہ کوئی کارروائی یہاں کی جا رہی ہے۔ جناب سپیکر! میرٹ کی بات ہے۔ نوکریوں کی بلاشبہ اس وقت بہت ہی ضرورت ہے۔ لاکھوں اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ لوگ ڈگریاں ہاتھوں میں لیے پھر رہے ہیں اور بعض افراد اس قسم کے ہیں کہ جن کا واحد سہارا ان کے خاندان کا وہ بچہ ہے کہ جو تعلیم سے فارغ ہو کر بیٹھا ہے۔ ماں باپ کی نظریں اس پر لگی ہوئی ہیں لیکن حالات اس قسم کے ہیں کہ اس کو نوکری نہیں ملتی اگر آج نوکری مل رہی ہے تو ان لوگوں کو کہ جن کا کوئی رشتہ دار ایم پی اے ہے یا جن کا کوئی رشتہ دار ایم این اے ہے۔ کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ ہماری حکومت میرٹ کی بات کرتی ہے لیکن میرٹ سے ہٹ کر کام ہو رہا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی افسوس ناک بات ہے۔ جناب سپیکر! میرے پاس ایسی مثالیں موجود ہیں کہ لوگ اپنی اعلیٰ ڈگریاں لینے کے باوجود، فرسٹ کلاس ہیں، وہ بہترین معیار پر پورے اترتے ہیں لیکن کتنے افسوس اور دکھ کی بات ہے کہ انہیں نوکری نہیں ملتی۔ وہی اپنے گھر کا واحد سہارا ہے۔ اس کے والدین کی اس پر نظریں ہیں۔ تو اس میں ایسا ہی ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح غربت اور بدعنوانی پھیلتی ہے۔ لوگ مصیبت میں مبتلا ہیں ایک شاعر کے بقول کہ،

کیا ملیں اس لیے ریشم کے ڈھیر بنتی ہیں
کہ دختران وطن تار تار کو ترسیں
کیا ملی نے خون سے زمین کو اس لیے سینچا تھا
کہ اس کی اپنی نگاہیں بہار کو ترسیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے بعد میں تھوڑی سی بات صحت پر بھی کرنا چاہتا ہوں، کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ بہت سارے مقررین ابھی موجود ہیں۔ میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ ہمارے صحت کے شعبے میں جتنی کرپشن کی نشان دہی آج کی گئی ہے۔۔ یہ کئی بار پہلے بھی کی جا چکی ہے۔ کئی اجلاسوں میں اس پر بحث ہو چکی ہے لیکن اس کے باوجود ان خامیوں کو دور نہیں کیا گیا۔ یہ ادویات کا جعلی بکنا، جیسے ڈاکٹر وسیم صاحب نے ابھی کہا ہے لیکن اس کی روک تھام کے لیے ابھی تک کچھ نہیں ہوا۔ اسی طرح ہسپتالوں کی صفائی کا نظام ہے اور جہاں مریضوں کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے کہ ان کو صاف طور پر یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ اگر بیماری سے صحت یاب ہونے کے لیے جانا ہے تو کسی پرائیویٹ کلینک میں جایا جائے۔

آپ نے ہیلتھ فاؤنڈیشن بنائی اور اس میں بھی یہ ہے کہ صحت کو مہنگا کر دیا گیا ہے اور اس میں جو مراعات اور قرض ہیں یہ بھی سب انہی لوگوں کو ملتے ہیں کہ جو سرمایہ دار ہیں۔ جو پرائیویٹ طور پر زیادہ سے زیادہ فیسیں وصول کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر سردار فرحت عزیز مزاری کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب تاج محمد خان زادہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی، خان زادہ صاحب۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: I am sorry that today we have a foreign delegation witnessing the proceedings of this Assembly and the Hon'ble Member, if they understand, is narrating facts which are far from reality. Let metell the Hon'ble Member, that every recruitment whether in Education Department or in any service is made on merit and purely on merit

and undoubtedly on merit. I am very sorry that the delegation may carry very wrong impression. The idea of the Opposition is not to mis-quote the facts, but to bring facts, actual facts, before the Assembly. I challenge him that especially in Rawalpindi Division every recruitment had been made on merit and purely on merit.

(Applause)

جناب غلام سرور خان، خان زادہ صاحب! کسی پٹھان سے اس بات کی توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ اس طرح حکومت کی خوشامد کرے گا۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: I beg your pardon. I am a man who voted against the British Government when you were a child. You were in liquid form when I was fighting for freedom. You were not even born, but then Sir, you used your vocal language, thank you, to malign a man who has got meritorious services in the whole of India. What are you talking about...

(interruptions)

MR CHAIRMAN: Please, no cross talks.

جناب غلام سرور خان، خان زادہ صاحب! آپ ہمارے لیے ہر لحاظ سے قابل احترام ہیں۔ آپ ہمارے بزرگ ہیں۔ جہاں تک میرٹ کی بات ہے تو میرٹ کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ ملک کے مختلف اخبارات، مختلف حلقے اس بات پر پریس کانفرنس کر رہے ہیں احتجاج کیا جا رہا ہے کہ میرٹ کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے۔ میں نے تو اس بات پر بات کی ہے کہ اس عمر میں اور خان زادہ صاحب جیسے بندے سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ آپ حکومت کی اس طرح سے خوشامد کریں۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر! ان کا میرٹ وہ میرٹ تھا کہ جس وقت سندھ میں براہ راست ڈی ایس پی بھرتی کیے گئے۔

MR CHAIRMAN: Please be seated now. Please be seated.

شیخ صاحب تشریف رکھیں۔ میرے خیال میں خان زادہ صاحب نے اپنے علم کے مطابق حقائق کو بیان

کیا ہے۔ جو ان کے علم میں تھا اس کے مطابق انہوں نے حقائق کو ہی بیان کیا ہے۔ تو اس کو نکتہ بحث نہیں بنانا چاہیے۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: I had been sitting in the Opposition for forty years. For forty years I have opposed the Government from there, but today I feel that this Government is doing some good work; just for that reason I am sitting here otherwise I would have been there. I do not work for plots, but some of you are only working for plots.

شیخ محمد طاہر رشید، خان زادہ صاحب! دل سے وہ بھی مانتے ہیں۔ صرف زبان سے کہہ رہے تھے۔

MR CHAIRMAN: Khan Zada Sahib has very clean slats in his Parliamentary life.

چودھری صاحب! آپ اپنی تقریر کو continue کریں۔

چودھری محمد حنیف، جناب سپیکر! میں اس میں ایک اور بات کی طرف بھی کہوں گا۔۔۔

جناب سہیل ضیاء بٹ، جناب سپیکر! خان زادہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کے بعد اب مجھے امید ہے کہ فاضل رکن اس چیز میں تمیز کریں گے کہ اس اعلیٰ ادارے میں بیٹھ کر اتنا واضح طور پر جھوٹ نہیں بولنا چاہیے۔

شیخ محمد طاہر رشید، ان کے مسلک میں جائز ہے۔

جناب چیئرمین، جی چودھری صاحب! آپ continue کریں۔

چودھری محمد حنیف، جناب سپیکر! بلڈ بینک مختلف جگہوں پر پرائیویٹ بھی چلتے ہیں۔ لیکن اس میں میری یہ گزارش ہے کہ ایڈز کی وجہ سے حکومت کو ایسا انتظام کرنا چاہیے کہ وہاں پر ان کے بلڈ کے ٹیسٹ پر ایک خاص توجہ دی جائے اور اس کے لیے ان کو باقاعدہ طور پر وہاں ایک ٹیسٹنگ کا پروگرام دیا جائے۔ اس کے بغیر ان کو اجازت نہ دی جائے۔ اسی طرح ہیلتھ فاؤنڈیشن ہے۔ اس پر جیسے میں نے پہلے کہا ہے' میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ناانصافیوں کی ایک بنیاد ہے۔

چودھری محمد ریاض، پنڈی وچ ایسی کوئی بیماری نہیں۔

چودھری محمد حنیف، جی مجھے پتا ہے کہ آپ کو نہیں ہے۔ (قہقہے) جناب سپیکر! اس طرح ہسپتالوں میں گاڑیاں غلط طور پر استعمال ہوتی ہیں اور مختلف لوگ انہیں اپنے گھروں میں استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح ٹیلی فون ہے۔

جناب ایم لطیف مغل، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب چیئرمین، جناب لطیف مغل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ایم لطیف مغل، جناب سپیکر! وزیر صحت سے کہا جائے کیونکہ ہمارے فاضل ممبر نے بڑی فکر کی ہے۔ ایڈز کی بیماری پنڈی میں اگر پھیل چکی ہے تو اس کا فوری طور پر علاج ہونا چاہیے اور احتیاط کرنی چاہیے۔ وزیر صحت صاحب سے کہیں۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ وزیر صحت صاحب جب اس ڈیبیٹ کو وائنڈ اپ کریں گے تو پھر اس مسئلے پر آئیں گے۔

چودھری محمد حنیف، جناب سپیکر! اس میں لطیف مغل صاحب کا خون ٹیسٹ پہلے کیا جائے۔

جناب ایم لطیف مغل، آپ مطمئن رہیں۔ یہ بیماری منصورہ سے شروع ہو گی' کیونکہ ادھر سے ہی یہ کام چلتا ہے۔ ادھر ہی ہو گا۔ ہماری طرف آنے والی بات نہیں ہے۔ (قہقہے)

چودھری محمد حنیف، شکر ہے آپ بھی بول پڑے ہیں۔

جناب چیئرمین، چودھری صاحب! آپ اپنی تقریر continue کریں۔

چودھری محمد حنیف، جی میں لیبارٹریز کے بارے میں عرض کر رہا تھا۔

شیخ محمد طاہر رشید، جناب سپیکر! ابھی امریکی سفیر بھی منصورہ سے ہو کر گئے ہیں۔ کیا وہ ادھر کوئی ایڈز کی بیماری کی تحقیق کرنے گئے تھے؟ (قہقہے)

جناب چیئرمین، پلیز ان کو interrupt نہ کریں۔ ان کو بولنے دیں۔

چودھری محمد حنیف، جناب سپیکر! ان کا علاج میں سمجھتا تھا کہ ہو چکا ہے لیکن آج انہوں نے پھر ثابت کر دیا ہے۔ کہ ان کا علاج صحیح نہیں ہوا۔ (قہقہے)

جناب چیئرمین، چودھری صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

چودھری محمد حنیف، ہم ساتھی یہ مشورہ کر رہے تھے کہ یہ ٹھیک ہو گئے ہیں۔ لیکن آج پھر انہوں نے

وہ گڑبڑ کر دی ہے جس سے پتا چلا ہے کہ ان کا دماغ ابھی درست نہیں ہوا۔

شیخ محمد طاہر رشید: یہ مغل صاحب کو پتا نہیں ان کی بات کا کیسے پتہ چل گیا ہے' حالانکہ انہیں منع کیا تھا کہ یہ بات ظاہر نہ کریں۔ (قہقہے)

جناب چیئرمین: جی چودھری صاحب۔

چودھری محمد حنیف: تو لیبارٹری ٹسٹ کے لیے اگر ہسپتال میں جائیں تو وہاں ڈاکٹر بھی اکثر یہ کہتے ہیں کہ آپ لوگ فلاں لیبارٹری میں چلے جائیں۔ تو یہ نہایت ہی دکھ اور افسوس کی بات ہے۔

جناب سپیکر! ایک بار میں نے خود سروسز ہسپتال میں اپنا بلڈ ٹیسٹ کروایا تو اس بلڈ ٹیسٹ کی رپورٹ کے ساتھ انہوں نے مجھے پیشاب کی رپورٹ بھی دی اور میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا؟ میں نے تو پیشاب دیا ہی نہیں تھا۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ معلوم نہیں کیسے اس طرح ہو گیا؟ تو یہ اس طرح کی بے ضابطگیاں جیسے رانا ثناء اللہ خان صاحب نے ایک مثال دی تھی۔ یہ نہایت ہی دکھ اور افسوس کی بات ہے اور یہ بار بار اس بات کی نشان دہی کی گئی لیکن اس پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ اسی طرح ایکس رے مشینیں بے کار پڑی ہیں اور بہت قیمتی ہیں۔ وہ ٹیکنالوجی میں بازار سے بھی زیادہ بہتر ہیں لیکن اس کے باوجود وہاں ایکس رے درست نہیں ہوتے اور ڈاکٹر مریضوں کو دوبارہ مشورہ دیتے ہیں کہ آپ کسی اور پرائیویٹ جگہ سے ایکس رے کروا کر لائیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح تعمیرات میں جو خورد برد کی جاتی ہے مختلف انداز سے جو بلڈنگیں بنتی ہیں اس میں جو رشوت کا معاملہ ہے وہ تو اپنی جگہ اور اس کے بعد باقی جو معاملات ہیں اس میں خاصی خورد برد کے واقعات بھی سامنے آئے ہیں اور کئی بار اخبارات میں بھی وہ آتے رہے ہیں۔

میں آخر میں اتنی بات کہوں گا کہ صفائی کے بارے میں بلاشبہ یہ بات درست ہے کہ صفائی اور وہاں کے باقی انتظامات کا معاملہ جہاں تک ہے اس میں انتہائی بدبو اور تعفن ہوتا ہے۔ آپ میو ہسپتال میں چلے جائیں یا کسی بڑے ہسپتال میں اچانک چلے جائیں تو آپ کو وہاں پر اس قدر بدبو اور تعفن محسوس ہو گا کہ آپ خود وہاں نہیں ٹھہر سکتے تو مریض کیسے وہاں ٹھہر سکے گا۔ جناب وزیر صحت کی خدمت میں یہ عرض کروں گا اور میں اپنی بات کو ختم کروں گا۔

ان کے دیکھنے سے جو آ جاتی ہے منہ پہ رونق
وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

جناب چیئرمین، جناب غلام سرور خان صاحب۔

جناب غلام سرور خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر۔۔۔

ڈاکٹر چودھری محمد شفیق، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اپوزیشن اور منی اپوزیشن حضرات کو جزوی طور پر زیادہ وقت دیا جا رہا ہے جب کہ دوسرے ممبران بھی اس وقت باقی ہیں۔ تو جناب والا! میں عرض کروں گا کہ اس کا لحاظ رکھا جائے۔

جناب محمد طاہر رشید، جناب والا! میں عرض کروں گا کہ یہ چند معزز ممبران ہیں جنہیں وقت پر وقت دیا جا رہا ہے۔ جناب! یہ موضوع انتہائی اہم ہے جس کے بارے میں ہم نے بھی اپنے علاقے کی نمائندگی کرنی ہے اور ہم نے اپنے علاقے کی سوچ اور فکر اس ایوان میں منتقل کرنی ہے۔ لہذا میں آپ سے گزارش کروں گا کہ میں ڈاکٹر صاحب کی بات کی تائید کرتا ہوں کہ ایک بندہ اللہ والا بولنا چاہیے اور ایک بندہ گنہگار بولنا چاہیے۔

جناب چیئرمین، میں گزارش کروں گا کہ وقت کی پابندی کریں۔ درمیان میں مداخلت نہ ہو۔ کیونکہ مداخلت پر کافی وقت ضائع ہو رہا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد طاہر رشید، میں اتنی سی گزارش کروں گا کہ خان صاحب کے بعد ہمارے دھڑے سے ممبر لیں۔

جناب چیئرمین، جی خان صاحب۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! میں وقت کی کمی کے پیش نظر صرف تعلیم ہی کے بارے میں بات کروں گا۔ مجھ سے پہلے میرے دو دوستوں رانا ثناء اللہ صاحب اور جناب فرید احمد پراچہ صاحب نے بڑے کھل کر صحت اور تعلیم کی پالیسی پر بات کی ہے۔ میں افسوس کے ساتھ یہ بات کہوں گا کہ ہمارے ملک میں پالیسیز تو بنا دی جاتی ہیں لیکن ان پر عمل درآمد نہیں کیا جاتا یا پھر ان پر عمل درآمد کرایا نہیں جا سکتا۔ ہمارے ملک کا اور بالخصوص ہمارے صوبے کا ہر ادارہ ذاتی مفادات کے تابع ہے' ایڈہاک ازم کی بنیاد پر چلایا جا رہا ہے۔ ہر ادارے کو سیاسی دوستوں کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ ہر ادارے میں بے جا سیاسی مداخلت کی جاتی ہے۔ جناب سپیکر! ہمارے ملک میں اقراء سرچارج کے نام پر گزشتہ چار سالوں میں 48 بلین روپے کی collection کی گئی جو ایک خطیر رقم ہے۔ لیکن نہایت ہی افسوس

کے ساتھ یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ تعلیم پر صرف چار بلین روپے خرچ ہو سکتے ہیں اور اقراء سرچارج میں ہمارے صوبے کا جو حصہ بنتا تھا وہ بھی نہیں دیا گیا اور یہ 34 بلین روپے وفاقی حکومت یا ہمارے موجودہ حکمران اپنی عیاشیوں اور شاہ خرچیوں پر خرچ کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! یہی وجہ ہے کہ صوبہ پنجاب سوشل ایکشن پروگرام کے ذریعے ورلڈ بینک سے قرضہ لینے پر مجبور ہو گیا ہے۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے صوبے وفاقی حکومت سے امداد یا قرضے لیا کرتے تھے۔ لیکن پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلی بار ہو رہا ہے۔ کہ ہم گلیاں بنانے کے لیے' نالیاں بنانے کے لیے' سکول اور سکول کی چار دیواری بنانے کے لیے ورلڈ بینک سے قرضہ لے رہے ہیں۔ ہمارے لیے یہ شرم کا مقام ہے۔ جناب سپیکر! ہماری صوبائی حکومت وفاقی حکومت سے اپنے حقوق لینے میں ناکام ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر! ویسے تو محکمہ تعلیم میں بے شمار خامیاں موجود ہیں۔ میرے دوستوں نے اس پر کھل کر بات بھی کی ہے۔ لیکن میں یہاں صرف موجودہ حکومت کی تعلیمی پالیسی یا ریکروٹمنٹ پالیسی کے بارے میں بات کروں گا۔ میرے فاضل بزرگ جناب خان زادہ صاحب نے یہاں ڈسکشن کی موجودگی میں اٹھ کر موجودہ حکومت کی اس برائی پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: On a point of personal explanation. I want to know how does Mr. Sarwar say that I have put purdah on them. I have not put purdah on you that you have come on merit otherwise if there had been rigging you would not have come here. Why are you blaming me? What purdah have I put on them? Even today I challenge you that in Attock District every thing has been done on merit. If you had the misfortune in your constituency because Mr. Chaudhri does not see eye to eye with you, you talk about him but don't talk about me

جناب غلام سرور خان، خان زادہ صاحب میرے بزرگ ہیں' وہ ویسے ہی ناراض ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنے حلقے کو یا اپنے ڈسٹرکٹ کو defend کر سکتے ہیں' لیکن پنجاب یا پنجاب حکومت کو defend نہیں کر سکتے۔ جناب سپیکر! میرے عرض کرنے کا مقصد یہی تھا۔

جناب چیئرمین، خان زادہ صاحب نے آپ کی بات کو تسلیم کر لیا ہے۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! موجودہ حکومت کو برسراقتدار آئے ہوئے تقریباً دو سال ہو چکے ہیں اور ان دو سالوں میں بھرتیوں پر مکمل پابندی عائد کی گئی تھی۔ لیکن بھرتیوں پر پابندی کے باوجود محکمہ تعلیم میں اور دیگر محکمہ جات میں بھی میرٹ سے ہٹ کر اور پابندی کے باوجود بھرتیاں کی گئیں۔ جناب سپیکر! صوبہ پنجاب میں اس وقت تقریباً تیس ہزار پی۔ٹی۔سی' سی ٹی اور درجہ چہارم کی اسامیاں موجود ہیں۔ حکومت کی ریکروٹمنٹ پالیسی کے مطابق تمام حلقوں میں تمام ڈسٹرکٹ میں اور تمام صوبہ پنجاب میں تمام ریکروٹمنٹ میرٹ کی بنیادوں پر ہوں گی۔ لیکن جناب سپیکر! میں اعدادوشمار کے ساتھ اس بات کو ثابت کر سکتا ہوں کہ میرے پنڈی ڈویژن میں اور بالخصوص راولپنڈی ڈسٹرکٹ میں میرٹ کی دھجیاں اڑائی گئیں۔ تھرڈ ڈویژن اور میٹرک فیل امیدواروں کو حکومت وقت کے وزیروں نے' ایم۔پی۔اے حضرات نے اور ایم۔این۔اے حضرات نے اپنے اپنے گھروں پر بلا کر اپنے منظور نظر لوگوں کو' اپنے چاہنے والوں کو اور اپنے ووٹروں اور سپورٹروں کو انسانیت کی تذلیل کر کے اور میرٹ کی خلاف ورزی کر کے تعیناتی لیٹرز دیے گئے۔ جناب سپیکر! میں اس میں اپنا حلقہ بھی quote کر سکتا ہوں کہ میرے حلقے میں جناب سپیکر۔۔۔

جناب سہیل ضیاء بٹ، جناب سپیکر! شاید یہ 1988ء کی بات کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں فاضل ممبر اس دور کی بات نہیں کر رہے۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! مجھے بات نہیں کرنے دی جاتی' مجھے بار بار interrupt کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ میں احتجاجاً اور بات نہیں کروں گا اور میں اس بات پر واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! جان بوجھ کر میری تقریر میں مداخلت کی جاتی ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں' انہوں نے مداخلت نہیں کی۔ انہوں نے آپ کی تقریر پر اپنا comment دیا ہے۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! میں ٹوکن واک آؤٹ کرتا ہوں اور میں واپس آ کر اپنی بات کروں گا۔

(اس مرحلے پر فاضل ممبر ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب محمد طاہر رشید، جناب سپیکر!

ان کو آتا ہے پیار پہ غصہ
ہم کو غصے پہ پیار آتا ہے

اس لیے میں خان صاحب کو خود بلا کر لاتا ہوں مجھے اجازت دیجیے۔

جناب چیئرمین، ضرور جائیے۔ اچھا جناب۔ اب دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ وقت کم ہے اور وزراء صاحبان نے بھی اس کو وائنڈ اپ کرنا ہے۔

(اس مرحلے پر جناب غلام سرور خان صاحب ایوان میں تشریف لے آئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین، اگر آپ دوست اجازت دیں تو میں وزراء صاحبان کو دعوت دوں کہ وہ اپنی تقریر کو وائنڈ اپ کریں۔ اور جن دوستوں نے نام دیے ہیں میں ان سے خصوصاً گزارش کروں گا اور جن کا آئی۔ جے۔ آئی سے تعلق ہے، کیونکہ وزراء صاحبان آئی۔جے۔آئی کا نقطہ نظر تو اس ایوان میں پیش کریں گے۔

جناب محمد طاہر رشید، جناب والا! میں نے اپنا نام دیا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین، میں تو ان کے بارے میں کہہ رہا ہوں جو آئی۔جے۔آئی کے ممبر ہیں۔

جناب محمد طاہر رشید، جناب سپیکر! ٹھیک ہے ہم آئی۔جے۔آئی کے ہیں۔ لیکن ہم نے اپنے اپنے حلقے کی نمائندگی کرنی ہے۔ اور ہم نے ایوان میں اپنے اپنے علاقے کے مسائل بیان کرنے ہیں۔ اس لیے مہربانی کریں اور ہمیں موقع ضرور دیں۔

جناب چیئرمین، خان صاحب! آپ شروع کریں۔

جناب غلام سرور خان، جناب والا! جیسے کہ میں عرض کر رہا تھا کہ میں قبل از وقت بھرتیوں میں بے قاعدگی کے بارے میں وزیراعلیٰ پنجاب، اور وزیر تعلیم اور ڈائرکٹر تعلیم کے نوٹس میں لایا لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ تمام متعلقہ افراد نے مجبوری اور معذوری ظاہر کی ہے اور اپنی بے بسی کا اظہار کیا ہے۔ جناب سپیکر! ایک طرف تو اعلان کیا جاتا ہے کہ بھرتی میرٹ کی بنیادوں پر ہوگی۔ ایک طرف تو اعلان کیا جاتا ہے کہ ہم اپوزیشن کو بھی ساتھ لے کر چلیں گے۔ ایک طرف تو اعلان کیا جاتا

ہے کہ ہم اپوزیشن کے ساتھ ورکنگ ریلیشن شپ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ موجودہ حکومت کے قول اور فعل میں تضاد ہے اور جن لوگوں کے قول اور فعل میں تضاد ہو انہیں منافق کہا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ منافقوں کا ٹھکانہ بد ترین جہنم ہے۔ جناب سپیکر! میرے حلقے میں جو میرٹ کی خلاف ورزی ہوئی ہے اس بارے میں لوگ ہائی کورٹ میں بھی جا چکے ہیں۔ اور دوسرے مختلف کورٹوں کا دروازہ کھٹکھٹا چکے ہیں۔ لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ کل میرے خلاف بھی توہین عدالت کا مسئلہ بن جائے لیکن کورٹس بھی ہمیں کوئی ریلیف دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ جناب سپیکر! مجھے اس بات پر یقین ہے کہ انشاء اللہ وہ وقت آئے گا کہ ہم ان سے حساب لیں گے۔ ہم ان لوگوں کا احتساب کریں گے۔ آج بھی ہمارے حلقوں میں 1985-86ء سے فرسٹ ڈویژن امیدوار جنہوں نے ڈویژن میں پہلی پوزیشن حاصل کی ہے، جنہوں نے ضلع میں پہلی پوزیشن حاصل کی ہے وہ ویٹنگ لسٹ میں موجود ہیں لیکن حکومت اپنے منظور نظر لوگوں کو تھرڈ ڈویژن لوگوں کو تعیناتیاں دیتی ہے۔ وہی لوگ ان کی سپورٹ بھی کرتے ہیں، وہی لوگ ان کے ووٹر بھی ہوتے ہیں، وہی لوگ انہیں الیکشن بھی جتواتے ہیں۔ انہی لوگوں کو پریذائیڈنگ آفیسر بھی مقرر کیا جاتا ہے اور وہی لوگ ان کے سیاسی مفادات کے بھی تابع ہوتے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ ریکارڈ پر بات موجود ہے کہ 1985ء سے لے کر جن لوگوں کو محکمہ تعلیم میں تقرریاں ملیں۔ 1990ء کے الیکشن میں جس گاؤں کے وہ رہائشی تھے انہی دیہاتوں میں انہیں تعینات کیا گیا۔ انہی لوگوں کی وجہ سے rigging کر کے وہی لوگ برسراقتدار آئے۔ جناب سپیکر! میں یہ حقائق بیان کر رہا ہوں، میں یہ حقیقت بیان کر رہا ہوں۔ انشاء اللہ بہت جلد ان کا گریبان ہوگا اور ان مظلوموں کا ہاتھ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں وہ دن ضرور ملے گا۔

جناب سہیل ضیاء بٹ، یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے مولانا نورانی کا جبہ بھی تار تار کر دیا تھا۔

جناب چیئرمین، بٹ صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کر رہے ہیں؟

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ میری تقریر کے دوران کیوں مداخلت کی جاتی ہے؟ مجھے کیوں بات نہیں کرنے دی جاتی؟ مظلوموں کے ہاتھ ہوں گے، ظالموں کا گریبان ہوگا۔ حقوق غصب کرنے والوں کا گریبان ہوگا، مظلوموں کے ہاتھ ہوں گے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ، جناب سپیکر! یہ جو باتیں کرتے ہیں ان پر کبھی عمل بھی کیا کریں۔ میں

سمجھتا ہوں کہ وہ وقت اور وہ دور کبھی نہیں آئے گا کہ ہمارے گریبان ہوں اور کسی کے ہاتھ ہوں۔ ہم نے ایسا کام ہی نہیں کرنا۔

جناب غلام سرور خان، آپ نے کسر بھی کوئی نہیں چھوڑی۔ آپ کبھی بخشے نہیں جائیں گے اور بٹ صاحب! آپ پر خصوصی نظر ہو گی۔ (قطع کلامیاں)

چودھری محمد حنیف، جناب سپیکر! یہ جو لڑ رہے ہیں' شاید ان کی پارٹیوں نے ان کو مطلع نہیں کیا' ورنہ ان کے معاملات درست ہو چکے ہیں۔

جناب چیئرمین، تو آپ یہ پیغام ان کو پہنچا رہے ہیں۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! کوئی معاملات طے نہیں ہوئے۔ ہماری جماعت اصول کی سیاست کرتی ہے۔ ہم سیاست کو عبادت سمجھتے ہیں ان لوگوں کی طرح ہم تجارت نہیں سمجھتے۔

جناب چیئرمین، میاں عبدالستار صاحب!

جناب غلام سرور خان، جناب ابھی میں بات کر رہا تھا۔

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں۔ اب میں نے ان کو فلور دے دیا ہے۔ اب آپ کی بہت بات ہو گئی ہے۔ میں میاں صاحب سے گزارش کروں گا کہ آپ دس منٹ کی بجائے پانچ منٹ کر لیں۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ 1985ء کے بعد تعلیمی پالیسی میں خاصی تبدیلیاں لائی گئیں۔ اس سے پہلے بغیر میرٹ کے داخلے ہوتے تھے اور مختلف کالجز' یونیورسٹیز' ٹیکنیکل یونیورسٹیز اور میڈیکل کالجز میں گورنرسیٹس' چیف منسٹرسیٹس اور منسٹرسیٹس ہوتی تھی۔ آہستہ آہستہ سابقہ پالیسیوں کو اس حکومت نے تبدیل کیا اور یہ قابل صد تحسین اقدام تھا جس کو پبلک میں بڑی پذیرائی ملی۔ جناب سپیکر! پچھلا دور ایک پریشر کا دور تھا۔ اتنی بڑی اپوزیشن کبھی نہیں آئی تھی۔ اور باہر یہ چیز مشہور تھی کہ ایم پی اے صاحبان حکومت سے جو چاہیں کروا سکتے ہیں۔ مگر اس دور میں بھی تعلیمی پالیسی پر حکومت بڑی سختی سے عمل کرتی رہی۔ جناب سپیکر! پچھلے دور میں جتنی بھی بھرتیاں ہوتی رہیں وہ میرٹ پر ہوتی رہیں۔ میں انتہائی افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہمیں ان کا مقابلہ کرنا ہے۔ میرا یہ فرض بنتا ہے کہ میں اپنی حکومت کو جو اصل حقائق ہیں ان کے متعلق میں ضرور بتاؤں۔ اب آفیسر صاحبان کو تو یہ کہا گیا' یہ تحریری حکم نامہ دیا گیا کہ آپ نے صرف اور صرف میرٹ پر بھرتی کرنی ہے

اور ساتھ ہی ایم پی اے صاحبان نے ان کے اوپر پریشر ڈالنا شروع کر دیا کہ آپ ہماری سفارشات کو قبول کریں۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر پالیسی کو ہمارے ساتھ discuss کر لیا جاتا اور اس پالیسی پر اسمبلی کے ممبران کو اعتماد میں لیا جاتا تو میرٹ پر قائم رہتے ہوئے ہم پی ٹی سی کی بھرتیاں کر سکتے ہیں۔ appointing authority کو صرف پانچ نمبر دیے گئے تھے کہ اگر وہ چاہے تو ایم پی اے اور ایم این اے کو خوش کر کے اپنے حلقے میں تھوڑی بہت تبدیلی کرا سکتا ہے۔ صرف پانچ نمبر دیے گئے تھے۔ اور میرٹ year wise تھا کہ ایک سال کی پی ٹی سی کی بھرتی مکمل ہو جائے تو پھر اگلے سال کو چھیڑا جائے۔ مگر جناب سپیکر! اس دفعہ جو پالیسی آئی وہ عجیب تھی۔ اب چونکہ میرا تعلق ضلع رحیم یار خان سے ہے اور سندھ ہمیں قریب لگتا ہے' بلوچستان قریب ہے۔ جب میرٹ کی لسٹیں تیار ہوئیں تو بلوچستان سے لائی گئی سندیں اس کے ساتھ منسلک کی گئیں' سندھ سے لائی گئی سندیں منسلک کی گئیں جس سے ہمارے میرٹ میں خاصی تبدیلی آئی اور ساتھ ہی ایم پی اے کا پریشر بھی ہوا کہ آپ ہماری سفارشات پر بھی عمل کریں۔ تو کرپشن کی ایک نئی صورت پیدا ہوئی' چونکہ تمام ذمہ داری تقرری کی مجاز اتھارٹی پر تھی۔ ایک طرف اس نے پیسے بنانے شروع کیے اور میرے پاس ایسی ہزاروں مثالیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسا کیوں ہوا' تو یہ پالیسی کی وجہ سے ہوا۔ خدارا! آپ ایسے حالات پیدا کریں کہ جس سے ہمیں لوگ منافق نہ کہیں۔ ہمیں صحیح پالیسی کی طرف آنا چاہیے۔ جناب سپیکر! میں ایک اہم بات کرتا ہوں کہ بہت عرصہ ہوا کہ صوبے میں کوئی نئی یونیورسٹی نہیں کھلی' کوئی نیا میڈیکل کالج نہیں کھلا۔ اس طرف آپ ضرور سوچیں۔ سابقہ پیپلز پارٹی کے دور میں بھٹو کالجز یا یونیورسٹیز بنائی گئی تھیں۔ اس کے بعد کوئی یونیورسٹی یہاں نہیں بنی۔ ایک بڑا طویل عرصہ ہو چکا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں ہر ڈویژن میں ایک یونیورسٹی ہو۔ اور جتنی تعداد میڈیکل کالجز کی سندھ میں ہے اتنی ہی تعداد پنجاب میں ہے۔ جتنے ڈاکٹرز سندھ produce کر رہا ہے اتنے ہی ڈاکٹرز پنجاب produce کر رہا ہے جب کہ اس کی آبادی ہم سے آدھی ہے اور ہماری آبادی اس سے دگنی ہے۔ لہذا اس طرف بھی توجہ دینی چاہیے۔ ہمارے کئی ادارے ایسے ہیں جن کے ساتھ میڈیکل کالجز attach کیے جا سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین، آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

جناب میاں عبدالستار، جناب والا! میں مختصر کر رہا ہوں اور میں سال بعد پہلی دفعہ بولا ہوں۔ میرا تعلق ضلع رحیم یار خان سے ہے۔ اس ضلع میں ہسپتال کو ٹیچنگ ہسپتال بنایا جا سکتا ہے۔

اس طرح شیخ زید بن سلطان ہسپتال لاہور کے ساتھ ایک ٹیچنگ ہسپتال بنایا جا سکتا ہے۔ لہذا میری یہ گزارش ہے کہ حکومت اس طرف ضرور توجہ دے۔

اسی طرح میں اقراء سرچارج کی بات کرتا ہوں کہ ابھی تک اس موضوع کو نہیں چھیڑا گیا۔ پنجاب کو سٹینڈ لے کر اس میں شیئر لینا چاہیے۔ اور اس پر توجہ دینی چاہیے۔ یہی میری گزارشات ہیں۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، جناب سپیکر! میں مختصراً یہ عرض کروں گا کہ۔

امیری میں ' فقیری میں ' شاہی میں غلامی میں
کچھ ہاتھ نہیں آتا ہے جرأت رندانا

جناب والا! ہمارے پاس نہ تو پالیسیوں کی کمی ہے' نہ نیک اداروں کی کمی ہے اور نہ ہی تشخیص کی کمی ہے۔ جتنے دوستوں نے باتیں کی ہیں وہ ساری کی ساری درست' لیکن بات عمل پر آ کر رک جاتی ہے۔ کیونکہ ہمارے اندر جرأت عمل نہیں ہے۔ ہمیں جرأت رندانا چاہیے' جب کہ ہم جرأت درویشانہ سے کام لے رہے ہیں۔ اور ہم مصلحتوں اور مصالحتوں کا شکار ہیں۔ اس کا صرف ایک ہی حل ہے کہ ہم اس ہاؤس کو effective بنائیں۔ ہماری جو ہاؤس کی ہیلتھ اور ایجوکیشن کمیٹیز ہیں وہ برائے نام کمیٹیاں ہیں۔ ان کے پاس کوئی اختیار نہیں۔ اگر بھولے سے کوئی قانون سازی ہو تو ان کمیٹیوں کو refer کر دی جاتی ہے اور جب بحث کرنے کا وقت آتا ہے' باتیں کرنے کا وقت آتا ہے تو ہم وزیر یا متعلقہ سیکرٹری پر دش نام طرازی کرتے ہیں اور وہ اس کے حق دار بھی ہیں کیونکہ وزرائے کرام کسی قیمت پر بھی تیار نہیں کہ وہ کمیٹیوں کو موثر بنائیں۔ اور جب تک کمیٹیوں کو موثر نہیں بنایا جائے گا آپ صحت کے شعبے میں ہوں یا تعلیم کے شعبے میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں لا سکیں گے' کیونکہ جن خرابیوں کی نشان دہی کی گئی ہے اس کے اندر ہم تمام ممبران صوبائی اسمبلی بالکل شامل ہیں۔ جہاں سفارش کا عمل آتا ہے' جہاں تبادلے کا عمل آتا ہے' جہاں کسی پالیسی پر عمل نہ کرنے کا عمل آتا ہے تو ہم لوگ آگے بڑھ کر ان قوانین کو توڑتے ہیں۔ اس کا واحد حل یہ ہے کہ ہماری ہیلتھ کمیٹی کو ان تمام خرابیوں کی نشان دہی کی جائے۔ تین تین مہینے کے بعد ان کو رپورٹیں دی جائیں تاکہ جو کرپٹ آفیسر ہیں' جو کام نہ کرنے والے لوگ ہیں ان کے خلاف اگر کوئی فیصلہ کیا جائے تو اس کے پیچھے اس اسمبلی کی طاقت ہو۔ پھر وہ انفرادی طور پر' متعلقہ وزیر یا وزیراعلیٰ متعلقہ سیکرٹری صاحب کسی قسم کے پریشر کے اسیر نہیں ہوں گے' بلکہ ان کی ساتھ اسمبلی کی قوت ہو گی۔

جناب والا! اس مختصر تمہید کے ساتھ میں مختصراً یہ عرض کروں گا کہ اس وقت صحت کے معاملے میں ہمارا سب سے بڑا مسئلہ عطائیت کا ہے اور ہم نے دو طرح کے عطائی پال رکھے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو absolute عطائی ہیں کہ جنہوں نے کچھ بھی نہیں پڑھا اور وہ گھر بیٹھے ڈاکٹر بنے ہیں اور دوسرے ہم کچھ لوگ add کر رہے ہیں۔ کہنے کو تو وہ میڈیکل گریجوایٹ ہیں لیکن ہاؤس جاب کی کمی کے باعث وہ ہاؤس جاب نہیں کرتے کیونکہ جاب نہیں ہے اور اس کے نتیجے میں ہم quacks میں مارکیٹ کے اندر اضافہ کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ساتھیوں نے ہسپتالوں کی کارکردگی کی بات کی ہے۔ تو جناب والا! میں آپ کو ایک بات وثوق سے کہہ رہا ہوں' بلکہ میں appointment letters دیکھنے کے بعد یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہم جب اسسٹنٹ پروفیسر' ایسوسی ایٹ پروفیسر یا پروفیسرز کو ڈائریکٹ appointment دیتے ہیں تو ان کی ملازمت کی شرائط میں یہ چیز شامل ہوتی ہے کہ وہ اپنی رہائش گاہ کے علاوہ کہیں بھی پرائیویٹ پریکٹس نہیں کر سکتے اور پھر یہ پرائیویٹ پریکٹس بھی consultation تک محدود ہے۔ اور اگر وہ پریکٹس کر سکتے ہیں تو زیادہ سے زیادہ اپنے متعلقہ ہسپتالوں میں کر سکتے ہیں یا متعلقہ وارڈز میں کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جتنے بھی پرائیویٹ ہسپتال ہیں وہاں پر پروفیسرز اور اسسٹنٹ پروفیسرز کے بورڈ لگے ہوئے ہیں لیکن کوئی ان کو نہیں پوچھ سکتا۔ کیونکہ جب بات عمل کی آئے گی' بات ان کے خلاف ایکشن لینے کی آئے گی تو ہمارے ساتھی بلکہ شاید مجھے بھی میرے استاد کو بلا کر گھسیٹے اور مجھے ہیلتھ وزیر صاحب سے جا کر اس کے لیے معافی لینا پڑے۔ تو حضور والا! اس کے لیے میں یہ کہوں گا کہ ہماری ہیلتھ کمیٹی اور ایجوکیشن کمیٹی کو مؤثر بنانا پڑے گا تاکہ ہمارا وزیر' ہمارا سیکرٹری یا ہمارا وزیراعلیٰ کسی قسم کی بلیک میلنگ میں نہ آ سکے۔ آخر میں جیسا کہ دوستوں نے ذکر کیا ہے کہ بار بار جعلی ادویات کی بات ہوتی ہے۔ جناب والا! جعلی ادویات کا کاروبار عروج پر ہے۔ اس کے لیے ہمیں مؤثر قانون کے ساتھ ساتھ جو ایمان دار آفیسرز ہیں ان کی حوصلہ افزائی کرنا ہوگا۔ اگر فارغ نہیں کر سکتے تو کم از کم انھیں non-lucrative jobs دیے جائیں اور اگر ایسی چیزوں کی نشان دہی گاہے بگاہے ہوتی رہے تو ہمارے لیے آسانی ہو گی۔

جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے میں اپنے دوست عثمان ابراہیم سے یہ کہوں گا کہ جہاں وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ کی روایت کو زندہ رکھے ہوئے ہیں اور وہ تبادلوں کے معاملے میں غاصے غنی ہیں۔ لیکن ان کا جو دست بت شکن ہے وہ ابراہیمی سنت کے لیے ابھی تک آگے نہیں بڑھا۔

کیونکہ جب تک ہم کرپٹ آفیسرز کو suppress نہیں کریں گے ان کی سرکوبی نہیں کریں گے اس وقت تک ہم مثبت نتائج حاصل نہیں کر سکتے۔ اور دوسرا ابھی تک ہم انگریزی کے حصار سے بھی باہر نہیں آئے۔ جناب والا! ایک دلیل دی جاتی ہے کہ جب ہمارے طالب علم باہر جائیں گے' اعلیٰ تعلیم کے لیے جائیں گے تو ان کے لیے انگلش ایک بنیادی عنصر کی حیثیت رکھتی ہے۔ میں اس کو تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن انگریزی کو جو ترقی کا زینہ بنا دیا گیا ہے وہ بات غلط ہے' کیونکہ ہمارے ہمسایہ ملک ایران کے اندر اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم بھی فارسی میں ہوتی ہے اور ان کو کسی قسم کی دقت پیش نہیں آتی۔ لیکن یہاں پر اچھی سروس میں آنے کے لیے انگریزی کا جو زینہ ہم استعمال کرتے ہیں اور یہی ہمارا کمال بن رہ رہا جاتا ہے' اس سے بھی ہمیں چھٹکارا حاصل کرنا ہوگا۔ اور عملی تعلیم کی طرف آگے بڑھنا ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک بہت ہی اہم مسئلہ اساتذہ کی کمی کا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر صاحب! آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، بہتر ہے جناب' میں صرف یہ عرض کروں گا کہ ہیلتھ کمیٹی اور ایجوکیشن کمیٹی کو موثر بنایا جائے' ورنہ آپ کی یہ ساری محنت غارت جائے گی۔ شکریہ۔

شیخ محمد طاہر رشید، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم' اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم' بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اس معزز ایوان کے اندر جناب وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف صاحب' جناب غلام حیدر وائیں صاحب اور اپنے وزیر صحت کے لیے نیک جذبات رکھتا ہوں کہانھوں نے جس طرح سے صحت کے شعبے کے اندر رات اور دن کاوشیں شروع کر رکھی ہیں یہ ایک وہ نوید ہے کہ جس کے لیے تمام پنجاب نے ان سے امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں' اس لاوارث مریض کہ جس کو دیکھنے کے لیے کوئی نہیں جاتا تھا وہاں پر خود وزیراعظم پاکستان پہنچ رہے ہیں۔

چودھری محمد حنیف، پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!

جناب چیئرمین، جی فرمایئے۔

چودھری محمد حنیف، جناب والا! یہ بات ٹھیک ہے کہ شیخ صاحب کو وزیر صحت نے علاج کے لیے باہر بھجوانے کی سہولت دی ہے اور ان کو باہر بھجوانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ وزیر تعلیم بھی شریف آدمی ہیں۔

جناب چیئرمین، چودھری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ ابھی شیخ صاحب صحت پر بات کر رہے ہیں' بعد میں وہ تعلیم کی طرف آئیں گے۔

شیخ محمد طاہر رشید، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ جس انداز سے صحت کے شعبے کے اندر کارکردگی کی جا رہی ہے اس پر میں وزیرصحت کو مبارک پیش کرتا ہوں اور ان کی توجہ ملتان شہر کے ایک قدیمی ہسپتال کی طرف لے کر جا رہا ہوں کہ جس کی شہرت پوری دنیا کے اندر ہے اور جو آج بھی اپنی اہمیت اور افادیت کے اعتبار سے شاید پاکستان کا سب سے اہم ہسپتال ہے اور جو تین ڈویژنوں' ملتان ڈویژن' بہاول پور ڈویژن اور ڈی جی خان ڈویژن کو سو فی صد طبی سہولیات مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ سندھ' بلوچستان اور سرحد کے مریضوں کے لیے بھی ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ مگر جناب سپیکر! آج اس ہسپتال کے ساتھ سوتیلی ماں کا سلوک ہو رہا ہے۔ اس کی تمام مشینری ناکارہ ہو چکی ہے اور اس ہسپتال کا ایک ایک در و دیوار پکار پکار کر جناب وزیرصحت کو یاد کر رہا ہے کہ کاش! اپنے ڈویژن کی طرف بھی توجہ دو' اپنے اس ہسپتال کی طرف بھی توجہ دو کہ جس کی ضرورت اور افادیت ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ جناب سپیکر! اس ہسپتال کے لیے 1979ء میں شہید صدر ضیاء الحق نے ایم۔آر۔آئی سکین مشین کا اعلان کیا تھا۔ لیکن آج ایک عرصہ گزارنے کے باوجود یہ مشین وہاں پر نہیں پہنچ سکی۔ جناب سپیکر! gynae کا شعبہ ایک ایسا شعبہ ہے کہ جس کے لیے سو فی صد زنانہ ڈاکٹرز کا ہونا ہماری اسلامی اور معاشرتی اعتبار سے ضروری ہے۔ مگر مجھے وزیرصحت سے یہ گلہ ہے کہ وہاں ملتان شہر کے اندر دو سیٹیں گائنیا کی نکلیں۔ لیکن وہاں دونوں سیٹوں پر مرد ڈاکٹرز تعینات کیے گئے اور وہ ڈاکٹر لاہور سے گئے اور وہاں کام کر رہے ہیں۔

چودھری محمد حنیف، جناب چیئرمین! سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ گائنی کیا کہہ رہے ہیں؟

جناب چیئرمین، آدھے گھنٹے کے لیے ٹائم بڑھاتے ہیں۔

شیخ محمد طاہر رشید، جناب سپیکر! وہ دونوں ڈاکٹر صاحبان لمبی رخصت پر تشریف لے گئے اور آج اس ملتان شہر کے اندر اس شعبے میں کوئی کوالیفائیڈ ڈاکٹر نہیں۔ جناب سپیکر! میں تعلیم کی طرف آتا ہوں۔

جناب چیئرمین، شیخ صاحب' آپ کے پانچ منٹ تو ختم ہو رہے ہیں۔

شیخ محمد طاہر رشید، جناب والا! میرا ٹائم ختم ہو گا تو میں بیٹھ جاؤں گا جناب سپیکر! تعلیمی شعبے کے

اندر بھی تعلیمی پالیسی دینا ایک اچھی کاوش ہے۔ مگر اس تعلیمی کاوش کے ساتھ ساتھ ہمیں اس طرف بھی توجہ رکھنی چاہیے کہ آج کے دور میں ہم دھڑا دھڑ ڈگریاں دے کر ان نوجوانوں کو جن کی ماؤں نے انہیں بابو بنانے کے خواب دکھائے تھے کہ بڑا ہو کا بی۔اے کرے گا اور بابو بھرتی کرا دیا جائے گا لیکن بدقسمتی سے جب اسے نوکری نہیں ملتی تو پھر وہ منفی سوچ رکھتے ہوئے منفی سرگرمیوں میں ملوث ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ تو میں وزیر تعلیم کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ خدارا۔ معمار کے بیٹے کو معمار بنائیں۔ اس کی وہ سینکڑوں سال کی کاوشیں سینکڑوں سال کی کوششیں جو اس کے اسلاف کی روایات ہیں' ان کو قائم رکھتے ہوئے اس کو پریکٹیکل فنی تعلیم دیں۔ لوہار کے بیٹے کو لوہار کی تعلیم دیں۔ جناب سپیکر! اس کے ساتھ یونیورسٹیوں کا ماحول خراب ہو رہا ہے۔ ان یونیورسٹیوں میں تمام یونینوں کے اوپر پابندی لگی ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود آپ بہاؤ الدین ذکریا یونیورسٹی ملتان میں دیکھیں وہ تمام سہولتیں جو ان کو بحیثیت عہدے داران حاصل تھی وہ اب بھی لے کر دندناتے پھرتے ہیں۔۔

جناب چیئرمین، شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔

شیخ محمد طاہر رشید، انہوں نے سرکاری دفاتر پر قبضے کیے ہوئے ہیں' سرکاری گاڑیوں کا بے جا استعمال کر رہے ہیں۔ تو میں وزیر تعلیم سے استدعا کروں گا کہ بہاؤ الدین ذکریا یونیورسٹی کے اندر جو غنڈہ گردی ہو رہی ہے جو لوگ بے راہ روی کا شکار ہو رہے ہیں ان پر کنٹرول کیا جائے۔

آوازیں، کون کر رہا ہے؟

شیخ محمد طاہر رشید، یہی اللہ والے کر رہے ہیں اور کون کر رہا ہے۔ پورے پنجاب کے اندر' پورے پاکستان کے اندر بلکہ افغانستان کے اندر ہزاروں اور لاکھوں آدمیوں کے خون کی ہولی کھلوا رہے ہیں۔ یہ وہی لوگ کام کر رہے ہیں۔ شکریہ' جناب سپیکر!

جناب چیئرمین، حاجی گلاب خان صاحب! آپ اپنی تقریر پانچ منٹ میں مکمل کر لیں۔

حاجی ملک گلاب خان، جناب سپیکر! میں تعلیمی لحاظ سے اور صحت کے لحاظ سے اپنے علاقے کی پس ماندگی عرض کروں گا۔ جناب والا! میں وزیر صحت کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے جنڈ کے لیے ایک تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے لیے 30 لاکھ کے فنڈز دیے جو گذشتہ سال میں ختم ہو چکے ہیں اور کام بند

ہے۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ اس کے لیے مزید فنڈز عنایت فرمائیں۔ جناب والا! میں یہ بھی عرض کروں گا کہ میرے حلقے میں تقریباً 13 بیسک ہیلتھ یونٹ ہیں جن میں نہ تو کوئی ڈاکٹر ہے اور نہ ہی ڈسپنسر۔ چند روز پیشتر ہیلتھ کے بارے میں باتیں میں نے سنی تھیں اور ان میں یہ ذکر تھا کہ وہاں ادویات نہیں' ڈاکٹرز نہیں۔ تو میں نے کہا کہ میرا علاقہ کتنا اچھا ہے کہ نہ مجھے ادویات کی شکایت کرنی پڑتی ہے نہ ڈاکٹر کی اور نہ مخلوق کی۔ جناب والا! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ نے تحصیل ہیڈ کوارٹر کے لیے جو قدم اٹھایا ہے' براہ کرم اس میں مزید فنڈز دیں تاکہ جو بلڈنگ چھتوں تک پہنچ چکی ہے وہ خراب نہ ہو۔ جناب والا! تعلیم کی بھی یہی حالات ہے۔ ہمارے علاقے میں پہلے تو سکول بھی اتنے دور ہیں کہ جہاں پر بچوں کا آنا جانا دشوار ہے۔ پچھلے دنوں جناب وزیر تعلیم نے مہربانی فرماتے ہوئے پی پی 14 کے لیے 33 shelterless سکول منظور فرمائے اور ان کے لیے میں نے لوگوں سے دو دو کنال زمینیں لے کر انتقال کی نقول لے کر تاکہ وہاں پر سکول بن سکیں لیکن بدقسمتی سے ان کی تعمیر کے لیے موجودہ مارکیٹ اتنی اونچی ہو چکی ہے کہ ٹھیکے داروں کو وہ ٹینڈر بھی قبول نہیں۔ ٹھیکے دار اس کے لیے زیادہ پیسے مانگتے ہیں اور میں جناب وزیر تعلیم سے استدعا کروں گا کہ وہ revised estimate بنانے کا حکم دیں تاکہ سکولوں کے کام مکمل ہو سکیں۔ جناب والا! میرا علاقہ ہر دو لحاظ سے بہت پس ماندہ ہے اور ہر دو حضرات سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ علاقے کے لیے جو کہ دریائے سندھ کے کنارے پر ہے پنجاب کے آخیر میں ہے۔ اب اللہ کا احسان ہے میں نے وائیں صاحب سے کئی دفعہ عرض کی کہ آیئے' اس علاقے کو آ کر by road نہ دیکھیں ہیلی کاپٹر پر ہی دیکھ لیں اور وہ فتح جنگ تک تو پہنچ چکے ہیں آگے 60 میل ہے۔ میں آپ کی وساطت سے انہیں عرض کروں گا کہ جنڈ کے لیے کوئی وقت نکالیں اور علاقے کی پس ماندگی دیکھیں۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، شکریہ حاجی صاحب! تو اب میں وزیر صحت سے گزارش کروں گا کہ وہ صحت کے بارے میں بحث کو سمیٹیں۔

جناب غلام سرور خان، پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! جس طرح ہمیں دس دس منٹ دیے گئے تھے اس طرح وزراء صاحبان کو بھی دس دس منٹ کے لیے پابند کیا جائے وہ بھی اپنا جواب دس دس منٹ میں دیں۔

جناب چیئرمین، خان صاحب! ان کو دس منٹ ہی دیں گے۔ لیکن میں نے آپ کو زیادہ وقت دیا تھا۔

جناب غلام سرور خان، نہیں جناب سپیکر! آپ نے مجھے بھی دس منٹ دیے ہیں اور باقی تمام دوستوں کو بھی دس منٹ دیے ہیں اور وزراء صاحبان کے لیے بھی دس منٹ رکھے جائیں۔

جناب چیئرمین، جی چودھری صاحب۔

وزیر صحت (چودھری محمد جعفر اقبال)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا مشکور ہوں اور اس ایوان کا مشکور ہوں کہ آج یہ دن مقرر کیا گیا اور کھلے دل سے محکمہ صحت پر اور میرے ڈیپارٹمنٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ جناب والا! اس سلسلے میں تمام اراکین اسمبلی نے جو مثبت تجاویز دی ہیں میں اپنی تقریر شروع کرنے سے پہلے اس چیز کا یقین دلاؤں گا کہ انشاء اللہ میں اپنی پوری کوشش کروں گا کہ آپ کی جو مثبت تجاویز ہیں ان پر عمل کریں۔ جناب والا! مجھے افسوس اس بات کا ہے' کیونکہ آپ نے مجھے ایسا وقت دیا ہے۔ جب کہ ایوان کا بات سننے کا موڈ بھی نہیں دو بج چکے ہیں اور بھوک بھی ہوگی۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ اتنا اہم ہے کہ آپ نے جو تھوڑا سا وقت دس منٹ کا دیا ہے میں اس میں اپنے دل کی بات آپ کے سامنے اور اس ایوان کے سامنے کر سکوں۔

جناب والا! عقل کل کوئی بھی نہیں ہوتا اور ہمیشہ اس چیز کی کوشش ہوتی ہے کہ رائے یا تجویز کے دروازے کھلے رہیں اس سے ہر وقت بہتری کا scope رہتا ہے۔ جناب والا! تھوڑی دیر پہلے جب کورم ٹوٹا اور جناب والا! نے پندرہ منٹ کا وقفہ دیا اور ہم نے کورم پورا کیا اسی وقت میری خواہش تھی کہ آج یہ کورم رہنا چاہیے' کیونکہ یہ بہت اہمیت کی بات تھی اور اگر آج کورم ٹوٹ جاتا تو عوام میں کوئی اچھا تاثر نہیں جانا تھا۔ تو جناب والا! صحت کے حوالے سے میں سب سے پہلے اپنے وزیراعظم پاکستان' وزیراعلیٰ پنجاب کا مشکور ہوں کہ جب بھی ہم نے صحت کے معاملے میں کوئی اہم فیصلہ کیا ہے تو ان کا بھرپور تعاون اور تائید رہی ہے اور اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آج مسلم لیگ کی حکومت' اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت کتنا keen interest لے رہی ہے محکمہ صحت کی طرف اور اس سیکٹر کی طرف۔ جناب والا! چونکہ وقت تھوڑا ہے اور میں تفصیل سے بات نہیں کر پاؤں گا لیکن اپنی تقریر کو دو حصوں میں تقسیم کروں گا۔

جناب والا! پہلا حصہ یہ ہے کہ وہ نکات جو روز مرہ ہماری نظر سے گزرتے ہیں اور آج معزز ممبران اسمبلی نے اٹھائے ہیں اور تقریر کا دوسرا وہ حصہ کہ ہم جو پروگرام بنا رہے ہیں کہ ہم نے اس ہیلتھ سیکٹر میں کرنا کیا ہے۔ اس میں فقدان کیا ہے' کمی کس چیز کی ہے جسے ہم نے پورا کرنا ہے۔

جناب والا! سب سے پہلے ہم نے جب اپنی حکومت سنبھالی تو ہم نے ایک ٹرانسفر پالیسی بنائی اور ٹرانسفر پالیسی بنانے کا مقصد یہ تھا کہ ان دور دراز علاقوں میں' دور دراز دیہاتوں میں ڈاکٹروں کو اور باقی پیرا میڈیکل سٹاف کو یقینی بنایا جائے۔ ڈاکٹروں کے لیے تو ہم نے دو سال کی تعیناتی لازمی کی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہم نے ان کو رورل الاؤنس -/1200 اور -/1500 لیڈی ڈاکٹرز اور ڈاکٹرز کے لیے مقرر کیا۔ اور میں فلور آف دی ہاؤس یقین کے ساتھ یہ کہنا چاہوں گا کہ ان دو سالوں میں آپ کو ایک بھی ایسی مثال نہیں ملے گی جہاں ہم نے اپنی ٹرانسفر پالیسی کی violation کی ہو' ہم نے اپنی ٹرانسفر پالیسی میں مکمل طور پر عمل درآمد کیا ہے۔ ابھی میرے ایک معزز رکن اسمبلی یہ فرما رہے تھے کہ پالیسیاں تو بنتی رہتی ہیں لیکن ان پر عمل درآمد نہیں ہوتا۔ بحیثیت وزیر صحت میں نے جو ذمہ داری سنبھالی ہے اس کو پورا کروں گا اور میں نے اپنا یہ وقت ایسے ہی نہیں گزار جانا اور میں یقینی طور پر ایک بات اس ایوان کے فلور پر کہنا چاہوں گا کہ سو فی صد مسئلے حل نہیں ہو سکتے۔ جناب والا! میرے چھوٹے سے tenure میں جو چالیس پینتالیس سالہ چیزیں ہمیں وراثت میں ملی ہیں اس تھوڑے سے عرصے میں ہم انہیں مکمل طور پر ختم نہیں کر سکیں گے۔ لیکن میں اس معزز ایوان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہم سے جتنا بھی زیادہ سے زیادہ ہو سکے گا اس فیلڈ میں ہم بہتر طریقے سے اور بہتر انداز میں آگے چلیں گے۔ جناب والا! اس سلسلے میں ٹرانسفر پالیسی کا میں نے پہلے ہی عرض کیا ہے۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ ریکروٹمنٹ پر پابندی ختم ہوئی ہے۔ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ ریکروٹمنٹ پالیسی کے مطابق تقرریاں ہو رہی ہیں۔ اس سے یقینی طور پر پیرا میڈیکل سٹاف کی جو ہمارے دور دراز کے علاقوں میں کمی ہے وہ بھی دور ہو جائے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے پبلک سروس کمیشن کو ریکوزیشن بھی دے رکھی ہے۔ جہاں جہاں ڈاکٹروں کی کمی ہے پبلک سروس کمیشن کی سفارشات آتے ہی انشاء اللہ تعالیٰ ہم ان کو تعینات کر دیں گے اور حالات پہلے سے بہتر ہو جائیں گے۔ لیکن ایک بات میں بڑے وثوق سے یہاں پر کہنا چاہوں گا کہ اب پہلے سے حالات ان بی۔ایچ۔یو اور ہسپتالوں میں بہتر ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب والا! ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اگر کوئی بیسک ہیلتھ یونٹ کوئی پرائیویٹ پارٹی' اگر پرائیویٹ سیکٹر میں لینا چاہے تو ہم احسن شرائط پر ان بیسک ہیلتھ یونٹوں کو پرائیویٹ سیکٹر میں دینے کے لیے تیار ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جہاں یہ بڑے ہسپتال ہیں ان کو پرائیویٹ سیکٹر میں نہیں دیا جائے گا۔ لیکن ان کی امپروومنٹ کے لیے اور عوام کی بہتری کے لیے

اور خصوصاً غریب عوام کی بہتری کے لیے ہم autonomy دینا چاہتے ہیں اور اس سلسلے میں ہمارے پاس دو منصوبے زیر غور ہیں اور ان ہسپتالوں کو ہم provincial autonomy دینا چاہتے ہیں اور ان کو provincial autonomy دینے کا مقصد یہ ہے کہ ہر غریب اور امیر اور ہر خاص و عام کے لیے ہم نے فری میڈیکیشن کا اعلان کر رکھا ہے۔ دنیا کا کوئی ملک بھی ایسا نہیں جو سو فی صد فری میڈیکیشن مہیا کرتا ہو۔ اس autonomy کے بعد ہم ان امیر لوگوں سے پیسے چارج کرنا چاہیں گے' کیوں کہ وہ afford کر سکتے ہیں۔ اور یہ سہولت ان غریب لوگوں تک مفت پہنچانا چاہیں گے جو afford نہیں کر سکتے۔ اور یہ سہولت ان غریب لوگوں تک مفت پہنچانا چاہیں گی جو afford نہیں کر سکتے۔ اس کے علاوہ جناب والا! ہم نے spurious drugs کی ایک campaign چلائی ہے۔ اور تاریخ میں پہلی مرتبہ ان لوگوں کو ہم سپیڈی ٹرائل کورٹ میں لے گئے اور ان کو سزا ملی۔ اس معاملے میں وزیراعظم اور وزیراعلیٰ نے ذاتی طور پر دل چسپی لی۔ ہم نے ادویات کی چوری کی روک تھام کے لیے بھی ایک سپیشل پیکنگ کا بندوبست کیا ہے۔ اور یہ سپیشل پیکنگ کا پروگرام اس لیے شروع کیا ہے تاکہ چوری کی وارداتوں میں کمی آئے۔ ہم نے گرین پیکنگ شروع کی ہے۔ ہسپتالوں میں 20 فی صد سپلائی ہم نے شروع کر دی ہے اور مجھے یقین ہے کہ آئندہ ایک یا دو سالوں کے اندر ہم سو فی صد سپیشل پیکنگ شروع کر سکیں گے اور اس پیکنگ پر صرف محکمہ صحت کی مہر ہو گی۔ جناب والا! یہ پہلی مرتبہ ہوا کہ سات سال بعد حکومت نے اپنے بجٹ میں پچاس کروڑ روپے کا اضافہ کیا اور ادویات کی مد میں دوگنا اضافہ کیا۔ جناب والا! میں نے ایک سروے کروایا اور اس سروے کے مطابق ہماری آبادی جو روز بڑھ رہی ہے 3.1 کے حساب سے بڑھ رہی ہے۔ ایک مریض کو سو فی صد فری ٹریٹمنٹ دیا جائے تو اس کے لیے -/680 روپے چاہییں' جب کہ اس کے برعکس ٹیچنگ ہسپتالوں میں بھی ہمارے پاس پہلے -/60 روپے میسر تھے جو اب -/120 روپے ہو گئے ہیں۔ اور میں انشاء اللہ تعالیٰ معزز ایوان کو یہ یقین دلاؤں گا کہ ہم کوشش کریں گے اور اس بارے میں میری واضح ہدایات بھی ہیں کہ کم از کم ہم ایمرجنسی کو ہم سو فیصد یقینی بنائیں' ایمرجنسی سو فی صد ہو اور باقی جو رقم بچے ہسپتال کے باقی شعبوں میں جائے۔ جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہم نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ پنجاب کے تمام رورل ہیلتھ سنٹرز میں تحصیل اور ڈسٹرکٹ کی سطح پر اسی سال ایمبولینسیں فراہم کریں گے۔ کیونکہ بہت ساری ایسی جگہوں پر ایمبولینسیں نہیں ہیں جہاں پر ان کی ضرورت ہے۔ جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ میں یہاں پر یہ بھی

بتانا چاہوں گا کہ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پرائیویٹ ہسپتالوں کے لیے قانون سازی ہونی چاہیے' کیونکہ یہ ایک اہم چیز ہے اور اس کی طرف ہمیں توجہ دینی چاہیے۔ میرا محکمہ اس پر کام بھی کر رہا ہے اور اس کے لیے ہم کوشش کریں گے کہ جلد ہی اسمبلی میں کوئی قانون سازی کی جائے۔ جناب والا! میں نے جو اپنی سرپرائز وزٹ بھی شروع کر رکھی ہیں اس کو بھی جاری رکھوں گا اور صرف ٹیچنگ ہسپتالوں میں ہی نہیں دور دراز علاقوں تک بھی میں جا رہا ہوں اور وہاں چاہے کوئی ڈاکٹر ہے یا کوئی پروفیسر ہے چاہے کوئی اسسٹنٹ پروفیسر ہے' جو بھی میں نے دیکھا ہے کہ اس نے کوتاہی برتی ہے۔ میں نے قانون کے مطابق رولز کے مطابق پوچھ گچھ کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب والا! آپ کے علم میں ہے کہ پچھلے دنوں میں پیرا میڈیکل سٹاف کی ہمارے صوبے میں جو ہڑتال چل رہی تھی اور جو غلم مریضوں پر کیا جا رہا تھا۔ جناب والا! نہ میں یہ چیز برداشت کروں گا اور نہ ہی حکومت کا کوئی اور فرد یہ چیز برداشت کرے گا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ نہ ہی کوئی معزز ایوان کا رکن یہ برداشت کرے گا کہ اس قسم کی ہڑتالیں ہوں۔ ہم نے اس پر بڑا strict action لیا ہے اور یقینی طور پر اس strict action کے بعد اب حالات پہلے سے بہتر ہوتے جا رہے ہیں۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اگر میرے ساتھ ان ہسپتالوں میں جائیں تو ان کو بہتری ملے گی۔ میں ہسپتال جیسا کہ میو ہسپتال کا ذکر ہو رہا تھا' سروسز ہسپتال کا ذکر ہو رہا تھا' یقینی طور پر کچھ نہ کچھ percentage اب بہتری کی طرف جا رہی ہے۔ جناب والا! دوسری بات جو میں کر رہا تھا وہ یہ ہے کہ اب ہم نے یہ تعین کرنا ہے کہ کون سی چیز کی طرف ہم نے جانا ہے اور کس چیز کا فقدان ہے؟ جناب والا! جتنا بھی بجٹ ہمارے پاس موجود ہے' جتنی بھی چیز ہمارے پاس موجود ہے ہم کوشش کر رہے ہیں curative side پر جائیں۔

جناب غلام سرور خان، جناب والا! آپ نے فرمایا تھا کہ وزیر موصوف دس منٹ بات کریں گے' دس منٹ تو ہو گئے ہیں۔

وزیر صحت، جناب والا! صرف پانچ منٹ اور دے دیں۔ میں پانچ منٹ میں اپنی بات ختم کر دوں گا۔

جناب چیئرمین، خان صاحب! وہ بڑی اچھی باتیں ایوان کو بتا رہے ہیں۔

وزیر صحت، جناب والا! وہ پالیسی جو ہم نے اب بنائی ہے وہ یہ ہے کہ پہلے یہ ہوتا تھا کہ ایک آدمی بیمار ہو جائے اور پھر ہم دوڑ کر اس کو ٹھیک کرنے جائیں۔ اب ہم نے جو فیصلہ کیا ہے وہ فیصلہ یہ ہے کہ preventive side پر جائیں۔ اس سلسلے میں ہم نے ورلڈ بینک اور ایشین بینک کے ساتھ بات چیت

کی ہے اور ایک بہت بڑا منصوبہ لے کر ہم آئے ہیں۔ ایشین بینک کے ساتھ جو ہمارا پانچ سالہ پروگرام فائنل ہوا ہے وہ 94 کروڑ روپے کا پراجیکٹ ہے۔ جو جولائی 1993ء سے کام شروع کر دے گا۔ اس کے تحت ہم نے دس نرسنگ سکولوں کو اپ گریڈ کیا ہے۔ ایک لاہور کے پوسٹ گریجویٹ کالج کو اپ گریڈ کر رہے ہیں۔ 18 نئے نرسنگ سکول بنا رہے ہیں' دو پبلک ہیلتھ سکول اور بنا رہے ہیں۔ ایک پیرا میڈیکل کالج کو ہائر ٹریننگ کے لیے دیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں دو سکول ڈینٹل ٹیکنیشن کے لیے بھی ہیں۔ یہ اس لیے کیا جا رہا ہے کہ اس کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ جناب والا! آپ جانتے ہیں کہ فیلڈ میں بہت ساری ٹیکنیکل پوسٹیں ایسی ہیں جہاں پر سرے سے امیدوار ہی نہیں ہیں۔ یعنی پالیسی بناتے ہوئے ان لوگوں نے اس بات کو بھی مد نظر رکھا۔ پہلے جن لوگوں نے پالیسی بنائی انھوں نے اس بات کا خیال ہی نہیں رکھا کہ آئندہ آنے والے وقتوں میں جس چیز کی ضرورت ہوگی اس کے لیے ٹرینڈ سٹاف بھی چاہیے۔ ہم نے اس کا فوکس اب اس طرف کیا ہے کہ اب ہم اپنے سٹاف کو ہر فیلڈ میں چاہے وہ ایڈمنسٹریٹو ہو چاہے respectively ان کا اپنا فیلڈ ہو' ان میں ہمسٹاف کو ٹرینڈ کر رہے ہیں۔ اسی طرح جناب والا! ہم ورلڈ بینک کے تحت 200 کروڑ روپے کا ایک منصوبہ لے کر آ رہے ہیں۔ جو کہ پانچ سالہ منصوبہ ہے۔ اس کے تحت ہم تمام دیہاتی علاقے کو فوکس کر رہے ہیں۔ اور اس کا میں فوکس مدر اینڈ چائلڈ ہیلتھ کیئر ہے۔ اس پر ہم زیادہ زور دیں گے' کیونکہ ہمارے دور دراز کے علاقوں میں اس چیز کی بڑی کمی تھی اور اس طرف ہم زیادہ توجہ دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم سوشل ایکشن پروگرام کے تحت 260 کروڑ روپے کا جو پروگرام اگلے پانچ سال کے لیے شروع کر رہے ہیں اس کے تحت 36 ہزار دائیوں کو ہم ٹرینڈ کریں گے۔ ہم نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ اس پروگرام کے تحت تقریباً ساڑھے اٹھارہ ہزار ہیلتھ ورکرز ہیں' کمیونٹی ہیلتھ ورکرز ہیں ان کو بھی ٹرینڈ کریں۔ اور اسی طرح پیکو کا جو immunization ہے اس کو بھی وسیع پیمانے پر لے کر چلیں۔ جناب والا! یہاں سے بھی بڑی اچھی تجاویز دی گئی ہیں اور میرے کچھ ساتھی وہاں سے بار بار اٹھنے کی کوشش کرتے ہیں' مجھے ان کا بھی احساس ہے۔ میں اپنی بات کو ختم کرنا چاہتا ہوں' کیونکہ میں اگر اپنی بات کو تفصیل سے کروں تو مجھے اس کے لیے گھنٹے چاہئیں۔ لیکن میں ایک بات ضرور عرض کروں گا کہ جہاں دوسرے معاملات کا ذکر ہوا وہاں پر ایک اہم معاملے کا بھی ذکر ہوا اور اس سے غالباً میرے وہ ساتھی پریشان تھے جو کہ ایڈز کے بارے میں ہے۔ جناب والا! ایڈز کے بارے میں بھی ہم نے ایک پروگرام بنایا ہے اور ہم نے

باقاعدہ ان لوگوں کی ٹریننگ بھی شروع کر دی ہے جو اس کا ٹیسٹ کریں گے اور بلڈ ٹیسٹ کریں گے اور پنجاب سے ہم نے لاہور میں اس کی ٹریننگ شروع کی ہے اور اس کو ہم ڈسٹرکٹ لیول لے جائیں گے اور ڈسٹرکٹ لیول پر یقینی طور پر اس کی سہولت عوام کو بہم پہنچائی جائے گی۔ وہ بھائی جو اس سے زیادہ خوف زدہ ہیں اور یقینی طور پر یہ بہت خطرناک بیماری ہے۔جناب والا! یہاں پر میں نے لمبی بات کرنی تھی اس طرف سے بار بار پریشانی کا عالم ہے' اس لیے میں ان ہی باتوں پر اتفاق کرتے ہوئے مختصر کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، لمبی بات ایڈز کے بارے میں ہے؟

وزیر صحت، نہیں' جناب! یہ پوری پالیسی کے بارے میں ہے۔ جناب والا! انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کروں گا اور امید کروں گا کہ جو قیمتی اور مثبت تجاویز ہوں گی وہ ہم تک پہنچیں گی۔ اور ہم یقینی طور پر آئندہ بھی جعلی ادویات ہوں' ڈاکٹرز ہوں' پیرا میڈیکل سٹاف ہو اور جتنے بھی دوسرے سیکٹرز ہیں ان میں ممبران اسمبلی کا تعاون ہو گا اور نشان دہی ہو گی۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کے اعتماد پر پورے اتریں گے۔ بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب چیئرمین، اب میں جناب بیرسٹر عثمان ابراہیم صاحب کو دعوت اظہار خیال دوں گا کہ وہ تعلیمی پالیسی کے بارے میں بحث کو سمیٹیں۔

وزیر تعلیم (بیرسٹر عثمان ابراہیم)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں جناب کا اور اپنے ساتھی کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں اس بحث کو مختصر وقت اور جامع الفاظ میں سمیٹا ہے۔ میری خواہش تھی کہ وہ دوست جو ہم سے پہلے بول گئے ہیں وہ بھی ہماری باتیں سننے کے لیے یہاں پر تشریف رکھتے تو بہتر ہوتا تاکہ ان کے علم بھی اضافہ ہوتا۔ کیونکہ ہم ان محکمہ جات میں جو بہتر اصلاحات کر رہے ہیں اس کا جو اثر ظاہر ہونا شروع ہوا ہے وہ بھی ان تک پہنچتا۔

جناب سپیکر! محکمہ تعلیم پر جب بھی بحث ہوتی ہے تو مجھے خوشی ہے کہ ہمارے سارے دوست دل چسپی کا اظہار کرتے ہوتے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن ابھی تک ان کے ذہنوں میں وہ پرانی باتیں جمی ہوئی ہیں' جب سے وہ ممبر بھی نہیں بنے تھے وہ تب سے سنتے آ رہے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ وہ محکمہ تعلیم کے خلاف ضرور بولیں اور ہمارے ہاں جو خرابیاں ہیں ضرور پوائنٹ آؤٹ کریں۔لیکن ہم نے جو اچھے اقدامات کیے ہیں ہم نے جو بہتری کے اقدامات کیے ہیں کم از

کم ان پر بھی نظر رکھیں اور ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں۔ جناب والا! ظاہر ہے کہ مجھے بھی اپنے ساتھی کو follow کرنا ہوگا۔ میں مختصر الفاظ میں ہی اپنے خیالات کا اظہار کروں گا کہ آج اس بحث میں ہمارے ممبران نے تعلیمی پالیسی پر بحث کی ہے اور اس کے علاوہ انہوں نے ہماری لٹریسی پر بحث کی ہے' ہماری ایجوکیشن کی ورکنگ پر بحث کی ہے اور بھرتی پالیسی پر بحث کی ہے۔ جناب سپیکر! ہمارے فرید پراچہ صاحب بڑے پرجوش انداز میں تعلیمی پالیسی کے خلاف بولتے رہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہتے رہے کہ ابھی تک تعلیمی پالیسی بازار میں نہیں آئی۔ میں نے کل بھی ان کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ تعلیمی پالیسی باقاعدہ چھپ چکی ہے اور میں اسے آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اور آج میں ان کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے تعلیمی پالیسی لایا تھا۔ تو یہ جناب والا! ان کے سوالوں کی ایک مثال ہے کہ جو ہمارے دوست اب تک اس بات سے لاعلم ہیں کہ تعلیمی پالیسی چھپ چکی ہے اور یہ دستیاب ہے۔ میری خواہش تھی کہ وہ یہاں رہتے ۔ میں نے انہیں بتایا بھی تھا کہ آپ یہاں بیٹھیں میں آپ کی خدمت میں تعلیمی پالیسی پیش کرنے والا ہوں۔ جناب والا! وہ اس تعلیمی پالیسی پر بولتے رہے جس کے متعلق وہ خود کہتے رہے کہ یہ ابھی چھپ کر بازار میں نہیں آئی۔ جناب والا! تعلیمی پالیسی پورے پاکستان کے لیے ہے۔ یہ کسی کی بنائی ہوئی نہیں' ہماری اپنی بنائی ہوئی ہے۔ اسپر تمام ملک کے ایجوکیشن منسٹرز نے بشمول مرکزی وزیر تعلیم بڑی سیر حاصل بحث کرنے کے بعد اسے قوم کی امنگوں کے مطابق بنایا ہے۔ اور یہ تعلیمی پالیسی اس مقصد کے لیے بنائی گئی ہے کہ نظریہ پاکستان کا تحفظ ہو' نظریہ پاکستان کی ترویج ہو اور ہم ایک ایسی نئی نسل پیدا کریں جس کے دل میں پاکستان کے لیے محبت ہو۔ تو جناب والا! اس تعلیمی پالیسی کے تحت ہم ایک لاکھ نئے پرائمری سکول کھول رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اڑھائی لاکھ نئے پرائمری ٹیچرز بھی بھرتی کر رہے ہیں۔ ہمیں علم ہے کہ معیار تعلیم کو بلند کرنے کے لیے ٹیچرز کا رول انتہائی اہم ہوتا ہے۔ چنانچہ ہم نے پہلی مرتبہ ان پرائمری ٹیچرز کی ٹریننگ لیے بھی اہتمام کیا ہے۔ ہم تمام ٹیچرز کو ٹرینڈ بھی کریں گے جیسا کہ یہ تمام باتیں تو اس پالیسی کے تحت آ چکی ہیں لیکن یہ کہا گیا تھا کہ اس پالیسی کے تحت خواندگی کو بڑھانے کے اقدامات کیے گئے ہیں اعلیٰ تعلیم کے لیے کوئی انتظام نہیں کیا گیا۔ اس سلسلے میں جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ ہم نے اس پالیسی کے تحت صوبے بھر میں چار سو نئے کالج کھولنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب والا! ہم نے تعلیم کی شرح کو دگنا کرنا ہے اور ووکیشنل سکولوں کی

تعداد میں 170 فی صد اضافہ کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب والا! جیسا کہ آج کل ترقی کا زمانہ ہے ہم نے کمپیوٹر کی تعلیم کو فروغ دینا ہے۔ یہ تعلیمی پالیسی تو آج آئی ہے۔ لیکن ہم نے اس پر عمل بہت پہلے سے شروع کر دیا ہے۔ خاص طور پر جب سے میں یہ وزارت سنبھالی ہے میں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہم پہلے اپنے سارے کالجوں میں کمپیوٹر پہنچائیں گے۔ تو اب تک میں اپنے چالیس سے پچاس تعلیمی اداروں میں کمپیوٹر بھیج چکا ہوں۔ اور میرا ارادہ ہے کہ اس مختصر سے وقت میں انشاء اللہ تعالیٰ میں پنجاب کے تمام کالجوں میں کمپیوٹر پہنچاؤں گا تاکہ ہمارے بچے ترقی کا ساتھ دے سکیں۔ جناب والا! معیار تعلیم کی بات ہوئی۔ تو اس سلسلے میں جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ٹیچرز کا رول انتہائی اہم ہوتا ہے۔ تو ہم نے سب سے پہلے ٹیچرز کی سروس کو بہتر بنانے کے لیے اس کے سٹرکچر کو revise کیا۔ اور یہ پورے پاکستان میں پنجاب واحد صوبہ تھا کہ جس نے یہ lead لی۔ اور ٹیچر کے سٹرکچر کو بہتر بنانے کے لیے چار درجاتی فارمولے کا اجراء کیا۔ جناب والا! ہمیں فخر ہے کہ یہ پچھلے دو سال کے عرصہ میں ہم نے یہ چار درجاتی فارمولا کالج سائڈ پر تقریباً ختم کرلیا ہے۔ اور اب ہم نے اس کو سکول سائڈ پر ٹیک اپ کیا ہے جو تقریباً آدھے کے قریب مکمل ہو چکا ہے۔ اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس فارمولے کے تحت ٹیچرز کی سروس کے جو حالات ہیں ان کو بہتر بنائیں گے تاکہ وہ سکون کے ساتھ تعلیم کی طرف توجہ دے سکیں۔ جناب سپیکر! یہاں بوٹی مافیا اور امتحانات کے نظام پر بڑی بحث ہوئی۔ مجھے افسوس اس بات پر ہوا کہ جب سے میں نے یہ چارج سنبھالا ہے میں نے جو سب سے زیادہ وقت دیا وہ امتحانی نظام کی اصلاح کی طرف دیا ہے۔ کیوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ جو تعلیمی انحطاط ہوا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ امتحانات کے نظام میں خرابی پیدا ہوگئی تھی۔ میرے اپنے خیال میں اگر ہم نے تعلیمی معیار کو بہتر بنانا ہے تو سب سے پہلے امتحان کے نظام کو بہتر بنایا جائے۔ جناب والا! یہاں پر جعلی ڈگریوں کی بات ہوئی' یہاں بوٹی مافیا کی بات ہوئی' یہاں قبضہ گروپ کی بات ہوئی۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں لیکن میں پرانی بات نہیں کرتا۔ مجھے آج کوئی ایسی مثال دیں کہ کوئی بھی امتحانی سنٹر کسی قبضہ گروپ کے قبضے میں ہیں۔ یہ ٹھیکے کہ پہلے لوگ کلاشنکوفوں کے زور پر قبضہ کرتے تھے۔ لیکن جناب والا! اب صورت حال بالکل برعکس ہے۔ میں دعویٰ کرتا ہوں کہ پورے پنجاب میں اب کوئی ایک سنٹر بھی ایسا نہیں کہ جو کلاشنکوفوں کے زور پہ کوئی قبضہ گروپ اپنے قبضے میں لیے ہوئے ہو۔ جناب والا! ہم نے امتحانی سنٹروں کے اندر بھی بڑے انقلابی فیصلے کیے ہیں۔ ہم نے بڑے ایمان دار لوگوں کو اب invigilator اور سپرنٹنڈنٹس لگایا ہے۔ جو

پیشہ ور سپرنٹنڈنٹ تھے اور جن کا یہ آبائی پیشہ تھا اور جو امتحانی مراکز پر سپرنٹنڈنٹس کے فرائض انجام دیتے تھے ان سب سے نجات حاصل کر لی ہے۔ نہ صرف ہم نے ان سے نجات حاصل کر لی ہے بلکہ ان کے خلاف ہمیں جو شکایات ملی تھیں ان شکایات کی روشنی میں ہم ان کے خلاف انڈر ای اینڈ ڈی رولز کارروائی کر رہے ہیں۔ اور جناب والا! جتنی بڑی شکایت ہو گی اس کے مطابق ہم انہیں میجر پینلٹی تک دینے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ جناب سپیکر! ہم نے ان smash rackets کو smash کیا ہے جو امتحان منعقد ہونے کے بعد سب ایگزامنر سے مل کر پرچوں کے نمبر بڑھواتے تھے۔ جناب سپیکر! آپ نے اور میرے سب دوستوں نے اخبارات میں پڑھا ہو گا کہ خاص طور پر لاہور، گوجرانوالہ اور فیصل آباد میں ہم نے ان تمام ریکٹس کو پکڑ کر ان کے خلاف پرچے کروائے ہیں۔ جناب سپیکر! ہم نے ایسے گروہوں کو بھی پکڑا ہے جو جعلی ڈگریوں کا کاروبار کرتے تھے۔ ٹھیک ہے کہ یہ برائیاں تھیں۔ لیکن ہم ان کے خاتمے کے لیے بڑے مثبت انداز سے پیش قدمی کر رہے ہیں۔ آج تک ہم نے پورے پنجاب میں تقریباً دو سو ایسے طلبہ کو پکڑا ہے جو جعلی ڈگریوں کی بنا پر میڈیکل کالجوں اور انجینئرنگ کالجوں میں داخلہ لینے میں کامیاب ہوئے تھے۔ ہم نے نہ صرف ان کے داخلے کو ختم کروایا ہے، بلکہ ہم نے ان کے خلاف کریمینل پرچے کروائے ہیں اور ان لوگوں کے خلاف کریمینل پرچے کروائے ہیں جو جعلی ڈگریوں کے کاروبار میں ملوث تھے۔ جناب سپیکر! ہم نے اس پر اکتفا نہیں کیا۔ ہمیں اس نظام میں ابھی مزید بہتریاں کرنی ہیں۔ اور ہم مطمئن ہو کر نہیں بیٹھے۔ اب ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ اور اس سے پہلے ایک اور برائی تھی کہ جب امتحانات کے لیے فیس جمع کروائی جاتی تھی تو اس میں ہیرا پھیری ہوتی تھی۔ اس سمت میں ہم نے پیش قدمی کی ہے اور لاہور کے بارڈ میں ہم نے دیکھا ہے کہ ہر امتحان میں تقریباً پندرہ سے پچیس لاکھ روپے تک کی ہیرا پھیری کی جاتی تھی۔ اور اس حساب سے اب تک تقریباً دو سے تین کروڑ تک کی لاہور بورڈ میں ہیرا پھیری ہو چکی ہوتی تھی۔ ہمنے اس تمام سسٹم کو smash کیا ہے۔ ہم نے بینک کو پابند کیا ہے۔ چونکہ اس میں ایک تہائی payment آتی تھی، بینک نے وعدہ کیا ہے کہ یہ ایک تہائی payment وہ واپس کریں گے۔ اور وہ پرائیویٹ امیدوار جنھوں نے اس طرح ہیرا پھیری کر کے یہ رقم بچائی تھی وہ ہمارے پاس آ رہے ہیں کہ ہم سے وہ جو پیسے تھے وہ واپس لے لیں۔ لیکن ہم قانون کے مطابق ان کے خلاف proceed کریں گے تاکہ آئندہ کے لیے لوگوں کو یہ پتا چلے کہ اگر وہ یہ امتحانات کی فیس بچا سکتے ہیں تو۔۔۔

جناب چیئرمین، آپ کتنا وقت اور لیں گے تاکہ اتنا extend کر دیا جائے؟

وزیر تعلیم، دس پندرہ منٹ۔

جناب چیئرمین، وقت میں مزید دس منٹ کے لیے توسیع کی جاتی ہے۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میرے دوستوں نے بڑی پرجوش تقریریں کی ہیں۔ میں اب مختصر کرتا ہوں۔ یہ کہا گیا کہ پاکستان میں دو فی صد بجٹ تعلیم پر خرچ کیاجاتا ہے۔ یہ ہم مانتے ہیں کہ ہماری قومی آمدنی کا دو فی صد تعلیم پر خرچ کیا جاتا ہے۔ لیکن جناب سپیکر! صوبہ پنجاب میں صورت حال بالکل مختلف ہے۔ ہم اپنے بجٹ کا چھبیس دو فی صد حصہ محکمہ تعلیم پر خرچ کرتے ہیں۔ اور اس دفعہ خاص طور پر سوشل ایکشن پروگرام کے تحت ہم نے ایک ارب ستاسی کروڑ روپیہ مزید خرچ کرنا ہے جو صرف اور صرف بنیادی تعلیم پر خرچ کیا جائے گا۔ جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے ٹھیک کہا کہ محکمانہ امتحانات میں برائیاں ہوتی ہیں۔ میں بھی مانتا ہوں۔لیکن ہم نے ان برائیوں سے چشم پوشی نہیں کی۔ ہم نے ان برائیوں کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہمیں علم تھا کہ پی ٹی سی اور سی ٹی کے امتحانات میں بڑی برائیاں ہوتی تھیں۔ ہم نے اب یہ فیصلہ کیا ہے کہ پی ٹی سی اور سی ٹی کے امتحانات محکمہ نہیں لے گا بلکہ یہ امتحان پنجاب کے بورڈ لیا کریں گے۔ یہ ایک بہت بڑا فیصلہ ہے۔ کیونکہ ہمیں علم تھا کہ نقل لگا کر پی ٹی سی اور سی ٹی کر کے جو طالب علم ملازمت حاصل کریں گی قوم کو کیا تعلیم دیں گے۔ چنانچہ ہم نے اس لعنت سے نجات حاصل کرنے کے لیے اب بورڈوں کے ذمے یہ ڈیوٹی لگائی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے ایک کمیٹی بنائی ہے جو examine کر رہی ہے کہ مڈل کے امتحانات بھی ہم محکمے سے واپس لے کر بورڈوں کے سپرد کر دیں۔ جناب سپیکر! ابھی میرے دوست نے اقراء سرچارج کا ذکر کیا ہے۔ فرید پراچہ صاحب نے بھی اور جناب غلام سرور صاحب نے بھی کیا ہے۔ مجھے حیرانی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم منافق نہیں' ہمارے قول و فعل میں تضاد نہیں۔ ہم وہ بات کرتے ہیں جس پر عمل کرتے ہیں۔ مجھے آج وہ یہ بتائیں کہ پاکستان میں ان کی حکومت بھی اٹھارہ ماہ رہی ہے' اقراء سرچارج اس وقت کہاں خرچ کیا گیا؟ فرید پراچہ صاحب! ایک کھرب کی بات کر رہے تھے۔ حالانکہ یہ اتنی رقم نہیں۔ غلام سرور خان صاحب نے بالکل درست رقم فرمائی ہے' اڑتالیس ارب روپیہ۔ اور انھوں نے چار ارب روپے' میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ ہم ایجوکیشن پر تو ہر سال چار ارب روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ وہ ساری کی ساری رقم جو تھی' جو اقراء سرچارج اٹھارہ ماہ میں بنتا رہا' اگر چار سال میں اڑتالیس ارب روپیہ اقراء سرچارج اکٹھا کیا گیا

تواٹھارہ ماہ میں کم از کم بیس ارب روپیہ تو اکٹھا کیا گیا ہوگا۔ مجھے وہ بتائیں کہ کیا اس وقت کی حکومت نے وہ روپیہ اپنی عیاشیوں پر خرچ کیا؟ اس وقت کی حکومت نے فضول خرچیوں پر صرف کیا؟

جناب غلام سرور خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے فاضل دوست انتہائی شریف النفس انسان ہیں۔ وہ میرے لیے ہر لحاظ سے قابل احترام ہیں۔ لیکن یہ وفاقی حکومت کی برائیوں پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ یہ دو سال کا ہی بتا دیں۔ ٹھیک ہے' ہم اٹھارہ ماہ کا تسلیم کر لیتے ہیں۔ دو سال کا جو اقراء سرچارج وصول کیا گیا ہے' جو تقریباً چوبیس ارب روپے کی collection کی گئی ہے' صوبہ پنجاب کو اس میں سے کتنا حصہ دیا گیا ہے؟ یہ بتا دیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب غلام سرور خان نے اٹھارہ ماہ قبول کر لیے ہیں۔ اس پر ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! یہاں خواتین یونیورسٹی کا ذکر کیا گیا۔ میں نے آتے ہی سب سے زیادہ زور خواتین یونیورسٹی کی قیام پر دیا اور اب تک ہم نے تقریباً پندرہ سولہ اجلاس کرنے کے بعد خواتین یونیورسٹی کے متعلق کمشن نے پوری رپورٹ مکمل کر لی ہے اور جناب چیف منسٹر کی خدمت میں ہم نے یہ رپورٹ پیش کی ہے تاکہ وہ اس کو وفاقی حکومت کی طرف روانہ کر سکیں۔ جناب سپیکر! یہاں ٹیکنیکل اور ووکیشنل ایجوکیشن کے متعلق کہا گیا۔ ہم اس سلسلے میں پیش رفت کر رہے ہیں اور میں آپ کی توسط سے اور اس ایوان کی توسط سے یہ اعلان کروں گا کہ ہم نے اس سال سے ٹیکنیکل اور ووکیشنل سبجیکٹس کا سیکنڈری سکولوں میں اجراء شروع کیا ہے۔ گو اس دفعہ صرف چھتیس سکولوں میں ووکیشنل اور ٹیکنیکل سبجیکٹس کا اجراء کیا گیا ہے اور آئندہ کا جو نیا تعلیمی سال اپریل میں شروع ہونے والا ہے اس سال سے مزید تین سو ٹیکنیکل اور ووکیشنل سبجیکٹس کا اجراء کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے تین سو سکولوں کی لسٹ مکمل کر لی ہے۔ ہم نے اب یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم ساری توجہ ٹیکنیکل اور ووکیشنل سبجیکٹس کی طرف دیں گے اور ہم نے اس مقصد کے لیے بیس کروڑ روپے کی سکیم بنائی ہے۔ ultimately اس کا دائرہ کار پنجاب کے تمام سیکنڈری سکولوں تک پھیلا دیا جائے گا۔ جناب سپیکر! ہم نے صدق دل سے محکمہ تعلیم میں موجودہ خرابیوں کو دور کرنے کے لیے کام شروع کیا ہے۔ اور اس کے نتائج اب آنے شروع ہوئے ہیں۔ محکمہ تعلیم میں آپ کوئی بھی پالیسی نافذ کریں' اس کے overnight نتائج کبھی بھی ظاہر نہیں ہوتے۔ ہم آج جو کام کر رہے ہیں اس کا فائدہ آنے والی نسل کو پہنچے گا۔ اور میرے

دوست یہ سمجھتے ہیں کہ کل ہم نے چارج سنبھالا ہے' ہم یہ پالیسیاں overnight نافذ کریں گے اور پرسوں سے اس کے نتائج برآمد ہونا شروع ہو جائیں گے۔ جناب سپیکر! ہم نے ان تمام برائیوں کی نشان دہی کی ہے اور اس کے پیش نظر اب ہم نے ان برائیوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے اور ان کا سدباب کرنے کے لیے ہم نے باقاعدہ جامع منصوبہ بندی شروع کی ہے اور ہم اس سمت میں بڑے مثبت طریقے سے بڑھ رہے ہیں۔ ہمارے دوستوں نے جن نقائص کی نشان دہی کی ہے میں نے وہ سارے نوٹ کر لیے ہیں اور انشاء اللہ ہم ان کی طرف مثبت طریقے سے پیش رفت کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! میں آخری بات یہ کہوں گا کہ یہاں مسعود نبی نور کے کمشن کے متعلق بات ہوئی۔ مجھے خوشی ہے کہ انھوں نے کہا کہ مسعود نبی نور کمشن نے جو رپورٹ دی ہے اس میں سے بیشتر تجاویز پر ہم پہلے ہی عمل کر رہے ہیں۔ جناب فرید پراچہ نے جن multiple سوالات کے متعلق اشارہ کیا ہے' اس کے متعلق ہم پہلے ہی کام کر رہے ہیں اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کی توقع سے بڑھ کر یہ کام کریں گے۔ اور ہمارے یہ کام اب پبلک نے appreciate کرنے شروع کیے ہیں۔ ہم نے انشاء اللہ تعالیٰ عوام اور طلبہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ اقدامات کیے ہیں۔ اور ہم توقع کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے وقت میں ہم اس سے بہتر سے بہتر اصلاحات کرتے چلے جائیں گے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین، جی خان صاحب۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! آج ایجوکیشن پالیسی پر بات ہو رہی تھی۔ دوستوں کی طرف سے جو burning issue تھا وہ تھا ریکروٹمنٹ پالیسی۔ جو ریکروٹمنٹ پالیسی کی خلاف ورزی کی گئی' میرٹ کی دھجیاں اڑائی گئیں' جناب وزیر تعلیم نے اس پر بات ہی نہیں کی۔ اس کو touch ہی نہیں کیا۔ جناب سپیکر! یہ آج کا burning issue تھا۔

جناب چیئرمین، خان زادہ صاحب نے تو بتا دیا تھا کہ اس وقت میرٹ پر ہو گیا ہے۔

جناب غلام سرور خان، منسٹر ایجوکیشن کو یہ بتانا چاہیے۔ انھیں بات کرنی چاہیے کہ کہاں کہاں خلاف ورزی ہوئی ہے۔

ملک طیب خان اعوان، جناب سپیکر! میرٹ کی کوئی دھجیاں نہیں اڑائی جا رہیں۔ لیکن میرے دوستوں کو یاد نہیں ہے کہ جو انہوں نے دھجیاں اڑائی ہیں۔ یہ انہیں یاد کریں۔

وزیر تعلیم، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی وزیر تعلیم صاحب!

وزیر تعلیم، جناب والا! مجھے وقت نہیں دیا۔ انہوں نے دس منٹ کا کہا ہے۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے اس ملک میں میرٹ کی دھجیاں اس وقت اڑائی گئیں جب lateral entries کا سسٹم شروع کیا گیا۔ میرٹ کی دھجیاں اس وقت اڑائی گئیں جب Placement Bureau کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ یہ lateral entries کے سسٹم اور Placement Bureau کو بھول گئے ہیں؟

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، اب اجلاس کی کارروائی 21 فروری 1993ء اتوار چار بجے شام تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارہواں اجلاس)

اتوار' 21- فروری' 1993ء

(یک شنبہ' 28- شعبان المعظم 1414ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں شام 4 بج کر 47 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

وَمَنْ اَعْرَضَ
عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
اَعْمٰى ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿١٢٥﴾
قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿١٢٦﴾
وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ وَلَعَذَابُ
الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿١٢٧﴾

سورہ طٰہٰ آیت 124 تا 127

اور جو میری نصیحت سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور قیامت کو ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گےo وہ کہے گا کہ میرے پروردگار تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا میں تو دیکھتا بھالتا تھاo خدا فرمائے گا کہ ایسا ہی (چاہیے تھا) تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں تو نے تو ان کو بھلا دیا۔ اسی طرح آج ہم تجھ کو بھلا دیں گےo اور جو شخص حد سے نکل جائے اور اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان نہ لائے ہم اس کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ اور آخرت کا عذاب بہت سخت اور بہت دیر رہنے والا ہےo

وما علینا الاالبلاغ O

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن)

جناب سپیکر، وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے' میاں محمود احمد (تشریف نہیں رکھتے) رانا اکرام ربانی

جناب فرید احمد پراچہ، سوال نمبر 417 (معزز رکن نے رانا اکرام ربانی کے ایماء پر دریافت کیا)

ائیر کنڈیشنر اور ائیر کنڈیشنر گاڑیوں کی تفصیل

*417۔ رانا اکرام ربانی، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کس گریڈ کے افسر /سرکاری ملازم دفتر میں ائیر کنڈیشنر لگانے کے مجاز ہیں۔

(ب) ضلع وار کتنے ائیر کنڈیشنر خریدے گئے اور کہاں کہاں لگے ہوئے ہیں۔

(ج) کس گریڈ کے افسر /سرکاری ملازم ائیر کنڈیشنر گاڑیاں استعمال کر سکتے ہیں۔

(د) ضلع وار ایسی گاڑیوں کی تفصیل کیا ہے جن میں ائیرکنڈیشنر نصب ہیں اور وہ کن کن کے استعمال میں ہیں۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کی خلاف ورزی ہو رہی ہے تو اس کی روک تھام کے لیے کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (ملک سلیم اقبال)،

(الف) گریڈ 20 اور اس سے اوپر درجے کے افسران ائیر کنڈیشنر کے لگانے کے مجاز ہیں۔

(ب) محکمہ تعمیرات و مواصلات کے مہیا کردہ اعدادوشمار کے مطابق ضلع وار خریدے گئے ائیر کنڈیشنروں کی تعداد اور مقام تنصیب کی تفصیل منسلکہ "الف" پر ملاحظہ ہو جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس بارے میں کوئی وضع کردہ پالیسی نہیں ہے۔ تاہم معاملہ کی نوعیت case to case basis کے مطابق فیصلہ کیا جاتا ہے۔

(د) کمشنر /ڈپٹی کمشنر صاحبان کے دفاتر سے یہ تمام گاڑیاں پروٹوکول ڈیوٹی کے لیے مختص ہیں موصول شدہ معلومات کے تفصیل منسلکہ "ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) جز ہائے بالا کی خلاف ورزی کا کوئی واقعہ حکومت کے علم میں نہ ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! میرا سوال ہے کہ یہ جو مختلف اضلاع کے اعدادوشمار دیے گئے ہیں ان میں وجوہات معلوم نہیں ہیں کہ فیصل آباد میں 24 کی تعداد میں کیوں ائیر کنڈیشنر خریدے گئے ہیں اور میانوالی جہاں زیادہ گرمی پڑتی ہے وہاں پر صرف دو ائیر کنڈیشنر خریدے گئے ہیں اتنا تفاوت کیوں ہے؟ اور راولپنڈی کے متعلق دو دن پہلے جو اعدادوشمار دیے گئے تھے اس میں 19 ایئرکنڈیشنر لگے ہوئے تھے اور آج تصحیح کر کے انہیں 8 کر دیا گیا ہے۔ جناب والا! یہ بڑھ تو سکتے ہیں کم کیسے ہوگئے ہیں؟

وزیر اطلاعات و ثقافت، جناب والا! ان کا سوال ہے کہ میانوالی میں گرمی زیادہ پڑتی ہے وہاں پر ائیر کنڈیشنر کم کیوں لگائے ہیں؟ جب کہ فیصل آباد میں زیادہ لگائے گئے ہیں۔ یہ سوال ہے آپ کا؟

جناب فرید احمد پراچہ، یہ میرے سوال کا (ب) جز ہے۔

MR. SPEAKER: Malik Sahib! Will you please address the Chair?

MINISTER FOR INFORMATION: I am sorry, Sir

جناب والا! اس کا جواب یہ ہے کہ میانوالی میں ڈیمانڈ کے مطابق ایئر کنڈیشنر لگائے گئے ہیں اور جو ڈیمانڈ فیصل آباد کی تھی اس کے مطابق فیصل آباد میں ائیر کنڈیشنر لگائے گئے ہیں۔ جہاں تک راولپنڈی کا تعلق ہے وہاں پر 8 ائیر کنڈیشنر مہیا کیے گئے ہیں جو کہ ہولی فیملی ہسپتال، میڈیکل کالج اور ڈپٹی کمشنر راولپنڈی کے کورٹ میں مہیا کیے گئے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! اس کا جز 2 جو اس تفصیل کے ساتھ ہی منسلک ہے اس میں گاڑیوں میں جو ائیر کنڈیشنر نصب ہیں ان کی تعداد موجود ہے۔ اس کے بارے میں میرا سوال ہے کہ کمشنر راولپنڈی آفس کے لیے 19 گاڑیاں لکھی ہوئی ہیں جو ائیر کنڈیشنڈ ہیں اور باقی جتنے بھی اضلاع ہیں ان میں ایک ایک یا دو دو ہیں۔ راولپنڈی میں کیا خصوصیت ہے کہ وہاں پر 19 ائیرکنڈیشنر گاڑیوں میں نصب کیے گئے ہیں؟

وزیر اطلاعات و ثقافت، جناب والا! راولپنڈی ایک ایسا شہر ہے جو کہ دارالخلافہ ہے وہاں پر پروٹوکول گاڑیاں ہیں اور ان میں ائیر کنڈیشنر نصب کیے جاتے ہیں اس لیے ضرورت کے مطابق وہاں پر 19 گاڑیاں دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ خان۔

رانا ثناء اللہ خان: سوال نمبر 885

تین سال سے زائد عرصے سے تعینات افسروں کی تفصیل

*885۔ رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں تعینات ضلعی انتظامیہ کے ان افسران کے نام و عہدے کیا ہیں جو متذکرہ ضلع میں مختلف عہدوں پر بار بار تعینات ہوتے آ رہے ہیں۔ مختصر عرصہ کے لیے ٹرانسفر تو ہوئے مگر دوبارہ یہاں تعینات کر دیے گئے۔ اور اسی طرح فیصل آباد میں ان کا عرصہ تین سال سے زیادہ بنتا ہے۔ ان کی کل سروس کتنی ہے اور فیصل آباد میں عرصہ تعیناتی کتنا ہے۔

(ب) کیا حکومت ایسے افسران کو ضلع فیصل آباد سے تبدیل کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔ علاوہ ازیں دیگر اضلاع میں کون کون سے افسران تین سال سے زائد عرصے سے تعینات ہیں۔ ان کے نام و عہدہ' عرصہ تعیناتی کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے۔

وزیر اطلاعات و ثقافت (ملک سلیم اقبال):

(الف) ضلع فیصل آباد میں مورخہ 31/12/1992 کو تعینات ایسے افسران کی کل تعداد 7 ہے۔ جو مذکورہ ضلع فیصل آباد میں مختلف عہدوں پر تعینات رہے۔ تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) سرکاری ملازمین کے تبادلے انتظامی امور و مفاد عامہ کے تحت عمل میں آتے ہیں۔ جن افسروں کو اپنے موجودہ عہدوں پر کام کرتے ہوئے تین سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے ان کے تبادلہ جات حکومت کے زیر غور ہیں۔

دیگر اضلاع میں تین سال سے زائد عرصہ سے ضلعی انتظامیہ میں تعینات افسران کے نام وعہدہ و عرصہ تعیناتی مندرجہ ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام	عہدہ و مقام تعیناتی	متعلقہ ضلع میں تاریخ تعیناتی
1۔	غلام نبی کروزی	اسسٹنٹ کمشنر ساہیوال	24-4-89

2۔	سردار شیر افگن موکل	اے ڈی سی (جی) لاہور کینٹ	21-3-89
3۔	رائے محمد امین	اسسٹنٹ کمشنر بوریوالہ	21-10-87
4۔	کنور عظمت علی خان	اسسٹنٹ کمشنر' لیہ	10-7-89
5۔	راجہ سعید اختر	اے ڈی سی (جی) جہلم	11-3-89
6۔	مہر محمد اقبال	ای اے سی سمندری	11-3-89
7۔	آفتاب علی خان	ای اے سی' ملتان	1-2-89
8۔	عارف حسین بخاری	ای اے سی' راولپنڈی	3-8-85
9۔	اعجاز حسین بلوچ	ای اے سی سرگودھا	12-7-89
10۔	عبدالرحمان خالد	ای اے سی راولپنڈی	21-9-89
11۔	سجاد حسین شاہ	ای اے سی' ملتان	5-7-89
12۔	عبدالرشید رازی	ای اے سی' راولپنڈی	4-12-89
13۔	قاضی نصیر احمد	ای اے سی' گجرات	13-4-89

جناب سپیکر، اگلا سوال' جناب فرید احمد پراچہ۔

جناب فرید احمد پراچہ، سوال نمبر 1119

رشوت ستانی کے خلاف چلائی جانے والی مہم

*1119۔جناب فرید احمد پراچہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گزشتہ پانچ ماہ سے رشوت ستانی کے خلاف سرکاری سطح پر اشتہاری مہم چلائی جا رہی ہے اگر ایسا ہے تو یہ مہم کس ادارے کے زیر نگرانی چلائی جا رہی ہے اس پر اب تک کل کتنے اخراجات ہوئے ہیں اور اس مہم کے نتائج کیا برآمد ہوئے ہیں۔

(ب) اشتہارات میں استعمال کی جانے والی زبان کس افسر نے مرتب کی ہے۔ کیا حکام نے اس زبان کے اخلاقی پہلوؤں کا جائزہ لیا ہے کہ' کیا تمہاری رگوں میں تمہارے باپ کا گندہ خون دوڑ رہا ہے "اور آیا اس طرح کی زبان اختیار کر کے رشوت ستانی کا سلسلہ بند کیا جا سکتا ہے؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (ملک سلیم اقبال)۔

(الف) سرکاری سطح پر رشوت ستانی کے خلاف کوئی اشتہاری مہم نہیں چلائی جا رہی ہے۔

(ب) جواب جز (الف) کی روشنی میں متعلقہ نہ ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ رشوت ستانی کا جو حال ہمارے معاشرے میں ہے اور جس طرح لوگ اس سے بے پناہ تنگ اور پریشان ہیں۔ اس کی وضاحت بھی اس سوال کے جواب میں ہوتی ہے کہ جہاں یہ بتایا گیا ہے کہ پرائیویٹ سطح پر کچھ لوگ رشوت ستانی کے خلاف مہم چلا رہے ہیں' اتنی بڑی مہم ہے لاکھوں روپے اس پر خرچ ہو رہے ہیں لوگ اس سے اتنے تنگ اور ستائے ہوئے ہیں کہ وہ اس کے خلاف اپنی سطح پر ہی مہم چلا رہے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا حکومت کو یہ برائی نظر نہیں آتی اور کیا اس کی اصلاح کے لیے حکومت کی سطح پر کوئی کوشش یا تدابیر کیوں نہیں ہے؟

وزیر اطلاعات و ثقافت، جناب والا! ضمنی سوال کا اصل سوال سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کا سوال یہ ہے کہ کسی افسر کے متعلق یا کرپٹ آدمی کے متعلق جو زبان استعمال کی جا رہی ہے' اشتہارات کے ذریعے یا وال چاکنگ کے ذریعے جو زبان استعمال کی جا رہی ہے وہ زبان اچھی نہیں ہے۔ اس کے جواب میں یہ کہہ رہا ہوں کہ حکومت اس قسم کے اشتہارات نہیں لگا رہی۔ یہ انجمنیں ہیں' پرائیویٹ سوسائٹیز ہیں وہ اپنی طرف سے بغیر نام کے اس قسم کی زبان استعمال کر رہی ہیں۔ اس سے حکومت کا کوئی تعلق نہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! یہ متعلقہ سوال ہے۔ کیا حکومت کی سطح پر بھی کوئی ایسی مہم چلانے کا پروگرام ہے؟ حکومت کے ذرائع ابلاغ ہیں اس کے پاس وسائل ہیں' کیا حکومت کی سطح پر بھی کوئی ایسی تجویز زیر بحث ہے؟

جناب سپیکر، ملک صاحب! یہ متعلقہ ضمنی سوال ہے۔

وزیر اطلاعات و ثقافت، جناب والا! حکومت ہر وقت رشوت خور افسران کے خلاف مہم چلا رہی ہے اور اکثر اوقات افسران پکڑے جاتے ہیں ان کے خلاف کیسز بھی رجسٹرڈ ہوتے ہیں اور انہیں سزا بھی ملتی ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر حکومت ایسی مہم چلا رہی ہے تو کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ اس مہم کے نتیجے میں رشوت ستانی کا ریٹ کتنے فی صد کم ہوا ہے؟

وزیر اطلاعات و ثقافت، جناب والا! یہ اعداد و شمار کا مسئلہ ہے۔ یہ اس کے لیے نیا سوال دیں اس کی

پوری تفصیل بتا دی جائے گی۔

جناب سپیکر، پراچہ صاحب! اس کے لیے نیا سوال درکار ہے۔ اگلا سوال جی جناب فرید احمد پراچہ۔

جناب فرید احمد پراچہ، سوال نمبر 1122

گریڈ سولہ سے اوپر تک افسران کے خلاف انکوائریاں

*1122۔جناب فرید احمد پراچہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ انٹی کرپشن نے سال 1985ء سے سال 1991ء تک گریڈ سولہ سے اوپر گریڈوں سے تعلق رکھنے والے کتنے افسران کے خلاف انکوائریاں کی ہیں اور مقدمات درج کیے ہیں ان افسران کی مکمل فہرست بمعہ عہدہ کیس کی نوعیت انکوائری کے نتائج اور سزاؤں کی تفصیل بھی بیان کی جائے۔

(ب) کیا دوران تفتیش ان افسران کو معطل کیا گیا اگر ہاں تو اس کی تفصیل دی جائے اور نہیں تو کیوں نیز ان افسران کے خلاف محکمانہ کارروائی تنزلی یا ترقی معطلی یا بحالی اخراج یا برقراری کے بارے میں ایوان کو مطلع فرمایا جائے۔

(ج) اس وقت محکمے کے پاس زیر سماعت یا زیر التواء مقدمات کی تفصیل کیا ہے کیا وہ افسران معطل ہیں اگر نہیں تو کیوں۔

(د) کیا محکمہ انٹی کرپشن کے موجودہ قوانین ضابطے اور افسران و اہلکار کی ترقیوں کے طریق کار کے ساتھ بدعنوانیوں پر قابو پایا جا سکتا ہے اگر نہیں تو ان قوانین کی تبدیلی کے لیے کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (ملک سلیم اقبال)،

(الف) محکمہ انٹی کرپشن نے سال 1985ء سے سال 1991ء تک گریڈ سولہ سے اوپر گریڈوں سے تعلق رکھنے والے افسران کے خلاف 1652 انکوائریاں کی ہیں اور افسران کے خلاف 563 مقدمات درج کیے ہیں ان افسران کی مکمل فہرست بمعہ عہدہ کیس کی نوعیت انکوائری کے نتائج اور سزاؤں کی تفصیل پرچہ "الف" پر موجود ہے جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گی ہے۔

(ب) دوران تفتیش معطلی کا انحصار مقدمے کی نوعیت پر ہے۔ ہر مقدمہ میں معطلی ضروری نہیں۔ تاہم اس عرصے میں 75 مقدمات میں افسران کو معطل کیا گیا۔ معطل شدہ افسران کے بارے

میں کارروائی کی تفصیل پرچم (ب) پر موجود ہے جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس وقت محکمے کے پاس 61 مقدمات زیر سماعت ہیں جبکہ 136 مقدمہ زیر التواء ہیں۔ جواب جز (ب) میں دے دیا گیا ہے۔

(د) محکمہ انٹی کرپشن کی تنظیم نو کے قواعدوضوابط مجریہ 1985ء کے تحت مؤثر کارروائی کی جا رہی ہے۔ جہاں کہیں تبدیلی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اس کے لیے ضروری تجاویز حکومت کو بھیج دی جاتی ہیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب والا! سوال یہ ہے کہ محمد صادق ایکس۔ای۔این محکمہ نہر ہے۔ اس کے خلاف ایک کروڑ 50 لاکھ روپے کی embezzlement کا ایک کیس ہے اور 21-1-89 کو یہ کیس انویسٹی گیشن کے لیے ڈی۔اے۔سی۔اے کو بھیجا گیا تھا تو کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ اب تک اس کی بارے میں کیا کارروائی ہوئی اور اس کا سوال کے مطابق کیا نتیجہ نکلا؟

وزیر اطلاعات و ثقافت، جناب والا! اس کے بارے میں تھوڑا سا confusion ہے۔ سوال نمبر 1122 جو جناب فرید احمد پراچہ صاحب کی طرف سے ہے---

جناب ارشاد حسین سیٹھی، اسی پر میں نے ضمنی سوال کیا ہے۔

جناب سپیکر، سوال نمبر 1122 جناب فرید احمد پراچہ کی طرف سے ہے انہوں نے اس پر ضمنی سوال نہیں کیا۔ ارشاد حسین سیٹھی نے ضمنی سوال اسی پر کیا ہے۔

وزیر اطلاعات و ثقافت، جناب والا! انہوں نے جس مخصوص آدمی کے متعلق سوال کیا ہے اس کا علیحدہ سوال آیا ہوا ہے۔ وقت آنے پر اس کا جواب دے دیا جائے گا۔ اس سوال کا نمبر ہی اور ہے۔

جناب سپیکر، سیٹھی صاحب! آپ سوال نمبر 1122 پر ضمنی سوال کر رہے ہیں؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جی ہاں سوال نمبر 1122 پر ضمنی سوال کر رہا ہوں۔ صفحہ نمبر 4 پر جو تفصیل ہے اس کے مطابق---

جناب سپیکر، تفصیل جو ٹیبل کی گئی ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جی ہاں۔

جناب سپیکر، کدھر ہے یہ تفصیل؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی، یہ ایف آئی آر مورخہ 12-1-1989 کی ہے۔ یہ جناب والا! صفحہ 4 پہ سیریل نمبر 25 پر ہے۔

جناب سپیکر، سیریل نمبر 25۔ ٹھیک ہے۔ ہاں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، تو جناب والا! اس کا بڑا مبہم سا جواب ہے اس کے بارے میں 21 جنوری 1989ء کو ایف آئی آر درج ہوئی تھی۔

جناب سپیکر، اس میں کہاں ہے کہ 21 جنوری کو ایف آئی آر درج ہوئی؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی، یہ سوال نمبر 1122۔

جناب سپیکر، اس میں page 4 ہے اس میں سیریل نمبر 25 جو ہے اس میں چودھری اشفاق احمد ہیں ای ٹی او بی پی ایس 17 لاہور۔ آپ کس کو ریفر کر رہے ہیں؟ ملک صاحب! یہ مل گیا آپ کو۔ یہ جو آپ نے اس کا ریکارڈ ٹیبل کیا ہے اس میں یہ موجود ہے۔ لیکن انہوں نے اس کو اوپر نیچے کر دیا ہے۔ یہ سیٹھی صاحب کے پاس صفحہ 4 پہ سیریل نمبر 25 پہ یہ موجود ہے یہ مسٹر محمد صادق ایکس۔ای۔این لاہور کا کیس ہے۔

وزیر اطلاعات و ثقافت، کیا نام بتایا تھا اس کا؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی، محمد صادق ایکس۔ای۔این ایریگیشن لاہور۔ یہ صرف ایک اکیلا صفحہ مجھے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، یہ آپ کا جو ضمنی سوال ہے۔ alongwith this question اس کو for the time being میں پینڈنگ کرتا ہوں۔ اور اس کو ذرا دیکھتے ہیں یہ اس سوال کو deal کرنے والوں نے گڑبڑ کر دی ہے۔ تو یہ اس کو چیک کرتے ہیں۔ for the time being اس کو پینڈنگ کرتے ہیں۔ کیا اس سوال پر اور ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! یہ جزو پینڈنگ کر لیں۔

جناب سپیکر، تو آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ سوال ہی پینڈنگ کر دیں یا اس کا جزو پینڈنگ کر دیں؟

جناب فرید احمد پراچہ، میرے خیال میں یہ سوال ہی پینڈنگ کر دیں۔

جناب سپیکر، پھر آپ سارے ضمنی سوال اس پر ایک دم سے کر لیجیے گا۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب

اگلا سوال۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر ، سوال نمبر 1343۔

پنجاب میں نئی گاڑیوں کی خرید

*1343۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

پنجاب میں مالی سال 91-1990ء میں کتنی نئی گاڑیاں اور جیپیں خریدی گئیں۔ پرانی اور نئی گاڑیوں کی کل تعداد 30 جون 1991ء کے اختتام تک کتنی تھی نیز ان گاڑیوں کے پٹرول اور دیکھ بھال پر سال 91-1990ء میں کل کتنے اخراجات ہوئے؟

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر اطلاعات و ثقافت (ملک سلیم اقبال)،

(الف) پنجاب میں مالی سال 91-1990ء میں چھ سو اُناسی (679) گاڑیاں اور چار سو بیاسی (482) نئی جیپیں خریدی گئیں۔ 30 جون 1991ء تک نئی و پرانی گاڑیوں کی کل تعداد نو ہزار چار سو پینتالیس (9,445) تھی۔ ان گاڑیوں کے پٹرول اور دیکھ بھال پر سال 91-1990ء کے دوران کل سینتیس کروڑ دس لاکھ چھ ہزار چھ سو چورانوے (37,10,06,694) روپے کے اخراجات ہوئے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال نہیں۔ اگلا سوال جناب ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر ، سوال نمبر 1345

صوبائی وزراء اور مشیروں کی ماہانہ تنخواہ

*1345۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

صوبائی کابینہ کا وزیر اور مشیر ماہانہ تنخواہ کے علاوہ دیگر مدات میں ہر ماہ کتنی رقم وصول کر رہے ہیں۔ تفصیل الگ الگ بتائی جائے؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (ملک سلیم اقبال)،

(الف) ایک صوبائی وزیر کی تنخواہ اور دیگر مراعات کا تعین "وزراء کی تنخواہ و دیگر مراعات کے ایکٹ 1975ء کے مطابق ہوتا ہے۔ جس کے مطابق ایک صوبائی وزیر مبلغ چھ ہزار روپے ماہانہ تنخواہ

کے علاوہ مندرجہ ذیل مدات میں بالترتیب رقم وصول کرتے ہیں۔

1- Sumptuary الاؤنس = -/3000 روپے ماہانہ

2- کرایہ مکان = -/15000 روپے ماہانہ

(کرایہ مکان سرکاری رہائش گاہ استعمال نہ کرنے کی صورت میں ملتا ہے)

3- سرکاری رہائش گاہ کی تزئین و آرائش کے لیے 60 ہزار روپے مدت وزارت میں ایک بار۔

4- ایک وزیر کو بغیر کسی حد (Ceiling) کے دو ٹیلی فون دفتر اور دو گھر پر استعمال کی اجازت ہے۔

5- صوابدیدی فنڈ کی مد میں ایک لاکھ روپے خرچ کر سکتے ہیں۔

6- سرکاری دورے کے دوران روزانہ الاؤنس (D.A.) میں -/125 کی شرح سے اور سفری الاؤنس سفر کے مطابق حاصل کرنے کے مجاز ہیں۔

7- سرکاری گاڑی کے استعمال میں پٹرول کے خرچ کی کوئی حد مقرر نہ ہے۔

8- equipment allowance مبلغ 3 ہزار روپے اسمبلی کی مدت کار میں صرف ایک بار وصول کر سکتے ہیں۔

9- علاج کی سہولت، اس مد میں وزیر اور ان کے اہل خانہ کو سپیشل میڈیکل attendance رولز، 1950ء کے تحت یہ سہولیات میسر ہیں۔

10- مشیر برائے وزیر اعلیٰ پنجاب کی تنخواہ ان کی terms & conditions کے مطابق مبلغ -/5000 روپے ہے جبکہ دیگر مدات میں درج ذیل رقم وصول کرتے ہیں۔

1- Sumptuary الاؤنس = -/1200 روپے ماہانہ

2- کرایہ مکان = -/15000 روپے ماہانہ

(کرایہ مکان سرکاری رہائش گاہ کے استعمال نہ کرنے کی صورت میں ملتا ہے)

3- اگر سرکاری رہائش گاہ میسر ہے تو اپنے عہدے کی مدت کار میں صرف ایک بار مبلغ 50,000/- روپے کے خرچ تک سرکاری گھر کی تزئین و آرائش کرا سکتے ہیں۔

4- ایک مشیر کو بغیر کسی حد Ceilling کے دو ٹیلی فون دفتر میں اور ایک گھر پر استعمال کی اجازت ہے۔

5- سرکاری دورے کے دوران روزانہ الاؤنس (D.A.) میں -/125 روپے کی شرح سے اور سفری

الاؤنس سفر کے مطابق حاصل کرنے کے مجاز ہیں۔

6۔ سرکاری گاڑی کے استعمال میں پٹرول کے خرچ کی کوئی حد مقرر نہ ہے۔

7۔ علاج کی سہولت۔ صوبائی اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر کو ملنے والی علاج کی سہولیات کے برابر ایک مشیر کو سہولت میسر ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ مشیر ماہانہ ہزاروں روپے تنخواہ اور مختلف الاؤنسز بھی لیتے ہیں۔ یہ کام کیا کرتے ہیں۔ یہ مشورے کیا دیتے ہیں؟

وزیر اطلاعات و ثقافت، جناب والا! یہ مفید مشورے دیتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب والا! یہ جواب بالکل vague ہے۔ اور عوام کے خزانے سے اتنا پیسہ ان مشیروں کے اوپر خرچ ہوتا ہے۔ عوام اور ہم بھی یہ جاننا چاہتے ہیں کہ یہ مشیران کرام کی فوج ظفر موج ہے یہ عوام کے مفاد میں کیا کام کرتی ہے۔ ذرا تفصیل سے بیان فرمائیں؟ یہ مفید مشورے دینا تو vague سی بات ہے۔ یہ بتائیں کہ کس کس مشیر کے ذمے کون کون سا محکمہ لگا ہوا ہے اور یہ کیا کام کرتے ہیں۔؟

جناب سپیکر، وزیر اطلاعات

وزیر اطلاعات و ثقافت، جناب والا! اکثر اوقات جب کوئی اہم مسئلہ کیبنٹ میں پیش ہو تو مشیروں کو بھی وہاں دعوت دی جاتی ہے اور ان سے مشاورت کی جاتی ہے۔ اور یہ ہمیں وہاں پر مزید مشورے دیتے ہیں۔ بعض اوقات جب سیلاب آ جاتے ہیں تو ان کی ڈیوٹی وہاں لگائی جاتی ہے اور یہ مفاد عامہ میں بہت کام کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، ڈاکٹر سید وسیم اختر کے سوال کے جواب میں منسٹر انفرمیشن مشیران صوبائی حکومت کے فرائض کا بجا آوری پہ روشنی ڈال رہے تھے۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر، ملک صاحب! یہ ان کے فرائض کے بارے میں آپ کی جو اسٹیٹمنٹ ہے یہ ریکارڈ پہ آ گئی ہے۔ جی! ضمنی سوال۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب فرید احمد پراچہ، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سیلاب تو کسی ایک سال آتا ہے اور تنخواہ تو انہیں

ہر مہینے دی جاتی ہے۔ جناب والا! ذرا یہ تو بتایا جائے کہ سیلاب کا اتنا بڑا جرمانہ ہم پر کیوں ڈالا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی منسٹر انفرمیشن پلیز۔

وزیر اطلاعات و ثقافت: جناب والا! ان کا تعاون ہمیں بہت مفید رہتا ہے۔ اور یہ حکومت کی مشینری کے پرزے ہیں۔ اور کہیں بھی یہ رول نہیں ہے کہ یہ مشیران مقرر نہیں کیے جا سکتے۔ ہر حکومت میں مشیران ہوتے ہیں اور اس حکومت میں بھی مشیران ہیں اور یہ ہر سلسلے میں مشاورت کرتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔ مشیران کے بارے میں تو آپ بھی اور تمام ایوان جانتا ہے کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے جواب میں بتایا ہے کہ۔

"ایک مشیر کو بغیر کسی حد (ceiling) کے دو ٹیلی فون دفتر میں اور ایک گھر پہ استعمال کی اجازت ہے۔ میں آپ کے توسط سے جناب منسٹر سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ وزیر اعلیٰ محترم کو اس بات کی سفارش کریں گے کہ کم از کم ٹیلی فون کے بارے میں کوئی حد مقرر کی جائے۔ کیونکہ کوئی کام تو ان کے ذمے ہے نہیں۔ سیلاب تو کبھی کبھی آتے ہیں۔ بغیر ceiling کے جو سلسلہ ہے یہ بند ہو۔ ان کی کوئی حد مقرر کرنے کے لیے یہ وزیر اعلیٰ کو سفارش کریں گے؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! کوئی اور ضمنی سوال ہے؟۔۔۔اگلا سوال حاجی محمد افضل چن سوال نمبر 1381

مسٹر جاوید بخاری اور سروش سلطان کے خلاف کارروائی

*1381۔ حاجی محمد افضل چن: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے مسٹر جاوید بخاری سیکرٹری امداد باہمی اور رجسٹرار سروش سلطان کے خلاف بدعنوانیوں کی بناء پر انکوائری اور معطلی کا حکم جاری کیا تھا۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو مذکورہ افسران کے خلاف الزامات کی تفصیل /انکوائری کا نتیجہ اور اس وقت تک کی گئی کارروائی کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (ملک سلیم اقبال):

اس حد تک درست ہے کہ جاوید اقبال بخاری سابقہ سیکرٹری امداد باہمی اور سروش سلطان رجسٹرار امداد باہمی کے خلاف مختلف نوعیت کی بے قاعدگیوں کے الزامات کی بناء پر ابتدائی تحقیقات سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ دونوں افسران نے بے ضابطگیوں کا ارتکاب کیا ہے۔ ان کے خلاف باقاعدہ انضباطی کارروائی شروع کی گئی۔ دونوں افسران کو چارج شیٹ کیا گیا۔

جس میں ان کے خلاف الزامات کی تفصیل دی گئی۔ دونوں افسران کے خلاف چارج شیٹ مع جواب کے ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ دونوں افسران کے خلاف علیحدہ علیحدہ انکوائری کمیٹی تشکیل دی گئی۔

سید جاوید اقبال بخاری کے خلاف انکوائری مکمل ہونے پر ضروری کارروائی کے لیے وفاقی حکومت کو ارسال کر دی گئی۔ انکوائری رپورٹ کا مکمل جائزہ لینے کے بعد اسٹیبلشمنٹ ڈویژن نے الزامات کی سنگینی کے پیش نظر گورنمنٹ سرونٹس ای اینڈ ڈی رولز 1973ء کی شق نمبر بی (i)(iii) 4 کے تحت مسٹر بخاری پر بھاری جرمانہ عائد کرتے ہوئے ملازمت سے سبکدوش کرنے کا نوٹیفکیشن مورخہ 14 نومبر 1992ء کو جاری کر دیا ہے۔

جہاں تک مسز سروش سلطان کا تعلق ہے ان کے خلاف انکوائری لاہور ہائی کورٹ نے ان کی رٹ پٹیشن مورخہ 31 مارچ 1991ء کو حکم امتناعی جاری کرتے ہوئے انکوائری کی کارروائی روک دی تھی۔ بعد ازاں عدالت عالیہ نے آفیسر متعلقہ کی اپنی ہی درخواست مذکورہ رٹ پٹیشن خارج کر دی۔ جس سے حکم امتناعی کی حیثیت ختم ہو گئی اور انکوائری دوبارہ شروع کر دی گئی۔ انکوائری کمیٹی نے اپنی رپورٹ مکمل کرتے ہوئے مورخہ 8-10-92 کو رپورٹ آفیسر مجاز چیف سیکرٹری کو بھیج دی تھی۔ رپورٹ ابھی زیر غور تھی کہ آفیسر متعلقہ نے ایک سول اپیل نمبر 92/552 سپریم کورٹ میں دائر کر کے مورخہ 11-10-92 کو حکم امتناعی حاصل کر لیا ہے۔ جس سے انکوائری کی مزید کارروائی پر عمل درآمد رک گیا ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال جناب محمد حنیف چودھری۔

محمد حنیف چودھری، سوال نمبر 1655

راولپنڈی کے رہائشی افسران کی تعداد

*1655۔ جناب محمد حنیف چودھری، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع راولپنڈی کی انتظامیہ میں اس وقت کتنے افسران راولپنڈی ضلع کے رہائشی ہیں اور اسی ضلع میں تعینات ہیں ان افراد کے نام عہدہ اور عرصہ تعینات کتنا ہے۔

(ب) اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔ کیا حکومت ان افسران کو یہاں سے تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (ملک سلیم اقبال)،

(الف) ضلعی انتظامیہ راولپنڈی میں اس وقت صرف ایک افسر تعینات ہے جس کا ڈومیسائل ضلع راولپنڈی کا ہے۔ افسر کا نام، عہدہ اور عرصہ تعیناتی مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام /عہدہ	عرصہ تعیناتی
1۔	مسٹر اختر علی ایڈیشنل ایس پی راولپنڈی	2 سال 5 ماہ

(ب) آفیسران کی تعیناتی مفاد عامہ اور انتظامی امور کی بناء پر کی جاتی ہے لہذا متذکرہ افسر کی تعیناتی بھی انتظامی امور اور مفاد عامہ کے تحت کی گئی ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب والا! سوال کے جز "ب" کے جواب میں بتایا گیا ہے۔

"افسران کی تعیناتی مفاد عامہ اور انتظامی امور کی بناء پر کی جاتی ہے۔ لہذا متذکرہ افسر کی تعیناتی بھی انتظامی امور اور مفاد عامہ کے تحت کی گئی ہے۔"

جناب سپیکر! افسران کا تمام تر کام ہی مفاد عامہ اور انتظامی امور کی دیکھ بھال ہے۔ اس کے علاوہ بھی کوئی ہوتا ہے؟ ان کی تقرری میں یہ پہلو کہ جہاں کسی کا پیریڈ ایک سال سے زائد ہو جاتا ہے، یا ان کو out of turn سنیارٹی مل جاتی ہے تو عموماً حکومت کی طرف سے یہ جواب آتا ہے کہ ہم نے مفاد عامہ کے تحت ایسا کیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا تمام سرکاری ملازمین کی یہ ڈیوٹی نہیں کہ وہ جہاں بیٹھ کر بھی کام کریں، مفاد عامہ کے تحت کریں؟ بعض افسران کے ساتھ اس قسم کی رعایت کیوں برتی جاتی ہے؟

وزیر اطلاعات و ثقافت، جناب والا! یہ سوال راولپنڈی کی انتظامیہ کے متعلق پوچھا گیا ہے کہ وہاں کے رہائشی کتنے افسران تعینات ہیں جن کا ڈومیسائل اس ضلع کا ہے۔ اس کے جواب میں صرف ایک جن کا تعلق پولیس سے ہے اختر علی صاحب کی تعیناتی وہاں اپنے ضلع میں ہے۔ لیکن اکثر اوقات انتظامی امور کی بناء پر اور مفاد عامہ کے تحت ان کی تعیناتی وہاں پر کی جاتی ہے۔ ایسے کوئی رولز نہیں ہیں، بلکہ یہ پالیسی ہے۔ کوئی rigid rules نہیں ہیں کہ آفیسر وہاں نہیں رہ سکتا۔

جناب سپیکر، اگلا سوال پیش کیا جائے۔

جناب محمد حنیف چودھری، جناب والا! میرا ضمنی سوال تھا۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! آپ بیٹھے رہے۔ اب تو اگلا سوال آ گیا ہے۔

چودھری محمد اسلم کائرہ، سوال نمبر 1752

انٹی کرپشن عدالتوں میں مقدمات کی تعداد

*1752۔ **چودھری محمد اسلم کائرہ،** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت صوبے کی انٹی کرپشن عدالتوں میں کتنے مقدمات زیر سماعت ہیں۔ اور ہر مقدمہ کتنے عرصہ سے زیر سماعت ہے۔ ہر مقدمہ میں کتنے ملزمان ملوث ہیں کتنے مفرور ہیں اور کتنے ضمانت پر رہا ہو کر عدالتوں میں پیش نہیں ہو رہے مکمل تفصیل بیان کی جائے۔

(ب) حکومت زیر سماعت مقدمات کا جلد فیصلہ کرانے کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (ملک سلیم اقبال)،

(الف) 31- دسمبر 1992ء تک صوبہ کی انٹی کرپشن عدالتوں میں 2007 مقدمات زیر سماعت تھے دیگر تفصیلات بابت ہر مقدمہ کا زیر سماعت' ہر مقدمہ میں ملوث ملزمان مفرور ملزمان اور ضمانت پر رہا ہو کر عدالتوں میں پیش نہ ہونے والے ملزمان لف ہذا فہرست میں بیان کی گئی ہیں۔ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) (i) طلبی سمن کی صورت حال کو بہتر بنایا جا رہا ہے۔

(ii) علاقائی اضافی ناظم نظامت ہذا متعلقہ خصوصی جج صاحبان کے ساتھ وقتاً فوقتاً اجلاس منعقد کر رہے ہیں۔ تاکہ مقدمات کا جلد از جلد فیصلہ کرنے کی راہ متعین کی جا سکے۔

(iii) اس کے علاوہ اضافی معتمد اعلیٰ پنجاب انٹی کرپشن کے ناظم اعلیٰ اور تمام خصوصی جج صاحبان انٹی کرپشن کے ساتھ سہ ماہی اجلاس منعقد کر رہے ہیں۔ جس میں جج صاحبان کی کار کردگی کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ اور انہیں مقدمات کا جلد از جلد فیصلہ کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔ تاکہ جہاں تک ممکن ہو سکے زیر التواء مقدمات کی تعداد کو کم کیا جا سکے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب والا! یہ بالکل حقیقت ہے کہ انٹی کرپشن والے کرپشن کو روکنے میں بالکل ناکام رہے ہیں۔ بلکہ وہ اس میں عموماً ملوث ہو جاتے ہیں۔ انٹی کرپشن ڈیپارٹمنٹ کی کرپشن کو چیک کرنے کے لیے حکومت کے پاس کوئی طریق کار ہے؟

جناب سپیکر، سوال کیا ہوا؟ دہرایئے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ انٹی کرپشن ڈیپارٹمنٹ کو کرپشن کے اندر ان مقدمات کے سلسلے میں خود ملوث ہو جاتا ہے ان کو چیک کرنے کے لیے حکومت کے پاس کیا طریق کار ہے؟

وزیر اطلاعات و ثقافت ، جناب والا! ایک ریویو کمیٹی بنی ہوئی ہے جس کے سربراہ ایڈیشنل چیف سیکرٹری ہیں۔ اس میں ڈائرکٹر انٹی کرپشن' ایڈیشنل ڈائرکٹر انٹی کرپشن اور جج صاحبان موجود ہوتے ہیں۔ اور وہ ریویو کرتے رہتے ہیں کہ کس طریقے سے ہم اس سسٹم کو improve کر سکتے ہیں اور کس طریقے سے مقدمات جلدی نمٹا سکتے ہیں۔ اکثر اوقات کی سفارشات حکومت کو جاتی ہیں اور ان پر عمل درآمد کیا جاتا ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر کوئی انکوائری ہوتی ہے تو اس کی تکمیل کے لیے رولز کے اندر کتنی مدت مقرر ہے؟

وزیر اطلاعات و ثقافت، جناب والا! رولز میں انکوائری کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں کی گئی' بلکہ اس کے کئی مراحل ہیں۔ جب کیس رجسٹر ہو جاتا ہے تو وہ ایڈیشنل ڈائریکٹر کے پاس جاتا ہے۔ اس کے بعد ڈائریکٹر کے پاس جاتا ہے۔ اس کے بعد متعلقہ کمشنر کے پاس جاتا ہے۔ وہ لاء ڈیپارٹمنٹ کو بھیجتے ہیں۔ اس کے بعد اگر یہ سمجھیں کہ یہ عدالت میں بھیجنے کے لیے موزوں کیس ہے تو وہ عدالت کو بھیجا جاتا ہے۔ لیکن یہ ایک قسم کا social issue بھی ہے کہ evidence وقت پر نہیں آتا۔ ہماری پبلک تعاون نہیں کرتی جس کی وجہ سے کیسوں کے فیصلوں میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ اور اکثر اوقات اس قسم کے کیس کامیاب نہیں ہوتے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز، کیا حکومت انٹی کرپشن کو ختم کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے' کیونکہ یہ محکمہ اپنے مقاصد میں پوری طرح ناکام ہو چکا ہے۔

وزیر اطلاعات و ثقافت، ختم کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے' بلکہ اس کو improve کرنے کا ارادہ ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ، کیا رشوت کو ختم کرنے کا کوئی ارادہ ہے؟

جناب سپیکر، اگلا سوال ملک محمد دین۔

ملک محمد دین، سوال نمبر 1771

جونیئر افسران کو اعلیٰ عہدوں پر تعینات کرنے کی وجوہات

*1771۔ ملک محمد دین، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایڈیشنل ڈائرکٹر انٹی کرپشن بلحاظ عہدہ گریڈ 19 کا آفیسر کا تعینات ہوتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب کے بعض ڈویژنوں میں گریڈ 19 سے کم گریڈ کے جونیئر آفیسر بھی ایڈیشنل ڈائرکٹر انٹی کرپشن کے عہدہ پر تعینات ہیں یا رہے ہیں۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو جنوری 1988ء تاحال مندرجہ بالا عہدہ پر کتنے آفیسر گریڈ19 سے کم گریڈ کے تعینات ہیں یا رہے ہیں۔ ان کا عرصہ تعیناتی، نام اور جائے تعیناتی کیا ہیں۔ نیز اس عہدہ پر جونیئر آفیسر کی تعیناتی کی وجوہات کیا ہیں۔

(د) آیا حکومت ان جونیئر افسران کو تبدیل کرنے اور گریڈ 19 کے افسران کو ان عہدہ پر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (ملک سلیم اقبال)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) جنوری1988ء سے تا حال درج ذیل افسران (گریڈ 19 سے کم) ایڈیشنل ڈائریکٹر انٹی کرپشن کے عہدہ پر تعینات رہے ہیں۔

نمبر شمار	نام	جائے تعیناتی	عرصہ تعیناتی سال ۔ ماہ	کیفیت
1۔	شوکت حیات درانی بی ایس 18	ملتان ریجن	3 - 10	ان کا اس عہدہ سے تبادلہ ہو چکا ہے۔
2۔	چودھری اللہ بخش بی ایس 18	لاہور ریجن	4 - 11	23-4-92 کو ریٹائر ہو چکا ہے۔
3۔	ظفر سلیم چودھری	فیصل آباد ریجن	2 - 8	اس وقت بھی اس عہدہ

بی ایس 18 پر فائز ہیں تاہم وفاقی حکومت نے ان کو گریڈ 19 میں ترقی دے دی ہے۔

ان افسران کی تعیناتی انتظامی موزونیت اور مفاد عامہ کو پیش نظر رکھ کر کی گئی تھی۔

(د) جز "ج" کے جواب کی روشنی میں جز(د) کی ضرورت نہ ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! جز "الف" میں پوچھا گیا تھا،

کیا یہ درست ہے کہ ایڈیشنل ڈائرکٹر انٹی کرپشن بلحاظ عہدہ گریڈ 19 کا افسر تعینات ہوتا ہے؟

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے' درست ہے۔

مگر جب جز "ج" میں پوچھا گیا کہ اس سے کم گریڈ کے افسران تعینات رہے ہیں۔ تو بتایا گیا ہے کہ جی ہاں رہے ہیں۔ اور ان کے نام بھی دیے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ پھر وہی بتایا گیا ہے کہ "ان افسران کی تعیناتی انتظامی موزونیت اور مفاد عامہ کو پیش نظر رکھ کر کی گئی تھی"۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب انہوں نے اتنا بہترین انتظام وہاں کیا اور مفاد عامہ کو ہی پیش نظر رکھا اور اسی بنیاد پر گریڈ 19 سے کم کے یہ افسران تھے جن کی تقرری وہاں کی گئی تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا ان افسران کو حوصلہ افزائی کی کوئی سند بھی دی گئی' کوئی سرٹیفکیٹ دیا گیا' کوئی تمغہ دیا گیا؟

وزیر اطلاعات و ثقافت: جناب والا! یہ دو افسران جن کا ذکر کیا گیا ہے جس کے متعلق میرے فاضل دوست نے بھی کہا ہے' یہ بہت ہی efficient افسران ہیں۔ اور وہ پروموشن کے بہت نزدیک ہیں اور انہیں وہاں پر مفاد عامہ کے لیے تعینات کیا گیا ہے۔ اور یہ کوئی بندھن نہیں کہ جو کم گریڈ کا ہو وہ دوسرے گریڈ میں نہیں جا سکتا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ملک محمد دین۔

ملک محمد دین: سوال نمبر 1772

انٹی کرپشن کے مقدمات کی تفصیلات

*1772۔**ملک محمد دین:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جنوری 1988ء سے تاحال محکمہ انٹی کرپشن پنجاب کے ریجنوں میں کچھ ایسے مقدمات درج ہوئے جن میں تفتیش مکمل ہونے کے بعد ایڈیشنل ڈائرکٹر نے جوڈیشل

ایکشن منظور کرتے ہوئے چالان مرتب کرنے کا حکم دیا اور بعد میں مقدمات داخل دفتر کیے گئے یا محکمانہ انکوائری کے لیے بھیجے گئے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو ایسے مقدمات کن کن افسران کے خلاف درج ہوئے ان کی نام عہدے اور تعیناتی کی جگہ بتائی جائے۔ نیز ایسے افسران کے مقدمات داخل دفتر کرنے یا محکمانہ انکوائری کے لیے بھیجنے کی وجوہات کیا تھیں؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (ملک سلیم اقبال)۔

(الف) درست ہے۔ ایسے مقدمات کی کل تعداد 47 ہے۔ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام تفصیل لف ہذا فہرست میں درج ہے۔ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب والا! انہوں نے جواب میں فرمایا ہے "درست ہے۔ ایسے مقدمات کی کل تعداد 47 ہے"۔ پوچھنا یہ ہے کہ جب ایڈیشنل ڈائرکٹر نے جوڈیشل ایکشن منظور کرتے ہوئے چالان مرتب کرنے کا حکم دیا تو بعد میں کن وجوہات اور کن کے احکامات کے تحت یہ داخل دفتر کیے گئے یا محکمانہ انکوائری کے لیے بھیجے گئے؟

جناب سپیکر، جناب منسٹر انفرمیشن۔

وزیر اطلاعات و ثقافت، جناب والا! سوال دہرائیں گے؟ کسی مخصوص کیس کے متعلق پوچھا ہے؟

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب! سوال دہرایے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! میں نے گزارش یہ کی ہے کہ جب ایڈیشنل ڈائرکٹر نے انکوائری کے بعد جوڈیشل ایکشن منظور کیا اور چالان مرتب کرنے کا حکم دیا تو بعد میں یہ سینتالیس کیس داخل دفتر یا محکمانہ کارروائی کے لیے بھیجے گئے۔ ایسا کس کے حکم پر اور کیوں کیا گیا؟

وزیر اطلاعات و ثقافت، جناب والا! اس سے پہلے بھی میں ذکر کر چکا ہوں کہ case to case کی بات ہوتی ہے۔ کئی کیسز ایسے ہوتے ہیں جو prove نہیں ہو سکتے۔ میں نے پہلے بتایا کہ اس کی تین سٹیجز ہیں۔ وہ کیس پہلے ایڈیشنل ڈائرکٹر کے پاس جاتا ہے۔ ڈائرکٹر کے پاس اور اس کے بعد کمشنر کے پاس اور لاء ڈیپارٹمنٹ کے پاس جاتا ہے۔ اگر وہ سمجھتے کہ یہ کیس قابل سماعت کیس نہیں ہے تو اسے drop کر دیتے ہیں۔ یا اس میں sufficient evidence نہیں ہے تو اسے drop کر دیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب نے جو ضمنی سوال کیا ہے وزیر موصوف نے اس کا درست جواب نہیں دیا۔ اس سوال کے جز (ب) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ یہ مقدمات جن کا داخل دفتر کرنے کا ذکر ہے ان کی داخل دفتر کرنے یا محکمانہ انکوائری کے لیے بھیجے جانے کی وجوہات کیا تھیں؟ جناب سپیکر! یہ پابند ہیں کہ وہ وجوہات بتائیں یہ case to case والی بات اس پر لاگو نہیں ہوتی کیونکہ اس بارے میں یہ لکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ذرا اونچی آواز میں ارشاد فرمائیں گے!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جو فرمایا ہے کہ case to case بات بنتی ہے اس لیے وہ جواب دینے سے قاصر ہیں۔ جبکہ اس سوال کے جز (ب) میں یہ بات پوچھی گئی ہے داخل دفتر کرنے یا محکمانہ انکوائری کے لیے بھیجنے کی وجوہات کیا تھیں؟ تو جناب سپیکر! یہ پابند ہیں کہ اس کا جواب دیں کہ اس کی وجوہات کیا تھیں؟

جناب سپیکر: یہ آپ کو ضمنی سوال نہیں ہے۔ آپ یہ پوائنٹ آف آرڈر پر پوچھ سکتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ ڈاکٹر صاحب نے سوال کیا تھا لیکن اس کا جواب دینے سے وزیر موصوف نے گریز کیا یہ کہہ کر یہ case to case ہے۔ اس لیے میں یہ بتانے سے قاصر ہوں۔ جبکہ سوال میں یہ بات پوچھی گئی ہے۔ اس لیے اس کی وضاحت آنی چاہیے۔

جناب سپیکر: پھر یہی ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے ضمنی سوال کا جو جواب وزیر اطلاعات نے دیا ہے آپ اس کے بارے میں ارشاد فرما رہے ہیں کہ جواب صحیح نہیں دیا گیا؟

رانا ثناء اللہ خان: جی درست ہے۔

جناب سپیکر: تو آپ یہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔ آپ ضمنی سوال نہیں کر رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: ہاں۔ رانا صاحب! آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنی چاہیے تھی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے۔ میں ضمنی سوال نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے؟

رانا ثناء اللہ خان، جی جناب سپیکر!

جناب سپیکر، تو اچھا۔ آپ اپنی بات ذرا دہرائیے گا۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ وہ مقدمات جن میں ایڈیشنل ڈائرکٹر نے جوڈیشل ایکشن لینے سے متعلق recommendations دی ہیں ان کو داخل دفتر کرنے یا انہیں محکمانہ انکوائری کے لیے بھیجنے کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر، تو اب اس جز (ب) کا جواب محکمے کی طرف سے نہیں دیا گیا؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر!

جناب سپیکر، جز (ب) کے جواب میں تمام تفصیل فہرست میں درج ہے جو ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھنے والی بات نہیں تھی۔ اس کا تو دو لائنوں میں جواب آ سکتا تھا۔ کہ ایڈیشنل ڈائرکٹر کی سفارشات کے باوجود جو کیس محکمانہ انکوائری کے لیے بھیجے جاتے ہیں یا محکمانہ ایکشن کے لیے بھیجے جاتے ہیں ان میں یہ وجہ ہوتی ہے۔ دراصل معاملہ یہ ہے کہ جن افراد کی approaches ہیں وہ انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ سے پرچہ درج ہونے کے باوجود بھی بعد میں اس انکوائری کو اور اس recommendation کو otherwise کروا لیتے ہیں۔ اور معاملہ محکمانہ انکوائری میں چلا جاتا ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! یہ جو انہوں نے فہرست ٹیبل کی ہے یہ آپ نے دیکھی ہے؟ اس کی کاپی آپ کے پاس ہے؟

رانا ثناء اللہ خان، نہیں جناب سپیکر! میں اسے دیکھ نہیں سکا۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! جو محکمہ کسی سوال کا جواب ٹیبل کرتا ہے اسے اگر آپ دیکھ لیں تو پھر یہ confusion نہیں رہتا۔ اس میں جواب ٹیبل کیا گیا ہے۔ یہ جواب میرے پاس موجود ہے۔ چونکہ اس کی تفصیل لمبی تھی اس لیے چار لائنوں میں آنے والی بات نہیں تھی۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جو تفصیل سوال کے جواب میں فراہم کی جاتی ہے وہ جس طرح سے یہ answer sheet دو دن پہلے ملتی ہے وہ اس طرح سے تو مہیا نہیں

کی جاتی۔ تو آخر اتنے لمبے جواب میں فوری طور پر go through نہیں کیا جا سکتا۔ یہ معاملہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ کچھ افراد جن کے پاس approaches ہوں وہ سفارش کے بل بوتے پر ایک ایکشن سے بچ جائیں اور جن کے پاس یہ معاملہ نہ ہو وہ مقدمات face کریں۔ اس لیے مناسب ہو گا کہ اس سوال کو آپ pending فرمالیں تا کہ اس کا مناسب جواب سامنے آ سکے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! یہ 18 تاریخ سے distribute ہوئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! Answer sheet?

جناب سپیکر، جی answer sheet اور اس میں یہ چیز موجود ہے۔ یہ جواب اس میں موجود ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! answer sheet پر تو صرف اتنا ہے کہ تمام تفصیل لف ہذا ہے۔ اور اس میں درج ہے۔

جناب سپیکر، اس کا جواب جو انہوں نے ٹیبل کیا ہے یہ بھی 18 تاریخ سے پہلے کا یہاں موجود ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، نہیں جناب سپیکر! یہ distribute تو نہیں کیا جاتا۔ یہ تو آج ہی ہمیں فراہم کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، آج ہی ٹیبل کیا گیا ہے؛ آج ٹیبل نہیں کیا گیا ہے۔ خان صاحب! مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ محکمے نے 18 تاریخ سے پہلے یہ فہرست مہیا کر دی تھی اور اس کو ٹیبل کر دیا تھا۔ اور یہ 18 تاریخ سے پہلے کی اسمبلی کے ایوان میں موجود ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس کی ایک کاپی ہوتی ہے۔ اور اسے کتنے ممبر دیکھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، جی آپ اس کو دیکھ سکتے ہیں۔ اس کا طریق کار بھی یہی ہے۔ پہلے بھی اس پر بات ہو چکی ہے اور پہلے اس پر رولنگ آ چکی ہے کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ اس تمام کی کاپیاں یعنی اتنے لمبے چوڑے جواب کی کاپیاں distribute نہیں کی جا سکتیں۔ اس میں دقت ہے۔ ایسی تفصیل ٹیبل پر موجود ہوتی ہے آپ ذرا زحمت کر کے ایک دو روز پہلے آ کر اس کو دیکھ لیا کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، تو جناب سپیکر! اس میں پھر جو ایک رجحان سا بن گیا ہے کہ ہر جواب کو ہی یہ ٹیبل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس answer sheet میں جو کچھ ہوتا ہے اس کا جواب دینے سے گریز کیا جاتا ہے۔ بعض معاملات پچھلے دنوں میں بھی آپ کے نوٹس میں آئے ہیں کہ جن کا

جواب دیا جا سکتا تھا لیکن اسے بھی ٹیبل کر دیا گیا تا کہ وہاں تک کوئی نہ پہنچے۔ اور بعد کی جو بات ہے وہ نہ ہو سکے۔

جناب سپیکر، ایسی بات میں نہیں ہونے دوں گا کہ جو جواب مختصر answer sheet میں دیا جا سکتا ہے اس کو ٹیبل کریں۔ اس کی میں اجازت نہیں دوں گا۔ آپ اس کا فکر نہ کریں۔ کیا کوئی اور ضمنی سوال ہے؟ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال۔

جناب غلام سرور خان، سوال نمبر 1795

محکمہ پولیس میں ترقیاں

*1795۔ **جناب غلام سرور خان**، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ پولیس میں ڈی ایس پی سے ایس پی کی اسامی پر ترقی کے کوٹے کا تناسب کیا ہے۔

(ب) سال 1985ء سے آج تک اس کوٹہ کے تناسب سے کتنے ڈی ایس پی ترقی یاب ہوئے اور کتنے اسے ایس پی بطور ایس پی ترقی یاب ہوئے۔

(ج) اگر اس تناسب کے حساب سے اس فارمولا پر عمل درآمد نہیں ہو رہا تو اس کی وجہ کیا ہے اور حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (ملک سلیم اقبال):

(الف) محکمہ پولیس پنجاب میں ایس پی کی اسامی پر ترقی کر کے کوٹہ کا تناسب بمطابق پی۔ایس۔پی (کیڈر اینڈ سنیارٹی) رولز 1985 40% ہے۔ یعنی ایس پی کی اسامیوں پر ترقی کے لیے 60% کوٹہ پی۔ایس۔پی آفیسران کے لیے اور 40 فیصد کوٹہ پنجاب پولیس (ڈی ایس پی) آفیسران کے لیے مختص ہے۔

(ب) سال 1985ء سے اب تک اس کوٹہ (40% کے تناسب سے 55 ڈی ایس پی حضرات کو ایس پی کے عہدے پر حکومت کے مقرر کردہ سلیکشن بورڈ نے ترقی یاب کیا جبکہ اسے ایس پی صاحبان کی ترقی کی مجاز وفاقی حکومت ہے اور صوبائی حکومت کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں۔

(ج) ترقی بطور "ایس پی" کے لیے مقررہ شرح کوٹے پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال نمبر 1879۔ جناب ریاض فتیانہ۔

جناب ریاض فتیانہ، سوال نمبر 1879

گریڈ 1 تا 15 کے ملازمین کی بھرتی

*1879۔ جناب ریاض فتیانہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
یکم جولائی 1988ء سے 30 جون 1992ء کے دوران سول سیکرٹریٹ لاہور میں گریڈ 1 سے گریڈ 15 تک بھرتی کیے گئے ملازمین کی تعداد بمطابق ڈومی سائل کیا ہے۔ مکمل ضلع وار تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (ملک سلیم اقبال)۔
پنجاب سول سیکرٹریٹ کے انتظامی محکموں میں یکم جولائی 1988ء سے 30 جون 1992ء تک گریڈ 1 سے گریڈ 15 تک کی مختلف اسامیوں پر مستقل بنیادوں پر بھرتی کیے گئے ملازمین کی تعداد 452 ہے ان ملازمین کی ضلع وار تفصیل مطابق ڈومیسائل منسلکہ الف پر ہے۔

ضلع وار تفصیل

نمبر شمار	نام ضلع	بھرتی کیے گئے ملازمین کی تعداد
1۔	لاہور	355
2۔	اوکاڑہ	7
3۔	قصور	15
4۔	شیخوپورہ	10
5۔	گوجرانوالہ	8
6۔	سیالکوٹ	8
7۔	گجرات	3
8۔	راولپنڈی	2
9۔	جہلم	4
10۔	اٹک	2
11۔	چکوال	4
12۔	سرگودھا	4
13۔	خوشاب	2

14۔	میانوالی	1
15۔	بھکر	3
16۔	فیصل آباد	8
17۔	جھنگ	4
18۔	ملتان	2
19۔	مظفر گڑھ	3
20۔	ساہیوال	2
21۔	خانیوال	1
22۔	رحیم یار خان	1
23۔	بہاولپور	1
24۔	لیہ	2
	میزان۔	452

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ یکم جولائی 1988ء سے 30 جون 1992ء تک گریڈ ایک سے پندرہ تک سیکرٹریٹ میں جو ملازمین مستقل بنیادوں پر رکھے گئے ہیں تو اس کی تفصیل انہوں نے دی ہے اس میں صرف لاہور سے 355 افراد رکھے گئے ہیں اور باقی سوائے قصور اور شیخوپورہ کے کسی ضلعے سے بھی یہ نگر ڈبل نگر میں نہیں آئی۔ بہاولپور سے دیکھیں اور رحیم یار خان سے دیکھیں کہ صرف ایک ایک آدمی لیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے پھر وہاں ہمارے علاقوں کے اندر دیواروں کے اوپر نعرے لکھے جاتے ہیں کہ "اساں قیدی تخت لاہور دے"۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ بھرتی جو 355 افراد کی محض لاہور سے ہوئی ہے۔ یہ بھرتی کس بنیاد پر ہوئی ہے؟

جناب سپیکر، جی وزیر اطلاعات۔

وزیر اطلاعات، جناب والا! vacancy کے against بھرتی کی جاتی ہے۔ لاہور ایک بہت بڑا شہر ہے۔

سیکرٹریٹ بھی موجود ہے۔ autonomous bodies بھی موجود ہیں۔ وہاں پر اسامیاں اتنی تھیں جن کو پر کرنا بڑا ضروری تھا۔ اور بغیر vacancy کی کوئی پوسٹ بھرتی نہیں کی گئی۔ against vacancy بھرتی کی گئی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! یہ 355 افراد محض لاہور سے رکھے گئے ہیں۔ آپ یہ رولز relax کر کے وزیر اعلیٰ محترم نے رکھے ہیں یا باقاعدہ اخبارات کے اندر اس کی تشہیر کر کے ان کو رکھا گیا ہے؟

جناب سپیکر، جی وزیر اطلاعات صاحب!

وزیر اطلاعات و ثقافت، جناب والا! یہ بھرتی' بھرتی پالیسی کے مطابق کی گئی ہے۔ اس میں رولز relax نہیں کیے گئے ہیں۔ صرف آٹھ کلرک جو Ban سے پہلے بھرتی ہوئے ہیں اس میں رولز relax کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ بھرتی پالیسی کے مطابق بھرتی کیے گئے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! اس طرح محض ایک شہر سے بھرتی کرنے سے خصوصاً جو پسماندہ علاقے ہیں ان میں احساس محرومی پیدا ہوتا ہے اور وزیر موصوف یہ جو بھرتی ہے یہ وزیر اعلیٰ محترم سے یا ایس اینڈ جی اے ڈی سے ٹیک اپ کرنے کے لیے تیار ہیں کہ اس بھرتی کا ضلع وار یا کم از کم ڈویژن وار کوٹا مختص کیا جائے۔ کیا اس چیز کے لیے وزیر موصوف تیار ہیں کہ اس کا ڈویژن یا ضلع وار کوٹا مقرر کر دیا جائے۔ تاکہ پسماندہ علاقوں میں یہ احساس محرومی نہ ہو پائے۔ اور جب وہاں سے لوگ کام کاج کے لیے یہاں آئیں تو ان کا بھی یہاں پر کوئی نہ کوئی لنک ہو۔ ورنہ یہاں جو لاہور کے لوگ ہیں یہ وہاں سے جو لوگ آتے ہیں ان کو بالکل لفٹ نہیں کراتے ہیں۔

جناب سپیکر، منسٹر انفرمیشن۔۔

وزیر اطلاعات و ثقافت، جناب اس میں کوٹے کی بات نہیں ہوتی ہے۔ یہ بھرتی vacancies کے against کی جاتی ہے اور ہر ضلع کے ڈومیسائل اس کے ساتھ منسلک کیے جاتے ہیں۔ کوٹا مقرر نہیں کیا جاتا اور نہ ہی کوٹہ مقرر کیا جائے گا۔ اس وقت بھرتی شروع ہے۔ ہر ضلع میں مزید بھرتیاں ہو رہی ہیں۔ ابھی تک پوری بھرتیاں مکمل نہیں ہوئیں اور جب ہو جائیں گی تو ان کے اضلاع میں جتنی بھی اسامیاں ہیں۔ وہاں کے جن کے ڈومیسائل ہیں وہی بھرتی کیے جائیں گے۔

جناب سہیل ضیا بٹ، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر سہیل ضیا بٹ۔

جناب سہیل ضیاء بٹ، جناب ڈاکٹر وسیم صاحب نے جو اعتراض کیا ہے اس کے لیے گزارش ہے کہ لاہور ایک بڑا شہر ہے اور اس کی آبادی کم وبیش 50 لاکھ سے زیادہ ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بھرتی میرٹ پر ہوئی ہے اور میرٹ پر ہی ہونی چاہیے۔ اس سے چھوٹے شہروں کا جو موازنہ ہے اور جو شعر انہوں نے یہاں پر پڑھا ہے اس سے مجھے دلی دکھ ہوا ہے کہ لاہور میں رہنے والے سب شہروں سے آئے ہوئے لوگ ہیں۔ لاہور کسی خاص طبقے یا کسی خاص ذات کے ساتھ منسلک نہیں ہے۔ تو اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کا بھی جو ہیڈ کوارٹر منصورہ ہے وہ یہاں پر ہے۔ شاید انہوں نے اپنے تخت کے متعلق بات کی تھی جس سے میرے جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے۔ یہ 355 پچاس لاکھ کے شہر میں اگر نوکریاں ملی ہیں تو یہ میرٹ پر ہوئی ہیں۔ اس سے کسی چھوٹے شہر کی حق تلفی نہیں ہوئی۔ آپ اس کا موازنہ کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، کیا اب سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کا چارج ملک صاحب سے تبدیل ہو کر سہیل ضیاء بٹ صاحب کو مل گیا ہے۔ (قہقہے)

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب سپیکر! اس ہاؤس میں جو بات میرٹ کی ہوئی ہے تو ضیاء بٹ صاحب کے خلاف پریویلج موشن مود ہو سکتا ہے۔ اگر یہ بات صحیح نہ ہو؟

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب! اگر اس پوائنٹ آف آرڈر پر آپ میری کوئی رولنگ چاہتے ہیں تو پھر آپ اپنے پوائنٹ آف آرڈر کو دہرائیے گا۔ میں پوری طرح سمجھ نہیں پایا۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وقفہ سوالات میں سہیل ضیاء بٹ صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ 355 کی جو بھرتی ہوئی ہے یہ میرٹ پر ہوئی ہے۔ اب چونکہ وقفہ سوالات اور ایوان ایک مقدس چیز ہے۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اگر یہ میرٹ نہ ثابت ہو تو کیا ان کے خلاف پریویلج موشن مود کی جا سکتی ہے؟ آپ اس پر رولنگ دیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر، بٹ صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر بڑا جائز ہے اور بڑا ٹیکنیکل پوائنٹ آف آرڈر ڈاکٹر صاحب

نے اٹھایا ہے کہ منسٹر متعلقہ نے جواب دینا ہوتا ہے اور منسٹر متعلقہ اگر deliberately اور knowingly جواب غلط دیں تو ان کے خلاف پریولیج موشن موو ہو سکتی ہے۔ تو اس لیے آپ آئندہ کے لیے جواب دینے سے احتیاط فرمائیے گا۔ (قہقہے)

جناب سہیل ضیاء بٹ، میں نے تو کہا ہے کہ میرٹ پر نوکریاں دی جائیں۔ (قہقہے)

جناب انہوں نے میرا سوال غور سے نہیں سنا۔ ان کو غلطی ہوئی ہے تو میں اس کو دوبارہ دہرا دیتا ہوں۔ میں نے ان کو کہا تھا کہ میرٹ پر بھرتی ہونی چاہیے۔ میں نے تو یہ کہیں بھی نہیں کہا اور نہ میں نے حکومت کا کوئی موقف بیان کیا ہے۔ میں نے تو اپنے دل کی بات کی ہے اگر اس پر ان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے تو آپ دیکھ لیجیے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب سپیکر! ٹیپ چلائی جائے۔ یہ بڑا اہم نکتہ ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ یہ جو ٹیپ ریکارڈر ہے اس کو ذرا گھما کر دیکھ لیا جائے کہ انہوں نے کیا exact لفظ کہے ہیں؟ (قہقہے)

جناب سپیکر، نہیں' اس میں ٹیپ ریکارڈر کو چلانے کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جس وقت کوئی کنفیوژن ہو۔ تو اس بارے میں کوئی کنفیوژن نہیں ہے۔ (قہقہے) سہیل ضیاء بٹ صاحب نے بڑی واضح طور پر بات کی تھی اور مجھے پوری طرح یاد ہے کہ انہوں نے کیا بات کی تھی لیکن چونکہ ڈاکٹر صاحب یہ انہوں نے وقفہ سوالات میں پہلی دفعہ بات کی ہے اس لیے اس بات کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جیسے آپ حکم دیں۔

جناب سپیکر، آئندہ کے لیے وہ احتیاط فرمائیں گے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب سپیکر! میرا اس پر ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر، جی ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے میرے سوال پر اس کی وضاحت دی ہے کہ کس طرح یہ بھرتی ہوئی ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ نہ صرف یہیں سے مکمل 355 لوگ رکھے گئے ہیں بلکہ ابھی حال ہی میں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے نو دس افراد لاہور سے تبادلہ کر کے ہمارے ہاں اسامیاں بلاک کی

ہیں۔ پھر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن میں دو کلرک کی اسامیاں تھیں یہاں سے وہاں ٹرانسفر کر کے وہ بلاک کی گئی ہیں اور یہ جو ہمارا مسلسل استحصال ہوتا ہے اس کا حکومت کیا سدباب کرے گی؟ اسی طرح جو ہماری اسامیاں نہ صرف یہاں بلکہ وہاں بھی بلاک ہوتی ہیں تو حکومت اس کے بارے میں کیا منصوبہ بندی رکھتی ہے کہ ہمارے علاقے کی جو اسامیاں ہیں وہ ہمارے ہی غریب لوگوں کو مل سکیں۔

جناب سپیکر: جی منسٹر انفرمیشن پلیز۔

وزیر اطلاعات و ثقافت: جناب آج تو ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے سوالات ہیں نہ ہیلتھ کے سوالات ہیں۔ انہوں نے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا ذکر کیا ہے جو میرے متعلقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: درست ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: سوال نمبر 1972

MR. SPEAKER: Question No. 1972 taken as read.

سرکاری گاڑیوں کی خرید

*1972۔ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 1990ء تا 1992ء دو سالوں میں وزراء اور مشیروں کے لیے نئی گاڑیاں خریدنے پر کتنا خرچ آیا ہے۔

(ب) وزیر خزانہ کے لیے پالیسی میں خصوصی رعایت کر کے لاکھوں روپے کی نئی پجارو خریدنے کا کیا جواز ہے۔

(ج) پنجاب سول سیکرٹریٹ کے ٹرانسپورٹ پول میں ستمبر 1992ء تک کتنی بے کار گاڑیاں کھڑی ہیں؟

وزیر اطلاعات و ٹرانسپورٹ (ملک سلیم اقبال):

(الف) یکم جنوری 1990ء تا 28 دسمبر 1992ء تک ان سالوں میں وزراء اور مشیروں کے لیے نئی گاڑیاں خریدنے پر کل -/37,59,400 روپے (سینتیس لاکھ انسٹھ ہزار چار سو روپے) خرچ آئے ہیں۔

(ب) وزیر خزانہ کی پہلی گاڑی قابل اعتماد نہیں رہی تھی۔

(ج) پنجاب سول سیکرٹریٹ میں ایس اینڈ جی اے ڈی کے ٹرانسپورٹ پول میں مذکورہ تاریخ تک 15 بے کار گاڑیاں تھیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز، جناب سپیکر! اس سوال کے جواب جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ "وزیر خزانہ کی پہلی گاڑی قابل اعتماد نہیں رہی تھی" یہ جو جواز ہے یہ بڑا غیر واضح اور مبہم ہے۔ اس کی ذرا وضاحت کی جائے کہ وہ ناقابل اعتماد کیوں نہیں رہی تھی؟ کب سے یہ گاڑی ان کے زیر استعمال تھی؟ اس کا ماڈل کیا تھا؟ اور اب کون استعمال کر رہا ہے؟

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب آپ اپنا ضمنی سوال دہرایئے گا۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز، جناب سپیکر! اس سوال کے جواب جز (ب) میں یہ کہا گیا ہے کہ وزیر خزانہ کی پہلی گاڑی ناقابل اعتماد ہو گئی تھی۔ اب ناقابل اعتماد اگر ہو گئی تھی تو وہ کون سا ماڈل تھا؟ کتنا عرصہ ان کے زیر استعمال رہی؟ اور آج کل وہ کس کے زیر استعمال ہے؟

جناب سپیکر، جی منسٹر انفرمیشن۔

وزیر اطلاعات و ٹرانسپورٹ، جناب والا! میں اس کے ماڈل تو صحیح نہیں بتا سکتا لیکن وہ خاصی پرانی گاڑی تھی اور اس کا انجن بھی دو دفعہ cease ہو چکا ہے اور اس پر اتنے اخراجات ہو رہے تھے جس کے پیش نظر بہتر یہی تھا کہ اس کے عوض ایک اور گاڑی خریدی جائے اور وہ وزیر اعلیٰ سے اجازت لے کر گاڑی خریدی گئی۔ اور فنانس ڈیپارٹمنٹ سے بھی اجازت لی گئی۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز، جناب والا! کیا یہ ضروری تھا کہ 18 یا 20 لاکھ روپے کی نئی گاڑی خریدی جاتی کیا یہ بہتر نہ تھا کہ دوسرے وزیر صاحبان کی طرح کی گاڑی خرید لی جاتی۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب! آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز، جناب والا! میں نے گزارش کی ہے کہ ہمارا بجٹ آج کل اس قسم کی اجازت نہیں دیتا کیا یہ ضروری تھا کہ 18 لاکھ روپے کی نئی گاڑی خریدی جاتی اس کی بجائے کوئی سستی گاڑی کیوں نہیں خرید لی گئی۔

جناب سپیکر، جی، منسٹر انفرمیشن۔

وزیر اطلاعات و ٹرانسپورٹ، جناب والا! وہ گاڑی اٹھارہ لاکھ کی نہیں تھی بلکہ وہ 13 لاکھ روپے کی

تھی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پجارو گاڑی 26 سو یا 28 سو سی سی کی ہوتی ہے قواعدوضوابط کے مطابق ایک وزیر کتنے سی سی کی گاڑی زیر استعمال رکھ سکتا ہے؟

وزیر اطلاعات و ٹرانسپورٹ: جناب والا! ایسی کوئی پالیسی واضح نہیں ہے کہ وزیر اتنے سی سی کی گاڑی استعمال کر سکتا ہے اور اتنے سی سی استعمال نہیں کر سکتا۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب والا! میری اطلاع کے مطابق پالیسی یہ ہے کہ 1300 سی سی سے زیادہ کوئی منسٹر کوئی نئی کار نہیں خرید سکتا اور نہ ہی استعمال کر سکتا ہے کیا یہ درست ہے؟

وزیر اطلاعات و ٹرانسپورٹ: جناب والا! یہ نیا سوال بنتا ہے۔ اور اس کی انفرمیشن بعد میں دی جا سکتی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! یہ بالکل صحیح ضمنی سوال ہے کہ ایک وزیر قواعدوضوابط کے مطابق کتنے سی سی کی گاڑی استعمال کر سکتا ہے؟ جناب سپیکر! یہ جو ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب نے فرمایا ہے کہ وزیر 1300 سی سی کی گاڑی استعمال کر سکتا ہے کیونکہ یہ خود بھی وزیر رہے ہیں میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ ہمارے وزراء کرام اس سے اوپر کی گاڑی مرسیڈیز بھی استعمال کرتے ہیں جبکہ قواعدوضوابط کے مطابق یہ گاڑی استعمال نہیں ہو سکتی۔ اور ہمارے وزراء کرام اور وزیر اعلیٰ جو یہ گاڑیاں استعمال کرتے ہیں یہ قواعدوضوابط کی صریحاً خلاف ورزی ہے اور جو غریب لوگ اتنا ٹیکس دیتے ہیں یہ ان پر بوجھ ہے۔ کیا یہ پجارو گاڑیاں چھوڑ کر 1300 سی سی گاڑیوں میں ہمارے وزراء کرام بیٹھنا پسند فرمائیں گے؟

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ہمارے وزیر صاحبان پجارو گاڑیاں چھوڑ کر قواعدوضوابط کے مطابق 1300 سی سی گاڑیوں میں بیٹھنا پسند فرمائیں گے؟

جناب سپیکر: جی وزیر انفرمیشن و ٹرانسپورٹ۔

وزیر اطلاعات و ٹرانسپورٹ: جناب والا! ہمیں تو اگر کوئی سوزوکی میں بھی بٹھائے تو ہم تو اس میں بیٹھنے کے لیے تیار ہیں۔

ملک محمد عباس کھوکھر (پارلیمانی سیکرٹری)۔ (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! اگر یہ بات مان بھی لی جائے کہ وزیروں کے لیے 1300 سی سی کی گاڑیاں ہوں اور اگر بٹ صاحب' اور محمد بوٹا صاحب خدانخواستہ وزیر بن جائیں تو 1300 سی سی کی گاڑی تو ان کو کھینچ ہی نہیں سکے گی۔

جناب سپیکر، آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر بڑا relevant ہے۔ (قہقہہ)

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب والا! 1985ء میں قیوم صاحب بھی بیٹھتے رہے ہیں وہ ان سے زیادہ وزنی تھے۔ میرا ضمنی سوال اسی بارے میں ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ بیٹھ سکتے ہیں۔ تو کیا جناب مجاروں میں ان کو زبردستی بٹھایا جاتا ہے؟

جناب سپیکر، ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب اگلا سوال۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز، سوال نمبر 1973

ملازمتوں پر پابندی اٹھانے کے لیے اقدامات

*1973۔ڈاکٹر محمد افضل اعزاز، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حکومت پنجاب کی بھرتی پالیسی کیا ہے۔

(ب) ملازمتوں پر کب تک پابندی عائد رہے گی بار بار پابندی ہٹانا اور پھر عائد کر دینا کب تک جاری رہے گا۔

(ج) کیا حکومت بے روزگار افراد کی مالی اعانت کے لیے کچھ مثبت اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (ملک سلیم اقبال)،

(الف) حکومت پنجاب نے نظر ثانی بھرتی پالیسی مورخہ 13 اکتوبر 1992ء کو جاری کر دی ہے جو منسلکہ (ج) پر ملاحظہ ہو۔

(ب) مورخہ 14 اپریل 1992ء کو بھرتی سے پابندی اٹھا لی گئی تھی اس کے بعد حکومت نے بھرتی پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔

(ج) بیروزگار افراد اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لیے حکومت پنجاب کی جاری کردہ دیہی صنعتی ترقی سکیم اور سکیم برائے سیلف ایمپلائمنٹ اور وفاقی حکومت کی جانب سے جاری کردہ

ٹرانسپورٹ سکیم اور چھوٹے قرضہ جات کی سکیم سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

نمبر ایس۔او۔آر۔ 111۔ 2-2/91

حکومت پنجاب

محکمہ امور ملازمت انتظام عمومی و اطلاعات

مورخہ 13 اکتوبر 1992ء

منجانب جناب معتمد اعلیٰ صاحب

بخدمت جناب

(1) جملہ انتظامی معتمد صاحبان، حکومت پنجاب
(2) جملہ سربراہان ملحقہ محکمہ جات، پنجاب
(3) جملہ سربراہان صاحبان ریجنل دفاتر پنجاب
(4) جملہ کمشنر صاحبان، پنجاب
(5) جملہ ڈپٹی کمشنر صاحبان، پنجاب
(6) معتمد گورنر پنجاب، لاہور
(7) معتمد وزیر اعلیٰ پنجاب، لاہور
(8) سیکرٹری، پنجاب پبلک سروس کمیشن، لاہور
(9) رجسٹرار، لاہور ہائی کورٹ، لاہور
(10) جملہ سربراہان صاحبان، خود مختار ادارہ ہائے و نیم خود مختار ادارہ ہائے، پنجاب
(11) چیئرمین وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم پنجاب، لاہور
(12) معتمد صوبائی اسمبلی پنجاب، لاہور

عنوان۔ بھرتی پالیسی۔

جناب عالی۔

گزارش ہے کہ بھرتی پالیسی جاری کردہ مراسلہ نمبری مورخہ 14 اپریل 1992ء کے بعوض درج ذیل پالیسی فوری طور پر نافذ العمل ہو گی۔

(1) محکمہ جات مال، پولیس، جیل خانہ جات، خوراک، محنت، آب کاری (ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن) آبپاشی، امداد باہمی، مواصلات و تعمیرات، ہاؤسنگ فزیکل پلاننگ و ماحولیات و دیگر محکموں کے شعبہ جات

انجنیئرنگ (Engineering Cells) اور پنجاب سیکرٹریٹ میں بنیادی سکیل 11 سے 15 تک کی تمام اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمشن کی سفارش کے مطابق پر کی جائیں گی۔

(2) (الف) باقی ماندہ اسامیوں میں سے سکیل نمبر 11 سے 15 تک کی اسامیاں بلحاظ کیڈر صوبائی، ڈویژنل، ضلع اور تحصیل کی سطح پر قائم ہونے والی محکمانہ بھرتی کمیٹیوں کے ذریعے پر کی جائیں گی۔ مذکورہ کمیٹیاں مندرجہ ذیل اشخاص پر مشتمل ہوں گی۔

(i) افسر مجاز برائے تعیناتی چیئرمین

(ii) محکمے کے دو افسر جنہیں متعلقہ محکمہ اپنے وزیر صاحب کی منظوری سے نامزد کرے گا ممبر

(ب) مذکورہ بالا بھرتی کمیٹیاں حسب ذیل معروضی معیار کے مطابق اپنی سفارشات مرتب کریں گی۔

تعلیمی قابلیت ----- 80 نمبر

تجربہ ---- 10 نمبر

سپورٹس ---- 5 نمبر

غیر نصابی، ادبی و ثقافتی مشاغل میں

نمایاں کارکردگی ---- 5 نمبر

مذکورہ بالا معروضی معیار کی تفصیل ضمنی (1) میں دی گئی ہے جس پر سختی سے عمل کیا جائے گا۔

(3) سکیل 11 تا 15 تک کی اسامیاں

سکیل 11 سے 15 تک کی وہ اسامیاں جو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے دائرہ کار میں شامل نہیں کی گئیں ان کو پر کرنے کے لیے طریق کار حسب ذیل ہو گا۔

(الف) متعلقہ محکمانہ بھرتی کمیٹی امیدواروں کی فہرست معروضی معیار درج بالا کے مطابق بلحاظ میرٹ تیار کرے گی جن کی روشنی میں افسر مجاز برائے تعیناتی تقرری کے احکامات جاری کرے گا۔

(ب) درج بالا تقرریوں کے متعلق موصول ہونے والی شکایات کی چھان بین متعلقہ محکمے کے وزیر صاحب فرمائیں گے۔

(4) سکیل نمبر 1 تا 10 تک کی اسامیاں

(1) (الف) ضلع، تحصیل اور مرکز میں واقع سکیل نمبر 1 سے 10 تک کی اسامیوں کی سفارشات مرتب

کرتے وقت متعلقہ کمیٹی (مذکورہ پیرا 1(2) (الف)) اس بات کو ملحوظ خاطر رکھے گی کہ مقامی علاقہ (Local Area) کے سکونت پذیر امیدواروں کو ترجیح دی جائے گی۔

(ب) بنیادی سکیل نمبر 10 تک کی اسامیاں جن کے لیے متعلقہ قوانین اور ضوابط میں ایک خاص درجہ کی تعلیمی قابلیت مطلوب ہو (مثلاً جونیئر کلرک، پی ٹی سی ٹیچرز اور ای ایس ٹی ٹیچرز وغیرہ) یا کوئی جسمانی خصوصیت لازم ہو (مثلاً قد، سینے کی پیمائش جیسا کہ کانسٹیبل کے لیے) ان پر بھرتی کی سفارشات مرتب کرتے وقت محکمانہ سلیکشن کمیٹی میرٹ کا اصول مدنظر رکھے گی اس بارے میں وہ بنیادی تعلیمی و دیگر اہلیت جو کہ متعلقہ قواعد وضوابط برائے ملازمت (Service Rule) میں لازمی قرار دی گئی ہو اس میں کسی قسم کی رعایت نہیں دی جائے گی۔

(ج) محکمانہ سلیکشن کمیٹی جو متعلقہ وزیر صاحب کی رہ نمائی اور نگرانی میں اپنے فرائض انجام دے گی مرتب کردہ سفارشات کی روشنی میں افسر مجاز تعیناتی کامیاب امیدواروں کی تقرری کے احکامات جاری کرے گا۔

(د) محکمانہ سلیکشن کمیٹی کی سفارشات اور افسر مجاز برائے تعیناتی کے تقرری کے احکامات کے خلاف موصول ہونے والی شکایات کی چھان بین متعلقہ ضلعی مشاورتی بورڈ کرے گا جس کے نتیجہ سے وہ بغرض ضروری کارروائی محکمہ کے وزیر صاحب کو آگاہ کرے گا۔

(II) وہ اسامیاں جو ڈویژنل، علاقائی اور سرکل کی سطح کے کیڈر میں شامل ہیں ان پر بھرتی کی سفارشات محکمانہ بھرتی کمیٹیاں پیرا گراف (1) (ب) اور (ج) بالا کی روشنی میں مرتب کریں گی۔ اور افسران مجاز برائے تعیناتی تقرری کے احکامات جاری کریں گے۔ ان سے متعلقہ شکایات کی چھان بین محکمے کے وزیر صاحب فرمائیں گے۔

(5) صوبائی کیڈر (بشمول سول سیکرٹریٹ) کی اسامیوں (ماسوائے ان کے جو بمطابق پیرا 1 (1) پبلک سروس کمیشن کے دائرہ اختیار میں شامل کی گئی ہیں) کو پر کرنے کے لیے محکمانہ سلیکشن کمیٹیوں کے ذریعے بھرتی کا موجودہ نظام بغیر کسی تبدیلی کے برقرار رہے گا۔

2۔ مندرجہ ذیل امور کا خصوصی خیال رکھا جائے گا۔

(I) قوانین اور ضوابط میں معینہ عمر میں 2 سال کی رعایت دی گئی ہے۔ متعلقہ ضوابط کے تحت مجاز حکام عمر میں مزید رعایت کا فیصلہ کرنے کے اہل ہوں گے۔

(II) ہر ایک کیڈر میں خالی اسامیوں پر بھرتی کے لیے کوٹا معذور افراد کے لیے مختص ہو گا۔

(III) ہر کیڈر میں خالی اسامیوں کا 5 فی صد غریبوں اور بے سہارا امیدواروں کے لیے مختص ہو گا۔ اس کے لیے معیار کی تشریح علیحدہ کی جائے گی۔

(IV) ایڈہاک تقرریاں صرف جناب وزیر اعلیٰ کی پیشگی منظوری سے کی جائیں گی اور اس صورت میں بھی متعلقہ امیدواروں سے ایک واضح عہدنامہ (Bond) لیا جائے گا تاکہ وہ اس نوکری پر مستقلاً کوئی حق نہ جتا سکیں۔

(V) تحصیل اور مرکز کیڈر کی اسامیوں کے لیے امیدواروں کو شناختی کارڈ اور سکونتی سرٹیفکیٹ پیش کرنا ہو گا۔

(VI) تمام اسامیوں کی اخبارات و دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے تشہیر کی جائے گی۔

(VII) اگر مقامی سطح پر تربیت یافتہ اساتذہ دستیاب نہ ہوں اور قریبی علاقوں سے بھی کوئی تربیت یافتہ اساتذہ مہیا نہ ہو سکیں تو مقامی غیر تربیت یافتہ اساتذہ کی تقرری ہو سکے گی جس کا طریق کار ضمنی (ب) میں درج ہے۔

3۔ خود مختار ادارے / کارپوریشن بھی بھرتی کے سلسلے میں میرٹ یا استحقاق کی پالیسی پر عمل پیرا ہوں گے۔ ان اداروں میں بھرتی پر پابندی اپنے اپنے بورڈ آف ڈائریکٹرز اور گورنمنٹ کی منظوری سے بھرتی پالیسی وضع کیے جانے کی تابع ہو گی۔

4۔ درج بالا بھرتی پالیسی کے اعلان کے ساتھ ہی ماسوائے ڈرائیوروں کی اسامیوں کے تمام سرکاری محکموں اور ایجنسیوں میں بھرتی پر عائد کردہ پابندی اٹھالی گئی ہے۔

5۔ آپ سے التماس ہے کہ درج بالا ہدایات پر فوری طور پر عمل درآمد کریں۔

شیخ محمد اسلم

معتمد / ڈائرکٹر جنرل (او اینڈ ایم)

کاپی برائے اطلاع۔

(1) جناب پرائیویٹ سیکرٹری برائے وزیر اعلیٰ پنجاب، لاہور

(2) جناب پرائیویٹ سیکرٹریز برائے وزراء کرام پنجاب

(3) جناب پرائیویٹ سیکرٹریز برائے چیف سیکرٹری، ایڈیشنل چیف سیکرٹری، سیکرٹری سروسز،

پنجاب

(4) جناب جملہ نائب معتمد صاحبان حکومت پنجاب ایس جی اے اینڈ آئی ڈی۔
(5) جناب جملہ انڈر سیکرٹریز، سیکشن آفیسرز، حکومت پنجاب، ایس جی اے اینڈ آئی ڈی۔
(6) جناب اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب، لاہور۔

شیخ محمد اسلم
معتمد/ڈائرکٹر جنرل(او اینڈ ایم)

ضمنی (1)
تعلیمی قابلیت کی بنیاد پر نمبروں کی تقسیم مندرجہ ذیل معیار کے مطابق ہو گی۔
(الف) مقررہ قابلیت (کل نمبر 60)

		اول	دوم	سوئم
(i)	میٹرک	60	45	36
(ii)	میٹرک	30	21	18
	ایف اے	30	21	18
(iii)	میٹرک	20	15	12
	ایف اے	20	15	12
	بی اے	20	15	12
(iv)	میٹرک	15	11	9
	ایف اے	15	11	9
	بی اے	15	11	9
	ایم اے	15	11	9

(ب) مقررہ تعلیمی قابلیت سے زائد (کل نمبر 20)

ایک سطح سے زائد تعلیمی قابلیت	10
دو سطح زائد تعلیمی قابلیت	15

تین سطح زائد تعلیمی قابلیت 20

کل نمبر تعلیمی قابلیت = 80

2- تجربہ (کل نمبر 10)

ایک سال کا تجربہ 4

دو سال کا تجربہ 7

تین سال کا تجربہ 10

3- سپورٹس (کل نمبر 5)

یونیورسٹی /ثانوی تعلیمی بورڈ کی سطح پر

ٹورنامنٹ میں شرکت کرنے والی ٹیم کے ہر رکن کو 5

ضلع سطح پر کھیلوں کے مقابلے میں شرکت کرنے والی ٹیم

کے ہر رکن کو 3

4- غیر نصابی سرگرمیاں (ادبی /ثقافتی /تقاریری) کل نمبر 5

ضلعی یا اوپر کی سطح پر ادبی /ثقافتی /تقاریری سرگرمیوں میں نمایاں کارکردگی کی بناء پر

(i) پہلا انعام حاصل کرنے کی صورت میں 5

(ii) دوسرا انعام حاصل کرنے کی صورت میں 3

(iii) تیسرا انعام حاصل کرنے کی صورت میں 2

کل نمبر، تعلیمی قابلیت، تجربہ، سپورٹس، غیر نصابی سرگرمیاں = 100

ضمنی (ب)

غیر تربیت یافتہ اساتذہ بھرتی کرنے کا طریق کار

1- اگر کسی مقامی علاقے میں سکونت پذیر تربیت یافتہ اساتذہ (سکیل 6 تا سکیل 15) دستیاب نہ ہوں یا کم تعداد میں دستیاب ہوں تو غیر تربیت یافتہ اساتذہ جو اس علاقے کے سکونت پذیر ہوں کو بھرتی کیا جائے گا۔ بھرتی میرٹ کی بنیاد پر کی جائے گی۔

2- ایسے غیر تربیت یافتہ اساتذہ کو جن کا ذکر پیرا 1 بالا میں کیا گیا ہے عارضی بنیادوں پر زیادہ سے زیادہ تین سال کے لیے اس شرط پر بھرتی کیا جائے گا کہ وہ اس دوران مطلوبہ تعلیمی

قابلیت وغیرہ حاصل کر لیں ورنہ ان کو ملازمت سے برخاست کر دیا جائے گا۔ ایسے امیدواروں سے ایسا عہد نامہ (Bond) حاصل کیا جائے گا جو عارضی بنیادوں پر بھرتی کیے جانے والے ملازمین سے حاصل کیا جاتا ہے۔

3۔ ایسے امیدواروں کو ترجیح دی جائے گی جو مقررہ تعلیمی قابلیت سے زیادہ تعلیم یافتہ ہوں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ، جناب والا! جو انہوں نے فرمایا ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کا جواب دے دوں۔ اگر ان کے الفاظ پورے ہوں تو انشاء اللہ ہم 1300 سی سی کی دو گاڑیوں کو کاٹ کر اکٹھا کر لیں گے۔ اور انشاء اللہ اس سے کام چل جائے گا۔

جناب سپیکر، بٹ صاحب! آپ تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اگر آپ کو وزیر بنا دیا جائے تو آپ اپنی ذاتی گاڑی اپنے استعمال میں رکھ لیں گے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ، جناب والا! مجھے تو بالکل منظور ہے۔ (قہقہہ)

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے ایسے وزراء کو دو پھیروں میں لے جایا جا سکتا ہے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ، جناب والا! میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ ایک چھوٹا سا لطیفہ ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ پیش کر دوں یہ بڑا ہی مزیدار لطیفہ ہے۔

جناب سپیکر، بٹ صاحب! یہ وقفہ سوالات میں نہیں۔ یہ وقفہ سوالات کے بعد آ سکتا ہے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ، جناب والا! یہ جو پراچہ صاحب نے فرمایا ہے کیا یہ وقفہ سوالات میں فرمایا ہے۔

جناب سپیکر، بٹ صاحب! وقفہ سوالات میں نہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں جو پالیسی بیان کی گئی ہے اگر اس کے مطابق ساری بھرتی کی گئی ہے تو جو ہائی کورٹس میں رٹ پٹیشنز کی گئی ہیں ان کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر، جی، وزیر انفرمیشن و ٹرانسپورٹ۔

وزیر اطلاعات و ٹرانسپورٹ، جناب والا! جو ہائی کورٹ کے کیسز ہیں ان پر بحث کرنا میرے خیال میں مناسب نہیں ہے اگر کسی نے کوئی رٹ کی ہوئی ہے اور وہ ان بھرتیوں کے خلاف ہائی کورٹ

میں چلے گئے ہیں تو میرے خیال میں مناسب نہیں ہے کہ اس پر بحث کی جائے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب والا! مجھے فاضل وزیر کا جواب سمجھ نہیں آیا۔

وزیر اطلاعات و ٹرانسپورٹ: جناب والا! میں نے کہا کہ جو کیسز کورٹ میں ہیں ہمارے لیے مناسب نہیں ہو گا کہ ان کو یہاں ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جو یہاں پر بھرتی پالیسی دی گئی ہے اب تک جو بھرتی کی گئی ہے کیا اسی ریکروٹمنٹ پالیسی کے مطابق کی گئی ہے اور کیا حکومت اس بات کا ارادہ رکھتی ہے کہ آئندہ اس ریکروٹمنٹ پالیسی کی پابندی کرے گی۔

وزیر اطلاعات و ٹرانسپورٹ: جناب والا! یہ بالکل صحیح ہے کہ اس وقت جو بھرتی ہو رہی ہے اور جو پہلے ہوئی ہے یہ بالکل بھرتی پالیسی کے مطابق ہو رہی ہے اور مکمل طور پر اس کی پابندی کی جا رہی ہے اور آئندہ بھی جو بھرتی ہو گی وہ بھی بھرتی پالیسی کے مطابق ہو گی۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر! راولپنڈی میں اس بھرتی پالیسی کے مطابق ایک بھرتی بھی نہیں ہوئی اور نہ ہی کسی کوئی ریکروٹمنٹ آرڈر ملے ہیں جہاں تک میری اطلاع ہے محکمہ تعلیم میں جتنی بھی بھرتیاں ہوئی ہیں وہ ایم۔پی۔ایز کی سفارش پر ہوئی ہیں میرٹ کو بالکل نظر انداز کیا گیا ہے اس کے علاوہ اس تمام پالیسی کو بری طرح پامال کیا گیا ہے لہٰذا اس کی وجوہات بیان کی جائیں کہ یہ کیوں ہیں اور کس طرح ہیں۔

وزیر اطلاعات و ٹرانسپورٹ: جناب والا! ڈاکٹر صاحب میرے نوٹس میں ایسی کوئی بات لائیں اس کے متعلق انکوائری کی جا سکتی ہے لیکن جہاں تک میری انفرمیشن ہے راولپنڈی ڈویژن میں بھرتیاں strictly میرٹ پر ہوئی ہیں اور فاضل ممبر جو راولپنڈی شہر کے متعلق بات کر رہے ہیں وہاں پر جو تھوڑی بہت گڑبڑ ہوئی ہے اسے بھی ٹھیک کر دیا گیا ہے لیکن اس کے علاوہ اگر ڈاکٹر صاحب کے پاس کوئی ایسا کیس ہے تو وہ میرے نوٹس میں لائیں ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کو صحیح کرنے کی کوشش کریں گے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر! براہ کرم آپ اس سوال کو ذرا ملتوی رکھیے وہاں پر جو غیر قانونی بھرتیاں اور جو وہاں پر دھاندلی ہوئی ہے ان کی انفرمیشن میں ان کو دینا چاہتا ہوں آپ براہ کرم اس

سوال کو اگلے سیشن تک ملتوی رکھیں میں یہ ساری چیزیں ان کے نوٹس میں لاؤں گا اور انشاء اللہ میں ثابت کروں گا کہ یہ بھرتی پالیسی کے مطابق نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب! اس کو ملتوی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ تو آپ کو دعوت دے رہے ہیں کہ وہاں پر کسی قسم کی بے ضابطگیاں ہوئی ہیں تو وہ آپ ان کے نوٹس میں لائیں وہ اس کی تصحیح کریں گے اور انہوں نے اس بات کی اس ایوان کے فلور پر یقین دہانی کرائی ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز، جناب والا! کیا جواب اسی سیشن میں یعنی کل تک آ جائے گا۔

جناب سپیکر، نہیں' جواب کیا آنا ہے۔ آپ نے ان کی نوٹس میں یہ بات لانی ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز، جناب والا! یہ میری اپنی درخواستیں ہیں جو میرٹ پر میں نے بھیجی تھیں یہ اٹھارہ ایک تھیں اور پندرہ ایک تھیں ان میں سے کسی ایک پر بھی بھرتی نہیں ہوئی اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر، بات یہ ہے کہ آپ کی ذاتی طور پر وزیر موصوف سے رابطہ کریں اور جو بے ضابطگیاں ہیں وہ ان کے نوٹس میں لائیں اور انہوں نے اس ایوان کے فلور پر کہا ہے کہ اس کو ٹھیک کروں گا اور اس کی ہر لحاظ سے اصلاح کروں گا۔

وزیر اطلاعات و ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! آج ہی ڈائرکٹر تعلیم کے ساتھ کسی اور مسئلے پر بات ہوئی اور سارے ڈویژن پر پالیسی کے بارے میں بات ہوئی اس نے مجھے بڑے وثوق سے کہا ہے کہ راولپنڈی ڈویژن نمبر 1 ہے جہاں پر بھرتی میرٹ پر ہوئی ہے ڈاکٹر صاحب کے پاس ممکن ہے کہ کوئی ایسے کیسز ہوں میں ویسے بھی ان کو صحیح کرانے کے لیے تیار ہوں ڈاکٹر صاحب وہ میرے نوٹس میں لائیں ہم اس قسم کے واقعات کو انشاء اللہ درست کریں گے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز، میں راولپنڈی میں ڈسٹرکٹ ایڈوائزری بورڈ کا ممبر ہوں اور یہ سارے معاملات میرے سامنے ہیں۔ وہاں ایک بھرتی بھی ایسی نہیں ہوئی جس پر میرٹ پالیسی کا لحاظ رکھا گیا ہو۔ میں واضح طور پر بتاؤں گا اور ان کی مثالیں دوں گا اور اس کے بعد امید ہے کہ کل تک یہ ان کا جواب دیں گے۔

جناب سپیکر، جی صحیح ہے' وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر اطلاعات و ثقافت، جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

بیواؤں کے بہبود فنڈ میں اضافے کے اعلان پر عمل درآمد

*296۔ **میاں محمود احمد**، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ستمبر 1990ء کو مرحوم سرکاری ملازمین کی بیواؤں کے بہبود فنڈ میں اضافے کا اعلان کیا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس اضافے کے اعلان کا اطلاق یکم جنوری 1990ء سے ہونا مقصود تھا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہی کہ ابھی تک اس ضمن میں کچھ نہیں کیا گیا۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس کا فوری اجراء کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (ملک سلیم اقبال)،

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) جی نہیں' یہ درست نہ ہے۔ بیواؤں اور دیگر تمام عطیہ یافتگان کو یکم جنوری 1990ء سے 31 دسمبر 1990ء تک ماہانہ امداد کی شرح میں اضافے کی بنیاد پر ملنے والے بقایا جات کی ادائیگی کے لیے 6 جنوری 1991ء کو تمام ڈویژنل دفاتر /بینکوں کو آٹھ کروڑ ترپن لاکھ سینتالیس ہزار روپے کی رقم ادا کر دی گئی مزید برآں 17 فروری 1991ء کو رواں سال کی پہلی سہ ماہی کی ماہانہ امداد کی ادائیگی کی لیے مزید چار کروڑ سینتیس لاکھ تیرہ ہزار ایک سو ساٹھ روپے (4,37,13,160) کی رقم فراہم کر دی گئی ہے۔ بینکوں کے پاس ماہانہ امداد کی ادائیگی کے لیے فنڈز کی کوئی قلت نہیں ہے۔ جن بیوگان / عطیہ یافتگان نے قواعد کے مطابق بینکوں سے بقایا جات اور ماہانہ امداد کی ادائیگی کے لیے رجوع کیا۔ ان کی ادائیگی کر دی گئی ہے۔

(د) جواب جز (ج) میں مذکور ہے۔

سرکاری گاڑیوں کے استعمال کی تفصیل

*416۔ رانا اکرام ربانی، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ اکرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبے بھر کے بشمول سول سیکرٹریٹ ایسے سرکاری ملازمین' افسران کی تعداد کیا ہے جنہیں سرکاری گاڑیاں مہیا کی گئی ہیں اور وہ سفری الاؤنس کے بھی حقدار ہوتے ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب نفی میں ہو تو کیا ایسے سرکاری افسران /ملازمین بھی ہیں جو سرکاری گاڑیاں بھی استعمال کرتے ہیں اور سفری الاؤنس بھی لیتے ہیں۔

(ج) اگر جز (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو ایسے افسران/سرکاری ملازمین کے خلاف کیا انضباطی کارروائی کی جارہی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (ملک سلیم اقبال)۔

(الف) صوبے بھر کے بشمول سول سیکرٹریٹ کوئی ایسا افسر نہیں ہے جو سرکاری گاڑیوں سے سفر کرنے کی صورت میں سفری الاؤنس کا بھی حق دار ہو۔

(ب) کوئی ایسا افسر نہیں ہے۔

(ج) مجوزہ قانون کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہو رہی۔

اریگیشن ورکشاپ میں غبن کی تفصیلات

*1524 میاں محمود احمد، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اریگیشن ورکشاپ مغل پورہ لاہور میں کروڑوں روپے کے گھپلے ہو رہے ہیں سرکاری سامان سے پرائیویٹ پارٹیوں کے لیے مال تیار کیا جاتا ہے۔ اور رقوم بدعنوان افسروں کی جیبوں میں جارہی ہے۔ کروڑوں روپے کا فراڈ اور تانبے کی چوری ہو چکی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ انٹی کرپشن حکام نے ایک مجسٹریٹ کی قیادت میں چھاپہ مار کر سکیورٹی افسر خیال بت خان کو گرفتار کر لیا۔ اگر ایسا ہے تو متذکرہ افسر کی خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔ مکمل رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور حکومت کب تک انکوائری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (ملک سلیم اقبال)۔

(الف) سرکاری سامان سے پرائیویٹ پارٹیوں کے لیے مال تیار کرنے کے متعلق معراج دین' سینئر

نائب صدر لیبر یونین اریگیشن ورکشاپ مغلپورہ کی درخواست پر محکمہ انٹی کرپشن لاہور ریجن لاہور نے مورخہ 19-3-92 کو زیر نگرانی جعفر علی بھٹی مجسٹریٹ درجہ اول لاہور چھاپہ مارا اور اریگیشن ورکشاپ مغلپورہ کے انجن شاپ ہال میں سرکاری مشین پر ایک پرائیویٹ کرینک شافٹ جس کی لمبائی آٹھ فٹ ساڑھے چار انچ تھی اور جس کے Vebs اور Big ends تھے Re-grinding کی خاطر فٹ شدہ پائی۔ اور اس پرائیوٹ کرینک شافٹ کو بغیر جاب آرڈر کھلوائے Re-grinding کی خاطر پرائیویٹ اشخاص کو لانے کی اجازت دے کر سرکاری مشینری کو ناجائز استعمال کرنا پایا گیا۔ جس پر جناب ایڈیشنل ڈائرکٹر انٹی کرپشن لاہور ریجن لاہور نے جعفر علی بھٹی مجسٹریٹ کی سفارش پر مقدمہ درج کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ مقدمہ نمبر 5 مورخہ 19-3-92 بجرم 109/409 تعزیرات پاکستان و پی سی اے 5(2)47 تھانہ انٹی کرپشن لاہور رجسٹر ہوا۔

جہاں تک تانبے کی چوری کا تعلق ہے۔ اس سلسلے میں اقبال محمود کھوکھر کونسلر حلقہ نمبر 55۔ میٹرو پولیٹن کارپوریشن لاہور کی درخواست مورخہ 26-4-89 پر عبدالجبار اوپل۔ ایکسین مغلپورہ ورکشاپ ڈویژن لاہور کے خلاف ایک انکوائری کی گئی تھی۔ جس میں الزام ثابت نہ ہو سکا۔ اس بناء پر انکوائری کو مورخہ 16-9-90 کو داخل دفتر کر دیا گیا۔ تاہم درخواست مذکورہ کو مورخہ 30-9-90 کو معتمد محکمہ آب پاشی و برقیات حکومت پنجاب کی طرف برائے ضروری کارروائی بھیج دیا گیا تھا معتمد آبپاشی وبرقیات حکومت پنجاب نے چیف انجنیئر محکمہ انہار ڈویلپمنٹ زون لاہور کی رپورٹ کی روشنی میں درخواست کو الزامات ثابت نہ ہونے پر داخل دفتر کر دیا۔

(ب) جیسا کہ جز الف میں بیان کیا گیا ہے۔ انٹی کرپشن لاہور ریجن لاہور نے جعفر علی بھٹی مجسٹریٹ درجہ اول کی زیر نگرانی چھاپہ مار کر سیکورٹی آفیسر خیال بت خان، قسیم اللہ سب انجنیئر، عبدالماجد فورمین و طارق اسلم ٹکٹ مین ملازمین اریگیشن ورکشاپ مغل پورہ جو کہ براہ راست طور پر پرائیویٹ کرینک شافٹ کو غیر قانونی طور پر ورکشاپ کے اندر محمد نعیم خرادیہ پاکستان آٹوز انجنیئرنگ ورکشاپ لاہور کو سرکاری مشین پر نصب کر کے Re-grinding کی اجازت دینے کے ذمہ دار تھے کو گرفتار کر لیا۔ یہ ملزمان آج کل عدالت سے ضمانت پر رہا ہیں۔ مقدمہ کی تفتیش مکمل ہو چکی ہے۔ جس میں ملزمان خیال بت خان سیکورٹی سارجنٹ اور دیگران

کے خلاف عدالتی کارروائی کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ کمشنر لاہور ڈویژن لاہور کو مورخہ 93-1-9 کو اجازت نامہ برائے چالان کے لیے لکھا گیا ہے جس کا انتظار ہے۔

پی سی ایس افسران کو ترقی دینے کے لیے اقدامات

*1575۔ جناب غلام سرور خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت صوبے میں 20 سال مدت ملازمت پوری کرنے والے 750 کے قریب پی سی ایس افسران ابھی تک گریڈ 18 میں ترقی حاصل نہ کر سکے ہیں اور 24/25 سال کی مدت ملازمت کے افسران ابھی تک گریڈ 19 حاصل نہ کر سکے ہیں اور اب تک گریڈ 18 میں کام کر رہے ہیں۔ حالانکہ دیگر صوبوں میں 8/10 سال کی مدت ملازمت کے افسران گریڈ اٹھارہ 13/14 سال کی مدت ملازمت کے افسران گریڈ انیس میں اور 19/18 سال کی مدت ملازمت کے افسران گریڈ بیس تک ترقی پا چکے ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں پی سی ایس افسران کو ان کے جائز حقوق نہ دیے جا رہے ہیں اور اصلاح احوال کے لیے اس معزز ایوان نے جو بھی اقدامات کیے ہیں حکومت نے ان پر دیدہ دانستہ عمل درآمد نہ کیا ہے؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (ملک سلیم اقبال):

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت پی سی ایس افسران کی کل تعداد 716 ہے ان میں سے گریڈ 17 میں افسران کی مدت ملازمت چند ماہ سے لے کر 14 سال، گریڈ 18 (اے سی عہدہ) کے افسران کی مدت ملازمت 14 سال سے 19 سال اور گریڈ 18 (ڈپٹی کمشنر / ڈپٹی سیکرٹری عہدہ) کے افسران کی مدت ملازمت 19 سال سے 25 سال اور گریڈ 19 کے افسروں کی مدت ملازمت 25 سال سے 27 سال ہے۔ لہٰذا یہ کلی طور پر درست نہ ہے کہ 24/25 سال کی مدت ملازمت کے افسران ابھی تک گریڈ 19 حاصل نہ کر سکے ہیں اور اب تک گریڈ 18 میں کام کر رہے ہیں۔ جہاں تک دوسرے صوبوں کا تعلق ہے تو اس ضمن میں تازہ ترین اور مستند تفصیلات متعدد یاد دہانیوں کے باوجود موصول نہ ہوئی ہیں تاہم ان کو حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ کیڈر میں ترقی کا دارومدار کیڈر کی مجموعی تعداد اور صوبے میں اسامیوں کی کل تعداد پر منحصر ہوتا ہے۔ چونکہ یہ تعداد ہر صوبے میں

مختلف ہے اس لیے ترقی کے مواقع کا تمام صوبوں میں یکساں ہونا ممکن نہیں۔ لہٰذا اس ضمن میں دوسرے صوبوں سے موازنہ موزوں نہ ہے۔

(ب) یہ بھی درست نہ ہے کہ سی پی ایس افسران کی اصلاح احوال کے لیے صوبائی اسمبلی نے حالیہ خصوصی کمیٹی 1991ء میں تشکیل دی تھی اس کی سفارشات صوبائی کابینہ نے منظور کر لی ہیں۔ لہٰذا اب اس موضوع پر تشویش کا جواز نہ رہا ہے۔

وفاقی افسران کی پنجاب میں تعیناتی

*2126۔حاجی محمد افضل چن، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس وقت وفاقی سروس کے کئی افسران پنجاب میں تعینات ہیں اگر ہاں تو رولز کے تحت وفاقی ملازمین کتنا عرصہ کسی صوبہ میں تعینات رہ سکتے ہیں نیز متعلقہ رولز کی کاپی ایوان میں پیش کی جائے۔

(ب) اس وقت پنجاب میں کتنے افسران پانچ سال سے زائد عرصہ سے تعینات ہیں ان میں سے کتنے سیکرٹری ٹو گورنمنٹ ہیں اور ان کے نام کیا ہیں کیا حکومت ان وفاقی سروس کے ملازمین کو جن کا پنجاب میں عرصہ تعیناتی پانچ سال سے زائد ہو چکا ہے واپس بھیجنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (ملک سلیم اقبال)۔

(الف) مرکزی حکومت کی پالیسی مورخہ 10 اپریل 1988ء کے مطابق آل پاکستان سروسز میں ڈسٹرکٹ مینجمنٹ گروپ اور پولیس گروپ آف پاکستان کے افسران اپنی تربیت مکمل کر کے رہائشی صوبوں کو چھوڑ کر دوسرے صوبوں میں تعینات ہوتے ہیں۔ جہاں انہیں لازماً تین سال سروس کرنا ہوتی ہے۔ تین سال کے بعد یا گریڈ 18 میں ترقی پانے کے بعد وہ دوسرے صوبوں میں بشمول رہائشی صوبے میں تبادلہ کے اہل ہو جاتے ہیں۔ گریڈ 19 میں ترقی پانے پر وہ انہی صوبوں میں ملازمت جاری رکھ سکتے ہیں۔ مرکزی حکومت کے متعلقہ خط مورخہ 10 اپریل 1988ء کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

(ب) اس وقت پنجاب میں 186 افسران ایسے ہیں جو پانچ سال سے زیادہ عرصہ سے یہاں کام کر رہے ہیں۔ ان میں 12 افسران بطور سیکرٹری حکومت پنجاب کام کر رہے ہیں۔ ان کے ناموں

کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ فی الحال عرصہ تعیناتی پانچ سال ہونے کی بناء پر آل پاکستان سروسز کے افسران کی خدمات وفاقی حکومت کے سپرد کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے کیونکہ صرف اس بناء پر سروسز کو وفاقی حکومت کے سپرد کرنے کی کوئی پالیسی نہ ہے جیسے کہ شق "الف" میں واضح کر دیا گیا ہے۔

سرکاری محکموں میں تقرریاں

*2152۔ ڈاکٹر ممتاز علی چودھری، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) بھرتی پر پابندی اٹھنے کے بعد حکومت کوئی تقرریاں کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اور اس سلسلے میں ممبر صوبائی اسمبلی سے جو لسٹیں منگوائی ہیں ان پر کب تک عملدرآمد ہو گا تفصیلاً بتایا جائے۔

(ب) کیا حکومت متعلقہ محکموں کو فوری تقرریاں کرنے کا حکم جاری کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (ملک سلیم اقبال):

(الف) جی ہاں۔ حکومت بھرتی کا عمل جلد از جلد مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس وقت مختلف محکمے بھرتی کے مراحل طے کر رہے ہیں۔ پنجاب میں اب تک تقریباً سترہ ہزار افراد بھرتی کیے جا چکے ہیں۔

(ب) تمام محکموں کے معتمد صاحبان کو بھرتی کا عمل تیز کرنے کے بارے میں ہدایات دے دی گئی ہیں۔

پنجاب میں عدالتی افسران کی تعداد

*2181- حاجی غلام حیدر خان کھچی، کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سول جج کتنے عرصہ کے بعد ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کے لیے ترقی پا جاتا ہے اور وہ کتنے سال بعد ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج بن جاتا ہے۔

(ب) موجودہ ماتحت عدالتی افسران کی پنجاب میں کتنی تعداد ہے اور عدلیہ کے ملکیتی کتنے رہائشی مکانات ہیں؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (ملک سلیم اقبال)،

(الف) سول جج سے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج اور ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج سے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کے لیے کوئی معیار مقرر نہ ہے۔ ان عہدوں پر ترقی اسامیوں کے دستیاب ہونے پر ہے۔ فی الحال سول ججز کا 1947ء کا batch بطور ایڈیشنل سیشن جج اور 1970ء کا سول ججز کا batch برائے سیشن ججز زیر غور ہے۔

(ب) پنجاب میں ماتحت عدالتی افسران کی کل تعداد 598 ہے۔ ان میں سے 190 کے پاس سرکاری رہائش گاہ ہیں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات بھی ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر: اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔ سیکرٹری اسمبلی۔

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب مہر محمد سلیم رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"گزارش ہے کہ بندہ 10 ۔فروری تا 18 فروری 1993ء بیرون ملک گیا تھا۔ مہربانی فرما کر رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست صاحب زادہ غلام نصیرالدین سیالوی رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"I am directed to inform you that Sahibzada Ghulam Nasir-ud-Din Sialvi, MPA has telephone from Sargodha that he would not be able to attend the session on 21st Feb, 1993. Therefore, he may be granted leave for one day and oblige."

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ایس اے حمید رکن' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں مورخہ 17 فروری 1993ء اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ براہ کرم میری رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر، نماز کا وقفہ کر لیتے ہیں۔ اجلاس کی کارروائی نماز مغرب کے لیے ساڑھے چھ بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

اجلاس کی کارروائی نماز مغرب کے لیے ملتوی کر دی گئی

(نماز مغرب کے وقفے کے بعد جناب سپیکر 6 40 پر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

سابق رکن اسمبلی بشیر الحسن خان اور دیگر مرحومین کے لیے دعائے مغفرت

جناب غلام سرور خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آج اس اسمبلی کے ایک سابق رکن بشیر الحسن خان صاحب حرکت قلب بند ہونے سے انتقال فرما گئے ہیں۔ مرحوم 1985ء سے لے کر 1988ء تک اس ایوان کے معزز رکن رہے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ وائس پریذیڈنٹ کنٹونمنٹ بورڈ راولپنڈی بھی رہے ہیں۔ ان کی مغفرت کے لیے دعا کی جائے۔

جناب سپیکر، ان کی تجہیز و تکفین ہو چکی ہے؟

جناب غلام سرور خان، ہو چکی ہے۔ ابھی میں جنازہ پڑھ کر ہی آیا ہوں۔

جناب سپیکر، غلام سرور خان صاحب نے یہ تحریک پیش کی ہے کہ ہمارے پنجاب اسمبلی کے ایک معزز سابق رکن بشیر الحسن خان صاحب جن کا راولپنڈی سے تعلق تھا وہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئے

ہیں۔ ان کی تحریک ہے کہ ان کی روح کے ایصال ثواب کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔ میں ان سے اتفاق کرتا ہوں۔ شاید اس میں رانا ثناء اللہ صاحب کچھ اضافہ کرنا چاہتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! ہمارے محترم دوست ضرغام خان خاکوانی صاحب کی بڑی ہمشیرہ پچھلے دنوں وفات پا گئیں۔ میں چاہوں گا کہ ان کا نام بھی دعائے مغفرت میں شامل کر لیا جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، ہمارے معزز رکن چودھری محمد اعظم چیمہ صاحب کے والد محترم پچھلے دنوں انتقال کر گئے ہیں۔ ان کے والد محترم کے لیے ساتھ ہی دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر، نواب ضرغام خان خاکوانی صاحب ہمارے معزز رکن ہیں۔ ان کی ہمشیرہ صاحبہ کے لیے دعائے مغفرت کی تحریک کی گئی ہے۔ اور جناب چودھری محمد اعظم چیمہ صاحب ہمارے محترم دوست مشیر وزیراعلیٰ صاحب کے والد گرامی قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ ان کی روح کے ایصال ثواب کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، ہمارے پاس تحاریک استحقاق پینڈنگ ہیں۔ چودھری اصغر علی گجر صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 13 ہے وہ تشریف نہیں رکھتے' lapse کر جائے گی۔ چودھری اصغر علی صاحب کی اگلی تحاریک استحقاق نمبر 15,14 اور 17 ہیں۔ lapse کر جائیں گی۔

جناب غلام سرور خان، میری تحاریک استحقاق نمبر 18 اور 20 پینڈنگ کی گئی تھی۔ ان پر decision آنا چاہیے۔

جناب سپیکر، تحریک استحقاق نمبر 18 جناب غلام سرور خان صاحب کی ہے۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! اس پر بحث ہو چکی ہے۔ جناب وزیر مال نے فرمایا تھا کہ میں اس پر مزید انکوائری کرنا چاہتا ہوں اور اس کے بعد اپنی statement دینے کے بعد اس معاملے کو نمٹا دوں گا۔

جناب سپیکر، کس نے ارشاد فرمایا تھا؟

جناب غلام سرور خان، ریونیو منسٹر' لودھی صاحب۔

جناب سپیکر، لودھی صاحب اس وقت تشریف نہیں رکھتے۔

جناب غلام سرور خان، جناب وزیر قانون سردار صاحب تشریف رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب اس پر روشنی ڈال سکیں گے کہ لاء منسٹر صاحب کل اس پر کوئی بات کر سکیں گے؟

وزیر قانون، جناب والا! ریونیو منسٹر صاحب نے مجھے کہا تھا کہ جمعرات اور اتوار کو وہ تشریف نہیں لا سکیں گے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ان سے متعلقہ امور کو پینڈنگ رکھا جائے۔

جناب سپیکر، آج وہ تشریف نہیں لا سکیں گے۔ کل تو وہ تشریف لائیں گے؟

وزیر قانون، جی ہاں۔ کل آئیں گے تو وہ بہتر پوزیشن میں ہوں گے کہ اس پر روشنی ڈال سکیں گے۔

جناب سپیکر، تو پھر اس کو کل take up کریں؟---آپ انہیں بتا دیں کہ ان کی وجہ سے ہم نے یہ پینڈنگ کی ہے اور کل اس کو take up کریں گے۔ تحریک استحقاق نمبر 19 چودھری اصغر علی گجر صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ lapse کر جائے گی۔ تحریک استحقاق نمبر 20 بھی پینڈنگ کی گئی ہے۔ ملک عباس صاحب پارلیمانی سیکرٹری کی statement پر یہ پینڈنگ کی گئی ہے۔ ملک صاحب! آپ اس کو کیوں پینڈنگ کروانا چاہتے تھے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہوم، میں نے تو پینڈنگ نہیں کروائی تھی۔ ویسے ہو گئی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اس پر میں فیصلہ پینڈنگ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، میں موجود نہیں تھا۔ غالباً ڈپٹی سپیکر صاحب تھے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہوم، انہوں نے کہا تھا کہ اس پر فیصلہ پینڈنگ کر لیتے ہیں۔ بحث تو اس پر ہو گی تھی اور جواب بھی میں نے دے دیا تھا۔

جناب سپیکر، بے شک بطور پارلیمانی سیکرٹری آپ جواب تو دے سکتے ہیں۔ لیکن کیا یہ مناسب ہو گا کہ یہ معاملہ بھی لودھی صاحب کی موجودگی میں take up ہو کیونکہ وہ ڈیپارٹمنٹ کے انچارج ہیں؟ کیا خیال ہے؟ ٹھیک ہے سردار صاحب؟---تو اس کو بھی کل لودھی صاحب کی موجودگی میں take up کریں گے۔ چودھری اصغر علی گجر صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 21 بھی lapse کر جائے گی۔ تحریک استحقاق نمبر 23 جناب ارشاد حسین سیٹھی صاحب کی طرف سے ہے۔ جناب وزیر تعلیم کی ایوان میں عدم

دستیابی کے باعث اس کو مؤخر کیا گیا تھا۔ ایجوکیشن منسٹر صاحب! یہ آپ کے نوٹس میں ہو گی۔ اس کو آپ کی تشریف آوری تک مؤخر کیا گیا تھا۔ آپ اس پر کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیراعلیٰ اور وزیر تعلیم کے احکامات پر عمل در آمد نہ ہونا (جاری۔۔۔)

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! فاضل رکن نے یہ جو تحریک استحقاق پیش کی ہے' اس پر میں یہ عرض کروں گا کہ ان کا کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ میں نے دیکھا ہے کہ خاص طور پر ہمارے معزز رکن نے بھی' جتنی بھی آج تحاریک استحقاق lapse ہوئی ہیں یا اس سے پہلے پیش کی تھیں وہ کسی طور پر بھی تحریک استحقاق کا موضوع نہیں بنتی تھی۔ اور یہی بات جب میں نے ان سے اس دن فلور پر کہی کہ آپ نے ایک ہی موضوع پر ایک تحریک استحقاق موو کی ہے اور ایک تحریک التوائے کار موو کی ہے تو آپ خود بتائیں کہ ہم کس کو take up کریں۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب ہمیں پارلیمانی روایات کو برقرار رکھنا چاہیے اور کم از کم اس مسئلے کو ہمیں seriously take up کرنا چاہیے کہ اگر کوئی تحریک استحقاق' تحریک استحقاق نہیں ہوتی تو پھر ہمیں اسے ٹیکنیکل گراؤنڈ پر ضرور rule out کرنا چاہیے۔ ویسے میں اس پر آگے چلوں گا کہ یہ درست ہے کہ جو انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ تین سکول ایک بلڈنگ میں واقع تھے اور ہم نے ایک سکول کے لیے ایک نئی بلڈنگ بنائی اور بعد میں ہم نے اس سکول کو شفٹ بھی کر دیا۔ لیکن یہ بلڈنگ اس وجہ سے خالی نہ ہو سکی کہ اس بلڈنگ میں تین سکول کام کر رہے تھے۔ اس میں اصلاح معاشرہ پرائمری سکول تھا جس میں بچوں کی تعداد 278 تھی۔ اور اصلاح معاشرہ ہائی سکول تھا جس میں بچوں کی تعداد 391 تھی۔ اور سنگھ پال پرائمری سکول تھا جس میں بچوں کی تعداد 31 تھی۔ جو اصلاح معاشرہ ہائی سکول ہے اس کو ہم نے نئی بلڈنگ میں شفٹ کر دیا ہے۔ لیکن ابھی ان سکولوں کے لیے کوئی متبادل انتظامات فی الحال نہیں ہو سکے لیکن میں نے یہ کہا ہے کہ یہ دونوں سکول بھی نئی بنائی گئی بلڈنگ میں جس میں اصلاح معاشرہ ہائی سکول شفٹ کیا گیا ہے فوری طور پر وہاں شفٹ کر دیا جائے۔ تاکہ اس بلڈنگ کو ہم خالی کر دیں۔ تو جناب سپیکر! میں فاضل رکن سے گزارش کروں گا کہ وہ اب اس کو پریس نہ کریں۔ ہم بہت جلد ہی بقایا دو سکولوں کو نئی بلڈنگ میں شفٹ کر کے یہ جگہ خالی کر دیں گے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ چونکہ اس دن محترم وزیر تعلیم صاحب ایوان میں موجود نہ تھے۔ میں نے اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ بھی دی تھی اور حوالہ جات کے لیے میں

نے یہ عرض کی تھی کہ یہ میں نے نہ تو اخباری بنیاد پر دی ہے اور اس میں پونے دو سال میں جو محکمے نے میرے ساتھ کیا ہے اور جس طرح کسی ممبر کو ذلیل و خوار کیا جاتا ہے اسی طرح جناب سپیکر! مجھے کیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں سکول کو جو شفٹ کرنے کا معاملہ ہے وہ تو ایک طرف ہے۔ وہ تو جناب منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ ہم نے اسے کر دیا ہے۔ یہ تو عملاً پہلے ہو جانا چاہیے تھا۔ مگر جس طرح میں نے یہ عرض کیا 4-5-91 کو جناب چیف منسٹر کے ڈائریکٹو کے ساتھ یہ معاملہ میں نے put up کیا تھا اور اس کی بعد 23-6-92 ' 5-11-92 ' 2-12-92 3-12-92 اور 7-6-92 کو پیش کیا یعنی کوئی ایسا ثبوت نہیں جو میں نے اپنی تحریک استحقاق کے ساتھ پیش نہ کیا ہو کہ محکمے نے اس دن کو اس پونے دو سال کے بعد کارروائی شروع کی ہے۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ جناب سپیکر! کہ یہ کسی بھی معزز ممبر کے استحقاق کو مجروح کرنے کے لیے اس سے بڑی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ میں مسلسل اس کو pursue کرتا رہا اور مجھے جواب جو انہوں نے دینا شروع کیا ہے 3 دسمبر کو اسمبلی سیکرٹریٹ میں میری تحریک استحقاق کا نوٹس وصول ہو گیا تھا جناب سپیکر! یہ دیکھیں کہ اس کے بعد محکمے نے کتنی کارروائی کی ہے۔ یعنی ڈائرکٹر تعلیم کے کان پر جوں تک نہیں رینگی کہ اس کے دفتر میں اگر سی ایم کا یا وزیر تعلیم کا کوئی ڈائریکٹو آیا ہے تو وہ اس بات کا پابند بھی ہے یا نہیں کہ وہ ان کے حکم کو implement کرے یا کسی ممبر کو جواب دے جب کہ وہ pursue بھی کر رہا ہو۔ اور اسے واضح بھی کیا جاتا رہا ہو کہ ہم عملاً کارروائی کر رہے ہیں اور آپ کو آگاہ بھی کر دیں گے تو اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ سکول کو شفٹ کرنے کا معاملہ تو اپنی جگہ پر ہے مگر جو میرے ساتھ سلوک کیا گیا ہے' جو وزیراعلیٰ کے حکم کے ساتھ ہوا ہے اور جو وزیر تعلیم کے حکم کے ساتھ ہوا ہے۔ میرے پاس جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق سے متعلقہ تمام کاپیاں موجود ہیں۔ خود وزیر تعلیم صاحب نے جو حکم دیا ہے وہ بھی اس میں موجود ہے اس لیے میں نہیں سمجھتا کہ اسے admit کرنے میں اور اس محکمے کے افسران کے خلاف ایکشن لینے میں جناب وزیر موصوف کو کوئی دقت پیش آ سکتی ہے۔ اس لیے جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میرا استحقاق جو مجھے اس ایوان نے عطا کیا ہے مجروح ہوا ہے اور انہوں نے پونے دو سال بری طرح میرا استحقاق مجروح کیا ہے۔ یا جناب سپیکر! میں یہ کہوں کہ کسی ایم پی اے کو انہوں نے ناک کی لکیریں نکلوائی ہیں کہ کر لو' کیا کر سکتے ہو تو اس لیے میں سمجھوں گا کہ میرا استحقاق جس انداز سے مجروح کیا گیا ہے اسے admit کیا جانا ضروری ہے

تاکہ تمام facts سامنے آسکیں۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، وزیر تعلیم صاحب سے میں یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ اس معاملے کو آپکے توسط سے سلجھایا جا سکتا ہے؟

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ چونکہ یہ تین سکول تھے' ایک سکول نہیں تھا۔ ہم نے ایک نئی بلڈنگ بنائی تھی جس پر کچھ وقت لگا ہے اور میں یہ under taking بھی دے رہا ہوں کہ یہ تینوں سکول ہم نئی بلڈنگ میں شفٹ کر دیں گے اور یہ جگہ خالی کر دیں گے۔ اور اس سلسلے میں میں اپنے معزز فاضل رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ جو دیر ہوئی ہے یہ کسی افسر کی طرف سے جان بوجھ کر نہیں ہوئی بلکہ اس میں ہماری کچھ ٹیکنیکل رکاوٹیں تھیں جس کی وجہ سے ہم تینوں سکول وہاں شفٹ نہیں کر سکے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب سپیکر! مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑ رہی ہے کہ وزیر قانون صاحب نے پرسوں جب جواب دیا تھا تو انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ جونہی نئی بلڈنگ بن جائے گی ہم وہاں شفٹ کر جائیں گے۔ اور میں نے ان کو یہ بتا دیا تھا کہ آپ کی معلومات درست نہیں ہیں۔ جناب سپیکر! ہائی سکول جو شفٹ کیا گیا ہے اس کا اس بلڈنگ سے سرے سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ پرائمری سکول الگ بلڈنگ میں چل رہا ہے اور ہائی سکول الگ بلڈنگ میں چل رہا تھا۔ اور 7-6-92 کو ہائی سکول عملی طور پر اپنی بلڈنگ میں شفٹ ہو چکا ہے۔ جناب سپیکر! میں نے اس دن بھی عرض کی تھی کہ اس میں اگر ایک فی صد بھی کسی قسم کی بات ہو تو میرے خلاف تحریک استحقاق لائی جائے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ جس معاملے کا جواب دیا جا رہا ہے اس کا اس سے ذرہ بھی تعلق نہیں ہے۔ یہ بالکل الگ سکول ہے۔ نام کا صرف تعلق ہے کہ یہ پرائمری سکول ہے اور وہ ہائی سکول ہے۔ اور اس کا معاملہ جس طرح جناب وزیر صاحب فرما رہے ہیں اس کے مطابق طے ہو چکا ہے۔ میں نے تو اس پرائمری سکول کے بارے میں بات کی تھی اور اس پر انتہائی افسوس کے ساتھ جناب سپیکر! یہ بات آپ کے نوٹس میں لاؤں کہ وہ بے چاری بیوہ جس کی سات بچیاں تھی اور کوئی بیٹا نہیں تھا وہ نومبر میں مر چکی ہے۔ اور محکمہ اسے انصاف نہیں دے سکا۔ اس لیے جناب سپیکر! میں یہ کہوں گا کہ یہ معاملہ انتہائی اہم نوعیت کا ہے کہ اس بیوہ کے ساتھ جس انداز سے سلوک کیا گیا ہے۔ اور پھر میری کوشش کے باوجود ایسا کیا گیا ہے تو اس لیے جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ میری تحریک استحقاق رولز کے

مطابق بنتی ہے۔ یہ کسی طریقے سے بھی اخباری خبر کی بنیاد پر نہیں ہے۔ جو سلوک کیا گیا ہے اس کے متعلق محکمے کے ثبوت گواہ ہیں کہ انہوں نے یہ حرکت کی ہے اس لیے جناب سپیکر! اس کو admit کیا جانا چاہیے۔

جناب سپیکر: جس بیوہ کی حق رسی کے لیے اور اس کی جگہ خالی کروانے کے لیے چیف منسٹر صاحب نے بھی تحرک کیا اور وزیر تعلیم صاحب نے بھی تحرک کیا اور اس کی حق رسی ہونے سے پہلے وہ فوت ہو چکی ہے؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! وہ نومبر میں فوت ہو چکی ہے۔ اس کی سات بچیاں ہیں اور کوئی بیٹا نہیں تھا۔ میں نے صرف اس لیے یہ کیس put up کیا تھا کہ اس کی داد رسی ہو سکے۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ داد رسی کرنے میں اگر محکمے کو کوئی امر مانع تھا تو یہ ایکشن کرتے۔ مگر جناب سپیکر! میرے ساتھ جو کیا اسے دیکھیں۔ استحقاق اس بیوہ کو تو نہیں ملا تھا۔ مجھے ملا تھا۔ اس ایوان نے دیا تھا۔ آپ اس بات کا اندازہ کریں کہ میرے ساتھ کیا سلوک ہوا ہے؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہ تو بڑا انسانی مسئلہ ہے۔ ہاؤس کو اس کی cognizance لینی چاہیے۔ straightway اس تحریک استحقاق کو میں admit کرتا ہوں۔ تو آپ میں سے کوئی صاحب یہ تحرک کرتے ہیں کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے؟

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! میں یہ تحرک کرتا ہوں کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی پراچہ صاحب یہ تحرک کرتے ہیں کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے اور ایک مہینے کے اندر اندر اس کی رپورٹ ایوان میں آنی چاہیے۔

جناب غلام سرور خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے بھی 38 نمبر ایک تحریک استحقاق دی ہے۔ یہ میری تحریک استحقاق ترقیاتی فنڈز کے بارے میں ہے۔

جناب سپیکر: کون سی تحریک استحقاق؟

جناب غلام سرور خان: 38 نمبر۔

جناب سپیکر: غلام سرور خان صاحب! اس کا نمبر ابھی نہیں آیا۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ یہ میری تحریک استحقاق نہایت ہی اہم ہے۔ کل غالباً اس اجلاس کا آخری دن ہو گا۔ میرے 92-1991ء کے فنڈز بھی اور 93-1992ء کے فنڈز بھی ایک وفاقی وزیر نثار علی کی مداخلت پر روک دیے گئے ہیں۔ میرے فنڈز utilize نہیں ہو رہے۔ صوبائی معاملات میں ایک وفاقی وزیر اس طرح کی مداخلت کر رہے ہیں تو ایک ہی میرے پاس یہ فورم تھا۔ اس فورم پر میں یہ بات لانا چاہتا تھا۔ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔ میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا تھا کہ میرے 92-1991ء کے فنڈز بھی اور 93-1992ء کے فنڈز بھی ایک وفاقی وزیر جس کی سوچ منفی ہے اس منفی کارروائیوں کی وجہ سے میرے فنڈز میرے حلقہ میں utilize نہیں کیے جا رہے۔

جناب سپیکر! کل اس سیشن کا آخری دن ہو گا اور میری یہ بہت ہی اہم نوعیت کی تحریک ہے۔ حلقہ پی پی 5 کے عوام کے حقوق کا استحصال کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر، غلام سرور خان صاحب ابھی میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی تحریک استحقاق کو ٹیک اپ نہیں کیا گیا۔ اس لیے آپ اس پر بحث نہ فرمایے۔ جس وقت آپ کی تحریک استحقاق کو ٹیک اپ کیا جائے گا اس وقت اس پر بات کیجیے گا۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ کل آخری دن ہے۔

جناب سپیکر، تو ابھی کل آخری دن ہے۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! ابھی آج تحریک استحقاق نمبر 23 ڈسکس ہونی ہے۔ مجھے یہ خدشہ ہے کہ کل میری تحریک استحقاق زیر بحث نہیں آ سکے گی۔ تمام بزنس lapse ہو جائے گا۔ میرے حلقے کے عوام کو یہ سزا دی جا رہی ہے کہ انہوں نے پی پی پی کے امیدوار کو کامیاب کروایا۔ دو سال سے میرے حلقے میں تعمیر وطن کے تحت یا کوئی بھی ڈویلپمنٹ کام نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، خان صاحب! آج تو آخری دن نہیں ہے۔ آج آخری دن نہیں ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! کل آخری دن ہے یا تو آپ commit کریں کہ کل اسے ٹیک اپ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر، آج تو آخری دن نہیں ہے۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! کل آخری دن ہو گا۔

جناب سپیکر، کل آخری دن ہو گا۔ کل کے بارے میں بھی آپ کیسے یہ کہہ سکتے ہیں کہ آخری دن ہو گا۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! جو ایجنڈا دیا گیا ہے اس کے مطابق کل آخری دن ہے اور جو تحاریک ڈسکس ہوئی ہیں وہ آج نمبر 23 تک ڈسکس ہوئی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ کل تک 25 ہوں گی۔

جناب سپیکر، تو یہ آپ کل بات کیجیے گا۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ میری یہ تحریک استحقاق نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ میں اس معزز ایوان سے بھی یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ کے ایک بھائی کے ساتھ یہ زیادتی ہو رہی ہے۔ آپ مہربانی کر کے تمام اپوزیشن کے لوگوں کو بھی ساتھ لے کر چلیں۔ جس طرح چیف منسٹر صاحب نے فرمایا تھا کہ میں ساتھ لے کر چلنے کی کوشش کروں گا۔ وہ تمام لوگوں کو ساتھ لے کر چل رہے ہیں لیکن میرے معاملے میں انہوں نے بھی بے بسی کا اظہار کیا ہے۔

جناب سپیکر! میری یہ تحریک استحقاق اس حلقے کے عوام کے بارے میں ہے' کہ اس حلقے کے عوام کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ آپ مہربانی فرمائیں۔ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔ مجھے اپنی تحریک استحقاق پڑھنے کی' پیش کرنے کی اجازت تو دیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر! میں غلام سرور خان صاحب کی پرزور تائید کرتا ہوں۔ یہ وہاں کا عوامی مسئلہ ہے۔ ان کا ذاتی مسئلہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب! ابھی تو اس تحریک استحقاق کو زیر بحث نہیں لایا گیا۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز، اسے پیش کرنے کی کل اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، ابھی جو تحاریک استحقاق میرے سامنے ہیں ان کو ٹیک اپ کرنے دیں۔ کل تک اگر اس کی باری نہ آتی ہو تو پھر غلام سرور خان صاحب اس کے لیے ایوان کو اعتماد میں لیں کہ میری تحریک استحقاق اہم ہے اس کو out of turn ٹیک اپ کیا جائے۔ تو ہمارے پاس تحریک استحقاق نمبر 24 ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر، جی' پوائنٹ آف آرڈر۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ غلام سرور خان صاحب نے جس تحریک کو آؤٹ آف ٹرن ڈسکس کرنے کی اجازت چاہی ہے۔ لاء منسٹر صاحب کے ساتھ بھی چونکہ یہ معاملہ ایک دن ڈسکس ہوا تھا' انہیں بھی اس بات پر اعتراض نہیں ہے کہ اگر اس تحریک استحقاق کو آؤٹ آف ٹرن ٹیک اپ کر لیا جائے۔ وہ وہاں بیٹھے ہوئے بھی اس طرف اشارے کر رہے تھے کہ انہیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ وہ بھی چاہتے ہیں کہ یہ معاملہ حل ہو جائے۔ اگر انہیں اعتراض نہ ہو تو پھر اس میں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب سپیکر، تو کل آپ لاء منسٹر صاحب سے دریافت کریں گے کہ ان کو اعتراض ہے یا نہیں ہے۔ میاں محمود الرشید صاحب۔

میاں محمود الرشید، جناب سپیکر! یہ میں پیش کر چکا ہوں اور اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ بھی ہوئی تھی۔ جناب دریشک صاحب اس دن موجود نہیں تھے۔ آج یہ تشریف رکھتے ہیں۔ ان کا مؤقف سامنے آ جائے۔

جناب سپیکر، یہ بھی ارشد خان لودھی صاحب کے بارے میں تھی۔ ان کی موجودگی میں اس کو ٹیک اپ کریں گے۔ ٹھیک ہے میاں صاحب۔

میاں محمود الرشید، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، راجہ خلیق اللہ خان صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ تحاریک استحقاق نمبر 24' نمبر 26 اور نمبر 27 ایک جیسی ہیں۔ میاں محمود الرشید صاحب' راجہ خلیق اللہ خان صاحب اور چودھری واجد علی خان صاحب۔ یہ تینوں ایک جیسی ہیں۔ ان کو بھی کل تک کے لیے مؤخر کیا گیا۔ چودھری اصغر علی گجر صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 28 ہے۔ یہ lapse کر جائے گی۔ ارشاد حسین سیٹھی صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 29 کو ٹیک اپ نہیں کیا جا سکتا۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، اب تحاریک التوائے کار کو ٹیک اپ کر لیں۔ میاں محمود الرشید صاحب نمبر 49۔

چودھری نور محمد تارڑ، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر۔ چودھری نور محمد صاحب!

چودھری نور محمد تارڑ، جناب سپیکر! آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ میری تحریک التواء نمبر 170 کو موقع دیا جائے گا۔ جناب رانجھا صاحب پرسوں مجھ سے وعدہ کر چکے ہیں کہ انشاء اللہ ایک یا دو دن تک اس مسئلے کو ضرور ٹیک اپ کیا جائے گا تو میری گزارش ہے کہ یہ نہایت ہی اہمیت کی تحریک ہے۔ مجھے اس تحریک کو پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، کون سا نمبر ہے؟

چودھری نور محمد تارڑ، یہ 170 ہے۔ یہ وہی تحریک ہے جس پر پہلے تحریک استحقاق آئی تھی اور پھر تحریک استحقاق کو تحریک التواء میں بدل دیا گیا تھا۔

جناب سپیکر، جی لاء منسٹر صاحب تحریک التوائے کار نمبر 170 کو ملاحظہ فرمائیں۔

وزیر قانون، اجازت ہے جناب؟

جناب سپیکر، جی لاء منسٹر صاحب اس پر کچھ ارشاد فرمانا چاہیں گے؟

وزیر قانون، جناب والا! اس سلسلہ میں جناب ڈپٹی سپیکر صاحب نے یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ آج زراعت کے محکمہ سے متعلق ایک سوال پر وائرس کے سلسلہ میں دو گھنٹے کے لیے بحث مقرر کی جا چکی ہے۔ تو انہوں نے اس دن یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ یہ بھی اپنی بات اس دو گھنٹے کی ڈسکشن کے دوران کر لیں گے۔ یہ طے ہوا تھا' آج اس کے لیے ٹائم مقرر ہوا ہے تو اس دوران فاضل رکن اپنا نقطہ نظر بھی بیان فرما سکتے ہیں۔

چودھری نور محمد تارڑ، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس خطاب میں تو صرف تقریر ہی آئے گی۔ جناب والا! یہ مسئلہ نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے اس طرح سے اس کا حل تو نہیں نکل سکے گا۔ جناب والا! ہمارے ساتھ اکثر یہ ہوتا ہے کہ جب بھی چاول' گندم یا کسی بھی فصل کو بونے کا وقت آتا ہے اور جس کھاد کی ہمیں ضرورت ہوتی ہے اسے بازار سے غائب کر دیا جاتا ہے یہ ایک فصل کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ مسئلہ ہمارے ساتھ کئی برسوں سے مسلسل چلا آ رہا ہے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ تو صرف اخباری خبر بن جائے گی لیکن تحریک کے ذریعے اس کی کچھ پیش قدمی ہو سکے گی اور ہمیں کچھ نہ کچھ تحفظ مل سکے گا تو جناب سپیکر! میری یہ درخواست ہے کہ مجھے اس تحریک کو پیش کرنے کا موقع دیا

جائے۔ ویسے جناب والا! یہ وعدہ بھی فرمایا گیا تھا کہ انشاء اللہ مجھے موقع دیا جائے گا۔ وہ تو صرف خبر ہی خبر بنے گی مجھے خبر سے زیادہ اس چیز کی ضرورت ہے کہ کچھ پیش قدمی ہو جائے۔ تاکہ اگلے سیزن میں کھاد کی ترسیل کوئی مؤثر صورت اختیار کر سکے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! میں نے دیکھا ہے کہ آپ کی یہ تحریک التوائے کار بڑی اہم ہے اگر یہ آؤٹ آف ٹرن لے بھی لی جاتی ہے تو اس کے لیے ڈسکشن کا علیحدہ وقت مقرر کیا جائے گا۔ وہ وقت ہم پہلے ہی مقرر کر چکے ہیں۔ زراعت سے متعلقہ ہی ہم وقت مقرر کر چکے ہیں اس بارے میں اگر آپ بات کرنا چاہیں گے تو میں اس تحریک التوائے کار کے محرک کے بعد نمبر 1 پر ہی رکھوں گا آپ اس پر کھل کر بات کیجیے۔

چودھری نور محمد تارڑ، جناب والا! میری ایک تجویز ہے اور وہ یہ ہے کہ مجھے اس تحریک کو پڑھنے کی اجازت دے دی جائے بحث کے لیے میں کچھ نہیں کہوں گا یہاں پر جو دوسرے زمین دار' دوست اور احباب بیٹھے ہیں وہ اس تحریک کے حوالے سے اس میں اچھی طرح سے حصہ لے سکیں گے۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! جب ڈپٹی سپیکر صاحب کرسئ صدارت پر متمکن تھے اس وقت یہ فیصلہ ہوا تھا کہ جتنی بھی زراعت سے متعلقہ تحاریک التوائے کار ہیں ان سب کو ڈسکس کرنے کا باری باری موقع دیا جائے گا۔ تاکہ اپنا اظہار خیال کر سکیں۔ اور میں بھی اپنا اظہار خیال کر سکوں گا۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! یہ جو آپ کی تحریک التوائے کار ہے آپ اس کے تمام مندرجات پر بات کیجیے۔ آپ تفصیل سے بات کیجیے۔

چودھری نور محمد تارڑ، مہربانی جناب۔

جناب سپیکر، میاں محمود الرشید صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 49 ہے۔ جی میاں صاحب'

محکمہ مال کے اہل کاروں کی ملی بھگت سے عشر کی وصولی میں کروڑوں روپے کی خورد برد

میاں محمود الرشید، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" کی 7 نومبر کی اشاعت میں جلی حروف کے ساتھ یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ محکمہ مال کے اہل کاروں کی ملی بھگت سے عشر کی وصولی میں کروڑوں روپے کی خورد برد کی گئی ہے اس خبر

کے مطابق عشر اکٹھا کرنے کی حکومتی کوششیں ناکام ہو گئیں ہیں اور صرف ایک سال میں تشخیص کردہ 62% عشر لوگوں سے وصول نہیں کیا جائے گا جب کہ عشر کی وصولی میں محکمہ کی کوتاہیوں کا بھی بڑا دخل ہے گزشتہ مالی سال میں عشر کی وصولی کا اندازہ 84.77 ملین لگایا گیا تھا جس میں سے صرف 32.42 ملین وصول کیے جا سکے عشر کی وصولی میں 83-1982ء کے بعد سے ہی کمی چلی آ رہی ہے۔ 83-1982ء میں جب عشر کی وصولی کا عمل شروع کیا گیا تو اس وقت تشخیص کردہ 99% فی صد عشر وصول کر لیا گیا تھا۔ علاوہ ازیں عشر کی وصولی میں ملی بھگت سے کروڑوں روپے چوری کیے جا رہے ہیں۔ قابل کاشت اراضی میں اضافے اور فی ایکڑ پیداوار میں اضافے کی وجہ سے عشر کی کل رقوم میں اضافہ ہونا چاہیے تھا۔ لیکن اس کی بجائے عشر کی رقوم میں تقریباً 4 گنا تک کمی رونما ہوگئی ہے۔ یہ معاملہ بہت سنگین ہے۔ لہٰذا میری یہ تحریک التواء کار بحث کے لیے منظور کی جائے۔

جناب سپیکر، اس پر حکومت کا نقطہ نظر کون پیش کریں گے۔

وزیر قانون: جناب والا! اگر آپ مجھے حکم دیں تو میں پیش کر دیتا ہوں ورنہ وزیر اوقاف پیش کر دیں گے جیسے جناب حکم دیں۔

جناب سپیکر، یہ متعلقہ وزیر کو پیش کرنا چاہیے۔

وزیر اوقاف، جناب والا! یہ کون سی تحریک التوائے کار ہے۔

میاں محمود الرشید، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ہمارے وزراء صاحبان اکثر ایک تو یہاں ایوان میں حاضر نہیں ہوتے اور جو دوست یہاں حاضر ہوتے ہیں وہ قطعی طور پر تیاری کر کے نہیں آتے۔ اب بھی جو میری تحریک التوائے کار ہے اس کے بارے میں وزیر موصوف کو پتا نہیں ہے کہ یہ تحریک التوائے کار آئی ہے اور اس کی کاپی بھی ان کے پاس نہیں ہے تو وہ اس کا کیا جواب دیں گے اور ایوان کو کیا مطلع کریں گے اور کیا لوگوں تک پہنچے گا تو جناب والا! یہ رویہ انتہائی افسوس ناک ہے اسمبلی کے چند ایک مخصوص دن ہوتے ہیں جن کے اندر ہم نے یہاں آ کر اپنی اپنی بات بتانا ہوتی ہے تو جناب والا! آپ کے توسل سے ان وزراء کرام سے گزارش ہے کہ باقی مصروفیات کو ترک کر کے اسمبلی میں اپنی موجودگی کو ضروری بنانا چاہیے اور دوسرے وہ تیاری کے ساتھ آئیں اس پر میں جناب کی رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، میاں صاحب! کیا اس پر کوئی نئی رولنگ کی ضرورت ہے۔ وزراء صاحبان کو حاضر ہونا

چاہیے اور ان کی تیاری ہونی چاہیے اس میں تو دوسری بات کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ لیکن آپ نے یہ کیسے اخذ کر لیا کہ وزیر اوقاف تیار نہیں ہیں ابھی تو انہوں نے اس پر اپنی بات ہی نہیں کی۔

میاں محمود الرشید، جناب سپیکر! میں مجموعی طور پر بات کر رہا تھا اور پچھلے چند دنوں سے روزانہ اس پر بات ہوتی ہے کہ جس متعلقہ وزیر کی باری ہوتی ہے' جس تحریک استحقاق اور جس تحریک التوائے کار پر انہوں نے جواب دینا ہوتا ہے وہ ایوان میں موجود نہیں ہوتے پچھلے دن بھی اس طرح کی بات ہوئی اس سے دو دن قبل بھی اس طرح کی بات ہوئی اور آج بھی یہی بات ہو رہی ہے اور یہاں پر کئی تحاریک اس وجہ سے لیٹ۔اپ نہیں کی جا سکیں کہ متعلقہ وزیر یہاں پر موجود نہیں ہیں۔ اگر وزیر موصوف کے پاس کاپی نہیں ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ مجھے کاپی فراہم کر دی جائے' تو اس پر محکمے سے باقاعدہ اور باضابطہ جواب آنا چاہیے کہ اس کی کیا وجوہات ہیں۔۔

جناب سپیکر، میاں صاحب! ابھی آپ سنیں کہ متعلقہ وزیر کیا فرماتے ہیں۔۔۔جی چودھری محمد اکرم صاحب'

وزیر اوقاف، جناب سپیکر! اس کو اگر کل پر ملتوی کر دیا جائے تو میں اس کا جواب دوں گا۔

میاں محمود الرشید، جناب سپیکر! اب میں اس پر آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب والا! اگر وزراء صاحبان کے پاس وقت نہیں ہے تو فرداً فرداً ان سے پوچھ لیا جائے۔ جب ان کے پاس وقت ہو تو ان کی سہولت کے پیش نظر اسمبلی اس وقت بلا لی جائے یعنی اب تک ہمارے دوستوں کا جو رویہ ہے اور جس کی تصدیق آج وزیر موصوف نے کر دی ہے کہ اسے ملتوی کر دیا جائے اس لیے کہ میں تیاری نہیں کر کے آیا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس بارے میں ابہام پیدا ہوا ہے چودھری اکرم صاحب ایک دو دن کے لیے گئے ہوئے تھے اور وہ مجھے کہہ گئے تھے کہ اپ میری تحاریک کو لیٹ۔اپ کر لیں اس کے لیے جناب والا! میں تیار ہوں اور جواب بھی میرے پاس موجود ہے اور اس بارے میں میں نے جناب کی خدمت میں گزارش بھی کی ہے۔ ان کو یہ تاثر تھا کہ یہ تحریک التوائے کار نمٹ چکی ہے چونکہ انہوں نے مجھے کہا ہوا تھا اور میں اسے لیٹ اپ کر لوں گا تو جناب والا! میں اس سلسلے میں تیار ہوں اگر آپ نے مجھ سے جواب لینا ہے تو میں اب بھی حاضر خدمت ہوں اور اگر وزیر متعلقہ سے جواب لینا ہے تو وہ اس کا جواب دے دیں گے لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اس کو مسئلہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے چونکہ

وہ اس بارے میں مجھے خاص طور پر کہہ کر گئے تھے کہ یہ تحاریک التوائے کار ٹیک اپ ہونی ہیں تو آپ ان کو ٹیک اپ کر لیں اور جب بھی وزیر متعلقہ نہیں ہوتے ہیں تو آپ ہمیشہ مجھے ہی اجازت دیتے ہیں اور میں ٹیک۔اپ کر لیتا ہوں۔ جناب والا! یہ کابینہ کی مشترکہ ذمہ داری ہوتی ہے اگر وہ فرماتے ہیں تو میں تیار ہوں اور اگر وزیر متعلقہ سے ہی انہوں نے جواب لینا ہے تو اس کا جواب کل دے دیں گے۔ اور جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ تحاریک التوائے کار کا وقت بہت ہی قیمتی ہوتا ہے لہذا اب اس پر مزید وقت صرف کرنے کی چنداں ضرورت نہ ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا پوائنٹ آف آرڈر' وزیر قانون نے جو فرمایا ہے وہ اس لحاظ سے درست نہ ہے کہ اگر ایسی بات ہوتی اور وزیر اوقاف نے انہیں کہا ہوتا تو وہ pending کا کہنے سے پہلے اشارہ کر کے عرض کرتے کہ جناب آپ جواب دے دیں۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ وزیر قانون کے سفید جھوٹ کا نوٹس لینا چاہیے۔

شیخ محمد طاہر رشید، جناب سپیکر! یہ اشارہ بازی ان کی جماعت میں چلتی ہے ہماری پارٹی کے اندر یہ باتیں نہیں ہیں۔ یہ اشارے کنائے ان کی جماعت میں ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر، لیکن ہم نے یہاں معاملات کو رولز کے مطابق چلانا ہے۔ اور رولز یہ کہتے ہیں کہ ایک منسٹر ایوان میں جو سٹیٹمنٹ دیں اس پر آپ کو یقین کرنا ہوگا جس وقت تک وہ جھوٹی ثابت نہ ہو جائے۔ اس سے پہلے وزیر قانون کی بات کو سفید جھوٹ قرار دینا نامناسب بات ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ وزیر قانون کی سٹیٹمنٹ کی انکوائری کروائی جائے۔

جناب سپیکر، وزیر اوقاف نے جس معصومیت کے ساتھ کل کے لیے اس کو ٹیک اپ کرنے کے لیے کہا ہے۔ اس لیے میرے خیال میں اس کو کل ٹیک اپ کر لیں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار چودھری محمد فاروق صاحب کی طرف ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ اس لیے lapse کر جائے گی۔ نمبر 54 بھی lapse کر جائے گی' 56 نمبر چودھری اصغر علی گجر کی بھی lapse کر جائے گی۔ 57 بھی lapse کر گئی اور تحریک التوائے کار نمبر 58 میاں محمود الرشید صاحب کی طرف سے ہے۔ اس کو ٹیک اپ کیا جاتا ہے۔ اور میاں صاحب کے پاس خود کاپی نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر' کیا رولز کے مطابق یہ ممکن ہے کہ جس طرح سے اگر

محرک حاضر نہ ہو تو اس کی تحریک lapse کر جاتی ہے۔ اگر منسٹر تیاری کر کے نہ آئے تو اسے admit کر لیا جائے۔

جناب سپیکر، اس میں یہ چیز طے شدہ ہے کہ اگر محرک موجود نہ ہوں تو ان کی جگہ پہ وہ خود لکھ کے دے سکتے ہیں کہ جو بزنس میرے متعلقہ ہے اس کو مؤخر کر لیا جائے اور دوسری بات یہ ہے کہ ان کے ایماء پر کوئی لکھ کر دے دے کہ مجھے انہوں نے اختیار دیا ہے کہ وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں اس لیے ان کے بزنس کو مؤخر کر لیا جائے تو اس کو مؤخر کر دیا جاتا ہے۔ اور جب کوئی بھی بات نہ ہو تو پھر اس کو lapse ہونا تصور کیا جاتا ہے۔ یہ بات آپ کے اپنے مفاد میں ہے کہ جو صاحبان ایوان کی کارروائی میں دل چسپی لیتے ہیں ان کے معاملات کو ٹیک اپ کیا جائے اور جو نسبتاً دلچسپی نہیں لیتے ان کا بزنس lapse بھی کر جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، اگر منسٹر صاحب دل چسپی نہ لے رہے ہوں تو پھر اس قاعدے کے مطابق وہ admit ہو جانی چاہیے۔

جناب سپیکر، منسٹر صاحبان کے بارے میں بھی یہی بات ہے۔ ان کے بارے میں میں رولنگ دے چکا ہوں کہ تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار کسی محکمے سے متعلقہ ہو گی تو اس کا متعلقہ وزیر ہی اس کا جواب دے گا۔ صرف وزیر قانون ہی سارے معاملات کا جواب نہیں دیں گے۔

چودھری ممتاز علی، میری تحریک التوائے کار نمبر 53 تھی۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! میں نے میاں محمود الرشید صاحب کو تحریک التوائے کار نمبر 58 کرنے کے لیے کہا ہے۔ آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 53 امن عامہ کی صورت حال سے متعلقہ ہے۔ اس پر کل بحث ہونی ہے۔ تو چونکہ کل آپ اس پر بحث کریں گے۔ اس لیے اس کو ٹیک اپ نہیں کیا جائے گا۔ تحاریک التوائے کار نمبر 58 اور 61 ایک جیسی ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 58 میاں محمود الرشید صاحب پیش کریں گے۔

ایس ایس پی آفس لاہور میں ڈیڑھ کروڑ روپے کا فراڈ

میاں محمود الرشید، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ

9 نومبر کو تمام قومی اخبارات نے یہ خبر صفحہ اول پر نمایاں طور پر شائع کی کہ ایس ایس پی آفس میں ایک ایک ہیڈ کانسٹیبل نے ڈیڑھ کروڑ روپے کا فراڈ کیا روزنامہ نوائے وقت کی سرخی یہ تھی۔

"چراغ تلے اندھیرا ایس ایس پی آفس میں 18 سال فراڈ ہوتا رہا پولیس سوتی رہی ایک ہیڈ کانسٹیبل کئی سال سے جعلی ٹی اے بل بنا کر رقم کھاتا رہا اور ڈیڑھ کروڑ روپیہ ہضم کر گیا"

واقعات کے مطابق ایس ایس پی لاہور کے دفتر میں لیگل برانچ کے اندر طویل عرصہ سے جعلی ٹی اے بلوں کے ذریعہ کروڑوں روپے کا غبن ہوا ہے۔ قانون کے محافظ متعدد پولیس اہل کاروں کا اس میں ملوث ہونے کا انکشاف اس وقت ہوا جب ان کے ایک ساتھی نے گھر کے بھیدی کا کردار ادا کیا اور اعلیٰ حکام کو اس کے بارے میں اطلاع کر دی لوئر مال پولیس نے لیگل برانچ ایس ایس پی آفس کے تعمیل سٹاف کے انچارج ہیڈ کانسٹیبل کو گرفتار کر لیا اور اس سے باقی ملزموں کے نام اگلوائے جا رہے ہیں۔ تحقیقات کے مطابق ملزمان نے ڈیڑھ کروڑ کی بجائے 2 کروڑ 66 لاکھ روپے کا فراڈ کیا ہے۔ ملزم محمد صدیق کے ساتھ 15 دوسرے پولیس اہل کار بھی حصہ دار تھے۔ اور اکاؤنٹس برانچ کل فراڈ کا 30 فی صد وصول کرتی تھی۔ جناب سپیکر! یہ معاملہ بہت ہی سنگینی نوعیت کا ہے۔ پولیس عوام کو تو دونوں ہاتھوں سے لوٹ ہی رہی ہے۔ لیکن سرکاری خزانہ کو اس طرح بے دریغ لوٹنے سے ان کا اصل چہرہ سامنے آتا ہے کہ وہ لوگ جو عوام کے خون پسینے کی کمائی کو سمیٹنے میں مصروف ہے ان سے قانون کی پاس داری اور عوام کے جان و مال کے تحفظ کی توقع کس طرح کی جا سکتی ہے۔ میری استدعا ہے کہ یہ تحریک التواء منظور کی جائے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک التوائے کار محکمہ داخلہ سے متعلقہ ہے۔ اس لیے اس کا لودھی صاحب جواب دیں گے۔ اس کو کل ٹیک اپ کیا جائے گا۔ تحریک التوائے کار نمبر 59 lapse کر گئی۔ تحریک التوائے کار نمبر 61 جناب علی حسن رضا قاضی صاحب کی طرف سے ہے۔ وہ بھی نہیں ہیں اس لیے وہ بھی lapse کر جائے گی۔ تحریک التوائے کار نمبر 62 میاں محمود الرشید صاحب کی طرف سے ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں بااثر قیدیوں کو ناجائز مراعات

میاں محمود الرشید، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" کی 11- نومبر 1992ء کی اشاعت میں صفحہ بیک پر یہ خبر نمایاں طور پر شائع ہوئی

ہے کہ "جیل میں جمعہ بازار دو اعلیٰ آفیسر کروڑ پتی بن گئے" اس خبر کے مطابق ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں مراعات کا جمعہ بازار لگا ہوا ہے۔ انتہائی سنگین مقدمات میں ملوث قیدی کیمپ جیل حکام کو فیس ادا کر کے ہر قسم کی مراعت حاصل کر رہے ہیں۔ جیل کی چکی نمبر 40 میں خطرناک مجرم قید میں ہونے کے باوجود مراعات خریدنے کا دھندا کر رہے ہیں۔ بیڑی نکلوانے کی فیس آج کل 50 ہزار ہے۔ اٹھارہ سنگین مقدمات میں ملوث ایک قیدی جیل حکام کی خاطر خواہ خدمت کر کے بیڑیوں سے آزاد گھوم رہا ہے۔ ملاقات کرانے کی ذمہ داری نیلام کی جاتی ہے اور سب سے زیادہ بولی دینے والے کو ملاقات آفیسر مقرر کیا جاتا ہے اس مرتبہ بولی ایک لاکھ بیس ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ ملاقاتوں کی پرچیاں جاری کرنے والا کانسٹیبل جیل حکام کو 5 ہزار روپے فی ہفتہ ادا کرتا ہے۔ اور صرف ایسے ملاقاتیوں کو پرچیاں جاری کی جاتی ہیں جو معقول فیس ادا کرتے ہیں۔ اس جعلی جیل سے ہونے والا لاکھوں روپے ماہ وار آمدنی کا بڑا حصہ جیل کے دو اعلیٰ آفیسروں کی جیب میں جاتا ہے۔ ان میں سے ایک آفیسر کی لاہور میں چار کوٹھیاں ہیں۔ اور ایک پٹرول پمپ اور متعدد کاروں کا مالک ہے۔ اور اس کے اثاثوں کی مالیت کا اندازہ کروڑوں روپے ہے۔ جناب سپیکر! یہ معاملہ انتہائی سنگین نوعیت کا ہے۔ جیلوں کے اندر کے حالات کے بارے میں آئے دن خبریں اخبارات میں آتی رہتی ہیں۔ پچھلے دنوں یہاں کے ایک اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل کو اس وقت منتقل کر دیا گیا جب وہ ڈیوٹی پر آ رہے تھے خطرناک مجرمان کی اصلاح کے لیے کوئی خاطر خواہ انتظام نہ ہے۔ میری یہ تحریک التواء منظور کی جائے۔

جناب سپیکر، اس تحریک سے متعلقہ منسٹر بھی ارشد خان لودھی صاحب ہیں' وہ موجود نہیں ہیں اس لیے اس کو کل تک کے لیے pending کرتے ہیں۔ اور اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

تجارتی حسابات پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ بابت 90-1989ء کی منتقلی

وزیر قانون، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

> تجارتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 90-1989ء پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی بجائے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 برائے رپورٹ اندر میعاد ایک سال بھجوائی جائے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

> تجارتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال

1998-90ء پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی بجائے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 برائے رپورٹ اندر میعاد ایک سال بھجوائی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

مالیاتی حسابات مد بندی پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ بابت 1989-90ء کی منتقلی

وزیر قانون: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

مالیاتی حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 1989-90ء پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی بجائے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 برائے رپورٹ اندر میعاد ایک سال بھجوائی جائے۔

جناب سپیکر: یہ ایک دوسری تحریک وزیر قانون صاحب نے پیش کی ہے کہ۔

مالیاتی حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 1989-90ء پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی بجائے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 برائے رپورٹ اندر میعاد ایک سال بھجوائی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

تجارتی حسابات پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں بابت سال 1983-84ء، 1984-85ء ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سردار عاشق حسین گوپانگ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

تجارتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے 1983-84ء اور 1984-85ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1993ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: سردار عاشق حسین گوپانگ یہ تحریک پیش کرتے ہیں کہ۔

تجارتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 1983-84ء اور 1984-85ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ

ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1993ء تک توسیع کر دی جائے۔

(توسیع کی گئی)

مالیاتی حسابات، مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ بابت سال 1985-86ء کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سردار عاشق حسین گوپانگ، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

مالیاتی حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 1985-86ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1993ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر، سردار عاشق حسین گوپانگ یہ دوسری تحریک پیش کرتے ہیں کہ۔

مالیاتی حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 1985-86ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1993ء تک توسیع کر دی جائے۔

(توسیع کی گئی)

مالیاتی حسابات اور آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ بابت سال 1987-88ء ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سردار عاشق حسین گوپانگ، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

مالیاتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 1987-88ء کے بارے میں اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1993ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر، سردار عاشق حسین گوپانگ مزید تحریک پیش کرتے ہیں کہ۔

مالیاتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 1987-88ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے

کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1993ء تک توسیع کر دی جائے۔

(توسیع کی گئی)

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) صنعتی ترقیاتی بورڈ پنجاب' بابت 1992ء

MR SPEAKER: Now we take up the Punjab Industrial Development Board (Amendment) Bill, 1992

MINISTER FOR LAW: I beg to move:-

> That the Punjab Industrial Development Board (Amendment) Bill, 1992, as recommended by the Standing Committee on Industries and Mineral Development, be taken into consideration at once.

MR SPEAKER: The motion is:-

> That the Punjab Industrial Development Board (Amendment) Bill, 1992, as recommended by the Standing Committee on Industries and Mineral Development, be taken into consideration at once.

Since, there is no amendment, I will put the question -

The question is:-

> That the Punjab Industrial Development Board (Amendment) Bill, 1992, as recommended by the Standing Committee on Industries and Mineral Development, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Clause 2

MR SPEAKER: Now, we start the second reading and take up the Bill clause by clause. Clause 2 is under consideration.

There is no amendment in it, the question is -

That Clause 2 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 is under consideration. One amendment has been received from the Minister for Law.

MINISTER FOR LAW: I move:-

> That in sub-clause (1) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Industries and Mineral Development, for the figures "1992", occurring in line 2, the figures "1993" be substituted.

MR SPEAKER: The amendment moved is:-

> That in sub-clause (1) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Industries and Mineral Development, for the figures "1992", occurring in line 2, the figures "1993" be substituted.

MR SPEAKER: As no one has opposed the amendment, I will put the question.

The motion moved and the question is :-

> That in sub-clause (1) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Industries and

Mineral Development, for the figures "1992", occurring in line 2, the figures "1993" be substituted.

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Now, I will put the clause.

The question is. -

That Clause 1, as amended, do stand part of the Bill

(The motion was carried)

Preamble

MR SPEAKER: Preamble of the Bill is now under consideration

The question is:-

That Preamble do stand part of the Bill

(The motion was carried)

Long Title

MR SPEAKER: Long Title of the Bill is under consideration. As there is no amendment, I will put the question.

The question is:-

That Long Title do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Now, we have completed the second reading and start the third reading.

MINISTER FOR LAW: I beg to move:-

That the Punjab Industrial Development Board (Amendment) Bill, 1992, be passed.

MR SPEAKER: The motion moved is -

That the Punjab Industrial Development Board (Amendment) Bill, 1992. be passed.

As the motion has not been opposed, I will put the question.

Motion moved and the question is:-

That the Punjab Industrial Development Board (Amendment) Bill, 1992, be passed.

(The motion was carried)

(The Bill was passed)

اسمبلی سوال کے جواب کے حوالے سے کپاس کی فصل پر وائرس کے حملے سے پیدا شدہ صورت حال پر بحث

ملک طیب خان اعوان: جناب والا! میں نے زراعت کے متعلق ایک قرارداد پیش کی ہوئی ہے' میرا خیال ہے کہ وہ اتفاق سے آئیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی ملک صاحب ! آپ اپنا نام مجھے بھجوا دیجیے۔

ملک طیب خان اعوان: جی' میں نے نام کیا بھجوانا ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ میرا نام جانتے ہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی' میں خود آپ کے نام کو جانتا ہوں اور میں اپنے پاس آپ کا نام درج کر لیتا ہوں۔

ملک طیب خان اعوان: مہربانی۔ تو اس وقت تک میرے پاس جو نام آئے ہیں ان میں ڈاکٹر غاور علی شاہ صاحب' ڈاکٹر وسیم اختر صاحب' نور محمد تارڑ صاحب' فرید احمد پراچہ صاحب اور ملک طیب اعوان صاحب ہیں۔ بس یہی صاحبان بات کرنے والے ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا! وزیر زراعت اس پر بات کریں گے۔

جناب سپیکر: وہ تو ظاہر ہے کہ وزیر زراعت اس پر بات کریں گے میں ڈاکٹر غاور علی شاہ صاحب کو دعوت دوں گا کہ وہ بحث کا آغاز کریں۔ جی' بسم اللہ کیجیے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا! بڑی مہربانی یہ میرا ہی سوال تھا۔ جس پر چودھری اصغر علی گجر صاحب نے قاعدہ 53 کے تحت تحریک پیش کی تھی۔

جناب سپیکر، اسی لیے تو میں نے آپ کو بحث کا آغاز کرنے کے لیے کہا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب کی بڑی مہربانی' جناب والا! اس میں اس بات کی وضاحت چاہی گئی تھی کاٹن پر جو وائرس آیا ہے کہ اس کے لیے حکومت پنجاب نے کوئی طریقہ دریافت کیا ہے کہ آئندہ اس بحران سے بچا جا سکے۔ تو اس بارے میں انہوں نے کپاس کی سیڈز کی بات کی تھی جس میں سی آئی ایم' 24' بہاول پور 36 اور ایم ایس 147 کے بارے میں انہوں نے کہا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وائرس نے اس دفعہ کاٹن کی چالیس لاکھ گانٹھ کی کمی کر دی ہے۔ اس کا نام Gemni Virus اور اس کو شناخت کرنے کے لیے سیبا گائیگی نے اپنے نمونے لندن بھیجے تھے جہاں پر انہوں نے اس Gemni Virus کو شناخت کیا ہے اور فی الحال اس کا کوئی علاج یا تدارک دریافت نہیں ہو سکا۔ ایوان کے سامنے پہلے بھی میری ایک تحریک التوائے کار آئی تھی۔ اس میں' میں نے یہی کہا تھا کہ وائرس نے اس دفعہ کپاس کو اتنا effect کیا ہے---

جناب سپیکر، اس وقت ڈپٹی سپیکر صاحب تشریف نہیں رکھتے ہیں پینل آف چیئرمین کے صاحبان بھی تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ میں خان غلام حیدر خان کھچی صاحب کا نام تجویز کروں گا کہ وہ آئیں اور ایوان کی کارروائی کو preside کریں۔

(اس مرحلہ پر جناب غلام حیدر خان کھچی کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا! اس دفعہ جو چالیس لاکھ گانٹھ کی کمی آئی ہے' اس کے بارے میں اگر حکومت نے کوئی خاص اقدام نہ کیا تو یقیناً یہاں پر کپاس کا بحران بڑھتا جائے گا اور آئندہ آنے والے سالوں میں صرف کاشت کار ہی اس نقصان سے عہدہ برآ نہیں ہو گا بلکہ اس سے ملک کی تمام صنعت کو نقصان پہنچے گا۔ ہماری 90 فی صد صنعت cotton base پر ہے اور میرا اور جناب چیئرمین کا علاقہ سب سے زیادہ کاٹن والا ہے اور یہ کاٹن کی سب سے زیادہ اوسط دینے والا علاقہ تھا اور اتفاق کی بات ہے کہ جو اضلاع سب سے زیادہ متاثر ہوئے تھے وہ بھی ملتان ڈویژن کے اضلاع ہیں جن کو وائرس نے اس دفعہ سب سے زیادہ متاثر کیا ہے۔ میں اس سلسلے میں ایک اور بات بھی بتانا چاہتا ہوں جو کہ نوٹ کرنے والی ہے کہ صرف وائرس ہی نہیں بلکہ آئندہ آنے والے چند سالوں میں ہمیں امریکن

سنڈی کی شکایت کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے کیونکہ اس میں ایسی ورائٹیز آ گئی ہیں جو کہ resisted ہیں اور ان پر کسی دوا کا اثر نہیں ہوتا اور جیسا کہ وائرس نے شروع میں کم resist کیا تھا لیکن چند سالوں میں بہت بڑھ گئی ہے تو یہ بھی ایسی صورت میں ہمارے علاقے میں آ گئی ہے کہ جس کا نقصان بھی وائرس سے کم نہیں ہوگا اور جیسا کہ ہمارے قریب میں ہندوستان یا سوڈان ہے وہاں پر وائرس نہیں ہے لیکن وہاں پر اس سنڈی نے اتنا نقصان کیا ہے کہ ان کا ایکڑ ریٹ بڑھنے کے باوجود ہمارے سے کم اوسط رہی ہے تو اگر ہم نے وقت پر اس کا تدارک نہ کیا تو یقیناً اس سے ہمارے ملک کی معیشت کو کافی نقصان پہنچے گا۔ جناب والا! کاٹن کے سلسلے میں آپ اور ہمارے معزز ایوان کے ممبران جانتے ہیں کہ یہ سب سے زیادہ cash payment والی فصل ہے۔ تو جن علاقوں میں کپاس کی کاشت کی جاتی ہے وہاں پر ابھی تک کوئی متبادل فصل بھی نہیں دی گئی کیونکہ ہمارے علاقے میں پانی کی اتنی سپلائی نہیں ہے کہ ہم وہاں پر دھان کاشت کریں اور اگر گنا لگائیں تو ایریا میں اتنی humidity ہو جاتی ہے کہ آئندہ کاٹن جیسی فصل وہاں کاشت نہیں کی جا سکتی تو پچھلی دفعہ بھی میری یہی خواہش تھی کہ اگر محکمہ زراعت ہمیں کاٹن کی ایسی ورائٹیز نہیں دے سکتا جو کہ virus resistant ہو اور جو امریکن سنڈی پیدا ہو رہی ہے اس کے لیے علاج نہیں تو ہمیں آج سے ہی ایسی متبادل فصلوں کے بارے میں سوچنا چاہیے کہ جس علاقے میں پانی کی بھی کمی ہے اور اس علاقے کا soil texture ایسا ہے کہ وہاں پر کاٹن یا خریدار اجناس ہو سکتی ہیں تو اس سلسلے میں ہمارے ریسرچ والے متبادل فصل کے لیے تجویز زیر غور رکھیں۔ اس سلسلے میں میں ایک اور بات وضاحت کے لیے کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک سیڈ کا تعلق ہے آج کل یہ ہو رہا ہے کہ جیسے سی آئی ایم 240 کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ وائرس resistant ہے تو اس سلسلہ میں یہ ہے کہ وہ سیڈز جو سی آئی ایم 240 کے نہیں ہیں ان کو ہزار روپے من کے حساب سے فروخت کیا جا رہا ہے تو حکومت کو اس بارے میں نوٹس لینا چاہیے ایک تو ہمیں صحیح سیڈز سی آئی ایم 240 ملنا چاہیے۔ دوسرا اس بات کو بھی دیکھنا چاہیے کہ جو سیڈز سی آئی ایم 240 کا بنا کر فروخت کیا جا رہا ہے ایک تو غریب کاشت کار کو ایک ہزار روپے من کے حساب سے پیسے پڑ رہے ہیں اور یہ فائدہ بھی نہیں پہنچ سکے گا کہ وہ وائرس resistant ہو تو کسان اسے اس لیے کاشت کرے گا کہ سی آئی ایم 240 وائرس resistant ہے اور جب فصل پکنے پر آئے گی تو وائرس اسے ختم کر دے گی تو صحیح چیز فروخت کرنے کے دو نقصانات ہیں۔ جہاں تک

147 کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں' میں وضاحت چاہوں گا کہ محکمے کے پاس اس کا کتنا سیڈ ہے اور محکمہ اس کو کس کس ایریا میں کس حساب سے تقسیم کرنا چاہتا ہے کیونکہ میں نے ایس 12 کے سیڈز کے متعلق سوال بھی کیا تھا اور تحریک التوائے کار بھی آئی کہ وہ اتنا زیادہ ہونے کے باوجود بھی کاشت کاروں کو صحیح سیڈ نہ مل سکا۔ جب سی آئی ایم 240 اور 147 کا تھوڑی تعداد میں سیڈ ہے تو اس سلسلہ میں اس کی تقسیم کس طرح کی جائے گی اور یہ بھی دیکھ لیا جائے کہ ان دو ورائٹیز کے نام پر ایسے سیڈز تقسیم نہ کر دیے جائیں جو کہ فصل کے لیے آئندہ نقصان دہ ثابت ہوں۔ جناب چیئرمین اس بارے میں' میں ایک اور بات بھی کرنا چاہوں گا کہ ہماری پلاننگ کسی بنیاد پر نہیں ہوتی۔ زمین دار یا کاشت کار جس سیزن میں کسی فصل کو اپنے لیے فائدہ مند سمجھتا ہے تو اس کو کاشت کر لیتا ہے لیکن ہوتا کیا ہے؛ ہر زمین دار سمجھتا ہے کہ اس سال پیاز یا کسی اور فصل کی قیمت زیادہ ملی ہے' جو بھی ایک دفعہ فصل ریٹ زیادہ لے جائے وہ اگلی دفعہ کاشت کر دیتا ہے اور جب وہ اسے مارکیٹ میں لے جاتا ہے تو پھر اسے پتا چلتا ہے کہ اس دفعہ تو فصل کی قیمت بہت کم ہے اور مجھے اتنا نقصان ہو گا اور میں جو پہلے فصل کاشت کرتا تھا وہ بہتر تھی۔ اور یہ بات صرف ان فصلوں کے لیے ہی نہیں ہے۔ باغ لگائے جاتے ہیں لیکن ہم یہ نہیں دیکھتے کہ کنو کی طرح کل آم کے باغ کو بھی کٹوانا نہ پڑے۔ میری یہ بھی خواہش ہو گی کہ محکمہ زراعت میں جو لوگ پلاننگ کرتے ہیں ان کو کم از کم اتنا پتا ہونا چاہیے کہ ہمارے ہاں کون سی فصل کی ضرورت ہے' اور کون سی فصل ہم زیادہ کاشت کر رہے ہیں۔ کیونکہ ہمارے ملک میں جتنی مارکیٹنگ کی کمی ہے کسی اور جگہ پر اتنی کمی نہیں ہے۔ کاشت تو ہم کر لیتے ہیں۔ ہمارا کاشت کار اور محکمہ اس سلسلے میں محنت کر لیتا ہے لیکن جب مارکیٹنگ کا وقت آتا ہے تو ہم اس بارے میں کچھ نہیں سوچتے۔ پچھلے سال کپاس کی ایک کروڑ چالیس لاکھ گانٹھ پیدا ہو گئی تھی تو اس کو فروخت کرنے کا اندرون ملک یا بیرون ملک کوئی بندوبست نہیں تھا۔ آج بھی یہی چکر چل رہا ہے۔ جناب چیئرمین ایک کپاس کم ہوئی ہے دوسرا ریٹ کم مل رہا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ ہمارے پاس ایک کروڑ گانٹھ ہوگئی ہے ہمیں کپاس ایکسپورٹ کرنے کی اجازت دی جائے۔ مل والے کہتے ہیں کہ 80 لاکھ گانٹھ ہوئی ہے جس سے ہمارے ملک کی کھپت ہی پوری نہیں ہوتی۔ آخر اس میں نقصان میں کون رہتا ہے؛ نقصان میں کاشت کار رہتا ہے جس کی کم پیداوار کے باوجود ریٹ نہیں ملا اور آج یہ حالت ہے کہ اگر کسی کے پاس تھوڑی بہت کپاس بچ بھی گئی ہے تو اس کو آج خریدنے والا کوئی

نہیں ہے اور اس کو پیسے دینے والا کوئی نہیں ہے۔ آپ یقین کریں گے کہ آج کپاس کا ریٹ 220 روپے من ہے۔ آپ اندازہ کریں ایک کاشت کار جو پہلے ہی وائرس سے تباہ ہو چکا ہے اگر اس کے پاس چند سو من کپاس بچ گئی ہے تو اس کا بھی ریٹ 220 روپے من ہے اور حکومت نے جو کم از کم ریٹ مقرر کیا ہے اس سے بھی کم ہمیں ریٹ مل رہا ہے۔ یہ بات میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اگر ہمارے ہاں کم فصل بھی ہو تو ہم صنعت کار کے سامنے بے بس ہو جاتے ہیں۔ جنہوں نے اپنا بنا رکھی ہے اور وہ پوری معیشت پر رول کر رہے ہیں۔ وہ اپنی مرضی سے سودے کرواتے ہیں۔ اگر یہی حال رہا' ابھی ہمارے ایک معزز رکن کہہ رہے تھے کہ انہوں نے فرٹیلائزر کے بارے میں تحریک التواء دی ہوئی ہے۔ آپ یقین کریں جس وقت ہمیں ڈی۔اے پی کی ضرورت ہوتی ہے تو ہمیں کہا جاتا ہے کہ یوریا وافر ہے ڈی۔اے۔پی موجود نہیں ہے اور جس وقت ہم کاشت کر لیتے ہیں کیونکہ ڈی۔اے۔پی کھاد پوٹاش کھاد کو کاشت کے وقت ڈالتے ہیں اس وقت تو ہمیں وہ بالکل نہیں ملتی۔ اور حالت یہ ہے کہ 263 روپے کی قیمت والی ڈی۔اے۔پی کھاد ہمیں 320 اور 325 روپے میں ملتی ہے اور وہ بھی ملاوٹ والی ملتی ہے۔ ملاوٹ والی اس لیے کہہ رہا ہوں کہ خالص اور پورے وزن والی کھاد کا ملنا ناممکن ہوگیا ہے اور اس کی اجارہ داری بن گئی ہے۔ اگر ہمیں گندم کے لیے یوریا کھاد کی ضرورت ہے تو کہتے ہیں کہ مارکیٹ میں ڈی۔اے۔پی میسر ہے ہمارے پاس یوریا نہیں ہے اور یوریا کھاد کی قیمت 185 روپے ہے لیکن مارکیٹ میں 240 سے کم بوری میسر نہیں ہوتی۔ اور غیر ملکی یوریا جس کو پچاس کلوگرام ہونا چاہیے تھا' کیونکہ یوریا جب پورٹ پر آتا ہے کھلا آتا ہے اور جب اس کو بوری میں بند کرتے ہیں تو اس کا وزن 42 کلو سے زیادہ نہیں ہوتا۔ یہ ایسے حالات ہیں جن پر غور کرنا ضروری ہے۔ ہمارے ملک نے بہت ترقی کی اور خاص طور پر زراعت وہ پیشہ ہے جس نے جی۔ڈی۔پی میں اضافہ کرنے میں اہم رول ادا کیا ہے۔ میں انڈسٹری نہیں کہتا آپ کی اکانومی' بلکہ میں کہتا ہوں کہ اس ملک کی اکانومی cotton based economy ہے۔ ہم جتنی پروڈکٹ باہر بھیج رہے ہیں ساری اس کی بائی پروڈکٹ ہیں۔ اس سلسلے میں' میں وضاحت سے یہ کہنا چاہوں گا اور فلور آف دی ہاؤس پر یہ کہنا چاہوں گا کہ پہلے ہمیں گھر سے فرٹیلائزر مل جاتی تھی۔ ہمیں فرٹیلائزر پر سبسڈی ملتی تھی اور ہمیں pesticides پر سبسڈی ملتی تھی اور ہمیں بہترین بیج بھی باہر سے منگوا کر دیا جاتا تھا۔ بہت زیادہ خیال کیا جاتا تھا لیکن آج آپ دیکھیں۔ آپ کے ملک کی پروڈکشن 11 فی صد سے بھی زیادہ بڑھی ہے

لیکن آج کیا ہو گیا ہے اس کی وجوہات کیا ہیں؟ ہمیں اس پر ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیے۔ میں اعتراض نہیں کر رہا لیکن ہمیں اس پر سوچنا چاہیے کہ آج ہمیں اگر کھاد نہیں ملے گی' آج اگر ہمیں صحیح بیج نہیں ملے گا' آج اگر کم فصل ہونے کے باوجود صحیح ریٹ نہیں ملے گا تو کب تک آپ ہمارے سے کاٹن پروڈیوس کرواتے رہیں گے؟ میرا اپنے تمام بھائیوں سے ایک سوال ہے کہ اگر آج ہم اس سلسلے میں سوچ بچار نہیں کریں گے کیونکہ ہماری بات کسی اور نے نہیں کرنی' جب تک ہم اپنی تکالیف کا اظہار نہیں کریں گے تو اس کا علاج بھی نہیں ہو گا۔ اگر مرض کی تشخیص نہیں ہو گی تو اس کا علاج بھی نہیں ہو گا۔ پہلے آپ مرض کی تشخیص کریں پھر علاج کے سلسلے میں ہم سب مل کر اس بارے میں سوچیں کہ ہم نے کیا کرنا ہے؟ جناب والا میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میری تقریر غور سے سنی۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر صاحب نے اظہار خیال فرمایا۔ اس وقت زراعت پر بحث ہو رہی ہے۔ ہمارا صوبہ زراعت پیشہ ہے۔ وزیر زراعت توجہ سے نوٹ فرمائیں تاکہ جو صاحبان تقاریر کر رہے ہیں اور اہم تجاویز دے رہے ہیں وزیر زراعت جب اپنی تقریر کو سمیٹیں تو ان کا مناسب جواب دے سکیں۔ اب میں اپنے بھائی نور محمد تارڑ صاحب سے عرض کروں گا کہ وہ زراعت پر اظہار خیال فرمائیں۔

چودھری نور محمد تارڑ، جناب والا! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے زرعی مسائل پر چند منٹ کے لیے مجھے اظہار خیال کا موقع فراہم کیا ہے۔ جس طرح مجھ سے پہلے میرے بھائی ڈاکٹر صاحب زرعی مسائل پر اپنی تحقیق کردہ اور دوسرے زرعی مسائل پر اپنے خیالات کا اظہار فرما رہے تھے۔ میں نے بھی اس سلسلے میں ایک نہایت اہم تحریک التوائے کار پیش کر رکھی تھی۔ میرا خیال یہ ہے اور جناب وزیر زراعت سے گزارش کروں گا کہ اس تحریک کو جو میں پڑھنے والا ہوں اور اس کے علاوہ دوسری باتیں جو میں زراعت کے متعلق عرض کروں گا ان کو سنجیدگی سے لیں اور جو اہم مسائل ہیں ان کو حل کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی راہ نکالی جائے۔ یہ طبقہ جسے ہم کاشت کار طبقہ کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ مظلوم ترین طبقہ ہے۔۔۔

جناب چیئرمین، راجہ خالد صاحب توجہ فرمائیں۔ اہم موضوع پر بحث ہو رہی ہے۔

چودھری نور محمد تارڑ، میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمارے معاشرے کا یہ مظلوم ترین طبقہ ہے اس طبقے کے متعلق اگر یہ کہا جائے کہ سوتیلی ماں جیسا سلوک ہو رہا ہے تو اس میں ذرا بھی مبالغہ نہ ہو گا۔

اکثر اوقات اخبارات کے ذریعے سے عوامی اجتماعات کے ذریعے سے یہ بات باور کروانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ چونکہ ہمارے وزیراعظم غیر کاشت کار ہیں یا دوسرے لفظوں میں انہیں صنعت کار کہا جاتا ہے اور وہ صنعت کار کے حوالے سے پہچانے جاتے ہیں۔ اس لیے زراعت جسے پاکستان کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی کہا جاتا ہے اس کی طرف قطعاً کوئی توجہ نہیں دی جا رہی۔ تحریک التوائے کار میں' میں نے جو مسائل اٹھائے تھے وہ یہ ہیں کہ کھاد کی مصنوعی قلت' بلیک مار کیٹنگ اور ملاوٹ سے کاشت کاروں میں شدید بے چینی پیدا ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ صوبہ بھر میں گندم کی فصل بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔ بوائی کا سیزن شروع ہوتے ہی ڈی۔اے پی اور نائٹرو فاسٹ کھاد ناپید ہو گئی ہے۔ اور ڈی اے پی بیرون ملک سے کافی مقدار میں درآمد نہ کی گئی۔ جو درآمد ہوئی اسے اندرون ملک پہنچانے میں بہت غفلت اور نااہلی کا مظاہرہ کیا گیا۔ یا پھر دانستہ روک کر سپلائی کی گئی۔ اور جو سپلائی کی گئی وہ کھلم کھلا مارکیٹ میں بلیک فروخت ہوتی رہی۔ حکومت نے 272 روپے فی بوری سے قیمت کم کر کے 264 روپے فی بوری کا فیصلہ کیا۔ لیکن بازار میں ماسوائے زرعی کارپوریشنوں اور چند ڈپوؤں کے۔300 روپے فی بوری سے زائد پر ہی فروخت ہوتی رہی۔ اس طرح نائٹرو فاسٹ جو اندرون ملک تیار ہوتی ہے۔ فیکٹری کے جعلی ڈیلروں اور بااثر پرمٹ ہولڈروں کے علاوہ منظور شدہ ڈیلر بھی۔ 230 روپے فی بوری فروخت کرتے رہے۔ جب کہ مقررہ کردہ سرکاری نرخ 196 روپے ہے۔ یہ امر انتہائی افسوس ناک ہے کہ حکومتی سطح پر اس پر سنجیدگی سے نوٹس لینے کا احساس تک نہیں کیا گیا۔ اور سول انتظامیہ بھی ٹس سے مس نہ ہوئی۔ یوریا کھاد کا حال بھی اب یہ ہے کہ گندم کو پہلا پانی دینے کا وقت تیزی سے گزر رہا ہے۔ لیکن یوریا کھاد کے سرکاری نرخ 185 روپے فی بوری بھی دستیاب نہ ہیں۔ جب کہ بلیک مارکیٹ میں 235 روپے تک تھوک کے حساب سے فروخت ہو رہی ہے۔ اور کوئی سرکاری افسر یا ادارہ حرکت میں نہیں آ رہا۔ دوسری طرف ملاوٹ کی لعنت زبردست نقصان کا باعث بن رہی ہے۔ اور -/100روپے فی من پی ایس پی۔ ایس ایس پی سنگل سپر فاسفیٹ جو ہے اس میں وہ ملاوٹ کر کے اس کو فروخت کر رہی ہیں۔ اس سلسلے میں قانون کو حرکت میں آنا چاہیے تھا۔ لیکن قانون کو حرکت میں لانے کی کسی بھی طرف سے کوئی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کھاد کی درآمد اور اس کی سپلائی اندرون ملک نہ کرنے کے ذمہ دار حکام اور اداروں کا سختی سے محاسبہ کیا جائے۔ اور کاشت کاروں کو پہنچنے والے نقصان کے ازالہ کے لیے اور ان کی حوصلہ افزائی کے لیے گندم کی قیمت میں

اضافہ کیا جائے۔ اور اگر گندم کی قیمت میں فوری اضافے کا اعلان ممکن نہ ہو تو کم از کم ان کی حوصلہ افزائی کی لیے یہ کوشش کی جائے کہ آئندہ گندم کے موسم کے وقت اس کی قیمت میں خاطر خواہ اضافہ ہو جائے۔ بلیک مارکیٹنگ اور ملاوٹ کو روکنے کے لیے ڈیلروں کو عبرت ناک سزا دینے کا موثر انتظام کیا جائے۔ فیکٹریوں کے حکام، سول افسران اور کاشت کاروں کے نمائندوں پر مشتمل ایک ادارہ یا کمیٹی بنائی جائے جو سپلائی اور اس کی مقررہ کردہ نرخوں پر تقسیم کی مکمل نگرانی کرے۔ اور بدعنوانی کے مرتکب افراد کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ یہ ہیں چند ایک مسائل جو میں نے اپنی تحریک التواء میں پیش کیے تھے۔ اور ان کے حل کے لیے بھی میں نے اس میں چند ایک تجاویز رکھی ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس پر سنجیدگی سے غور کرتے ہوئے ہماری ان رکاوٹوں کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ تاکہ آئندہ اس سپلائی کا اور دوسرا انتظام بہتر ہو سکے۔ جناب سپیکر آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع عنایت فرمایا۔

جناب چیئرمین: اب میں ملک طیب خان اعوان صاحب سے عرض کروں گا کہ وہ اظہار خیال فرمائیں۔

ملک طیب خان اعوان: جناب والا آپ کی مہربانی کہ آپ نے غریب مزدور، غریب کسان اور غریب کاشت کار کے حال پر بولنے کے لیے مجھے اجازت عطا فرمائی۔

جناب والا! کاشت کار کا یہ حشر ہے کہ ماسوائے مل مالکان کے روئی خریدنے کی کسی کو اجازت نہیں ہے۔ اور ہماری حکومت نے اسے برآمد کرنے کی بھی پابندی لگا رکھی ہے۔ جب کہ مل مالکان نے کہا ہے کہ یہ 80 لاکھ گانٹھ ہوگی۔ اور 80 لاکھ گانٹھ ہماری ملوں کی ضرورت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے یہی سہی۔ لیکن 80 لاکھ گانٹھ کون خریدے گا؟ وہ روپیہ کہاں سے لائیں گے۔ یہ ہماری تجویز ہے بلکہ میں تو اسے قرار داد کی شکل میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وفاقی حکومت کو یہ کہا جائے کہ اس وقت مل 65 لاکھ گانٹھ خرید چکی ہے اور 24 لاکھ گانٹھ زمین دار اور جنرز کے پاس موجود ہے۔ اگر اسے کاٹن کارپوریشن نے نہ خریدا تو پچھلے سال کی بھی زمین دار کا کروڑوں روپیہ مل مالکان کے گھروں میں اس وقت موجود ہے۔ اگر کوئی نہ مانے تو میں انکوائری کرانے کے بعد ثابت کرنے کو تیار ہوں۔ اگر کاٹن کارپوریشن نے اس روئی کو نہ خریدا تو یہ زمین دار کا روپیہ بھی مل مالکان کے گھر میں چلا جائے گا۔ اور اس کا حشر وہی ہوگا جو آپ کی کوآپریٹو والی شاخوں کا ہوا ہے جس کی بدولت تمام دنیا اس وقت چیخ رہی ہے۔ حکومت سے میری یہ استدعا ہے کہ فوری طور پر کاٹن کارپوریشن

کو احکامات جاری کرے کہ جو روئی اس وقت گانٹھ کی شکل میں یا اس وقت زمین دار کے پاس پڑی ہے وہ اس کو خود خریدے۔ اگر اس میں مل کی خیر خواہی ہے تو جو خرچہ اس پر آئے وہ مل سے وصول کر کے اسے دیتی رہے۔ ہمیں اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔لیکن ایک خریدار کا ہونا ماسوائے اس کے کہ زمین دار کو لوٹنا ہے' غریب مزدور کو لوٹنا ہے' غریب کسان کو لوٹنا ہے' غریب مزارع کو لوٹنا ہے۔ میری استدعا ہے کہ وفاقی حکومت سے یہ استدعا کی جائے بلکہ اس کے پاس قرار داد بھیجی جائے کہ کاٹن کارپوریشن پوری طور پر روئی کی خریداری کے لیے سامنے آئے۔ اس کے علاوہ حشر یہ ہے کہ جب کھاد فیلڈ میں آتی ہے تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ تین سو ٹرک گودام میں پڑے تھے جب انہیں چیک کروایا گیا تو اس میں سے 7 کلو فی بوری وزن کم تھا۔ اور اس ضلع میں اتنی تنگی پیدا کر دی گئی۔ کہ ہم اسی کو لینے کے لیے تیار ہوگئے کہ خدارا آپ بجائے 300 یا 325 یہی سات سیر کی کمی ہمیں قبول ہے۔ ہمیں تو یہی دلوا دو۔ لیکن کوئی محکمہ کوئی کھاد والا ٹس سے مس نہ ہوا کہ یہ وزن کم کیوں ہے؟ ہماری استدعا ہے کہ اگر زمین دار' غریب کاشت کار اور مزدور سے یہی حشر ہوتا رہا تو اس کا جو انجام ہوگا وہ آپ کے اور ہمارے سامنے ہوگا۔ تو میں یہ استدعا کرتا ہوں کہ وفاقی حکومت کو ایک قرار داد کی شکل میں ہماری یہ فریاد پہنچائی جائے۔ تاکہ غریب کسان کے نقصان کا ازالہ ہو سکے۔ مہربانی۔

جناب چیئرمین، جناب احمد علی اولکھ۔

جناب احمد علی اولکھ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت عنایت فرمایا۔

جناب والا! زراعت کے بارے میں بات ہو رہی تھی۔ اور میں یہاں یہ بتاتا چلوں کہ اس بات کو پاکستان کا ہر شہری صدق دل سے اور سوجھ بوجھ کر یہ تسلیم کرتا ہے کہ ہمارے پاکستان کی معیشت کا دارومدار زراعت پر ہے۔ اس بات پر کسی کو اختلاف نہیں۔ پھر جب ہماری معیشت کا دارومدار زراعت پر ہے تو پھر اس کے جو مسائل ہیں ان کو حل کرنا بھی حکومت وقت کا فرض ہے۔ میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کاشت کاری کے لیے سب سے پہلے زمین کو آباد کرنے کے لیے مشینری درکار ہوتی ہے۔ اس کے بعد پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر اس میں کھاد اپلائی ہوتی ہے اور اس کے بعد جب مارکیٹ کا سسٹم آتا ہے تو اس طریقے سے زراعت کو ان ایجنسیوں سے واسطہ پڑتا

ہے۔ میں یہ عرض کروں گا بیج کی فراہمی بھی کوئی systematic نہیں رہی۔ اور کھاد کے بارے میں تفصیلاً میرے بھائیوں نے یہاں پر بتایا ہے۔ کہ کھاد کا پورے ملک میں جو نظام چلتا رہا۔ ہوا یہ کہ ہمارا یہاں پر پنجاب کا جو محکمہ زرعات ہے اور اس کی ایجنسی پی ڈی اے سی ہے۔ پی ڈی اے سی والوں کو صرف 18 فی صد کھاد دی گئی تھی۔ جب کہ پرائیویٹ سیکٹر کو 82 فی صد کھاد کاشت کاروں کو تقسیم کرنے کی اجازت دی گئی۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ بار بار نشان دہی کرنے کے باوجود کسی ایجنسی نے بھی یہ ضرورت محسوس نہیں کی کہ 82 فی صد کھاد جو کہ پرائیویٹ سیکٹر نے تقسیم کرنی تھی وہ کہاں گئی اور وہ بلیک پر کیوں بکی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان کی تاریخ میں سب سے بڑا فراڈ ہے جو کہ ایک غریب کاشت کار کے ساتھ کیا گیا تھا۔

زمین داری میں کاشت کار کو کچھ بچت نہیں ہے۔ وہ صرف اپنی عزت نفس کے لیے' اپنی انا کے لیے اور اپنی عزت کے لیے کاشت کاری کر رہا ہے۔ نہ کہ اس میں اسے کچھ منافع یا بچت ہے۔ اگر زمین دار کی عزت بھی محفوظ نہیں رہی تو میں نہیں سمجھتا کہ کوئی کاشت کار' کاشت کاری کرنے کے لیے تیار ہو گا۔ میں اور میرے دوسرے بھائی بھی اس چیز کے گواہ ہیں کہ کاشت کاروں نے لائن میں کھڑے ہو کر دھکے کھا کھا کر دو دو بیگ کھاد وہاں کھلے میدان میں ڈیلروں سے حاصل کی۔ وہاں پر پرائیویٹ ڈیلروں کا جو رویہ تھا اور کھاد کی جو قیمت تھی وہ انتہائی افسوس ناک تھا۔ میں اپنی بات کو طویل نہیں کرنا چاہتا۔ میں یہاں یہ عرض کروں گا کہ جہاں وائرس کی بات ہوتی ہے' میں سمجھتا ہوں کہ وائرس اور کیڑوں سے کہیں زیادہ خطرناک وہ جراثیم ہیں جو کاشت کار کی معیشت کو چاٹ رہے ہیں۔ اور غریب کاشت کاروں کا خون نچوڑ رہے ہیں۔ پہلے اس وائرس کا انتظام کرنا ہوگا جو کاشت کاروں کا خون نچوڑ رہے ہیں۔ ان میں چاہے ادویات والے ہیں جو ملاوٹ کر کے سادہ لوح کاشت کاروں کو دے رہے ہیں۔ ان میں چاہے کھاد بیچنے والی ایجنسیاں ہیں اور اس کے بعد مارکیٹنگ کا ناقص انتظام ہونے کی وجہ سے کاشت کار کی فصل خریدی نہیں جاتی' بلکہ لوٹ لی جاتی ہے۔ اگر انسان کا خون نچوڑنے والے ان کیڑوں کا انتظام نہیں ہوگا تو پھر وائرس کا علاج بھی فائدہ مند نہیں ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ملکی معیشت کو چلانے کے لیے اور ملکی زراعت کو ترقی دینے کے لیے' اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری ملکی معیشت مضبوط ہو اور ہماری زراعت مضبوط ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے ہمیں بھرپور انداز میں یہ سوچنا ہوگا کہ کھاد کی بلیک مارکیٹنگ کیوں ہوئی اور کہاں خرابی تھی۔ اس کے لیے

فوری طور پر کمیٹی تشکیل دے کر اس کی انکوائری کی جائے تاکہ جنھوں نے کاشت کار کو خون نچوڑا ہے انھیں سزا دی جائے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ زرعی انکم ٹیکس کی بات کرنے والے پریس میں بہت واویلا کرتے ہیں۔ وہ تاجر طبقہ ہے یا صنعت کار طبقہ ہے۔ میں استدعا کروں گا کہ آج وہ کہاں ہیں جہاں ہماری ہزاروں کاشت کاروں کی لاکھوں ایکڑ زمین سیلاب کی نذر ہوگئی اور تباہ ہوگئی۔ کس نے ان کی فصلوں کا انھیں معاوضہ دیا؟ کیا ان ان فصلات کی کوئی انشورنس تھی؟ دیکھیں، کہ وہ دانے دانے کے لیے ترس رہے ہیں۔ ان کے پاس کھانے کو دانے نہیں بچے۔ سیلاب کی نذر ہوگئے۔ لیکن ہمارے صنعت کار اور تاجر بھائیوں نے ان کی کیا مدد کی؟ جو پریس میں واویلا کر رہے ہیں کہ کاشت کاروں پر زرعی انکم ٹیکس لگایا جائے۔ میں ان کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ کاشت کاری کوئی اتنا منافع کا کاروبار نہیں، بمقابلہ تجارت اور صنعت کاری کے۔ کہ اتنا منافع ہو کہ اس کو اتنی بچت ہے کہ چلو، اگر ایک سال فصل سیلاب کی نذر ہوگئی تو اگلے سال بچت ہو جائے گی۔ میں یہاں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس اور ہمارے پاس بھی کاشت کار کے ایسے بچے آتے ہیں جن کی ایک مربع دو مربعے زمین ہے اور وہ کہتے ہیں کہ جناب، ہمیں کلاس فور کی نوکری دے دیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ کلاس فور کی جو سالانہ تنخواہ ہے وہ ایک مربع زمین کے منافع سے زیادہ بنتی ہے۔ آپ میرے سب دوست پڑھے لکھے ہیں۔ حساب کرلیں۔ ایک مربع زمین کی انکم کلاس فور کے ملازم کی تنخواہ سے کم ہے۔ اس لیے وہ ہمارے پاس آتے ہیں۔ کہ براہ مہربانی ہمیں کہیں درجہ چہارم کی ملازمت دلوا دیں۔ یہ تصویر کا ایک رخ ہے جو نشان دہی کرتا ہے ہمارے کاشت کار بھائیوں کی مفلوک الحالی کا اور ان کی ستم زدگی کا۔

آخر میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے کوآپریٹو بینک کاشت کاروں کو جناب ضیاء الحق کی حکومت میں بلاسود قرضے دیتے تھے۔ وفاقی کوآپریٹو بینک ہمارے پنجاب بینک کو قرضہ دیتا تھا۔ اور ہمیں بلا سود قرضے ملتے تھے۔ کاشت کار فصل کے بعد وہ قرضہ واپس کر دیتا تھا۔ لیکن آج ہمارا پنجاب کوآپریٹو بینک، پرائیویٹ بینک سے دو فی صد سود پر قرضے لے کر یہاں پر ہمیں وہ سات آٹھ فی صد پر قرضہ دے رہا ہے۔ پہلے قرضے کی مدت ایک سال تھی جو اب کم کر کے آٹھ ماہ کر دی گئی ہے۔

جناب والا! باتیں تو بہت تھی۔ میں گزارش کروں گا کہ ہمارے وزیر زراعت صاحب بہت

محنت کرتے ہیں۔ کاشت کار کے مسائل پر بڑی توجہ فرماتے ہیں۔ میری استدعا ہے کہ وہ یہ نکات نوٹ فرما رہے ہیں۔ اس کے لیے ٹھوس پالیسی وضع کریں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی ایک فرد پر احسان نہیں ہوگا' بلکہ ملک اور قوم پر احسان ہوگا۔ اگر ہماری زرعی معیشت مستحکم ہوگی تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا ملک خوش حال ہوگا۔ اگر خدانخواستہ زرعی معیشت اور ناکام ہوگئی تو پھر آبادی اس طرح بڑھ رہی ہے کہ آنے والے وقت میں مسائل کا مقابلہ کرنے والے' پھر میں سمجھتا ہوں کہ ایسے حالات و واقعات بن رہے ہیں' ایسا وقت خدانخواستہ نہ آ جائے کہ ہمارا حشر بھی بوسنیا جیسا ہو جائے اور خدانخواستہ یہاں پر بھی قحط سالی آ جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: ملک احمد علی اولکھ صاحب نے زراعت کے مسائل پر بڑے احسن طریقے سے اظہار خیال فرمایا ہے۔ اب فرید احمد پراچہ صاحب زراعت کے مسائل پر گفتگو کریں گے۔

جناب فرید احمد پراچہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! اگرچہ میرا تعلق ایک شہری علاقے سے ہے لیکن میں نے ہمیشہ زراعت کے موضوع پر اور کاشت کار کے مسائل پر اور کسان کے دکھ درد کے لیے اس ایوان میں آواز اٹھائی ہے۔ اس لیے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک کی معیشت کا انحصار زراعت پر ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ ہم اپنے زرمبادلہ کا 72 فی صد حصہ کپاس اور چاول سے حاصل کرتے ہیں۔ اور اس میں بھی بڑا حصہ پنجاب کا ہے۔ کپاس میں 87 فی صد حصہ پنجاب کا ہے۔ لیکن یہ بدقسمتی بھی ہے کہ ہماری یہ معیشت دن بدن تباہ و برباد ہو رہی ہے اور حکمرانوں کو اس کا سرے سے کوئی احساس نہیں ہے۔ صرف کپاس کو ہی آپ دیکھ لیجیے کہ گزشتہ سال 29.2 فی صد کپاس کی پیداوار میں اضافہ ہوا تھا۔ لیکن اس سال چالیس لاکھ گانٹھوں کی کمی ہوئی اور اگلے سال کے لیے سینتالیس لاکھ گانٹھوں کی کمی کیا ابھی سے پیشین گوئی کی جا رہی ہے۔ جب میں یہاں شہری علاقوں میں کسانوں کے بیٹوں کی منڈیاں لگی ہوئی دیکھتا ہوں کہ دیہاتوں سے آئے ہوئے لوگ سڑکوں کے کناروں پر مزدوری کرنے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اور کوئی بھی کار والا یا کوئی بھی ٹھیکے دار وہاں پر آ کے رکتا ہے تو سینکڑوں کی تعداد میں لوگ دوڑ کر اس کے پیچھے جاتے ہیں۔ تو یہ خود ایک علامت ہے کہ دیہاتوں سے لوگ اب زرعی معیشت سے اتنے پریشان ہیں کہ انھیں اس سے دو وقت کی روٹی بھی نہیں ملتی۔ اور وہ شہروں کا رخ کرتے ہیں۔ اور انھیں کئی کئی دن مزدوریاں شہروں میں بھی نہیں ملتیں۔ لیکن اس کا احساس نہیں ہے۔ میں اس سلسلے میں یہ بات عرض کروں گا کہ یہ بات سوچنے کی

ہے' پوری زرعی معیشت کے بارے میں یہ بات سوچنے کی ہے۔ کپاس کے سلسلے میں ہم نے یہاں پر جو بحث کی ہے اور جو گفتگو ہوئی ہے یہ تیسری مرتبہ ہو رہی ہے۔ اور اس کے باوجود اس کا کوئی حل ابھی تک حکومت کی طرف سے واضح طور پر سامنے نہیں آیا۔ جب کہ ہمارے پڑوس میں بھارت میں جو ہمارے ساتھ ہی ملا ہوا پنجاب کا علاقہ ہے وہاں پر معیشت کی یہ صورت حال ہے۔ کہ وہ اپنے پورے ملک کو بھی گندم بھیجتے ہیں اور بیرون ملک بھی گندم برآمد کر رہے ہیں۔ سعودی عرب ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ زرعی معیشت پر نہیں' بلکہ وہ بنجر علاقہ ہے۔ انھوں نے معیشت کو اس طرح سے مستحکم کر لیا ہے کہ اب گندم برآمد کرنے والوں میں ہیں۔ امریکہ کا دو فی صد رقبہ زیر کاشت ہے۔ لیکن وہ بھی دنیا کو گندم برآمد کر رہے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں یہ سوچ و بچار نہیں ہے۔ اور ہم اس بارے میں کوئی خیال نہیں کرتے کہ کسان کو اس کی محنت کا حقیقی ثمر ملے۔ ہم اپنی معیشت کی اپنی زراعت کی بنیادیں اتنی مستحکم کریں کہ یہاں پر لوگوں کو اس بارے میں initiative ملیں اور انھیں اس بات کا احساس ہو کہ اس سے نہ صرف ہم نے اپنا رزق کمانا ہے بلکہ ملکی معیشت کو بھی چلانا ہے۔

جناب سپیکر! میں تجاویز کے انداز میں یہ بات عرض کروں گا کہ اس بات کی ضرورت ہے کہ وائرس کا جو حملہ ہوا ہے اس بارے میں پچھلی دفعہ بھی یہ کہا گیا تھا کہ ٹھوس حکمت عملی تیار کر رہے ہیں۔ ہماری زرعی تحقیق کی ادارے قائم ہیں۔ لیکن ابھی تک ان کی طرف سے کوئی واضح قسم کی بات اس ضمن میں سامنے نہیں آئی کہ باوجود اس کے کہ کروڑوں روپے کا بجٹ اس کے اوپر استعمال ہوتا ہے۔ آپ وفاقی بجٹ کو بھی اٹھا کے دیکھ لیجیے اور پنجاب کے بجٹ کو بھی اٹھا کے دیکھ لیجیے۔ زرعی تحقیق کے اداروں کے اوپر ہمارے بجٹ کا بہت بھاری حصہ خرچ ہوتا ہے۔ تو ہمیں اس کا out put بھی ملنا چاہیے۔ ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ کیا تحقیق ہو رہی ہے۔ اسی طرح میں نے گزشتہ مرتبہ بھی عرض کیا تھا کہ جہاں تک ان بیماریوں کا تعلق ہے جن کے علاج موجود ہیں' جن کے لیے ادویات موجود ہیں' ان کی بھی یہ صورت ہے کہ نہ صرف یہ کہ ادویات یہاں پر مہنگی ملتی ہیں' بلکہ ملاوٹ شدہ ملتی ہیں۔ اور اس کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ جہاں ایسے واقعات موجود ہیں کہ لوگوں نے اس جراثیم کش دوائی کو پیالے میں ڈالا اور سنڈیوں کو پکڑ پکڑ کر اس پیالے میں ڈالا لیکن پھر بھی وہ سنڈیاں مری نہیں۔ یہ حالت فی الواقع ہے۔ اس کا احساس کرنا چاہیے کہ یہ انتہائی مہنگی ادویات پھر بھی ناخالص ملیں تو یہ حکومت کی ناکامی ہے۔ یہ انتظامیہ کی ناکامی ہے کہ وہ ناخالص اشیا کے بکنے کے اوپر کنٹرول

نہیں کر رہی۔ اس کی ساری انتظامی مشینری اس سلسلے میں ناکام ہے۔ اس لیے اس ضمن میں ایک تو اس بات کی ضرورت ہے۔ دوسری جناب سپیکر! میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں ٹیکسٹائل ملوں کا ہمیشہ ایک دباؤ پڑتا ہے اور وہ پالیسی ساز بن گئے ہیں۔ یہاں پر زرعی معیشت کے رکھوالے ہمارے کسان اور کاشت کار منظم نہیں ہیں۔ ان کی آواز نہیں اٹھتی۔ خود اس ایوان میں بھی ان کی آواز نہیں اٹھتی۔ یہاں بھی اگر کوئی قرارداد آتی ہے' یہاں بھی اگر کوئی تحریک التوا آتی ہے تو یہ ایوان اس کا ساتھ نہیں دیتا۔ لیکن دوسری طرف اپنا والے جمع کر کے رقم سی بی آر کو بھاری رشوتیں دیتے ہیں جو سب کو معلوم ہے۔ پالیسی وہ بنواتے ہیں۔ اپنے پیسے دے کر یعنی کروڑوں روپے جمع کر کے وہ دیتے ہیں۔ اور پالیسیاں ان کی بنتی ہیں۔ تو جناب! زراعت سے جو تعلق رکھنے والے جو ہم لوگ ہیں ہمیں اس کا احساس کرنا چاہیے۔ کہ چاہے رشوتیں نہ دیں لیکن اپنی اجتماعی آواز کو تو اتنا منظم کریں۔ حکومت کے ایوانوں میں بیٹھے ہوئے لوگ کم از کم اپنے مفاد کے لیے۔ اپنے کھیتوں کے لیے۔ اپنے کھلیانوں کے لیے۔ اپنے کاشت کاروں کے لیے۔ اپنے غریبوں کے لیے تو آواز اٹھائیں۔ لیکن یہاں تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس بارے میں بھی ہم نے صرف ہاتھ کھڑے کرنے کی پالیسی رکھی ہوئی ہے کہ حکومت جو کرے ہم اس سلسلے میں صرف ہاتھ کھڑا کر دیں گے۔ اس بارے میں اس کے علاوہ بھی یہ ہے کہ ہماری پالیسیوں پر آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کا بھی دباؤ ہوتا ہے۔ اس لیے کہ وہ ہم سے یہ چاہتے ہیں کہ ان کو خام مال ملتا رہے۔ ہماری ٹیکسٹائل کی انڈسٹری اس طرح سے پروان نہ چڑھے کہ ہم تیار شدہ مال باہر بھیج سکیں۔ اس وقت صورت یہ ہے کہ ہماری جو ایکسپورٹ پروموشن بیورو اور کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن ہے انہوں نے تو سرے سے ہی اس بارے میں دل چسپی لینی چھوڑ دی ہے۔ اور باہر جو ہمارے سفارتخانوں میں کمرشل اتاشی بیٹھے ہیں انہوں نے بھی اس کی کبھی پرواہ نہیں کی کہ ہمیں منڈیاں بھی ملنی چاہییں۔ اس وقت اسلامی ممالک کی باہمی تجارت کا یہ حال ہے کہ امپورٹ کا سات فی صد اور ایکسپورٹ کا 4.5 فی صد ہمارے اسلامی ممالک کا آپس میں ہوتا ہے۔ ان اسلامی ممالک کے ساتھ ہمارا یہی تعلق نہیں ہونا چاہیے کہ وہاں سے لوگ یہاں شکار کرنے کے لیے آ جائیں اور ہم اپنی شکار گاہیں ان کو فراہم کریں۔ بلکہ یہ بھی ہونا چاہیے کہ ہم اپنی معیشت کو مستحکم کرنے کے لیے وہاں سے ایکسپورٹ کر سکیں اور وہ ہم سے امپورٹ کریں۔ میں بات کو اختصار کی طرف لاتے ہوئے جناب سپیکر! آپ سے یہ عرض کروں گا کہ جس طرح سے یہاں پر بھی بات کی گئی ہے کہ کھاد کو

سستا ہونا چاہیے اور اس میں سبسڈی بھی ہو اور بلا سود قرضے دیے جائیں۔ اور ان قرضوں پر جو اس سے پہلے چھوٹے کاشت کاروں کے قرضے ہیں ان کو معاف کیا جائے۔ بھارت میں گذشتہ دنوں چھوٹے کاشت کاروں کے قرضے بھی معاف کیے گئے ہیں اور اس پر سود بھی معاف کیا ہے۔ تو یہاں اس بات کی ضرورت ہونی چاہیے۔ اسی طرح ایگرو انڈسٹری پر ہم توجہ دیں۔ اور ادویات کو یہاں پر تیار کرنے کے لیے اپنے ملک کے اندر اس کی اجازت دی جائے تاکہ باہر کی جو ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں ان کے دباؤ میں ہم نہ رہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں ایک اور بات کا اضافہ کر کے اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔ کہ جس طرح سے سندھ میں ہاریوں کو زمینیں بانٹی گئی ہیں اسی طرح پنجاب کی غریب کاشت کاروں کو بھی سرکاری زمینیں بانٹی جائیں۔ تاکہ ان میں خود اپنی روزی کو پیدا کرنے کا جذبہ ہو اور وہ جو صدیوں سے اپنی معیشت اور غربت کی چکی میں پس رہے ہیں اس سے انہیں نجات مل سکے۔ یہ وہ چیزیں ہیں کہ جن کے اوپر ہم عمل کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے مسائل حل ہوں گے۔ قرآن پاک کا یہ وعدہ ہے اور اسی وعدے پر میں اپنی بات کا اختتام کرتا ہوں۔ (عربی)

" کہ اگر بستیوں کے رہنے والے' شہروں کے بسنے والے ایمان لائیں اور تقوے کی روش اختیار کریں تو اللہ تبارک و تعالیٰ آسمان سے بھی نعمتوں کی بارش کریں گے اور زمین سے بھی ان کے لیے خزانے اگیں گے۔ اگر ہم اپنی معیشت کو' اپنے ملک کی معاشی حالت کو اور ملک میں اپنی صنعت کو اور ملک کے حالات کو بہتر کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس طرف بھی توجہ کرنی چاہیے۔ خدا کی طرف توجہ کریں گے" تو خدا بھی ہماری طرف توجہ کرے گا۔ وَ آخِرُ دَعوانَا عَنِ الحَمدُ للّٰہِ رَبِ العالمین۔

جناب چیئرمین، جناب چودھری واجد علی صاحب!

چودھری واجد علی خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر! آج زرعی پالیسی پر اور زراعت کے شعبہ پر بحث کے لیے دن مختص کیا گیا تھا۔ لیکن افسوس اس ایوان میں سب سے زیادہ اکثریت کاشت کاروں کے نمائندوں کی ہے۔ لیکن ایوان کی ویرانی بتا رہی ہے کہ کتنی دل چسپی ہے۔ مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے اور اس میں یہ بات رجسٹرڈ کرا رہا ہوں۔ اور پھر میں یہ عرض کروں گا کہ۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خود خیال اپنی حالت کے بدلنے کا

جناب سپیکر! ہمارے ملک کی 80 فی صد آبادی شعبہ زراعت سے تعلق رکھتی ہے۔ زر مبادلہ 60 فی صد

اس شعبہ سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اور قومی ایکس چیکر میں قومی خزانہ میں اس شعبہ کا حصہ 80 فی صد کے برابر ہے۔ لیکن سہولتوں کے لحاظ اس شعبہ کو 20 فی صد سے بھی کم دیا جاتا ہے۔ غریب کسانوں کی مفلوک الحالی اس بات کی دلالت ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ غریب کسان دن رات کارخانوں کی چمنیوں سے دھواں جاری رکھنے کے لیے محنت کرتے ہیں۔ لیکن اس کا بیٹا بنیادی سہولتوں سے بھی محروم ہے۔ ہسپتالوں سے دوائیاں نہیں ملتیں۔ اور جیسے علامہ اقبال رحمت اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

جس کھیت سے دہقان کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

جناب سپیکر! میں بہت مختصر بات کروں گا کہ اس بار سنا جا رہا ہے اور جناب احمد علی اولکھ صاحب نے بہت مربوط بات کی ہے کہ گندم کو بھی امپورٹ کرنا پڑے گا۔ وزیر زراعت صاحب بیٹھے ہیں۔ جو کچھ کیا جا رہا ہے یہ بہت افسوس ناک بات ہے۔ زرعی ملک میں گندم جیسی بنیادی چیز کو جس پر قوت لا یموت کا دارومدار ہے امپورٹ کرنا پڑے تو پھر حالات جس طرف جا رہے ہیں اس پر افسوس کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ہمیں فوری طور پر زرعی پالیسی revise کرنا پڑے گی۔ جناب سپیکر! کئی بار' اور یہاں دو تین بار اس ایوان میں بحث ہو چکی ہے لیکن نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔ کوئی مثبت بات سامنے نہیں آئی۔ غریب کاشت کار کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ اگر ہم نے مزید کوتاہی کی تو ملک میں قحط سالی کا سماں پیدا ہو جائے گا۔ صنعتی ترقی کجا لیکن کسان جو ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہیں اگر اتنی آبادی کو ہم اس کے حال پر چھوڑ دیں گے تو جناب والا۔ ساری ترقی دھری کی دھری رہ جائے گی۔ ابھی یہاں کھاد کا ذکر ہوا۔ تو میں صرف یہ عرض کروں گا کہ کھاد کی کمی کو دور کیا جائے اور ساتھ ہی جو یہاں شوروغل پڑتا ہے اور کاشت کار' زمین دار ہمیشہ اپنی قیمتوں کے اضافے پر تکرار کرتے ہیں۔ یہ غلط ہے جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ جو زرعی شعبہ میں اس کی پیداوار کو بڑھانے کے لیے چیزیں استعمال ہوتی ہیں جیسے کھاد ہے۔ تیل ہے۔ ٹریکٹر ہیں۔ ان کی قیمتیں کم کی جائیں۔ پچھلے سالوں میں ان اشیاء کی قیمتوں میں تو پانچ سو فی صد اضافہ ہوا ہے۔ لیکن زرعی اجناس میں فصلوں کی قیمت میں میں سمجھتا ہوں کہ دو فی صد سے بھی کم اضافہ ہوا ہے۔ اس بیلینس میں اتنا تفاوت یہ ثابت کرتا ہے کہ اس شعبہ کی طرف کتنی توجہ دی گئی ہے۔ ابھی یہاں احمد علی

او لکھ صاحب نے بتایا کہ سرکاری طور پر کھاد کی قیمت 185 روپے ہے لیکن بازار میں جائیں تو کھاد کا توڑا 240 روپے کا ملتا ہے۔ جناب سپیکر! یہ ساری چیزیں ہیں ۔ اور ہم نجی شعبہ کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں لیکن یک لخت یہ جو ایسی مہنگائی کی لہر آ رہی ہے اس پر کنٹرول کیا جائے۔ میں وزیر زراعت صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ خصوصی طور پر توجہ دیں۔ پچھلی فصل میں تو جو کچھ ہوا سو ہو چکا۔ آگے پنجاب میں خصوصاً ہمارے اضلاع میں' ہماری ڈویژن میں' گوجرانوالہ ڈویژن میں' لاہور ڈویژن میں مونجی کی فصل سر پر ہے اس کی کاشت کے لیے اگر اس کا مناسب بندوبست نہ کیا گیا تو پھر جیسے گندم میں نقصان ہوا' اگلی فصل پر بھی ہمیں نقصان برداشت کرنا پڑے گا۔ پچھلے دنوں مونجی کی فصل پر جو سپرے ہوا میں معذرت سے کہوں گا کہ اس سپرے کے خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہوئے۔ پچھلے سالوں میں ادویات کے تاجروں نے ملی بھگت کر کے یہ سپرے بند کروایا۔ ابھی پھر ایسا ہی ہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پھر کہیں یہ سازش کا شکار نہ ہو جائے۔ میں وزیر زراعت صاحب سے عرض کروں گا انہوں نے بھی بخوبی دیکھ لیا۔ ان کا ایریا بھی چاول کا ایریا ہے لیکن سپرے کا خاطر خواہ انتظام نہیں ہو سکا اور جو ہوا اس کے متعلق یہ شکایات آئی ہیں کہ ادویات میں ملاوٹ تھی جس سے صحیح فائدہ نہ ہو سکا۔ آئندہ سختی کی جائے تاکہ یہ سارا سرمایہ بھی ضائع نہ ہو اور غریب کاشت کار اپنی روزی سے بھی محروم نہ ہو جائے۔ میرا خیال ہے کہ اس پر ضرور توجہ کی جائے گی۔

جناب سپیکر! ایک اور بات کہ جو Agro-based Industry ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو بڑے بڑے ٹریکٹر ہیں' 60 ہارس پاور کے' 50 ہارس پاور کے ان کی بجائے چھوٹے ٹریکٹر 20 سے 25 ہارس پاور تک کے یہاں بنائے جائیں۔ یہ مینوفیکچر کیے جائیں۔ کیونکہ یہاں پر زیادہ تو چھوٹے ہولڈنگ والے زمین دار اور کاشت کار ہیں۔ 12 سے 14 ایکڑ والا زمین دار بھی اس سے فائدہ اٹھائے۔ بڑے ٹریکٹر نے کسان کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ ایک دفعہ وہ قرضہ لے کر ٹریکٹر تو لے لیتا ہے لیکن اسے اور اس کی اولاد کی ساری عمر قرضہ اتارنے میں گزر جاتی ہے۔ وہ اس ٹریکٹر کا قرضہ ہی نہیں اتار سکتے اور پھر اس کی دیکھ بھال بھی ان کے بس کی بات نہیں ہے۔ ہمارے زمین دار پہلے بیلوں کی جوگوں سے کاشت کاری کرتے تھے۔ جو دو دو چار چار بیلوں سے کاشت کاری کرتے تھے۔ ان کے لیے چھوٹے ٹریکٹر انتہائی ضروری ہیں تاکہ وہ سارے ان سے استفادہ حاصل کر سکیں۔ بڑے ٹریکٹر ان کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ عام کیے جائیں۔

جناب والا! ریسرچ کی یہاں بات ہوئی۔ پاکستان جیسے زرعی ملک کے زرعی شعبہ میں ریسرچ کا جو شعبہ ہے اس کی کار کردگی زیرو کے برابر ہے۔ 1960ء کی دہائی میں جو ترقی ہوئی' زراعت میں جو انقلاب آیا' ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس رفتار کو جاری رکھا جاتا۔۔۔

جناب غلام سرور خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہر مقرر کے لیے ٹائم مقرر کیا جائے کیونکہ باقی لوگوں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب چیئرمین، چونکہ مقررین کم ہیں۔ اس لیے وقت ہمارے پاس ہے۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! چودھری صاحب جتنی جلدی ہو آپ اپنی بات مکمل کریں۔ پانچ پانچ منٹ رکھ لیتے ہیں۔

چودھری واجد علی خان، میں ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کرتا ہوں۔ تو زرعی شعبہ میں پی ایچ ڈی نہ ہونے کے برابر ہیں۔ وزیر زراعت صاحب بیٹھے ہیں۔ یہ اس طرف خصوصی توجہ دیں اور ریسرچ کے شعبہ میں دل چسپی لیں۔ پی ایچ ڈی تناسب کے لحاظ سے دوسرے ملکوں کی طرح پاکستان میں بہت کم ہیں۔ اس طرف توجہ دی جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، ملک گلاب خان صاحب۔

چودھری خادم حسین، جناب سپیکر میں نکتہ وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، جی فرمائیے۔

چودھری خادم حسین، میرے بھائیوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ یہ ذکر کیا ہے لیکن ایک بات شاید ان کے علاقے میں نہیں ہے چونکہ ہمارا بارانی علاقہ ہے تو ادھر جو گورنمنٹ کے ٹریکٹر یا بلڈوزر کام کر رہے ہیں آج تک تو ہم نے یہی سنا تھا کہ 60 منٹ کا گھنٹہ ہوتا ہے لیکن جناب والا اگر ان کے گھنٹے دیکھے جائیں تو ان کا 50 منٹ کا گھنٹہ چلتا ہے۔ ہم نے کئی دفعہ اس چیز کو پہلے بھی پوائنٹ آؤٹ کیا تھا لیکن آج تک یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکا کہ 50 منٹ کا بھی کوئی گھنٹہ ہوا ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں' وزیر زراعت صاحب بھی بیٹھے ہیں کہ آپ ذاتی دل چسپی لے کر اس مسئلے کو حل کریں جو کہ ہمارے بارانی علاقے کو درپیش ہے۔

جناب سپیکر! زراعت سے متعلق ایک اور بات بھی جس کو میرے فاضل بھائیوں نے یہاں

بڑی تفصیل کے ساتھ عرض کیا ہے اور اکثر ہم نے دیکھا ہے کہ صنعت کار جو کہتا ہے کہ زمین داروں پر ٹیکس لگایا جائے۔۔۔۔

راجہ محمد خالد خان، جناب یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

چودھری خادم حسین، میں نکتہ وضاحت پر بات کرنا چاہتا تھا۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ جناب منسٹر صاحب' میں نکتہ وضاحت پر بات کر رہا ہوں۔ ابھی لیبر کی بھی بات کروں گا۔ اس کے ساتھ بھی زراعت کا بڑا دارومدار ہے۔ وہ بھی بات کرتا ہوں۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! انہیں ٹائم دے دیا جائے۔

جناب چیئرمین، چودھری خادم حسین صاحب' یہ پوائنٹ آف آرڈر تھا یا پوری تقریر تھی؟ اگر آپ تقریر کرنا چاہتے ہیں تو ہم اس کے لیے آپ کو پورا ٹائم دے دیں گے۔

چودھری خادم حسین، میں تقریر بعد میں کروں گا۔ میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں پہلے ہم نے یہی سنا تھا کہ 60 کلو کی کھاد کی بوری ہوتی ہے۔ کھاد کا ریٹ بڑھتا گیا۔ اس کا وزن کھٹتا گیا اور آج یہ حالت ہے کہ 35 کلو کی بوری چل رہی ہے اور اس کی قیمت پونے دو سو روپیہ چل رہی ہے۔ تو یہ بھی کس نے کرنا ہے؟ یہ بھی آپ محکمہ صنعت کو کہیں کہ مل والوں کی چیکنگ کریں کہ جو بوری کسی وقت 60 کلو کی تھی آج وہ 35 کلو میں آ چکی ہے اور میرا خیال ہے کہ اب اس کے بعد اور بھی مزید گھٹے گی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، چودھری خادم حسین صاحب' یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر تھا یا پوری تقریر؟ منسٹر صاحب کس چیز کا جواب دیں گے؟

چودھری خادم حسین، یہ میرا نکتہ وضاحت تھا۔ پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھا۔

جناب چیئرمین، جی ملک صاحب۔

حاجی ملک گلاب خان، جناب سپیکر! میرا کچھ گلا خراب ہے لیکن میں اپنے جذبات کا اظہار کیے بغیر نہ رہ سکتا۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

جناب سپیکر! اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پنجاب بھر میں وائرس نے بڑی تباہی مچائی ہے اور اس کے لیے باہر سے ادویات منگوائی گئی ہیں۔ لیکن میں پھر یہ عرض کروں گا' میں نے جناب وزیر زراعت سے بھی عرض کی تھی پچھلی دفعہ جب وائرس پر بات ہو رہی تھی تو اس وقت بھی میں نے یہ عرض کی تھی کہ تجربے میں اسلامی تاریخ کے مطابق تو باتیں کچھ مختلف ہیں۔ ایک وقت کے پیغمبر کی سر میں درد ہوا۔ آپ نے ادویات استعمال کیں درد ٹھیک نہ ہوا۔ آپ نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی کہ اللہ پاک میرا سر پھٹ رہا ہے تو حکم آیا کہ تمہارے پاؤں کے ساتھ کیا ہے تو عرض کی کہ یہ گھاس ہے۔ بارگاہ ایزدی سے یہ حکم ملا کہ اس کو توڑو اور کھاؤ۔ اس کے کھانے کے بعد سر کا درد ٹھیک ہوگیا۔ پھر سال بعد جب دوبارہ سر میں درد ہوا تو انہوں نے سیروں گھاس کھا لیا لیکن ان کے سر کا درد ٹھیک نہ ہوا تو جب بارگاہ ایزدی میں عرض کی کہ اللہ پاک مجھے آپ نے یہ دوائی تشخیص فرمائی تھی لیکن میرا درد تو ٹھیک نہیں ہو رہا۔ تو حکم جاری ہوا کہ تم نے گھاس میں شفاء سمجھ لی ہے شفاء تو رب کے پاس ہے۔ اس گھاس میں شفاء نہیں ہے۔

اس کے علاوہ میں ایک اور مثال اس معزز ایوان کی خدمت میں پیش کروں گا کہ ہمیں تاریخ اسلامی نے یہ بتایا ہے کہ حضرت احمد بن حنبل ایک دفعہ جا رہے ہیں۔ آسمان پر بادل ہیں۔ بادل کو حکم ملتا ہے کہ تم فلاں آدمی کی زمین میں جا کر برسو۔ آپ آواز سنتے ہیں کہ وہ کتنا ہی بزرگ آدمی ہے کہ اس کی زمین کے بارے میں بادل کو حکم مل رہا ہے آپ بادل کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ آگے دیکھتے ہیں کہ بارش ہو رہی ہے اور ایک زمین دار کدال لیے پانی کھیتوں کو لگا رہا ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ تمہارے اندر کون سا وصف ہے کہ میں نے یہ آواز سنی ہے تمہارے نام کہا گیا ہے کہ فلاں آدمی کی زمین میں برس۔ تو اس نے کہا کہ میرے اندر اور کوئی وصف نہیں۔ صرف اتنی بات ہے کہ میری فصل جب تیار ہوتی ہے تو میں اس کے تین حصے کرتا ہوں۔ ایک حصہ بیج کے لیے رکھتا ہوں ایک حصہ میں اپنے بال بچوں کو دیتا ہوں اور تیسرا حصہ راہ اللہ مسکینوں میں تقسیم کرتا ہوں اللہ پاک کا حکم ہے کہ میں رزاق ہوں اور رزق میرے قبضہ میں ہے تو میں اپنے بھائیوں اور اس معزز ایوان سے عرض کروں گا کہ جناب میں اس علاقے کا رہنے والا ہوں کہ جہاں جب بارش نہیں ہوتی تو اس علاقے کی مخلوق کھلے میدانوں میں نکل جاتی ہے آبادی سے دور نکل جاتی ہے اور گڑگڑا کر اپنے رب سے دعا مانگتی ہے نمازیں پڑھتی ہے اور بارش ہوتی ہے۔۔۔

جناب چیئرمین، اس موضوع پر مزید بحث کے لیے آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

حاجی ملک گلاب خان، جناب والا! میں یہ عرض کروں گا۔۔۔

جناب چیئرمین، اس بحث کے لیے پہلے ایک گھنٹہ مقرر تھا اب چونکہ یہ ایک گھنٹہ ختم ہو چکا ہے لہذا اب آدھا گھنٹہ مزید بڑھایا جاتا ہے۔ ملک صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

حاجی ملک گلاب خان، جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ میرا حلقہ تحصیل پنڈی گھیب اور تحصیل جنگ کا ہے' اور یہ دونوں بارانی علاقے ہیں اور ان کا سو فی صد انحصار بارشوں پر ہے اور ہمیشہ وہاں پر اللہ کا کرم ہوتا ہے ہم نے دیکھا ہے کہ آسمان سے ژالہ باری ہو رہی ہے لوگ مسجدوں میں اکٹھے ہوتے ہیں وہاں پر وہ اذانیں دیتے ہیں اور وہ بند ہو جاتی ہے۔ جناب والا! میں اس موضوع کی طرف آتے ہوئے یہ عرض کروں گا فارسی میں شیخ سعدی صاحب نے ایک شعر کہا ہے۔

(فارسی شعر)

اس کا مطلب یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے گردن نہ پھیر تا کہ تیرے حکم سے کوئی طاقت نہ پھیرے۔ جناب والا! ایک بزرگ شیر پر سوار ہے اژدھا کا کوڑا ان کے ہاتھ میں ہے وہ شیر کو مارے جا رہے ہیں یہ شیخ سعدی نے اپنی کتاب گلستان اور بوستان میں لکھا ہے کہ میرے پاؤں چلنے سے رہ گئے اور میں خوف زدہ ہو گیا لیکن اس بزرگ نے مجھے دیکھ کر کہا کہ اے سعدی توں اللہ سے ڈر اور تیرا ساری دنیا حکم مانے گی اور جو اللہ سے نہیں ڈرتا تو اس سے ڈر۔

ازاں کو نہ ترسد

زیں جا از وبترس

کہ جو اللہ سے نہیں ڈرتا توں اس سے ڈر تو میں یہی عرض کروں گا کہ آئیے اپنے اللہ سے رابطہ قائم کیجیے اسی سے فائدہ اور نقصان کی توقع رکھیے میں تو کہوں گا کہ ہر چیز مسبب الاسباب سے مانگ جو قادر مطلق ہے۔

جناب چیئرمین، بہت خوب۔۔۔جناب ڈاکٹر وسیم صاحب۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر وائرس کے حوالے سے آج یہاں پر بحث ہو رہی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ آج ہم یہ جو بڑی بڑی فیکٹریاں دیکھتے ہیں اور لاہور اور پنڈی کے اندر یہ جو بڑی بڑی ہموار سڑکیں دیکھتے ہیں اور ہم شہروں میں دولت کی ریل پیل دیکھتے ہیں۔ یہ سب کچھ ان

غریب کسانوں کی بدولت ہے لیکن ان کے مسائل دن بدن بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور اس طرف ان ایوانوں میں، کابینہ میں اور ملک کے دیگر اداروں میں جو توجہ دی جانی چاہیے وہ نہیں دی جاتی یہ بات ٹھیک ہے کہ وائرس ایک ایسی بیماری ہے جس کا سو فی صد علاج کہیں موجود نہیں ہے لیکن جناب سپیکر ان ساری بیماریوں میں کئی بیماریاں ایسی ہیں جو وائرس کی وجہ سے ہوتی ہیں لیکن بعض احتیاطی تدابیر اختیار کرنے سے ان بیماریوں سے بچا جا سکتا ہے اور اس ضمن میں کپاس کے حوالے سے میں عرض کروں گا کہ احتیاطی تدابیر ہو سکتی ہیں۔ سب سے پہلی چیز اس میں یہ ہے کہ ہمارے جو ایگریکلچر کے ادارے ہیں وہ ایسے بیج وضع کریں ایسی ٹائپس نکالیں جو وائرس resistant ہوں اور اس ضمن میں کچھ کوششیں ہوئی ہیں مثلاً بہاول پور میں کاٹن ریسرچ سٹیشن ہے اور اس نے بی۔ایچ۔م36 نکالی ہے اور یہاں پر سی۔آئی۔ایم 40 کا نام آیا ہے اس حوالے سے مزید محنت کی ضرورت ہے اور جو سائنس دان اور جو ادارے اس ضمن میں کوئی مثبت کام کریں تو ان کی مناسب حوصلہ افزائی کی بھی ضرورت ہے اور پھر اگر ایسے بیج موجود ہیں تو ان کی کاشت کاروں تک سپلائی کا بندوبست ہونا چاہیے اس کے علاج کے حوالے سے یہ عرض کروں گا کہ یہ بات عیاں ہے کہ جو کاٹن وائرس ہے یہ وائٹ فلائی کی وجہ سے موجود ہے اور جو ادویات فروخت کرنے والے ادارے ہیں وہ ٹیلیویژن کے اوپر، اخبارات میں اور ریڈیو کے اوپر بہت شور مچاتے ہیں اور کاشت کاروں کو گمراہ کرتے ہیں مثلاً اس ضمن میں ماہرین کا خیال یہ ہے کہ وائٹ فلائی کے حوالے سے early spray نہیں ہونا چاہیے لیکن اس کی خوب تشہیر ہے اور ماہرین کے خیالات اور تجاویز کے برعکس ہمارے یہ ادارے جو حکومت کے کنٹرول میں بھی ہیں یہ اس کا بہت پروپیگنڈا کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے ایسی وائٹ فلائی اب موجود ہے جو ان دوائیوں کا اثر نہیں لیتی اور resistant ہو چکی ہے اس ضمن میں موثر co-ordination کی ضرورت ہے۔ جناب والا! ان ادویات کی حوالے سے بات کرتا ہوں۔ یہ ادویات بہت مہنگی ہیں اور ان میں بہت منافع ملتا ہے لہذا بہت ساری جعلی ادویات مارکیٹ کے اندر موجود ہیں لہذا اس کی موثر چیکنگ کا بندوبست ہونا چاہیے۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ملتان کے اندر ایک چھوٹی سی لیبارٹری ہے اور فیصل آباد کے اندر ایک بڑی لیبارٹری ہے لیکن جناب والا! کاٹن کا ایریا بہاول پور اور ملتان میں ہے وہاں پر ہی fulfledged laboratrics ہونی چاہییں اور پھر وہ کمپنیاں جو اس معاشی قتل کی ذمہ دار ہیں ان کو بلیک لسٹ کیا جائے اور جو افراد اس مکروہ کاروبار کے اندر ملوث ہیں جو لوگوں کو جعلی

ادویات پہنچاتے ہیں ان کو عبرت ناک سزائیں ملنی چاہیں اور اس بارے میں محکمہ زراعت اور محکمہ قانون کو لیجسلیٹن تجویز کرنی چاہیے اور اس ضمن میں حکومتی سطح کے اوپر مؤثر راہ نمائی ہونی چاہیے کہ کسان کون سا بیج استعمال کرے اور کون سی دوائی استعمال کرنی چاہیے اور کتنی مقدار میں استعمال کی جانی چاہیے اور کب اس کا استعمال ہونا چاہیے یہ ساری چیزیں حکومتی سطح پر ٹیک۔اپ ہونی چاہیں اور اس بارے میں کسان کی راہ نمائی ہونی چاہیے۔ لیکن یہ بات ہمارے علم میں آئی ہے کہ اس سیزن میں چالیس لاکھ گانٹھ کم پیدا ہوئی ہے۔ تو اس میں علاقوں میں جن غریب کاشت کاروں نے اپنا خون پسینہ بہایا اور اپنا سرمایہ لگایا لیکن کافی فصل تباہ و برباد ہو گئی۔ اس لیے حکومت کو ان کی امداد کا بندوبست کرنا چاہیے۔ اگر ان کے اس نقصان کو پورا نہیں کیا جائے گا تو ان کی حوصلہ شکنی ہو گی۔ جس طرح جب سیلاب آتا ہے تو حکومت بعض علاقوں کے اندر امداد مہیا کرتی ہے اسی طرح اس فصل کے حوالے سے بھی کہ جہاں جہاں اس کا نقصان ہو وہاں پر کاشت کار کو اس کے نقصان کا معاوضہ ملنا چاہیے۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ کھاد کی بات ہے کہ مثلاً جب زمین کو ڈی اے پی کھاد کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ کھاد مارکیٹ کے اندر دستیاب نہیں ہوتی اور جب اس کھاد کی ضرورت ختم ہو جاتی ہے تو وہ مارکیٹ کے اندر دستیاب ہوتی ہے۔ اور جب یوریا کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ مارکیٹ سے ناپید ہوتی ہے اور جب اس کی ضرورت ختم ہو جاتی ہے تو پھر وہ مارکیٹ کے اندر دستیاب ہوتی ہے۔ میں اس ضمن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے crop reporting department بنایا ہوا ہے۔ اور حکومت یہ کلیم کرتی ہے کہ اس کے پاس پورا data ہوتا ہے کہ اتنے ایریا میں کاٹن لگ رہی ہے' اتنی ایریا میں گندم لگ رہی ہے۔ تو اسی نسبت سے کاشت کے رقبے کے حوالے سے علاقے میں یہ کھاد کسان تک پہنچانے کا بندوبست ہونا چاہیے اور پھر اس کھاد کے اندر جو ملاوٹ ہوتی ہے اور جو وزن کم ہوتا ہے اس ضمن میں بھی اب تک جو چیکنگ کا سلسلہ ہے وہ کوئی خاطر خواہ نتائج نہیں لا رہا اور اب جب کہ گندم کا سیزن ہے میں بہاول پور کی مثال دے سکتا ہوں کہ وہاں کسان یوریا کے لیے سخت پریشان ہے۔ اور کسان ادھار لے کر بلیک میں کھاد لینے کے لیے تیار ہے لیکن اسے کھاد نہیں مل رہی۔ جناب سپیکر! یہ ہمارے لیے ریسرچ کے حوالے سے لمحہ فکریہ ہے کہ ترقی کی جتنی بھی منازل ہیں وہ تحقیق اور تلاش کے ذریعے سے ہی طے کی جا سکتی ہیں۔ لیکن اس ضمن میں جو ہمارا بجٹ ہے یا ہمارا اخراجات ہیں وہ انتہائی کم ہیں اور اس کاٹن کے حوالے سے کہ یہ ملتان اور بہاول پور میں زیادہ ہوتی ہے لیکن اس کا جو

بڑا ریسرچ سٹیشن ہے وہ فیصل آباد میں قائم ہے حالانکہ بڑے بڑے مراکز ملتان اور بہاول پور میں ہونے چاہییں۔ بہاول پور میں ایک کاٹن ریسرچ سنٹر ہے۔ گیارہ سال کے بعد اب اس کی مختصر سی عمارت تعمیر ہوئی ہے اور اس تعمیر کا فنڈ بھی پاکستان سنٹرل کاٹن کمیٹی نے فراہم کیا ہے۔ اور انہوں نے پنجاب حکومت سے ایک معاہدہ کیا تھا کہ بلڈنگ کی تعمیر ہم کرا کر دیتے ہیں اور اس کے بعد contigent اخراجات ہوں گے یا ریسرچ کے اخراجات ہوں گے' سٹاف ہوگا وہ پنجاب حکومت دے گی۔ لیکن یہ contigent فنڈ اور سٹاف نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس ضمن میں وزیر موصوف سے میری یہ درخواست ہوگی کہ وہ وہاں پر خاطر خواہ سٹاف کا بندوبست کرادیں۔ یہ بات بھی آئی کہ فیصل آباد سے چھوٹے سٹاف کو تبدیل کر کے وہاں لگا دیں گے لیکن جناب سپیکر! ایک دو تین چار سکیل کے ملازمین اگر فیصل آباد سے تبدیل کر کے بہاول پور بھیجے جائیں گے تو شائد وہ وہاں جا نہیں پائیں گے اس لیے میری ان سے یہی گزارش ہے کہ اس ریسرچ سٹیشن کے لیے اس اہم علاقے کے اندر نئی اسامیاں دی جائیں۔ پھر ایک میری تجویز یہ بھی ہے کہ جس طرح پاکستان ایگریکلچرل ریسرچ کونسل نے یہ فیصلہ کیا ہے اور یہ تجویز کیا ہے۔ کہ جہاں جہاں پہ بھی ریسرچ فارمز ہیں اس میں جو پیداوار ہوتی ہے اس کا پچاس فی صد حصہ اسی فارم کی ترقی اور ترویج پر لگایا جائے اور پچاس فی صد حکومت کے ریونیو میں دیا جائے۔ اگر ہمارے وزیر اسی تجویز کو پنجاب حکومت میں بھی عمل درآمد کروا دیں تو اس سے ہمارے فارم خاطر خواہ فنڈز خود بخود generate کر لیں گے۔ اس طرف بھی توجہ ہونی چاہیے۔ ہمارے بہاول پور سنٹر کے اندر ریسرچ ہو رہی ہے لیکن وہاں کاسنٹر جننگ مشین سے محروم ہے۔ اس ضمن میں میری یہی گزارش ہے کہ آئندہ بجٹ کے اندر وزیر موصوف ہمارے سنٹر کو جننگ مشین بھی فراہم کریں اور وہاں پر جیپ اور ٹریکٹر فراہم کر دیے ہیں لیکن اس کا ڈرائیور موجود نہیں ہے تو یہ ڈرائیور بھی وہاں پر فراہم کیا جائے۔ یہی چند معروضات تھیں جو میں نے وزیر موصوف کے سامنے پیش کر دی ہیں۔ شکریہ! حاجی سردار خان صاحب ذرا مختصر وقت میں اظہار خیال فرمائیں۔

حاجی سردار خان، شکریہ جناب سپیکر!

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! میں نے بھی اپنا نام دیا ہوا ہے۔ اور میں نے بار بار کہا ہے کہ میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، حاجی صاحب کے بعد آپ اظہار خیال فرمائیے گا۔

حاجی سردار خان، میں کوشش کروں گا کہ ایسی باتیں کروں جو repeat نہ ہوں۔ صرف اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہ یہاں وزیر زراعت بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ بیشتر آبادی دیہات میں رہتی ہے اور وہ وزراعت سے متعلق ہے اور اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ وہ قریب المرگ ہے۔ جب سے پاکستان بنا ہے وہ بحیثیت ایک کارکن محنت کر رہا ہے اور پیداوار دے رہا ہے۔ لیکن اس کا آج تک کوئی خیال نہیں کیا گیا۔ اس کے لیے ہمیں بڑا اطمینان تھا کہ جناب وائیں صاحب کوئی پالیسیاں دیں گے لیکن انہوں نے کافی سوچ بچار کی ہے اور اپنا تمام صوابدیدی فنڈ زراعت کے لیے مختص کر دیا ہے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے لیکن مزید بھی کچھ سوچنے کی ضرورت ہے۔ آج جو حالات درپیش ہیں میں چند ایک ضروری تجاویز اس لیے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جناب سپیکر! قصور ضلع کی یہ مشکل ہے کہ یہاں 18 فی صد حصہ کارپوریشن کو دیا جاتا ہے وہ کھاد تو وہاں پہنچ جاتی ہے لیکن باقی 82 فی صد ایجنسیوں کو دیا جاتا ہے، قصور میں کسی ایجنسی کا کوئی ڈپو نہیں ہے۔ وہ یا تو گوجرانوالہ میں لگتے ہیں یا اوکاڑہ میں ہیں۔ جو ڈیلر کھاد بک کراتے ہیں وہ وہاں سے بلیہ دے کر یہاں کھاد پہنچاتے ہیں۔ اور پھر جب ان پر پابندی لگا دی جاتی ہے کہ وہ کنٹرول ریٹ پر بیچیں تو وہ اپنے ڈپو پر نہیں بلکہ کسی اور ڈپو پر رکھ کے وہ بلیک کر کے منافع کماتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ سارے پنجاب میں ہی کھاد بلیک ہو رہی ہے، سارے پنجاب میں کھاد کی قلت بھی پیدا ہوئی ہو گی لیکن قصور کی مشکل یہ ہے کہ قصور کی کھاد بھی قصور میں نہیں پہنچتی۔ جس کے لیے میں گزارش کروں گا کہ قصور ضلع کی کھاد بروقت قصور میں پہنچانے کا بندوبست کیا جائے۔ دوسری بات جناب والا یہ ہے کہ ابھی پچھلے دنوں اخباروں میں یہ خبر چھپی ہے کہ 60 لاکھ ٹن گندم باہر سے منگوائی جا رہی ہے جس پر زرمبادلہ خرچ کیا جائے گا۔ اور میرے خیال میں یہ گندم 240 یا 250 روپے کے ریٹ پر منگوائی جائے گی۔ ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ پنجاب یا پاکستان کا کسان جو کہ گندم پیدا کرتا ہے اس کو یہ ریٹ کیوں نہیں دیا جاتا؟ اگر اس کا ریٹ بڑھایا جائے تو آپ کو گندم باہر سے نہیں منگوانی پڑے گی لیکن اگر صورت حال یہی رہی تو پھر آپ تمام کی تمام گندم باہر سے منگوانے پر مجبور ہوں گے۔ اور آپ کو یہاں سے گندم نہیں ملے گی۔

اس کے علاوہ جناب والا! میرے ضلع میں دو شوگر ملیں ہیں۔ میرا علاقہ گنے کا علاقہ ہے یہاں بہت زیادہ گنا پیدا ہوتا ہے۔ اور اس سال وفاقی حکومت نے بڑی مہربانی کی ہے۔ اس وقت کھاد

کی قیمتیں بڑھ چکی ہیں' ٹریکٹر کی قیمت بڑھ چکی ہے۔ اور اگر آپ بازہ سے روسی ٹریکٹر لیں تو آپ کو صرف 90 ہزار روپے میں ملتا ہے لیکن اگر آپ ٹریکٹر بنک سے لیں تو آپ کو پونے دو لاکھ میں ملے گا۔ یعنی اتنا زیادہ ٹیکس ٹریکٹر پر لگا دیا گیا ہے جو کہ زمین دار کی ایک ضرورت ہے اس پر اتنا ٹیکس لگانا ایک زیادتی ہے زمین دار کو تو اس کی سہولت دینی چاہیے۔ آپ جتنی زیادہ سہولتیں زمین دار کو پہنچائیں گے اتنی ہی وہ زیادہ پیداوار دے گا۔ اور اس سے آپ کا ملک خوش حال ہو سکتا ہے۔ اس سال گنے کی قیمت صرف 75 پیسے بڑھائی گئی ہے۔ ملوں میں مقابلہ شروع ہوا تو ملوں نے کرائے کے طور پر ریٹ زیادہ دینا شروع کر دیے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گنا بجائے 17 روپے کے 21,20,19 اور 22 روپے تک گنے کی قیمت چلی گئی۔ پھر مل مالکان نے کوشش کر کے اپنی ایسوسی ایشن میں یہ طے کیا کہ ہم 17 روپے سے زیادہ ریٹ نہیں دیں گے۔ جس کے نتیجے میں زمین داروں نے گنا بند کر دیا اور اب پھر یہ مل مالکان 23 اور 24 روپے من لے رہے ہیں۔ جب یہ 23 اور 24 روپے من گنا خرید کر اس میں سے وہ منافع نکال سکتے ہیں' اس میں سے وہ بچت کر سکتے ہیں تو پھر زمین دار کو اس کا معقول ریٹ کیوں نہیں دیا جاتا۔ اس کے لیے وزیر زراعت کی رہنمائی میں' ان کی سرکردگی میں پنجاب اسمبلی کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو وفاقی حکومت سے جا کر مذاکرات کرے کہ ہمیں گندم کے مناسب ریٹ دیے جائیں۔

اس کے علاوہ جناب والا! میں ایک اور بات کروں گا' شاید یہ آپ کے علم میں بھی ہو کہ زمین دار جو ہے وہ قرضہ لینے پر مجبور ہے' کھاد کے لیے' ٹریکٹر کے لیے' ٹیوب ویل کے لیے زمین دار قرضہ حاصل کرتا ہے۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اس کی فصل پر کوئی آفت آ جاتی ہے جیسے یہ کپاس کی وائرس یا گندم کی فصل سیلاب سے متاثر ہو جائے' زالہ باری ہو سکتی ہے جس سے زمین دار کو مشکل پیش آ جاتی ہے۔ اور میں نے پچھلے اجلاس میں بھی یہ گزارش کی تھی کہ جو قرضہ شارٹ ٹرم' یعنی جو قرضہ چھ مہینے کی مدت کا ہوتا ہے مثلاً کھاد وغیرہ کے لیے زمین دار لیتا ہے اس پر سود قطعی نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن اس پر 12 فی صد سود لیا جاتا ہے جب کہ جو قرضہ صنعت کار حاصل کرتا ہے اس پر 7 فی صد سود لیا جاتا ہے لیکن زمین دار سے 12 فی صد سود لیا جاتا ہے۔ اور پھر یہ کہ اگر کوئی زمین دار کسی وقتی مجبوری کے پیش نظر یہ قرضہ وقت پر ادا نہیں کر سکتا تو اس کا کیس کورٹ میں بھیج دیا جاتا ہے۔ اور پھر اس کیس کی فیس 25 ہزار بھی اس زمین دار کے ذمہ ڈال دی جاتی ہے۔ جب کہ اس

زمین دار نے اس قرضے کی سیکورٹی کے لیے اپنی زمین دی ہوئی ہے اس کی ضمانت دی ہوتی ہے اور اس سے ہرصورت میں یہ قرضہ وصول کیا جا سکتا ہے بلکہ اگر کوئی آدمی defaulter ہوتا ہے تو تحصیل دار' یا ڈی سی اس کو پکڑ کر جیل میں ڈال دیتے ہیں۔ پھر اس کا کیس کورٹ میں بھجوا کر اسے مزید 25 ہزار روپے جرمانہ کیوں کیا جا رہا ہے؟ اس سلسلے میں بھی وفاقی حکومت سے بات کرنی چاہیے۔ اسی لیے میں نے گزارش کی تھی کہ وزیر زراعت کی رہنمائی میں ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو کہ مرکز میں جا کر مذاکرات کرے اور ہمیں جو تکالیف واقعی درپیش ہیں وہ وہاں پر پیش کی جائیں اور ان سے اس سلسلہ میں سہولتیں حاصل کی جائیں۔ شکریہ۔

جناب غلام سرور خان، شکریہ جناب سپیکر! جناب سپیکر میں وقت کی کمی کے پیش نظر اپنی چند گزارشات مختصراً وزیر زراعت کی خدمت میں پیش کروں گا۔ جناب والا! جیسا کہ آج کا یہ دن کپاس کے وائرس کے لیے مختص کیا گیا ہے میرا تعلق تو بارانی علاقہ کے ساتھ ہے میں جنرل بات کروں گا' اس وائرس کی بات کروں گا جس وائرس نے زراعت یا زراعت سے منسلک طبقے کو 1985ء سے اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ اس وائرس کی بات کروں گا جس وائرس نے بدقسمتی سے ہمارے ملک کی تمام معیشت کو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے۔ اور وہ وائرس کیا ہے؟ یہ ایوان زراعت سے منسلک طبقے کا ایوان ہے اور مجھے افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ جس دن سے اس صوبہ پنجاب میں ایک غیر زراعت پیشہ فرد نے عنان حکومت سنبھالا ہے اسی دن سے زراعت اور زمین دار کا استحصال کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! ریکارڈ پر یہ بات موجود ہے کہ تمام دنیا میں' تمام ترقی پذیر ممالک میں۔۔۔ قطع کلامیاں

سید واجد علی شاہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، سید واجد علی شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید واجد علی شاہ، جناب سپیکر! خان صاحب کو بھول گیا ہے یاد دلانے کے لیے میں عرض کرتا ہوں کہ وائرس وہ تھا جس نے 1970ء سے لے کر 1977ء تک اس ملک کو تباہ کیا' ملک کی معیشت کو ملک کی زراعت کو تباہ کیا۔ جناب والا! اس وائرس کا علاج 1985ء میں تلاش کیا گیا۔ اور پھر اس وائرس کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا گیا۔ جناب سپیکر! ہمارے قائد محمد نواز شریف نے زرعی شعبہ میں کسان کی خوش حالی کے لیے' ہاریوں کو زمینیں دینے کے لیے جو اقدامات کیے ہیں آج تک ایسے اقدامات کرنے کسی کو نصیب نہیں ہوئے۔

جناب غلام سرور خان، شاہ صاحب! آپ ایک آدمی کی خوشامد کریں' آئی جی کی خوشامد کریں' پولیس کی خوشامد کریں' کسی ایک اتھارٹی کی خوشامد کریں۔ جناب آپ ہر خوشامد میں پیش پیش نہ رہا کریں۔

جناب چیئرمین، براہ کرام اصل موضوع پر بات کی جائے۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! میں تو زراعت پر جو ایک وائرس لگا ہے اس پر بات کر رہا تھا۔

سید واجد علی شاہ، جناب سپیکر! میں نے بھی ایک وائرس کی ہی بات کی تھی۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ برائے مہربانی متعلقہ موضوع پر ہی بات کی جائے۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! میں تو جنرل بات کر رہا ہوں اس ملک کی زراعت کے متعلقہ پالیسی پر بات کر رہا ہوں۔ اور جو زراعت پر وائرس لگا ہوا ہے اس پر بات کر رہا ہوں۔ میں کسی کی ذات پر' کسی فرد واحد پر بات نہیں کر رہا۔

ملک احمد علی اولکھ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی ملک صاحب! ارشاد فرمایئے۔

ملک احمد علی اولکھ، جناب جو فیڈرل کوآپریٹو بنک ہے وہ پراونشل کوآپریٹو بنک کو قرضے دیتا ہے زیادہ تر کاشت کار یہی لیتے ہیں اور جب جنرل ضیاء الحق کی حکومت تھی تو یہ قرضے without interest تھے لیکن جب 1988ء میں پیپلز پارٹی کی حکومت نے اقتدار سنبھالا تو انھوں نے اس پر سود لگا دیا۔ اور اگر اسی طرح بات چلائی جائے تو کافی دور تک چلی جائے گی لہذا صرف متعلقہ موضوع پر بات کی جائے۔

جناب غلام سرور خان، میں اپنے دوست کی اطلاع کی لیے عرض کرتا ہوں۔ کہ جو کوآپریٹو سوسائٹی بلا سود قرضے دیا کرتی تھی وہ 1985ء میں withdraw کیے گئے ہیں۔ میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ یہ 1985ء میں کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا کہ دنیا کے تمام ترقی پذیر اور ترقی پسند ممالک میں زراعت کی inputs پر' زراعت کے instruments پر' fertilizer پر' pesticides پر subsidy دی جاتی ہے۔ تمام دنیا میں یہ بات موجود ہے لیکن افسوس کے ساتھ یہ بات کہنا پڑتی ہے کہ 1985ء سے میں پھر یہ بات کہوں گا ریکارڈ پر یہ بات موجود ہے کہ 1985ء سے بتدریج کھاد پر subsidy واپس لی جا

رہی ہیں۔ pesticides پر subsidy واپس لی جا رہی ہیں۔ گندم کا بیج ہر سال 40 فی صد increase کر رہا ہے۔ جناب سپیکر! اس سال جو سیزن گندم کا دوران بوائی تھا اس میں اعلان کیا گیا تھا کہ گندم کا بیج 40 فی صد subsidised rate پر دیا جائے گا لیکن میں ایک عینی شاہد ہونے کی حیثیت سے' ایک کاشت کار ہونے کی حیثیت سے' میں نے یہ بات وزیر زراعت کے نوٹس میں بھی لائی تھی کہ اعلان کے باوجود فتح جنگ مرکز پر آپ کے ڈپو' سرکاری ڈپو' تمام ایجنسیاں سابقہ ریٹوں پر ہی بیج فراہم کر رہی ہیں۔ جناب سپیکر! ہمارے ملک میں اس سے بڑھ کر کسان کے ساتھ اور کیا زیادتی ہوسکتی ہے؟ اگر آپ کوئی انڈسٹری لگانا چاہیں چاہے وہ سمال انڈسٹری ہو۔۔۔

جناب چیئرمین: مزید 15 منٹ ٹائم بڑھایا جاتا ہے۔

جناب غلام سرور خان: تو اس کے لیے آپ کو ملک کے تمام ادارے' مالی ادارے 6 یا 7 فی صد کے حساب سے قرضہ دیتے ہیں۔ جب کہ زراعت سے منسلک طبقے کو زرعی ترقیاتی بنک جو کہ پہلے ساڑھے بارہ فی صد کے حساب سے قرضہ دیا کرتا تھا موجودہ حکومت کی مہربانی سے اب زمین داروں کو ساڑھے تیرہ فی صد کے حساب سے قرضے دیے جا رہے ہیں اور جناب سپیکر! میں بارانی علاقے کے زمین دار کی بات کروں گا کہ کوئی بھی ایسا زمین دار نہیں چاہے وہ چھوٹا کاشت کار ہے چاہے بڑا زمین دار ہے کہ جس نے زرعی ترقیاتی بنک سے قرضہ لیا ہو اور اپنی فصل سے اور اس فصل کی آمدن سے اس نے قرضہ واپس کیا ہو بلکہ اس نے اپنی زمینیں بیچ کر اپنی جائیدادیں بیچ کر اس قرضے سے خلاصی کرائی ہے جناب سپیکر! میرے دوست بار بار اس طرف اشارے کر رہے ہیں کہ کم ٹائم لیا جائے میں ان کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے صرف تجاویز دوں گا۔ جناب سپیکر! اس اجلاس میں میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر وزیر زراعت سے ایک عرض کیا تھا کہ ایوان زراعت پنجاب نے اپنی جو سفارشات وفاقی حکومت کو بھیجی ہیں ان کی کاپی اس ایوان کو دی جائے یا اس ایوان کو بتایا جائے میری استدعا ہوگی کہ وفاقی حکومت کو جو بھی سفارشات بھیجی گئی ہیں ان سفارشات میں سے کتنی سفارشات پر عمل ہوا ہے اور وہ کون سی سفارشات ہیں یہ معزز ایوان کو بتائی جائیں۔ جناب والا! اس کے علاوہ ہمارے بارانی علاقے کی ترقی کے لیے ایک سیکنڈ بارانی پراجیکٹ شروع کیا گیا ہے۔ اور وہ سیڈ پراجیکٹ ہمارے بارانی علاقے کی صرف تین تحصیلوں میں شروع کیا گیا ہے تحصیل فتح جنگ' تحصیل شکر گڑھ اور تحصیل سوہاوہ' سوہاوہ والے تو اس سے پہلے بھی مستفید ہو رہے ہیں جناب سپیکر! اب تھرڈ بارانی

پراجیکٹ شروع ہونے والا ہے اس میں میری استدعا ہے کہ تمام بارانی علاقے کو اور بالخصوص راولپنڈی کی باقی تحصیلوں کو اس تھرڈ بارانی پراجیکٹ میں شامل کیا جائے اس کے ساتھ ہی اجازت چاہوں گا۔

جناب چیئرمین، جناب وزیر زراعت جو کہ زراعت کے مسائل میں بخوبی واقفیت رکھتے ہیں اپنے ارشادات فرمائیں۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے گزارش کرنے کے لیے ٹائم عنایت فرمایا۔ جناب والا! میں دل کی گہرائیوں سے عرض کر رہا ہوں کہ آج فاضل اراکین اسمبلی نے جتنے مفید خیالات کا اظہار کیا ہے ان سے میرے علم میں اضافہ ہوا ہے میں اس بات کو تسلیم کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا ہمارے فاضل دوستوں نے آج بہت اہم تقاریر کی ہیں آخر میں تھوڑی سی تلخی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے ورنہ بہت ہی خوبصورت تقاریر ہوئی ہیں میں فاضل ممبران کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے ہمارے محکمے کی اور خاص طور پر میری راہ نمائی فرمائی اور جناب سپیکر! زراعت کے محکمے کو ریسرچ کو ریسرچز کو سائنس دانوں کو اور خاص طور پر پنجاب کے سائنس دانوں کو جس طرح لتاڑا گیا ہے میرے خیال میں یہ کوئی قرین انصاف نہیں ہے اس سلسلے میں میں آپ کے سامنے چھوٹی چھوٹی ایک دو مثالیں پیش کروں گا آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا کیونکہ ممبران پہلے ہی بڑے تھک گئے ہیں جناب سپیکر! آپ خود زمین دار ہیں اور فاضل ممبران جو اس وقت معزز ایوان میں تشریف رکھتے ہیں بیشتر کا تعلق زراعت پیشہ سے ہے اور یہ سارے کے سارے گواہ ہیں کہ اس ملک کے اندر اور خاص طور پر صوبہ پنجاب کے اندر جہاں میری ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے میں خود زمین دار ہوں کہ بہت اچھے زمین دار بہت اچھے کسان 10 سے 12 من فی ایکڑ کپاس کی اوسط لیا کرتے تھے جناب والا! وہ کون سا معجزہ ہوا ہے کہ 13، 12 من سے 40 من 50 من 60 من کپاس آپ اور دوسرے شرکاء جو اس پیشے سے منسلک ہیں وہ لے رہے ہیں اس میں سائنس دانوں کی کاوشیں بھی شامل ہیں کبھی کبھی ان کی تعریف بھی ہو جانی چاہیے تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو سکے۔ جناب والا! اس وقت ملک کی کل کپاس کا 89 فی صد پنجاب پیدا کرتا ہے اگر صوبہ پنجاب میں سائنس دانوں نے کوئی کام ہی نہ کیا ہوتا تو میں اس کے ثبوت میں یہ نگرز پیش نہ کرتا۔ جناب والا! ہمارا ایک ضلع وہاڑی تمام صوبہ سندھ سے زیادہ کپاس پیدا کر رہا ہے اور پھر اس طرح کہنا کہ کوئی کام ہی نہیں ہو رہا یہ بڑی عجیب سی بات ہے---

جناب چیئرمین، اس میں کاشت کاروں کی بھی بڑی ہمت ہے جہاں سائنس دانوں نے زرعی ماہرین نے ہمت کی ہے وہاں کاشت کاروں نے بھی بڑی ہمت کی ہے۔

وزیر زراعت، جناب والا! بلاشبہ مجھے اس میں ذرہ بھر بھی اختلاف نہیں ہے کبھی کوئی فوجیں اسلحے سے نہیں لڑا کرتیں فوجیں ہمیشہ جذبہ سے لڑا کرتی ہیں' جب فوج میں جذبہ ہی نہ ہو تو اس نے لڑنا کیا ہے۔ مجھے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، لہذا وہاڑی کے کاشت کاروں کی بھی تعرف کرنی چاہیے

وزیر زراعت: سبھی کاشت کار مبارک باد کے مستحق ہیں۔ لیکن جناب والا! جو طبقہ کاشت کاروں کی رہ نمائی کرتا ہے ان کی بھی تھوڑی سی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔ جناب والا! جو خاص طور پر آج کا موضوع تھا وہ وائرس کا تھا اس کی تھوڑی سی بریف ہسٹری میں آپ کو عرض کر دوں کیونکہ کچھ فاضل دوست کہتے ہیں کہ اس پر کوئی کام نہیں ہوا اور اس پر کوئی progress نہیں ہے۔ جناب والا! دنیا کے تمام ریسرچ کے وہ ادارے جو کروڑ ہا روپے ریسرچ کے اوپر خرچ کر رہے ہیں ان کی بھی وائرس کے معاملے میں progress دیکھیں تو آپ کو بہت زیادہ نمایاں نظر نہیں آئے گی۔ میں صرف اس کی ہسٹری آپ کو عرض کروں گا کہ 1912ء میں نائیجریا میں Mr Fargu Hudson نامی ایک آدمی نے پہلی بار وائرس کو detect کیا اور 1924ء میں سوڈان میں اس کا پتہ لگایا گیا کہ یہ ایک serious بیماری ہے اس کے بعد 1926ء میں دو سائنس دانوں pigmanson اور Jones جنہوں نے تنزانیہ میں اس کی دریافت کی یہ بیماری بڑی خطرناک ہے اور 1934ء میں سوڈان میں باقاعدہ اس کی تصدیق کی گئی کہ یہ بڑا ہی خطرناک وائرس ہے اور 1960ء کی دہائی میں جزیرہ کے علاقے میں کاٹن کی فصل پوری طرح سے cotton virus کی لپیٹ میں آ گئی۔ جناب والا! انہوں نے 15 سال کی کاوش کے بعد جو ٹیکنالوجی دریافت کی اس کے بارے میں میں جناب والا کو اور پورے معزز ایوان کو آگاہ کرنا چاہوں گا کہ 15 سالوں کی کاوشوں کے بعد جو انہوں نے حل بتائے وہ کیا تھے ایک حل تو انہوں نے یہ بتایا کہ جو وہاں متبادل پودے ہیں ان کو تلف کر دیا جائے اور سفید مکھی کو سپرے سے کنٹرول کیا جائے اور جو بہتر طریقہ ہائے کاشت ہے اس کو اپنایا جائے اور انہوں نے جو اس کا چوتھا حل بتایا ہے وہ بڑا خوف ناک ہے ہم اس کو afford نہیں کر سکتے انہوں نے سوڈان میں کپاس کی کاشت کو تین سال تک بند کر دیا چونکہ ہماری ملک کی پوری معیشت کپاس کے اوپر کھڑی ہے اس لیے ہم اسے

بند تو کر نہیں سکتے لیکن جو پہلے حل ہیں میں ان کے بارے میں عرض کروں گا کہ ہمارے سائنس دانوں نے کیا کاوشیں کی ہیں اور ہم نے اس معزز ایوان کے سامنے کیا کیا تجاویز پیش کرنے کی کوشش کی ہے جناب والا! ہمارے پنجاب میں 1991ء میں پہلی بار اس کا ایک دیکھنے میں آیا اور ہمارا 351 ہزار ایکڑ رقبہ متاثر ہوا اس میں تین اضلاع خانیوال ملتان اور وھاڑی متاثر ہوئے۔ 1992 میں یہ زیادہ پھیلی اور تین لاکھ ایکڑ رقبہ پنجاب بھر میں متاثر ہوا جن علاقوں میں اس کا بہت زیادہ ایک آیا وہ میاں چنوں، تلمبہ بہ سلطان پور، یہ علاقے بہت بری طرح متاثر ہوئے اور جناب والا! پنجاب میں 92-1991ء میں 11417 لاکھ گانٹھیں پیدا ہوتی تھیں آج ان کا حشر یہ ہوگیا ہے کہ 93-1992 میں ہم 85 لاکھ گانٹھ متوقع کر رہے ہیں جو یہ صورت حال ہے یہ بڑی تشویش ناک ہے اس پر ہمارے سارے سائنس دان اور ہماری حکومت پوری پوری کاوشیں کر رہی ہے نہ صرف کارروائی کی حد تک بلکہ عملی طور پر کر رہی ہے وہ میں جناب والا! کو عرض کرتا ہوں تحقیق کے سلسلے میں زرعی ترقی کے ادارے کے ماہرین نے سکاٹ لینڈ کے ریسرچ انسٹی ٹیوٹ سے رابطہ کیا اور 38 نمونہ جات وہاں بھیجے جن سے یہ معلوم ہوا کہ جن کا ذکر ہمارے فاضل دوست ڈاکٹر غاور علی شاہ کر رہے تھے کہ اس کو Gemni Virus Group سے attach سمجھا گیا ہے کہ یہ جو وائرس ہے اس کا Gemni Group کے ساتھ تعلق ہے۔ جناب والا! کسی بیماری کو detect کرنے میں اتنا وقت لگتا ہے کہ وہ کام داد کے مترادف ہے فوراً ایسے پتہ نہیں چل جاتا کہ بیماری کیا ہے تو جب بیماری diagnose ہو جائے تو آدمی علاج کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے سائنس دانوں نے اس میں ایوب ریسرچ سنٹر فیصل آباد بھی شامل ہے انہوں نے اسے leaf grafting کرنے کا ایک طریقہ ایجاد کیا اس کے علاوہ ادارہ ہذا کے جو ماہر الحشرات ہیں انہوں نے سفید مکھی کی وساطت سے transmission میں تجربہ کیا ہے جو بڑا کامیاب رہا ہے۔ اس کے بعد چوتھا جو ریسرچ کے بعد معلومات حاصل کی ہیں وہ یہ ہیں کہ بیماری کے متبادل جو وہاں میزبان پودے ہیں، ان کو elisa technique کے ذریعے شناخت کیا ان میں دو پودے جن میں سن ککڑا اور کنرل انتہائی مہلک ثابت ہوئے ہیں جن علاقوں میں یہ پائے جاتے ہیں وہاں بیماری زیادہ پھیلتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر! ماہرین نے موجودہ اقسام میں سے قوت برداشت رکھنے والی اقسام کی چھان بین کی ہے۔ مثلاً ایف۔ایچ 87 ایف ایچ 682 ایم این ایچ 741 ایم این ایچ 93 بی ایچ 36 نایاب 78 سی آئی ایم 109 سی آئی ایم 240 تحقیق کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ بیماری کے خلاف resist کر سکتی ہیں۔ لہذا

ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ زمین داروں کو اس سے روشناس کروایا جائے اس کے بچ پر زیادہ توجہ دی جائے تاکہ فصل میں بیماری کم پھیلے اور زمین دار نقصان سے بچ سکے۔

اس میں جناب والا! سائنسدانوں کے ساتھ مل کر ہم نے جو strategy بنائی ہے اس کے مطابق دو قسم کے منصوبے ہیں ایک تو طویل المیعاد ہیں جو کہ لمبے عرصے کے لیے کرنے پڑیں گے۔ اس کے متعلق تین چار باتیں انہوں نے فرمائی ہیں۔ ایک تو قوت مدافعت رکھنے والی اقسام دریافت کی جائیں' جس پر بیماری کم حملہ کرتی ہو اور پیداوار بھی ٹھیک دیتی ہوں۔ پہلی تجویز تو یہ ہے۔ دوسرا جناب والا! یہ ہے کہ قوت مدافعت رکھنے والی اقسام جب تک دریافت نہیں ہوتیں تب تک tolerant variety جن میں زیادہ قوت برداشت ہے ان کو بویا جائے تاکہ اس سے پیداوار میں بھی فرق نہ پڑے اور بیماری بھی کم پھیلے۔ اس کے علاوہ جناب والا! کاٹن ریسرچ انسٹیٹیوٹ فیصل آباد اور کاٹن ریسرچ انسٹیٹیوٹ ملتان میں یہ کام ہو رہا ہے اور انہوں نے اس سلسلے میں پانچ نئی اقسام دریافت کی ہیں جس میں ایف۔ایچ 628 ایف ایچ 643 ایف ایچ 645 ایف ایچ 646 ایف ایچ 672 موجود ہیں اور کاٹن ریسرچ انسٹیٹیوٹ ملتان جس کا ابھی ذکر ہو رہا تھا انہوں نے دو اقسام دریافت کی ہیں جو ایم۔این۔ ایچ 429 اور ایم این ایچ 439 ہیں۔ اس کے علاوہ جناب والا! بہار ایک ادارہ ساہیوال میں ہے جنہوں نے ایک ورائٹی تجویز کی ہے ایل ایچ ایس ون' جو وائرس کے خلاف قوت مدافعت رکھتی ہے۔اس کے علاوہ جناب سفید مکھی کا خاتمہ فصل بونے سے پہلے کرنا چاہیے' کیونکہ اس پر ماہرین نے بہت زور دیا ہے۔ یہ تو جناب سپیکر! وہ طریقے ہیں جن کے لیے ایک مدت درکار ہے دوسرا طریقہ جس پر ہمارے سائنسدانوں نے کام کیا ہے وہ قلیل المیعاد منصوبہ ہے جو کہ ہم تھوڑی مدت میں کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں جو چند امور ہیں وہ میں جناب والا! ایوان کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں۔ ایک تو یہ ہے کہ سفید مکھی کو کنٹرول کیا جائے' اس کو سپرے سے ختم کیا جائے اور میزبان پودوں تلفی کی جائے۔ میزبان پودے host plant ہیں ان کو ختم کر دیا جائے۔ اس کے علاوہ جناب والا! جڑی بوٹیوں کو تلف کرنا ہے۔ اس سے بھی بیماری آگے پھیلتی ہے۔ اسی طرح خالی کھیتوں یا ربیع کی فصلات میں کپاس کی کھوڑ کو ختم کرنا ہے پانچویں تجویز جناب سپیکر یہ ہے کہ پھل دار درخت کے قریب کپاس کی کاشت نہ کی جائے۔ اس طرح سے بیماری آگے پھیلتی ہے۔ چھٹی تجویز یہ ہے کہ زیادہ بیماری والے علاقے میں زیادہ اثر پذیر والی اقسام کاشت نہ کی جائیں۔ یعنی کپاس کی کاشت بالکل ختم کرنے کی

بجائے وہ ورائٹی کاشت کی جائے جو بیماری کے خلاف قوت برداشت رکھتی ہو۔ اس میں مثلاً ایس 12 ہے۔ سی آئی ایم 70 ہے اور نایاب 26 ہے۔

جناب والا! یہ چند ایک اقدامات ہیں' اس سلسلے میں ہم نے ایک پورا کتابچہ بھی آج اس معزز ایوان میں پیش کرنا تھا' اور اس کی تجویز سیکرٹری اسمبلی کو دی تھی اس میں آج کچھ کوتاہی ہو گئی ہے' کل انشاء اللہ یہ پورا کتابچہ ایوان میں تقسیم کر دیا جائے گا اس میں پوری تفصیل ہے کون سی ورائٹی کہاں پر کاشت کی جانی چاہیے۔ کل انشاء اللہ فاضل ممبران کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔ آج جو کوتاہی ہوئی ہے اس کے لیے سیکرٹری اسمبلی کے متعلق تو کچھ کہنا مناسب نہیں ہو گا' میں ہی معذرت کر لیتا ہوں۔ کل انشاء اللہ یہ سارے فاضل اراکین تک پہنچا دیں گے۔

اس کے بعد جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ بیماری کے خلاف قوت برداشت رکھنے والی اقسام ہیں جو میں نے پہلے ہی عرض کر دی ہیں۔ کپاس کی دو تین اقسام اس طرح کی ہیں جو کہ بیماری کے پھیلاؤ کو روک سکتی ہیں۔ تیسری بات جناب والا! بیسٹ مینیجمنٹ ہے۔ اگر فصل پر بہترین طریقے سے مینیجمنٹ کی جائے یعنی وقت پر کھاد دی جائے' وقت پر پانی دیا جائے اور جڑی بوٹیوں کو تلف کیا جائے' پودا اگر صحت مند ہو گا تو وائرس اثر نہیں کرے گا۔ جیسا کہ ایک صحت مند آدمی پر وائرس کا حملہ نہیں ہوتا' بندوں میں سے بھی وائرس جس پر حملہ کرتا ہے کمزور آدمیوں پر پہلے کرتا ہے' اور جو تندرست آدمی ہوتا ہے مثلاً سہیل ضیاء بٹ صاحب کو چھوٹا موٹا وائرس اثر نہیں کر سکتا۔ اس طرح سے اگر پودا بہت صحت مند ہو گا تو اس کے اوپر بھی وائرس کا حملہ کم سے کم ہو گا۔ اس لیے محکمے نے بیسٹ مینیجمنٹ تجویز کی ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور بات جو ہمارے محکمے نے اور ہمارے دوستوں نے عرض کی ہے اور جناب سپیکر! میں نے خود بھی باہر فیلڈ میں جا کر دیکھا ہے۔ جس زمین دار کی فصل پر وائرس کا حملہ ہو گیا بالکل بد دل ہو کر اور ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئے' جیسے اب فصل تو بالکل ہونی ہی نہیں ہے وہاں تو پھر فصل خراب ہی ہو گی۔ جہاں زمین داروں نے کاشت کار بھائیوں نے اس فصل کو بچانے کے لیے پوری کوشش کی ہے۔ فصل کو پوری خوراک دی ہے' پوری کھاد دی ہے وہاں پر جناب سپیکر! کم از کم آدھے سے بھی زیادہ فصل بچا بھی لی ہے اور کم از کم پچاس فی صد پروڈکشن بھی حاصل کر لی ہے۔ لیکن جہاں پر زمین دار یا کاشت کار بھائی دل چھوڑ گئے ان کی ساری کی ساری فصل

خراب ہو گئی ہے۔ لہذا یہ بھی ایک تجویز ہے کہ اگر خدانخواستہ کہیں پر وائرس کا حملہ ہو بھی جائے تو دل چھوڑنے کی بجائے اس فصل کو زیادہ سے زیادہ خوراک دینی چاہیے تاکہ اس میں سے کچھ تو بچ سکے۔ جناب سپیکر! ایک آخری تجویز یہ ہے' جناب سپیکر! ایک دو باتیں اس ہاؤس میں عرض کرنا چاہوں گا۔ جناب غلام سرور خان اور ایک اور دوست نے بھی یہ بات کی ہے۔ جو کام ہو رہا ہو اس کی تعریف نہ کرنا میرے نزدیک بڑا بخل ہے اور میں نے زندگی میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔ جناب سپیکر! حکومت کے ان عہدیداروں سے جو کچھ دے سکتے ہیں جب بات کی تو انہوں نے کبھی بھی اس معاملے میں انکار نہیں کیا۔ وزیراعلیٰ پنجاب نے اس خاص مقصد کے لیے 3 کروڑ 40 لاکھ روپے سپیشل فنڈز سے اس کے تدارک کے لیے ریلیز کروائے۔ فیصل آباد میں ایک ریسرچ انسٹیٹیوٹ جو پہلے بھی کام کر رہا ہے۔ انہیں خاص طور پر اس مقصد کے لیے یہ رقم دی ہے کہ آپ اس پر ریسرچ کریں اور اس مسئلے کا کوئی حل نکالیں۔ پھر جو لوگ کام کر رہے ہیں ان کو کم از کم یہ نہیں کہنا چاہیے کہ وہ غیر کاشت کار ہیں۔ میں اگر اس معزز ایوان کے دوستوں سے سوال پوچھوں تو اس کا جواب بھی کوئی خاص مثبت نہیں ہو گا' میں نے بھی مختلف ادوار دیکھے ہیں چاہے میں طالب علم بھی تھا' اور اس وقت ہمارے معزز ایوان کی سربراہ کاشت کار بھی رہے ہیں اور وزیراعلیٰ بھی رہے ہیں لیکن اگر آپ زمین داروں کی ہسٹری دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ اتنا اچھا حال ہمارا اس وقت بھی نہیں تھا جب وہ ہمارے حکمران تھے۔ ان کے لیے بھی یہ لمحہ فکریہ ہے کہ اگر کوئی کام کرے تو پھر یہ کاشت کار اور غیر کاشت کار ہونا کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا۔ دیکھنا یہ ہے کہ کاشت کار کے لیے کام کون کرتا ہے۔ جو بھی ہمارے لیے کام کرتا ہے وہ ہمارے لیے بہت محترم ہے چاہے اس کا تعلق کسی بھی پیشے سے کیوں نہ ہو۔ جناب سپیکر! کھاد کے متعلق جو بات یہاں پر ہوئی ہے۔ میں عرض کروں گا کہ کبھی کبھی سچی باتوں کا بھی اعتراف کر لینا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہمیں تکالیف ضرور آئی ہیں اور کھاد کی بلیک مارکیٹنگ بھی ہوتی رہی ہے۔ ایسے ہی ہر بات کا دفاع کرتے رہنا اور غلط طریقے سے دفاع کرنا بھی کوئی اچھی بات نہیں اور جناب سپیکر! میں اس کا قائل بھی نہیں ہوں اس میں کوتاہی ہوتی رہی ہے کس طرح ہوتی رہی ہے؟ جناب سپیکر! ہمارا صرف ایک ادارہ ہے پاسکو جو کھاد تقسیم کرتا ہے۔ جس کے متعلق ہمارے فاضل دوستوں نے کھل کر اظہار خیال بھی کیا ہے۔ جتنا اختیار اس کے پاس ہے اس ادارے نے زمین دار کی خدمت کی ہے اور ہمارے محکمہ زراعت کا

کنٹرول صرف اور صرف اسی ادارے پر ہے۔ اب جناب والا! آپ ہی انصاف فرمایئے۔ پرائیویٹ اکانومی میں محکمہ زراعت کس طرح سے ملوث ہو سکتا ہے؟ اگر چینی کی بلیک مارکیٹنگ ہوتی ہے۔ اگر آٹے میں بلیک مارکیٹنگ ہوتی ہے' کھلی مارکیٹ میں کسی بھی چیز کی بلیک مارکیٹنگ ہوتی ہے اس میں محکمہ زراعت کو کس طرح سے ذمہ دار ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ اس میں 82 فی صد رول پرائیوٹائزیشن کا ہے۔ کیونکہ کھاد کو اب پرائیویٹ ادارے ڈیل کرتے ہیں۔ اور وہ جب سیزن ہوتا ہے' آپ کو معلوم ہے کہ ہمارا ایک خاص سیزن ہوتا ہے اس سے آگے پیچھے ہمیں کھاد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بوائی کے موقع پر ڈی۔ اے۔پی کی ضرورت ہوتی ہے اور بعدمیں یوریا کی ضرورت ہوتی ہے۔ واقعی جب یوریا کی ہے تو ڈی۔ اے۔پی میسر ہوتی ہے اور جب ڈی۔اے۔پی کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ بھی کم یاب ہو جاتی ہے۔ لیکن اس سے فائدہ پرائیویٹ سیکٹر والا آدمی اٹھاتا ہے اور یہ مرض ہمارے ملک میں بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ یہاں جناب سپیکر! دودھ میں ملاوٹ ہے' چھوٹے چھوٹے بچوں کو دودھ بھی خالص نہیں ملتا' نیتیں ہماری اس طرح کی ہو گئی ہیں کہ ہم ہر چیز کو اس طرح سے استعمال کرتے ہیں کہ ہم دوسرے کا فائدہ نہیں دیکھتے' ایک آدمی کی چھ لاکھ روپے کی گاڑی ہے اور وہ اگر ہمارا سو روپیہ پٹرول میں سے بچا جاتی ہے تو ہم سو روپے پر توجہ رکھتے ہیں۔ دوسرے کی چھ لاکھ روپے کی گاڑی کا خیال نہیں کرتے۔ چاہے سو روپے حاصل کرنے میں اس کا چھ لاکھ روپے ضائع ہو جائے یہ ایک پورے ملک میں بیماری ہے جس کا حل فوری طور پر تو نہیں نکل سکتا۔ تیس چالیس سال سے جو بندہ بیمار ہو اس کے علاج کے لیے بھی تین چار سال تو لگتے ہیں۔ حکومت وقت اس کا خیال کر رہی ہے یہ نہیں کہ حکومت اس پر کوئی کام نہیں کر رہی۔ جتنا ہمارا کنٹرول ہے اس میں بھی ہم اصلاح کر رہے ہیں اور جو پرائیوٹائزیشن میں کھاد بک رہی ہے اس کی اصلاح کے لیے بھی ہم نے کمیٹیاں بنائی ہوئی ہیں اور اس میں کمشنر' ڈی سی۔ اور اے۔ سی شامل ہیں اور ان کی زیرسرکردگی میں یہ کمیٹی کام کر رہی ہے۔ جہاں سے بھی بلیک مارکیٹنگ کی رپورٹ ملے اس پر فوراً عمل بھی کرتے ہیں اور سزائیں بھی دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹائم مزید دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر زراعت: جناب والا! میں دوائیوں کی ملاوٹ کے بارے میں عرض کر رہا تھا۔ کہ اس کے بارے میں یہاں پر بات ہوئی تھی۔ ہمارا یہ ایوان اس بات کا گواہ ہے کہ ہم نے ایک ڈرافٹ بنا کے آرڈیننس کے لیے وفاقی حکومت کو بھیجا تھا۔ جناب والا! دوائیوں میں منافع اتنا ہے کہ تھوڑے بہت جرمانے

کو یا تھوڑی بہت سزا کی یہ ڈیلر حضرات پرواہ نہیں کرتے۔ ہم نے اس پر جرمانہ بھی بڑھوایا ہے اور سزائیں بھی بڑھوائی ہیں۔ اور وفاقی حکومت نے وہ بل پاس کر دیا ہے۔ قومی اسمبلی سے پاس ہو کر سینٹ کے پاس چلا گیا ہے انہوں نے بھی اس بل کو پاس کر دیا ہے۔ اب صرف اس پر رولز بننے والے ہیں وہ آرڈیننس بن چکا ہے۔ اور وہ انشاء اللہ تھوڑی دیر کے بعد قابل عمل ہو جائے گا۔ اس میں پھر ملاوٹ والوں کا صحیح علاج بھی ہو جائے گا اور دوائیوں میں زرعی ادویات میں جو ملاوٹ کرنے والے لوگ ہیں۔ جب ان کو اس طرح کی سزائیں ملیں گی' جرمانہ ہو گا تو پھر وہ ایسی جرات نہیں کر سکیں گے۔ جناب والا! جس طرح کا منظر پیش کیا گیا ہے اس طرح کی صورت حال نہیں ہے۔ ذرا لمبا ہے اگر فاضل دوست چاہیں تو میں پوری نگرز پڑھ دوں ۔ کہ سیلاب زدہ علاقے میں کتنی کھاد تقسیم ہوئی ہے۔ آخر جو ریکارڈ ہے وہ اتنا غلط تو نہیں ہو سکتا کہ وہاں لوگوں کو کھاد نہیں ملی۔ میرا خیال ہے کہ اس میں نگرز کی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں جناب والا! ایک دو باتیں یوریا کھاد کے بارے میں کہ یہ ڈی ریگولیٹیڈ آئٹم ہے اس میں کارپوریشن کا اختیار تو نہیں ہے۔ لیکن اس میں اسسٹنٹ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر کو بالترتیب اسسٹنٹ کنٹرولر کھاد اور ڈپٹی کنٹرولر کھاد بنا دیا گیا ہے تاکہ اس میں ایکشن لینے میں کسی قسم کا کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ ہو۔ آخر میں جناب والا میں آپ سے صرف ایک دو باتیں عرض کروں گا۔ کہ بلاشبہ ہمارا یہ جو پیشہ زراعت ہے۔ یہ ذرا بد دلی کا شکار ہے۔ اگر اس میں ایک کاشت کار سے اس کے دل کی بات پوچھیں تو اس کی بڑی خواہش ہے کہ میرا بیٹا کہیں سروس میں چلا جائے۔ بیشک وہ چھوٹا موٹا ملازم ہو جائے لیکن وہ اس پیشے سے نکل جائے۔ جب فوج کی حالت اتنی بد دل ہو گئی ہو اور اس کا نتیجہ یہ ہو کہ وہ اس پیشے سے نکلنا چاہ رہے ہوں تو پھر اس کے خاطر خواہ نتائج کی توقع رکھنا میرے خیال میں جناب سپیکر! درست نہیں ہو گا۔ تو میری فاضل ممبران اسمبلی سے گزارش ہے کہ اس معاملے میں بھی اس پیشے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو ایجوکیٹ کرنے کی ضرورت ہے کہ اتنی بد دلی کی ضرورت نہیں اگر آپ ہمت کریں تو آج بھی اگر ایک کاشت کار چالیس من گندم اگر ایک کھیت سے لے رہا ہے تو ساتھ والا دس من لے رہا ہے۔ آج بھی آپ یہ منظر دیکھ رہے ہیں۔ اس لیے کہ وہ کام نہیں کرتا اور بد دلی کا شکار ہے۔ جو لوگ محنت کرتے ہیں وہ جناب والا! اچھے خاصے نتائج لے رہے ہیں۔ اب میری سارے فاضل ممبران سے ایک اپیل ہے کہ یہ ہمارا کلچر ہے یہ ہم نے کمپنی کی مشہوری کے نہیں بنایا۔ اس میں آپ اپنے پراپر ریٹ دیں اور

زمین داروں کو اس کے اوپر ایجوکیٹ کریں کہ وہ اس وائرس کا ڈٹ کر مقابلہ کریں تاکہ اس پاکستان کی معیشت جس کا اس وقت کپاس کے اوپر تھوڑا بہت دارومدار ہے اس میں کسی قسم کا اہتمام کر سکیں۔ اس اپیل کے ساتھ جناب والا! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اتنا وقت دیا۔

جناب چیئرمین، اجلاس کل صبح 9.00 بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارھواں اجلاس)

پیر ' 22۔ فروری ' 1993ء

(دو شنبہ '29۔ شعبان المعظم ' 1414ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس ' اسمبلی چیمبر ' لاہور میں صبح 9 بج کر 50 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

آیات

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ كَانَ
مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ وَعَلَى
الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۭ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا
فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۭ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

سورۃ البقرہ آیات 183 تا 184

مومنو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار بنو○ (روزوں کے دن) گنتی کے چند روز ہیں تو جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں روزوں کا شمار پورا کرے اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھیں (لیکن رکھیں نہیں) وہ روزے کے بدلے محتاج کو کھانا کھلا دیں۔ اور جو کوئی شوق سے نیکی کرے تو اس کے حق میں زیادہ اچھا ہے اور اگر سمجھو تو روزہ رکھنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے○ وما علینا الا البلاغ○

تعزیت

سابق سنیٹر محترم سعید قریشی اور سابق سپیکر پنجاب اسمبلی چودھری محمد انور بھنڈر کی والدہ ماجدہ کے انتقال پر دعائے مغفرت

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ کارروائی کا باقاعدہ آغاز ہو سابق سنیٹر محترم سعید قریشی صاحب کا انتقال ہو گیا ہے اور ہمارے سابق سپیکر چودھری محمد انور بھنڈر صاحب کی والدہ ماجدہ اور ہمارے پارلیانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیانی امور چودھری شاہد اکرم بھنڈر صاحب کی دادی صاحبہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، دعائے مغفرت کی جائے۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی)

جناب سپیکر، اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ یہ سوالات لوکل گورنمنٹ کے متعلقہ ہیں۔ پہلا سوال میاں محمود احمد صاحب۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، سوال نمبر 332 (معزز رکن نے میاں محمود احمد کے ایماء پر دریافت کیا)

سڑک کی تعمیر

*332۔ میاں محمود احمد، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاری اڈہ میں لاہور کارپوریشن اور ایڈمنسٹریٹر لاری اڈہ کے زیر نگرانی سڑکات تعمیر کی جا رہی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سڑکات کو کافی عرصہ پہلے شروع کیا گیا تھا مگر ابھی تک مکمل نہیں ہوئی ہیں۔

(ج) اگر جزائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کب کام شروع کیا گیا، ٹھیکیدار کون ہے اور اب تک مکمل نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں اور کوتاہی کا ذمہ دار کون ہے۔ کیا حکومت ذمہ داران کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب ایم لطیف مغل)،

(الف) اس حد تک درست ہے کہ یہ سڑکات زیر نگرانی میٹروپولیٹن کارپوریشن تعمیر کی جا رہی ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ یہ سڑکات کافی عرصے سے زیر تعمیر ہیں بلکہ ان کی منظوری و فنڈز دوران مالی سال 1990-91ء فراہم ہوتے ہی ان کی تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا۔

(ج) جنرل بس سٹینڈ میں سڑکوں کی تعمیر کے لیے حسب ذیل کام شروع کیے گئے ہیں۔

(i) ری کنڈیشننگ گرین مارکیٹ مین سٹریٹ آٹو مارکیٹ' یہ کام 15-10-90 کو شروع ہوا۔ اس کا ٹھیکہ میسرز عرفان فیصل اینڈ کمپنی کو دیا گیا ہے۔

(ii) ری کنڈیشننگ روڈ چوک ٹول ٹیکس جنرل بس سٹینڈ یہ کام 29-2-90 کو شروع ہوا اور اس کا ٹھیکہ حافظ شواد اینڈ کمپنی کو دیا گیا ہے۔

(iii) کارپیٹنگ سالٹ مارکیٹ تا کنگن پور سٹینڈ جنرل بس سٹینڈ یہ کام مورخہ 12-12-90 کو شروع ہوا۔ اس کا ٹھیکہ ملک انیس اینڈ کمپنی کو دیا گیا۔ موقع پر پتھر بچھا کر سڑک واٹر پاؤنڈ کی ہوئی ہے۔ صرف کارپیٹنگ بقایا ہے۔ جو بذریعہ اسفالٹ پلانٹ ویپور مشین بچھائی جانی ہے۔ کارپوریشن کے پاس صرف ایک ہی اسفالٹ پلانٹ اور ایک ہی ویپور مشین ہے اور یہ مشینری دیگر اہم ترقیاتی کاموں میں مصروف رہی ہے۔ بہرحال یہ کام پندرہ یوم کے اندر مکمل کر دیے جائیں گے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سڑک 1990-91ء کے فنڈز سے تعمیر ہونی تھی تو کیا میں متعلقہ وزیر سے یا پارلیمانی سیکرٹری سے پوچھ سکتا ہوں کہ جو ٹنڈر کال کیے جاتے ہیں اس میں مدت تکمیل کا وقفہ لکھا ہوتا ہے کہ اتنے عرصے میں اس سڑک کو تکمیل کرنا ہے تو کیا محترم پارلیمانی سیکرٹری یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ اس ٹینڈر میں جز "ب" کے جواب کے مطابق مدت تکمیل کیا تھی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ جب ٹینڈر دیے جاتے ہیں تو اس میں مرمت کا وقفہ لکھا جاتا ہے جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے تو یہ سڑک مکمل ہو چکی ہے اور میاں محمود صاحب نے اپنا سوال واپس لے لیا ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب سپیکر! کیا محترم پارلیمانی سیکرٹری اس بات سے اتفاق فرمائیں گے

کہ یہ سڑک اسفالٹ پلانٹ اور وبپور مشین کے ذریعہ بننا تھی لیکن یہ سڑک کھوتہ گاڑی مشین کے ذریعے سے بنائی گئی ہے۔ کیا یہ درست ہے کہ یہ سڑک اسفالٹ پلانٹ اور وبپور مشین کے ذریعے بننا تھی مگر اس کے ذریعے نہیں بنائی گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! یہ درست نہ ہے سڑک میں جو تاخیر ہوئی ہے اس کی یہی وجہ ہے کہ ہمارے پاس صرف ایک پلانٹ تھا وہ میسر نہیں تھا جب میسر ہوا تو اسی وقت بنا دی گئی ہے لیکن ان کا سوال درست نہیں ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب والا! معزز پارلیمانی سیکرٹری جو جواب دے رہے ہیں تو میں تحریک استحقاق دے دوں تو کیا یہ اس کی ذمہ داری لیتے ہیں کہ جیسے میں نے ان کو بتایا ہے کہ یہ سڑک اسفالٹ پلانٹ کے ذریعے سے اور وبپور مشین کے ذریعے سے بننا تھی لیکن ایسا نہیں کیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! جو یہ کہتے ہیں گدھا گاڑی کے ذریعے سے تو بن ہی نہیں سکتی یہ باقاعدہ وبپور پلانٹ کے ذریعے سے بن سکتی ہے اور اسی کے ذریعے بنائی گئی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب میاں محمود احمد صاحب، تشریف نہیں رکھتے ہیں (جناب ارشاد حسین سیٹھی۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: سوال نمبر 509 (معزز رکن نے رانا اکرام ربانی کے ایماء پر دریافت کیا)

اشتہارات پر اخراجات کی تفصیل

*509۔ رانا اکرام ربانی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم دسمبر 1988ء سے 20 مارچ 1990ء تک صوبہ بھر میں وزیر اعلیٰ کی آمد / تقریبات سے خطاب اور دیگر تقریبات میں بلدیاتی اداروں نے کتنی کتنی رقوم خرچ کیں اور کتنی مالیت کے اشتہارات کن کن تاریخوں میں اور کن کن اخبارات میں شائع کروائے۔ ہر ادارے کی الگ الگ سال وار تفصیلات کیا ہیں۔

(ب) متذکرہ تقریبات اور اخباری اشتہارات کے اخراجات بلدیاتی اداروں نے کس کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت ادا کیے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب ایم لطیف مغل)۔

(الف) مطلوبہ تفصیلات ضمیمہ الف میں درج ہیں جو ایوان کی میز پر پیش کیا گیا ہے۔

(ب) ضمیمہ الف میں تفصیلات درج ہیں۔ جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، (معزز رکن نے رانا اکرام ربانی کے ایماء پر دریافت کیا)

اخبار نویسوں کو دی گئی رقوم کی تفصیل

*510۔ رانا اکرام ربانی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع کونسل فیصل آباد نے مالی سال 88-1987ء تا 90-1989ء کے دوران کن کن اخبارات، اخبار نویسوں اور اخبارات کے نمائندوں کو کن کن فرائض کی انجام دہی کے لیے رقومات دیں اس کی سال وار تفصیلات کیا ہیں۔

(ب) متذکرہ سالوں کے دوران جن اخبار نویسوں اور اخبارات کو رقوم دی گئیں وہ کس مجاز اتھارٹی کے حکم پر دی گئیں اس مجاز اتھارٹی کا حکم نامہ ایوان میں پیش کیا جائے۔

(ج) ضلع کونسل فیصل آباد نے متذکرہ رقوم کس مد سے دیں اور کیا ضلع کونسل کے بجٹ میں واضح طور پر اخبار نویسوں اور اخبارات کو فنڈ دینے کے لیے گنجائش موجود ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی نقل ایوان میں پیش کی جائے اگر نہیں ہے تو کون سے صوابدیدی اختیارات ہیں جن کے تحت یہ رقومات جاری کی گئیں۔ نیز یہ رقومات نقد ادا کی گئیں یا بذریعہ چیک، اگر

بذریعہ چیک ادا کی گئیں ہیں تو چیکوں کے نمبر تاریخ اجراء چیک اور رقوم کی تفصیلات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب ایم لطیف مغل)۔

(الف) چیئرمین ضلع کونسل فیصل آباد نے مطلع کیا ہے کہ سال 88-1987ء تا 90-1989ء کے دوران انہوں نے کسی اخبار نویس یا اخباری نمائندے کو کوئی رقم ادا نہیں کی ہے۔

(ب) جزو (الف) کے جواب کی روشنی میں یہ سوال غیر متعلقہ ہو گیا ہے۔

(ج) جز (الف) و (ب) میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب سپیکر! سوال میں یہ پوچھا گیا تھا کہ متذکرہ تقریبات اور اخباری اشتہارات کے اخراجات بلدیاتی اداروں نے کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت ادا کیے؟ اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ ہم نے یہ جو رقم ادا کی ہے وہ فلاں فلاں ذریعے سے ادا کی ہے۔ جناب سپیکر! میں محترم پارلیمانی سیکرٹری سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ لوکل گورنمنٹ رول 1979ء کے مطابق یہ بتا سکتے ہیں کہ میونسپل کمیٹی کے چیئرمین میئر کو یا وائس چیئرمین کو کتنی رقم اپنی صوابدید پر خرچ کرنے کا اختیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! انہوں نے رول 1979ء کی بات کی ہے۔ ہاؤس کی منظوری سے چیئرمین رقم خرچ کر سکتا ہے۔ ہاؤس اگر اسے یہ پاور دے دے کہ چیئرمین اتنی رقم خرچ کر سکتا ہے تو وہ کر سکتا ہے۔ اسی سلسلے میں سوال ہاؤس میں پیش کیا جاتا ہے۔ اگر ہاؤس پچاس ہزار روپے کی پاور دے دے تو چیئرمین پچاس ہزار روپے خرچ کر سکتا ہے اگر ہاؤس دو لاکھ روپے کی منظوری دے تو وہ دو لاکھ روپے بھی خرچ کر سکتا ہے۔ اسی سلسلے میں ہاؤس مجاز ہے وہ جتنی چاہے چیئرمین اور میئر کو پاور دے سکتا ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب سپیکر! چیچہ وطنی میں ایک لاکھ 8 ہزار 7 سو روپے کی رقم خرچ کی گئی اور اس کے ذریعے قرارداد نمبر 156 اور 151 جس طرح پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرما رہے ہیں رولز کے مطابق ہاؤس میں پیش کی گئیں اور ہاؤس نے اس رقم کی منظوری دی۔ جناب سپیکر! میں محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ گوجرانوالہ، سیالکوٹ، شجاع آباد، میاں چنوں، پاک پتن، بورے والا، ساہیوال، ضلع رحیم یار خان میں ان تمام میونسپل کمیٹیوں نے جو اخراجات کیے۔ انہوں

نے کس قرارداد نمبر کے تحت یہ اخراجات ہاؤس کی اجازت سے کیے؟ ان میں سے یہ کسی ایک کا حوالہ دے دیں۔ جواب میں یہ درج ہے اور چیچہ وطنی میں ایسا عملاً ہوا ہے کہ بذریعہ قرارداد نمبر اس کی منظوری لی گئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی : جناب والا! اسی میں ہوتا یہی ہے کہ جب بھی کوئی اہم شخصیت آتی ہے تو رول 79 اور 129 (ایف) کے تحت ڈپٹی کمشنر اور کمشنر صاحبان کو fit charges declare کرنے کی پاور ہوتی ہے اگر تو فوری طور پر کوئی اہم شخصیت آ جائے تو یہ اخراجات fit charges declare کروا کر خرچ کر لیے جاتے ہیں اور اگر ایک ماہ پہلے یا پندرہ دن پہلے سے یہ معلوم ہو کہ فلاں اہم شخصیت نے آنا ہے تو ہاؤس میں قرارداد پیش کر کے اس کی باقاعدہ منظوری لی جاتی ہے۔ اس کے بعد بھی یہ کنٹرولنگ اتھارٹی ہیں ان سے منظوری لینا ضروری ہوتا ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب سپیکر! میری اس بات کو اس انداز سے نہ لیا جائے کہ محض پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو زچ کرنا مقصود ہے میرا ہرگز ایسا مقصد نہیں ہے۔ جناب والا! جیسا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ اگر فوری طور پر خرچ کرنا پڑ جائے' میں اس سلسلے میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ میں بھی 12 سال لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن کا ممبر رہا ہوں۔ مجھے بھی اس بات کا پتہ ہے کہ اگر ایسے اخراجات ہو جائیں تو اس کے بعد باقاعدہ ہاؤس سے اس کی منظوری لی جاتی ہے اور خرچ کرنے کے بعد بھی اسے قرارداد کی صورت میں ہاؤس میں پیش کیا جاتا ہے پھر اس کی منظوری لی جاتی ہے تب جا کر وہ بجٹ کا حصہ بنتے ہیں۔ جناب والا! میرے ضمنی سوال کا جواب محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب درست طور پر نہیں دے سکے۔ یہ تسلیم کریں یہ جتنا بھی خرچ ہوا ہے ڈی سی کی یا کمشنر کی اجازت سے خرچ ہوا ہے۔ یہ بالکل غلط ہوا ہے اور اس کی باقاعدہ کوئی منظوری نہیں لی گئی اور یہ ان کے جواب سے ثابت ہوا ہے۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ اس سوال کو مؤخر کیا جائے یا پھر واضح طور پر جس طرح چیچہ وطنی کے بارے میں بتایا ہے ایک قرارداد کے ذریعے باقاعدہ ہاؤس نے منظوری دی۔ ان کے بارے میں بھی مکمل معلومات ہاؤس میں فراہم کریں کہ ان اخراجات کی فلاں تاریخ کو فلاں قرارداد نمبر کے تحت منظوری لی گئی ہے۔ جناب سپیکر! میرے خیال میں کسی کی بھی منظوری نہیں لی گئی اور میں اسے چیلنج کرتا ہوں۔ اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ یا تو اسے واپس لیں اور ہمیں قراردادوں اور نمبروں کے ساتھ یہ بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جناب سپیکر! جہاں تک سوال کا تعلق ہے اس میں یہ پوچھا گیا ہے کہ کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت اخراجات ادا کیے ؟ میں اپنے بھائی کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جب مجاز اتھارٹی اس کی منظوری دے دے تو اس کے بعد بھی تمام کے تمام جتنے خرچ ہیں وہ ہاؤس میں دوبارہ پیش کرنے پڑتے ہیں اور ہاؤس سے بعد میں منظوری لی جاتی ہے۔ یہ جو آپ چپچ وطنی کا حوالہ دے رہے ہیں اس میں پہلے منظوری نہیں لی گئی بلکہ پہلے ہاؤس سے منظور کروایا گیا ہے۔ اگر کوئی کمشنر یا ڈپٹی کمشنر منظوری دے دے اور چارجز ڈیکلیئر بھی کر دے تو وہ خرچ ہونے کے بعد یا خرچ ہونے سے پہلے ہاؤس میں باقاعدہ قرارداد پیش کی جاتی ہے اور اس کی منظوری ہاؤس سے لینا پڑتی ہے لیکنیہاں پر اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ آپ کا جو سوال تھا وہ یہ تھا کہ کس مجاز اتھارٹی سے منظوری لی گئی؟ اس کو تفصیل کے ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ وزیر اعلیٰ یا کمشنر صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب یعنی کس کس کی منظوری کے ساتھ یہ روپیہ خرچ ہوا۔ جہاں تک آپ کا یہ سوال ہے کہ ان کی میٹروپولیٹن کارپوریشن میں کبھی بھی منظوری حاصل نہیں کی گئی میں کہتا ہوں کہ اگر ڈپٹی کمشنر fit charges declare بھی کر دے تو بعد میں پھر بھی ہاؤس سے منظوری لی جاتی ہے اور قرارداد پاس کروائی جاتی ہے۔

جناب سپیکر، سیٹھی صاحب! اس میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا کہنا یہ ہے کہ ان تمام اخراجات کی بعض مقامات پر تو پہلے ہاؤس کی منظوری حاصل کی گئی اور اس کے بعد اس کو fit charges قرار دینے کے لیے competent authority کو پیش کیا گیا اور بعض مقامات پر ایمرجنسی کی صورت میں، عجلت کی صورت میں بااختیار اتھارٹی سے پہلے منظوری حاصل کر کے اخراجات کر لیے اور پھر ہاؤس میں پیش کر کے اس کی منظوری حاصل کر لی گئی۔ ان دونوں صورتوں میں ان کا خیال یہ ہے کہ قانونی طریقے سے کیا گیا ہے اور کوئی ایسی بات اس میں نہیں ہوئی جو irregularity نظر آئے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب سپیکر! 1988ء سے 1990ء تک کے بارے میں بڑا واضح سوال ہے۔ آپ ذرا دیکھ لیں کہ یکم دسمبر 1988ء سے 20 مارچ 1990ء تک کے عرصے کے بارے میں پوچھا گیا ہے۔ اس کے بعد کسی بھی میونسپل کمیٹی کے تین بجٹ 1993ء تک پیش ہو چکے ہیں۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میونسپل کمیٹی صادق آباد کے 7 لاکھ 19 ہزار 2 سو 68 روپے اور 70 پیسے وزیر اعلیٰ کی آمد اور دیگر تقریبات پر خرچ ہوئے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کون سا ڈی۔ سی

کس رول کے تحت اتنے بڑے خرچ کی اجازت دے سکتا ہے اور اگر اجازت دی گئی خرچ کیا گیا تو اب سال 1993ء میں کون سی ایسی قرارداد ہے جس کا تین سال بعد بھی نمبر نہیں دیا جا سکتا؟ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ اخراجات کس قرارداد کے تحت اور کس نمبر کے تحت ہاؤس سے منظور کروائے گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا! میں نے پہلے بھی تفصیل کے ساتھ یہ بتایا ہے کہ آپ کے سوال میں بھی ابہام ہے۔ آپ نے سوال میں صرف اتھارٹی کا پوچھا ہے ہم نے یہاں پر صرف یہ بتایا ہے اور میں نے آپ کو یہ بھی بتایا ہے کہ رول 129 (ایف) کے تحت ڈپٹی کمشنر کو ان کی منظوری کی پاور ہے اور 115 (ایف) کے تحت ہم نے یہ خرچ کر سکتے ہیں۔ اور ان اشتہارات میں صرف وزیر اعلیٰ کو خوش آمدید ہی نہیں کہا جاتا۔ اس میں یہ بات بھی تفصیلاً بیان کی جاتی ہے کہ آپ ٹیکس دیں، بلدیہ کی صفائی کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی باتیں جو بلدیہ اور عوام کے مفاد میں ہوتی ہیں ان کا بھی اشتہارات میں ذکر کیا جاتا ہے۔ انہوں نے تو سوال میں صرف یہ پوچھا ہے کہ یہ اخراجات کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت ادا کیے؟ اگر آپ قراردادوں کی تفصیل پوچھنا چاہیں گے تو پھر یہ بہت سی قراردادیں ہوں گی۔ کیونکہ مختلف وقتوں سے اس کی ہاؤس سے منظوری حاصل کی گئی۔ اگر یہ ان قراردادوں کی تفصیل پوچھنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے نیا سوال کریں ان کو پوری تفصیل بتا دی جائے گی۔ اور ان کو یہ بتا دیا جائے گا کہ جو fit charges declare ہوئے تھے کن کن قراردادوں کے ذریعے ان کی ہاؤس سے منظوری حاصل کی گئی۔ ان تمام اخراجات کی بعد میں ہاؤس سے توثیق ہوتی ہے۔

جناب سپیکر۔ کوئی اور ضمنی سوال؟ اگلا سوال رانا اکرام ربانی صاحب (تشریف نہیں رکھتے) اگلا سوال رانا ثناء اللہ خان صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان۔ سوال نمبر 884

میونسپل کارپوریشن کی آمدن اور خرچ کی تفصیل

*884۔ **رانا ثناء اللہ خان۔** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) میونسپل کارپوریشن فیصل آباد شہر میں ترقیاتی کاموں کی مد میں سال 1985ء سے تاحال

کتنی رقم خرچ کی گئی ہر ترقیاتی منصوبہ میونسپل حلقہ وار کی علیحدہ علیحدہ تفصیل کہ کتنی رقم خرچ ہوئی اور منصوبہ تکمیل کے کس مرحلے پر ہے فراہم کی جائے۔

(ب) میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کی سال 1985ء سے اب تک آمدنی ذرائع آمدن خرچ مع نوعیت کا تقابلی جائزہ فراہم کیا جائے۔ اور صوبائی حکومت یا دیگر ذرائع سے ملنے والی گرانٹ کی تفصیل فراہم کی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب ایم لطیف مغل)،

(الف) میونسپل کارپوریشن فیصل آباد نے شہر میں ترقیاتی کاموں کی مد میں 1985-86ء سے 1991-92ء تک بمطابق بجٹ رقوم کے خرچ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کی مالی سال 1985-86ء سے 1991-92ء تک آمدنی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

یہ آمدنی چونگی، حصہ پراپرٹی ٹیکس اور میونسپل قواعد کے تحت دیگر ٹیکسوں سے ہوئی۔ حکومت سے موصول ہونے والی گرانٹوں اور ان سے کرائے گئے ترقیاتی کاموں کی تفصیل ANNEXURE-B میں ملاحظہ فرمائیں جو ایوان کی میز پر پیش کر دیا گیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کے جواب میں نمبر شمار 6 پر 1990-91ء ترقیاتی مد میں خرچ کی جانے والی رقم 9 کروڑ 54 لاکھ 50 ہزار روپے بیان کی گئی ہے۔ میں معزز پارلیمانی سیکرٹری سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ درست ہے کہ اس رقم کا تقریباً 60% یعنی پانچ کروڑ روپے اکتوبر 1990ء میں ان افراد کی نام سے اور ان کی سفارشات پر جو مسلم لیگ کے ٹکٹ پر 1990ء کے الیکشن میں حصہ لے رہے تھے۔ ان کے حلقوں میں خرچ کیا گیا تاکہ وہ الیکشن جیت سکیں؟

جناب سپیکر، پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! انہوں نے سوال تو کیا ہے مگر کوئی بھی ایسی رقم کسی کے نام پر ان اداروں میں خرچ نہیں کی جاتی۔ جب بجٹ پاس کیا جاتا ہے تو اس وقت علیحدہ علیحدہ رقم وارڈ وائز رکھی جاتی ہے کہ نالیوں سڑکوں کے لیے اتنے اتنے روپے لگائے جائیں گے اسی طرح دوسری مدات میں بھی رقم رکھی جاتی ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ان دنوں کوئی مسلم لیگ کا الیکشن لڑ رہا ہو یا پیپلز پارٹی کا الیکشن لڑ رہا ہو۔ یہ کوئی دوست بتا دے کہ کسی منڈیر میں

کسی نام پر یا الیکشن لڑنے والے کو کوئی پیسہ دیا گیا ہو تو پھر تو علیحدہ بات ہے۔ لیکن ایسی کوئی مد نہیں ہوتی جو کہ کسی کے نام پر ہو یا کسی الیکشن لڑنے والے کو کوئی پیسہ دیا گیا ہو۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! محترم پارلیمانی سیکرٹری کا جواب کافی واضح ہے اور یہ اب ریکارڈ پہ بھی آ چکا ہے۔ اب میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے یہ جو تفصیل اس سوال کے جواب کے ساتھ فراہم کی ہے۔ اسے ذرا ملاحظہ فرمائیں اس میں انہوں نے صفحہ نمبر نہیں دیے ہوئے۔ جس صفحے کا میں حوالے دینے لگا ہوں اس کے اوپر لکھا ہوا ہے کہ details of development works by the Municipal Corporation اب اس میں یہ ہے کہ 1990-91ء چودھری شیر علی ایم این اے آر ایس 75 لاکھ۔ چودھری نذیر احمد ایم پی اے جبکہ چودھری نذیر صاحب ایم این اے ہیں اور انہوں نے صرف پی پی 58 سے جنرل الیکشن میں حصہ لیا تھا۔ اور وہ اس حلقہ سے ایم پی اے رہے ہیں زیادہ سے زیادہ کوئی دو اڑھائی مہینے یعنی وہ جو جنرل الیکشن اور ضمنی الیکشن میں جو عرصہ تھا 75 لاکھ۔ چودھری شیر علی ایم پی اے' پی پی 59 جس حلقے سے میں منتخب ہوا ہوں 75 لاکھ۔ مسٹر انور علی خان بلوچ پی پی 60 ہے 76 لاکھ۔ جبکہ یہ اس وقت ایم پی اے نہیں تھے۔ اکتوبر 1990ء میں یہ ایم پی اے نہیں تھے۔ میاں زاہد سرفراز ایم این اے پی پی 64 ہے 40 لاکھ 80 ہزار قمر الزمان اعوان پی پی 55 کا 74 لاکھ 55 ہزار۔ مسٹر عبدالقیوم اعوان جناب والا! یہ وہ صاحب ہیں جو مجھ سے الیکشن ہار گئے ہیں پی پی 59 یعنی یہ 1988ء سے اب تک یہ وہاں سے کبھی بھی منتخب نہیں ہوئے ان کا 24 لاکھ 97 ہزار ہے۔ چودھری شیر علی ایم این اے ایک کروڑ 40 لاکھ۔ تو محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ وہ یہ فرمائیں کہ یہ رقوم 1990-91ء میں ان ناموں کے آگے درج ہیں۔ اور ان میں ایسے افراد بھی ہیں جو ان حلقوں سے اور جس حلقے سے میں منتخب ہوا ہوں اس حلقے کے متعلق ایک کروڑ روپیہ ان لوگوں کو دیا گیا ہے یہ جناب والا! اس کے متعلق وضاحت فرمائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! میرے دوست کا سوال یہ تھا کہ الیکشن کی دوران مسلم لیگ کے ٹکٹ ہولڈرز کے نام پہ پیسہ خرچ کیا گیا۔ لیکن اب انہوں نے جو یہ ثبوت پیش کیا ہے کہ شیر علی صاحب اور ان کے نام کی آگے ہے 75 لاکھ روپے یا قیوم صاحب کے نام کے آگے ہے 50 لاکھ روپے۔ یہ وہ رقم نہیں ہے کہ جو فنڈوں کے صورت میں ہے۔ اصل میں ان کا سوال یہ تھا کہ جب عوام میں تشہیر کی جائے تو کیا جو مسلم لیگ کے امیدوار کھڑے ہیں ان کے نام

پر روپیہ لگایا جا رہا ہے یا ٹنڈروں میں اخبارات میں سڑکوں پہ یا ان کے نام پہ' تو یہ وہ رقم پیش کر رہے ہیں۔ جو صوبائی حکومت کی طرف سے تمام ایم این اے صاحبان اور ایم پی اے صاحبان کو حلقہ واٹز گرانٹ یہاں سے پچاس یا پچھتر لاکھ روپے دی گئی ہے یہ وہ رقم ہے اس سے بلدیہ کی جو میونسپل کارپوریشن فیصل آباد ہے اس کے بجٹ کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ تو وزیر اعلیٰ کی گرانٹ ہے جو کہ ان کو دی گئی ہے یہ اس لیے یہاں پیش کی گئی کہ ان کا یہ ایک سوال تھا کہ وہ رقم بھی بتائیں جو کہ خاص طور پر گرانٹ کی صورت میں وزیر اعلیٰ کی طرف سے دی گئی۔ ایک تو انہوں نے اس میں یہ سوال کیا تھا کہ وہ تمام انکم بتائیں وہ تمام خرچ بتائیں ڈویلپمنٹ کے جو کہ فیصل آباد کارپوریشن کرتی ہے۔ لیکن اس کا جزو (ب) یہ تھا کہ اگر کوئی سپیشل گرانٹ دی گئی ہی تو اس کی بھی تفصیل بتائیں۔ تو یہ تو سپیشل گرانٹ کی تفصیل ہے ان کے سوال کے مطابق کہ یہ وزیر اعلیٰ کی طرف سی ان کو دی گئی گرانٹ ہے۔ لیکن اس میں یہ نہیں ہو سکتا کہ اخبارات میں اشتہارات کی صورت میں یہ کوئی ٹنڈر دیا گیا ہو کہ شیر علی کے حلقے میں شیر علی کے نام پر یہ روپیہ لگایا جا رہا ہے۔ یا ہر ٹنڈر میں یہ لکھا گیا ہو کہ شیر علی کی مد یا شیر علی کا روپیہ۔ یہ صورت تو ان کے سوال کے مطابق ہے کہ جو انہوں نے خود ڈیمانڈ کی ہے کہ گرانٹ بتائیں جو ایم این اے یا ایم پی اے صاحبان کو یا جو حلقہ واٹز دی گئی ہے۔ یہ تو اس کی تفصیل ہے جو یہ پڑھ کر بتا رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! یا تو معزز پارلیمانی سیکرٹری نے یہ ریکارڈ دیکھا نہیں ہے یا پھر وہ جان بوجھ کر یہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ یہاں پر آگے تفصیل دیکھ لیں باقاعدہ درج ہے۔ یعنی سپانسر کا نام درج ہے اور اس کی آگے سکیمیں ہیں کسی کی اکیس ہیں تیرہ ہیں کسی کی اٹھتیس ہیں یہ by name درج ہیں۔ میں ان سے کہوں گا کہ وہ ذرا یہ تفصیل ملاحظہ فرمالیں۔ اس میں باقاعدہ ان کے نام درج ہیں۔ اس کے بعد ان کا نام سپانسر کے خانے میں درج ہے۔ اور یہ افراد اس وقت نہ ایم این اے تھے اور نہ ہی ایم پی اے تھے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ کس چیز کو ریفر کر رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میں نے جب پہلا ضمنی سوال کیا تھا تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ ہم رقم وارڈ واٹز' حلقہ واٹز خرچ کرتے ہیں اس میں کسی کے نام کا کوئی ذکر نہیں آتا۔ اب میں نے ان کے ریکارڈ کو ریفر کیا ہے اس میں یہ جو Lump sum رقم ہے اس کے آگے بھی ان

لوگوں کے نام ایم این اے اور ایم پی اے کے طور پر لکھے ہوئے ہیں۔ اور یہ تقریباً پانچ کروڑ روپے کی رقم بنتی ہے۔

جناب سپیکر، یہ کہاں اور کس جگہ پر ہے؟

رانا ثناء اللہ خان، یہ جناب والا! میں آپ کی طرف بھیج رہا ہوں۔ اس میں نمبر نگ نہیں دی ہوئی۔ اور اس کی بعد جب ان سکیموں کے فنڈز کیے گئے ہیں تو باقاعدہ وہاں پر ان کا نام بطور سپانسر سکیم کے درج ہے۔ تو اب اس میں بات اور کی رہ جاتی ہے۔جناب والا! اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ 1990ء کے الیکشن میں یہ لوگ نہیں جیتے بلکہ یہ فنڈز جیتے تھے؟

جناب سپیکر، تو یہ رقومات جن کا آپ نے مجھے گوشوارہ بھجوایا ہے یہ میونسپل کارپوریشن کی رقومات ہیں۔ کیا یہ میونسپل کارپوریشن کے بجٹ میں سے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان، یہ رقم میونسپل کارپوریشن کے through خرچ ہوئی ہے۔ یہ ویسے تو صوبائی حکومت نے بھیجی تھی ان لوگوں کو الیکشن جیتنے کے لیے اور یہ میونسپل کارپوریشن کے through خرچ ہوئی ہے۔ آگے جناب والا! میں نشان دہی کروں گا کہ اس میں جن سکیموں کا ذکر کی گیا ہے ان کا تو سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ میرے حلقے میں جس محلے میں میری رہائش ہے وہاں پر سڑکوں کی کارپیٹنگ پر 7 لاکھ روپیہ خرچ کرنا یہاں پر دکھایا گیا ہے۔ جبکہ جناب والا! یہ پچھلے سال میں نے وہاں پر اپنے کوٹے سے سڑکوں کی کچھ کارپیٹنگ کروائی۔ سڑکوں کی یہ حالت ہے کہ وہاں پر ابھی بھی سڑکیں ٹوٹی پڑی ہیں اور یہاں پر جناب 30 کروڑ روپیہ سڑکوں کی کارپیٹنگ پہ 86-1985ء سے لے کر 1990ء تک خرچ کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! یہ تو ایک کھلی حقیقت ہے یہ اسے تسلیم کریں اس میں انہیں انکار کیوں ہے یہ درست ہے کہ یہ رقم گئی ہے اور کارپوریشن نے ان لوگوں کے نام ان کو بطور سپانسر خیال کرتے ہوئے خرچ کی ہے۔ یہ ریکارڈ پہ ہے انہوں نے ریکارڈ پیش کیا ہے یہ اپنے ریکارڈ کے مطابق اسے تسلیم کریں اس میں حرج والی تو کوئی بات نہیں۔

جناب سپیکر، پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! جیسے میں نے کہا ہے' ان کا سوال جز (ب) میں یہ کہا گیا ہے کہ دیگر ذرائع سے ملنے والی گرانٹ کی تفصیل جائی جائے۔ انہوں نے

پانچ سال کا ڈویلپمنٹ کا پروگرام پوچھا ہے۔ آپ کوئی بھی صفحہ دیکھ لیں ہر صفحے پر لکھا ہے کہ گلی نمبر فلاں اور حلقہ فلاں۔ یہ تمام کا تمام ایک جگہ پر بتا دیں کہ کسی الیکشن لڑنے والے ایم پی اے یا ایم این اے کا نام نہیں ہے۔ پچھلی دفعہ بھی یہی سوال ہوا تھا۔ چھوٹی سی غلطی ہو جاتی ہے تو میں نے یہی تفصیل کے ساتھ بتایا تھا۔ ایک تو یہ پانچ سال کا ریکارڈ مانگ رہے ہیں بمع انکم کہ کارپوریشن کا پورا کا پورا بجٹ۔ حالانکہ وہ ایک ادارہ ہے۔ وہاں پر بھی اپوزیشن ہے' وہاں پر بھی حزب اقتدار ہے۔ وہاں یہ بحث ہوتی ہے اور اس کے بعد پاس ہوتا ہے۔ تو پچھلی دفعہ ہم نے ریکارڈ دیا۔ اب انہوں نے ریکارڈ مانگا ہے تو یہ کوئی ایک صفحہ بھی ایسا پڑھ کر بتا دیں کہ کسی ایم این اے کے نام پر فنڈ ہے۔ یا انہوں نے کونسلروں کا حلقہ وار کہا ہے تو تفصیل کے ساتھ ایک ایک کونسلر کے حلقے کا نمبر لکھا ہے۔ یہ تو ایم پی اے اور ایم این اے صاحبان کا کام کہہ رہے ہیں' کسی کونسلر کا نام بھی نہیں لکھا ہے کہ فلاں حلقہ نمبر کونسلر محمد اشرف کی نام پہ ہے یہ حلقہ وار تفصیل دی گئی ہے۔ لیکن انہوں نے دوسرے پوائنٹ پر پوچھا ہے کہ گرانٹ تو اگر یہ ایسے ہی لگا دیا جاتا تو وہ گرانٹ جو پچھتر لاکھ روپیہ کی ہوتی اور اگر کسی جگہ ڈویلپمنٹ ہونی ہے۔ کیونکہ یہ ایک اجازت ہے کہ کوئی ایم پی اے کوئی ایم این اے جس ادارے سے چاہے' چاہے میونسپل کمیٹی سے' چاہے اے ڈی ایل جی آفس سے' چاہے ضلع کونسل سے' چاہے کسی اور محکمے سے' وہ اپنی پچھتر لاکھ یا پچاس لاکھ کی ڈویلپمنٹ کا کام کسی ادارے سے کروا سکتا ہے۔ کچھ ایم این اے یا ایم پی اے صاحبان نے دوسرے اداروں سے کام کروائے ہیں۔ لیکن جن کا نام دیا گیا ہے ان کا سوال تھا کہ ان کی گرانٹ بتلائی جائے۔ اگر یہ تفصیل نہ بتاتے تو یہ واضح نہیں ہوتا کہ یہ کیا ہے۔ جہاں تک بجٹ میونسپل کارپوریشن کا ہے تو وہ بھی کسی کونسلر کے نام پر نہیں۔ حلقہ وار وہ بتا دیا گیا ہے۔ لیکن یہ جو کہہ رہے ہیں کہ ایم این اے' ایم پی اے صاحبان کی جو گرانٹ ہے اس کو علیحدہ واضح کرنا تھا کہ پچھتر لاکھ روپے فلاں فلاں جگہ پر خرچ ہوں گے وہاں پہ یہ نہیں ہے کہ اخبارات میں اشتہار دیا گیا ہو کہ شیر علی کی گلی فلاں ہے۔ پچاس ہزار کی یا دوسری تو ان کے ریکارڈ کے لیے دیا گیا ہے کہ پچھتر لاکھ یا پچاس لاکھ روپیہ جو ایم این اے اور ایم پی اے صاحبان کو ملا تھا وہ کہاں کہاں خرچ ہوا۔ اگر یہ تفصیل نہ دیتے تو یہ کہتے کہ یہ روپیہ میونسپل کارپوریشن کے بجٹ میں تو نہیں ہے' لیکن یہ پیسہ کہاں سے آ گیا ہے۔ تو یہ ہم نے ان کے ریکارڈ کے لیے تفصیل دی ہے کہ یہ روپیہ ایم این اے گرانٹ کا ہے' یہ روپیہ میونسپل کارپوریشن فنڈز ہیں یا ان کا جو اپنا

بجٹ ہے اس سے کیے گئے ہیں تو اس میں میرے خیال میں ایسی کوئی بددیانتی یا ایسی بات نہیں کہ ان کا نام show کر کے وہ الیکشن پر حاوی ہوئے ہیں۔ یہ ہم نے ان کے ریکارڈ کے لیے دیے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں آپ کی اور جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو ریکارڈ ساتھ لگایا ہے سکیم وائز' اس میں آپ ملاحظہ فرمائیں اور پھر مجھے بتائیں کہ یہ صاحب کب ایم پی اے یا ایم این اے تھے؟ یہ خانے بنے ہوئے ہیں۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ Sponsor's name with Constituency No. آگے ہے ملک عبدالقیوم اعوان' پی پی 59 بائی الیکشن۔ اور یہ آگے پچیس لاکھ کی سکیمیں ہیں۔ اسی طرح سے Sponsors Name with Constituency چودھری شیر علی میئر پی پی 59 اور آگے یہ پچھتر لاکھ کی سکیمیں ہیں۔ اسی طرح Sponsor's Name with Constituency No انور بلوچ' پی پی 60 یہ پچھتر لاکھ کی سکیمیں ہیں۔ اسی طرح سے باقی سارے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ بتائیں کہ یہ لوگ تو اس وقت ایم پی اے تھے ہی نہیں۔ ان کے حلقوں کے ساتھ یہ فنڈ کیسے ریلیز کیے گئے؟ اور ان کے بطور سپانسر یہ کیسے خرچ ہوئے؟ اس کا یہ واضح جواب دیں۔ یہ بات ریکارڈ کے اوپر ہے۔ یہ تسلیم کریں کہ یہ پیسہ ان لوگوں کے نام پر جاری کیا گیا اور ان لوگوں کو سپانسر شو کر کے یہ فنڈز دیے گئے' یہ ریکارڈ کے اوپر لکھا ہوا ہے۔ یا تو یہ کہیں کہ یہ ریکارڈ انہوں نے غلط پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر، تو رانا صاحب! آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں نے ضمنی سوال یہی کیا تھا وہ تو بات کو لمبا کرتے گئے۔ کیا یہ درست ہے کہ اکتوبر 1990ء میں ان ان افراد کو اتنے اتنے لاکھ روپیہ جو کہ کل رقم تقریباً پانچ کروڑ بنتی ہے۔ وہ ان کی نام کے ساتھ' حلقہ نمبر کے ساتھ اور ان کی سفارشات پر ان کے حلقوں میں خرچ کی گئیں تاکہ یہ الیکشن جیت سکیں؟ ریکارڈ کے ساتھ یہ بات ثابت ہے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کو تسلیم نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر، آپ نے اپنے ضمنی سوال کو کئی دفعہ دہرایا ہے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اپنے جواب میں وضاحت کی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! انہوں نے انکار کیا ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ کسی کے نام کے ساتھ' حلقہ نمبر کی ساتھ کارپوشن نے کوئی رقم خرچ نہیں کی۔ میں نے ریکارڈ کا حوالہ دے کر یہ ثابت کیا

ہے۔ اس کو وہ تسلیم کریں۔

جناب سپیکر، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ پارلیمانی سیکرٹری نے جواب درست نہیں دیا تو اس کے لیے course of action آپ کے لیے رولز میں available ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! course of action تو available ہے لیکن سامنے ریکارڈ ہے اور اس کو پارلیمانی سیکرٹری دیکھنے کے لیے تیار ہی نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پھر ایوان کے تقدس کو پامال کرنے والی بات ہے۔ یہاں بالکل ہی سفید جھوٹ بولا گیا جو سامنے سب کو نظر آ رہا ہے۔

جناب سپیکر، اس کے لیے چارہ گری کا اختیار آپ کے اپنے پاس ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! چارہ گری کا اختیار تو میرے پاس ہے۔ لیکن جو اختیار مجھے exercise کرنا ہے' اس کی اجازت بھی تو جناب نے دینی ہے۔ تو آپ اس کا نوٹس کیوں نہیں لیتے؟

جناب سپیکر، جی ضرور۔ اگر آپ اس کو exercise کریں گے تو میں ضرور اس کو consider کروں گا۔ اس کا دوسرا طریقہ کار بھی ہے کہ اگر آپ کا کوئی سوال بڑی اہمیت کا حامل ہے اور آپ اس کو مزید elaborate کرنا چاہتے ہیں تو آپ کے پاس پھر اور بھی رولز ہیں جن کے تحت آپ move کر سکتے ہیں۔ آپ قاعدہ 52 کے تحت اس کو move کر سکتے ہیں اور اس کو discuss کروا سکتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ ریکارڈ جو اس وقت ایوان کی میز پر رکھا گیا ہے اس کی صحت کو تسلیم کرنے سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب جو انکار کر رہے ہیں اس کا تو آپ نوٹس لیں۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں اس پر کافی بات ہو چکی ہے۔ آپ کا کوئی اور ضمنی سوال ہے؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جناب اس سلسلے میں رولنگ دیں کہ کیا یہ بات جائز ہی کہ الیکشن مہم کے دوران کسی امیدوار کو اپنے مخالف پر برتری حاصل کرنے کے لیے حکومت کی طرف سے فنڈز مہیا کیے جائیں؟ جناب سپیکر! میں اس کی تھوڑی سی تشریح ان الفاظ میں کروں گا کہ پھر وہ بات کہ یہ اسمبلیاں بوگس ہیں' جعلی ہیں۔ صحیح ثابت ہوتی ہے کہ جیتے تو فنڈز ہیں اور آ کے بیٹھ یہ گئے ہیں۔ یا پھر ان کی جگہ فنڈز کو لا کر بٹھایا جائے اور انہیں یہاں سے فارغ کیا جائے۔ جناب سپیکر! ایک ایک صوبائی حلقے میں ایک ایک کروڑ روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، بیگم فوزیہ بہرام پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام، جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ خان صاحب اس طرح کی بات تمام حقائق کو نہ جانتے ہوئے نہیں کر سکتے۔ اگر انہوں نے ثابت کرنا ہے تو یہ تمام ممبران اسمبلی کے ریکارڈ دیکھیں۔ میرے حلقے میں کوئی ایک پیسہ بھی الیکشنز کے دوران خرچ نہیں ہوا۔ لہذا اگر اس قسم کی بات یہ کسی ممبر کے خلاف کرتے ہیں تو یہ اسی حلقے کے متعلق کریں۔ اس طریقے سے یہ تمام کے بارے میں کوئی سٹیٹمنٹ نہیں دے سکتے۔

جناب سپیکر، درست بات ہے۔اپنے آپ کو صرف فیصل آباد کے ان حلقوں کے بارے میں confine کریں جو زیر بحث ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! جن حلقوں میں یہ کام نہیں ہوا وہاں پر کوئی ضمنی الیکشن بھی تو نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، کوئی اور ضمنی سوال آپ کا ہے؟ فرید احمد پراچہ صاحب ضمنی سوال۔ رانا صاحب! آپ کا جو پوائنٹ آف آرڈر ہے اس کے بارے میں میرا خیال ہے کہ آپ سپیکر کے بجائے چیف الیکشن کمشنر سے verdict لیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! ایک چھوٹا سا لطیفہ ہے۔

جناب سپیکر، اس پر پہلے آپ نے بڑا وقت لیا ہے۔ میرے خیال میں اس لطیفے کو آپ وقفہ سوالات کے ختم ہونے تک مؤخر کر دیں' اس کے بعد سنا دیں۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میونسپل کارپوریشن کی آمدنی کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے' ان میں کوئی توازن و ترتیب نہیں ہے۔ مثلاً تین سال تک دو کروڑ روپے کا ہر سال اضافہ ہے۔ پھر اچانک نو کروڑ روپے کا اضافہ ہے۔ پھر ایک ایک کروڑ کا دو سالوں میں اضافہ ہے۔ پھر اچانک سترہ کروڑ روپے کا اضافہ ہے۔ کیا یہ سمجھا جائے کہ جن سالوں میں اس کے مطابق اضافہ نہیں ہوا ان سالوں میں وہاں پر کوئی ملی بھگت کر کے ٹیکسوں کو خوردبرد کرنے کی کارروائی کی گئی ہے یا کوئی زائد ٹیکس ان سالوں کے اندر عاید کیے گئے ہیں جن میں آمدنی اچانک بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔

جناب سپیکر، جناب پارلیمانی سیکرٹری۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! جہاں تک میرے دوست کی یہ بات ہے کہ یہاں کوئی گھپلا ہوا ہے' ایسی کوئی بات نہیں۔ بلدیاتی اداروں کو یہ اختیارات ہیں کہ وہ اپنے ٹیکس ہر سال چاہیں تو دس فی صد بڑھا سکتے ہیں اور اگر کوئی نیا ٹیکس لگانا چاہیں تو وہ بھی لگا سکتے ہیں۔ یہ جو چیز آپ کو نظر آ رہی ہے۔ اس میں لامحالہ انکم ٹیکس میں بھی ratio بڑھا دی گئی ہے' جیسے چنگیوں کی مد ہے۔ اگر اس میں دس فیصد بڑھا دیا جائے تو وہ بجٹ کی انکم پر خاصی اثر انداز ہوتی ہے۔ اس میں یہی فرق ہے کہ ادارے سال بہ سال ٹیکس بڑھا دیتے ہیں۔ کسی سال دس فیصد بڑھا دیتے ہیں اور کسی سال وہ نہیں بڑھاتے۔ تو زیادہ فرق یہی ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! یہ دس فیصد نہیں پچاس فیصد بڑھے ہیں۔ اور یہ غالباً کے ساتھ جواب نہیں ہونا چاہیے۔ اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دے رہے ہیں تو یقیناً وہ جواب دیں کہ یہ اس طرح سے ہے یا میرے پاس معلومات نہیں ہیں۔ دونوں میں سے کوئی ایک بات کہیں۔

جناب سپیکر، پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! میں نے یہی کہا ہے کہ اس سال جو یہ زیادہ ٹیکس بڑھے ہیں' تو چونگیوں کی مد میں ٹیکس بڑھا دیے گئے۔ main بجٹ وہی ہے۔ جو بلدیاتی ادارے ہیں ان کی main انکم ٹیکسوں سے ہوتی ہے۔ وہ ٹیکس بڑھائے ہیں۔ اس وجہ سے وہ زیادہ فرق محسوس ہوتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ یہ جو اخراجات کا گوشوارہ دیا گیا ہے اس میں تیس کروڑ کی خطیر رقم سڑکات اور گلیوں پر خرچ کرنا بیان کی گئی ہے۔ اس میں سے میرے اپنے حلقے میں ہونے والے جو کام ہیں ان کو میں نے دیکھا ہے۔ ان میں تقریباً پچاس فیصد کام ایسے ہیں جن کا موقع پر وجود ہی نہیں۔ جیسے سمن آباد میں سڑک کی carpetting سے متعلق بتایا ہے۔ میں حلفاً کہنے کو تیار ہوں کہ وہاں پر کوئی carpetting نہیں ہوئی۔ کیا معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس سلسلے میں کوئی انکوائری کروانے کو تیار ہیں؟ یہ اتنی خطیر رقم کہاں پر ضائع ہوئی ہے؟

جناب سپیکر، جی' پارلیمانی سیکرٹری پلیز۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! جہاں تک میرے دوست کے سوال کا تعلق ہے' یہ غلط ہے۔ آج کے دور میں کسی بھی جگہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ کوئی ادارہ کسی جگہ پر کام نہ ہو تو اس کی ادائیگی کر دے کیونکہ ہمارے اداروں میں آڈٹ ٹیم ایسی ہے کہ جو ان کو چیک کرتی ہے اور بل دیتے وقت وہ تمام حسابات چیک کرتی ہے۔ اگر انجنیئرنگ برانچ سے ہو کر آڈٹ اعتراضات ہوتے ہیں' آڈٹ چیک کرتا ہے تو اس کے بعد وہ ادائیگیاں کی جاتی ہیں۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ آج کے دور میں کونسلر ہیں۔ یہ نہیں کہ وہ ایڈمنسٹریٹر ہے اور وہ چاہے تو اپنی مرضی سے کسی جگہ پر دس لاکھ روپے خرچ کر دے اور اسے کوئی پوچھنے والا نہ ہو۔ وہ ادارے ہیں۔ اگر کسی جگہ پر پیسہ خرچ نہ ہو اور وہ لنڈر دے دیے گئے ہوں اور اخبارات میں اشتہار آ جائے تو پھر لوگ بھی اس کو پوچھتے ہیں اور پھر حلقہ کونسلر بھی پوچھتا ہے۔ اسی طرح آج یہاں جس طرح اپوزیشن ہے کہ چھوٹے چھوٹے سوال پر اختلافات ہیں تو وہاں پر بھی جو اپوزیشن بیٹھی ہے یا کونسلر حضرات ہیں وہ پتا کرتے ہیں کہ کہاں پر کام ہوا ہے یا نہیں ہوا ہے۔ اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ کسی جگہ پر کام نہ ہوا ہو تو ادائیگی کر دی گئی ہو۔ اگر کوئی ایسی سڑک یا ایسی جگہ ہے جو میرے دوست کو نظر آتی ہے کہ لنڈر ہو گئے ہیں' ورک آرڈر مل گئے ہیں' اس کے بعد کام نہیں ہوا اور ادائیگی کر دی گئی ہے تو مجھے بتائیں۔ میں ایک کمیٹی مقرر کرنے کے لیے تیار ہوں۔ انہیں بھی اس میں شامل کرنے کے لیے تیار ہوں۔ یہاں سے ٹیم بھجوانے کے لیے تیار ہوں۔ یہ ہم کسی صورت برداشت نہیں کر سکتے کہ ہمارے اداروں میں ایسا ہو کہ ادائیگیاں کر دی جائیں اور موقع پر کام نہ ہو۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! جہاں تک پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے آڈٹ ٹیم کا ذکر کیا ہے تو سنا یہ گیا ہے کہ یہ تقریباً دو فی صد سے لے کر اب تو یہ بات چلتے چلتے کوئی اڑھائی فی صد آڈٹ والوں کا ہے' کوئی انجنیئرنگ برانچ کا ہے اور کوئی دوسری کا ہے۔ یہ تقریباً سترہ فیصد بنتا ہے۔ اس طرح یہ سارے کام آسانی سے ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے جو گوشوارہ دیا ہے میں اس میں اپنے حلقے کے متعلق نشان دہی کرنے کو بھی تیار ہوں اور یہ چاہیں تو انہیں موقع پر لے جا کر ثابت کرنے کو تیار ہوں کہ یہ کام وہاں پر نہیں ہوا اور یہ رقم وہاں پر خرچ نہیں ہوئی۔ تو یہ اس سلسلے میں کیوں ہچکچاتے ہیں؟ یہ کہہ رہے ہیں کہ نہیں۔ وہ آڈٹ ہو گیا ہے اور سب کچھ ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر، انہوں نے یہ کہہ دیا ہے کہ آپ اس کی نشان دہی کریں۔ وہ ہر قسم کی انکوائری

کروانے کو تیار ہیں اور آپ کو اس میں شامل کرنے کو تیار ہیں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال جناب ارشاد حسین سیٹھی صاحب۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، سوال نمبر 1273

لاہور کارپوریشن کی محصول چنگی کا ٹھیکہ

*1273۔ جناب ارشاد حسین سیٹھی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) میٹروپولیٹن لاہور کی محصول چنگی کا ٹھیکہ سال 92-1991ء کے لیے کتنے کروڑ میں ہوا کیا ٹھیکہ منسوخ کر کے کسی دوسری پارٹی کو دے دیا گیا اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

(ب) دوبارہ ٹھیکے میں کتنے کروڑ روپے کی کمی ہوئی۔

(ج) ٹھیکہ حاصل کرنے والی پہلی پارٹی نے کس نام سے ٹھیکہ حاصل کیا تھا۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ کارپوریشن کے ایک ذمہ دار سابقہ اور موجودہ کنٹریکٹر نے ملی بھگت کر کے کارپوریشن کو کروڑوں روپے کا نقصان پہنچایا اور ذاتی مفاد حاصل کیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)

(الف) نیلامی برائے آمدن محصول چنگی برائے سال 92-1991ء مبلغ 51 55 کروڑ روپے میں ہوا تھا۔ شرائط کے مطابق نیلامی میں حصہ لینے کے لیے 45 لاکھ روپے کی ڈیپازٹ کال رکھی گئی تھی۔ جو اس مقصد کے لیے رکھی جاتی ہے۔ کہ اگر زائد بولی دہندہ بولی کے بعد ٹھیکہ نہیں لیتا تو وہ ضبط کر لی جاتی ہے۔ بعد ازاں رولز اور شرائط کے مطابق نیلامی کی کل رقم کا ایک فیصد پورا کرنے کے لیے پارٹی مذکورہ نے مزید 12 لاکھ روپے کارپوریشن کے خزانہ میں جمع کرا دیے۔ اس کے بعد لیز رولز 1990ء کے مطابق کارپوریشن کے ایوان کی منظوری کے بعد کامیاب بولی دہندہ کو بذریعہ چٹھی نمبر 429/او/ 91 مورخہ 9-6-91 کو اطلاع دی گئی کہ شرائط اور رولز کے مطابق نیلامی کی کل رقم کا 10 فیصد یعنی 5,55,10,000 روپے سات یوم کے اندر اندر جمع کرائے جو کہ مذکورہ پارٹی نے جمع نہیں کرائے۔ اس بناء پر اس کا ایک فیصد زر ضمانت مبلغ 57 لاکھ روپے ضبط کر لیے گئے اور ٹھیکہ منسوخ کر دیا گیا۔ دوبارہ تاریخ نیلامی بذریعہ اشتہار اخبارات مورخہ 19-6-91 کھلی نیلامی میں ٹھیکہ نیلام کیا گیا اس تاریخ پر چودہ

پارٹیوں نے نیلامی میں حصہ لیا سب سے زیادہ بولی محمد اشرف حاجی ارشاد اینڈ کمپنی نے مبلغ 47.51 کروڑ روپے دی بولی کی معزز ایوان سے منظوری کے بعد فرم مذکورہ نے مقررہ میعاد کے اندر کل نیلامی کی رقم 1/10 جمع کرادیا اور ٹھیکہ ہو گیا۔

(ب) دوبارہ ٹھیکہ جو کہ مورخہ 19-6-91 کو نیلام کیا گیا وہ سابقہ نیلامی کی بولی 9-5-91 سے 8 کروڑ روپے کم ہوا۔

(ج) ٹھیکہ لینے والی پارٹی کا نام محمد اشرف حاجی ارشاد اینڈ کمپنی ہے۔

(د) پہلی بولی مسٹر اویس ضیاء بٹ کے نام پر تھی۔ جبکہ دوسری بولی میسرز محمد اشرف حاجی ارشاد اینڈ کمپنی کے نام پر اختتام پذیر ہوئی۔ اور وہی اس وقت ٹھیکہ چلا رہے ہیں۔ اگر سابقہ کنٹریکٹر سے مراد 1990-91ء کے اوکٹرائے کے کنٹریکٹر ہیں۔ تو موجودہ فرم میسرز محمد اشرف حاجی ارشاد اینڈ کمپنی میں وہ حصہ دار ہیں۔ جہاں تک کروڑوں روپے کے نقصان اور ملی بھگت کا تعلق ہے اس میں کارپوریشن بے بس تھی۔ کیونکہ دونوں دفعہ نیلامی اوپن تھی۔ چونکہ پہلی نیلامی کے ٹھیکیدار نے رولز اور شرائط کے مطابق نیلامی کی کل رقم 1/10 مبلغ 5,55,10,000 روپے جمع نہیں کرائے تھے۔ لہذا کارپوریشن کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ کہ اس کی زر ضمانت مبلغ 57 لاکھ روپے ضبط کرکے دوبارہ کنٹریکٹ نیلام کر دیا جائے۔ تاہم یہ بتانا ضروری ہے کہ موجودہ کنٹریکٹ سال 1991-92ء سابقہ سال 1990-91ء کے کنٹریکٹ سے 6 28 کروڑ روپے زائد ہے۔

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور ہو گا۔ کوئی ضمنی سوال؟ ارشاد حسین سیٹھی صاحب ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب سپیکر! یہ ویسے تو بہت واضح سا جواب دیا گیا ہے۔ مگر اس میں صحیح صورت حال یہ ہے کہ میسرز محمد اشرف حاجی ارشاد اینڈ کمپنی جس کے نام پر اب بھی ٹھیکہ چل رہا ہے تو انہوں نے جب یہ 1991-92ء میں دیا تو 55 کروڑ 50 لاکھ کی ان کی دوسری بولی تھی جبکہ جس پارٹی نے لیا ہے اس کی بولی 55 کروڑ 51 لاکھ تھی۔ صرف ایک لاکھ روپے کا فرق تھا۔ یہ جز (د) میں جو انہوں نے بتایا ہے کہ پہلی بولی مسٹر اویس ضیاء بٹ جو کہ ہمارے ایک ایم پی اے جناب سہیل ضیاء بٹ کے بھائی ہیں انہوں نے 55 کروڑ 51 لاکھ روپے کی بولی دی تھی اور اس میں ہوا یہ کہ جیسے میں

نے کہا کہ اس میں ملی بھگت کی گئی ہے یا نہیں کی گئی۔ تو اس میں صرف ایک لاکھ روپے کا فرق تھا۔ جناب سپیکر! جب دوبارہ بولی ہوتی ہے تو 8 کروڑ روپے کم پر اسے بیچا گیا۔ پہلی پارٹی نے 57 لاکھ روپیہ جمع کروایا اور ڈیپازٹ کال کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد تین کروڑ روپے کا ملی بھگت کر کے انہوں نے ایسے کیا کہ ڈیڑھ کروڑ روپیہ اس پارٹی نے جس نے دیا تھا وہ حاصل کیا۔ دس دس لاکھ روپے انہوں نے تمام جو بولی میں حصہ لینے والے تھے ان کو دے کر فارغ کیا۔ اور جس پارٹی نے پہلے 8 کروڑ سے زائد کی بولی دی تھی اس کو پانچ کروڑ روپے کی بچت تین کروڑ روپے حصہ دینے کے بعد ہوئی۔ اس لیے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب اس کی 55 کروڑ 50 لاکھ کی پہلی بولی تھی تو جس نے آٹھ کروڑ کم پر دوبارہ بولی دی تو کیا وجوہات ہیں کہ اس کو کیوں نہیں مدنظر رکھا گیا؟ کہ اس پارٹی نے تو پہلے مقابلے میں بولی دی تھی اور اب کیوں کم دے رہی ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ ٹھیک ہے انہوں نے جواب تو دے دیا ہے اور اپنی بے بسی کا اظہار تو کر دیا۔۔۔

میاں منظور احمد موہل، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، میاں منظور احمد موہل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے اور میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن کی توجہ ضمنی سوال کی provision کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ وہ ایک specific question ہوتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ reasons اپنے دلائل دیے جائیں اور ایک تقریر اس پر کی جائے۔

جناب سپیکر، میاں منظور احمد موہل صاحب پوائنٹ آف آرڈر بالکل relevant ہے۔ ضمنی سوال پر تقریر نہیں کی جاتی اور نہ ضمنی سوال پر دلائل دیے جاتے ہیں اور نہ اپنے سوال کو justify کرنے کے لیے اس پر دلیل دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ سوال straight اور specific ہونا چاہیے۔ جی سیٹھی صاحب!

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب والا! یہ بات درست ہے لیکن یہ سوال ایسا تھا جس پر مجھے عرض کرنی پڑی۔ اس میں حکومت کو کروڑوں روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ میں نے تھوڑی سی تفصیل بیان کی ہے۔ تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت کوئی ایسا پروگرام وضع کر سکتی ہے کہ جس میں آئندہ کے لیے وہ لوگ جو اس انداز سے ملی بھگت کرتے ہیں اور گورنمنٹ کو لاکھوں کروڑوں روپے کا نقصان پہنچاتے ہیں ان کے لیے کوئی منصوبہ بندی کرنے کا ان کے پاس کوئی طریقہ کار ہے؟

جناب سپیکر، جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! فاضل رکن نے بڑی تفصیل کے ساتھ ایک allegation لگایا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ غلط ہے۔ ریکارڈ میں ایسی کوئی چیز نہیں۔ جواب میں تفصیل کے ساتھ بتا دیا گیا ہے کہ ایک بولی ہوئی جو 55 کروڑ 51 لاکھ روپے کی تھی۔ قانون کے مطابق 10 فیصد پیسے جمع کروانے ہوتے ہیں بولی کے وقت جو ایک سیکورٹی تھی وہ انہوں نے 45 لاکھ روپے جمع کروا دیے۔ اس کے بعد فوری طور پر اسی وقت ادارہ ایک فیصد وصول کرتا ہے۔ وہ بھی انہوں نے موقع پر ہی داخل دفتر کرا دیے۔ لیکن اس کے بعد کیا ہوا کہ 10 فیصد جب منظوری کے لیے پارٹی کو کہا جاتا ہے کہ آپ 10 فیصد جمع کروائیں تاکہ آپ کو چارج دیا جائے۔ یہ قانون ہے۔ لیکن جب انہیں 10 فیصد جمع کروانے کے لیے کہا گیا تو پارٹی نے وہ پیسے جمع کروانے سے انکار کر دیا۔ رولز کے مطابق اس کی سکیورٹی اور ایک فیصد ضبط کر لی گئی۔ یہی ایک ادارے میں ہوتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ بولی کے وقت پارٹیوں نے آپس میں ضد بازی سے اتنی بولی بڑھا دی لیکن اس کے بعد وہ پارٹی بھاگ گئی۔ اس کے بعد رولز کے مطابق دوبارہ ہم نے یعنی ادارے نے اشتہار دیا۔ دوبارہ پارٹیاں آئیں۔ اس کے بعد آکشن سرعام ہوئی۔ اگر کوئی پارٹی اس سے بڑھ کر لینا چاہتی تھی تو وہ کسی وقت بھی ہاؤس میں منظوری کی غرض سے جانے سے پہلے پہلے وہ درخواست دے سکتی تھی کہ میں اس سے ایک کروڑ روپے یا پچاس لاکھ روپے زیادہ دینے کے لیے تیار ہوں۔ مجھے نہیں پتہ کہ کوئی سہیل ضیاء بٹ صاحب کے بھائی کا نام ہے۔ بٹ نام ضرور ہے۔ یہ پارٹیاں حصہ لیتی رہتی ہیں لیکن بولی سرعام ہوئی ہے۔ بولی میں کوئی ایسا گھپلا نہیں ہوا۔ کوئی بددیانتی نہیں ہوئی۔ پھر اگر کوئی ایسا اثر ورسوخ والا آدمی ہوتا تو وہ 57 لاکھ روپیہ جو پارٹی کا ضبط ہوا ہے وہ بھی واپس کر دیا جاتا۔ وہ اسی طرح بدستور ادارے نے ضبط کر کے جمع کر لیا ہے۔ اس کے بعد وہ جو بولی ہوئی ہے اس کے لیے قانون ہے کہ 10 % کم از کم آفر پچھلے سال سے زیادہ ہونی چاہیے۔ تو میں آپ کو تھوڑا سا ریکارڈ بتاتا ہوں کہ پچھلے سال 41 کروڑ 80 لاکھ روپے کا ٹھیکہ تھا لیکن جب دوبارہ بولی ہوئی ہے تو یہ 47 کروڑ 51 لاکھ روپے میں ہوئی ہے تو اس میں تقریباً 6 کروڑ روپیہ پچھلے سال سے زائد انکم ہوئی ہے۔ لیکن بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ پارٹیوں کی ضد بازی سے بولی زیادہ چلی جاتی ہے لیکن اس کے بعد اگر وہ پیسے جمع نہیں کرواتے تو 57 لاکھ روپیہ کوئی معمولی رقم نہیں جو پارٹی کی ضبط کر لی گئی۔ جیسے سیٹھی صاحب کہہ رہے ہیں کہ اگر

کوئی اور پارٹی یا بد دیانتی ہے تو لازماً جنہیں اگر دو چار پانچ کروڑ روپے کا منافع نظر آئے تو وہ کسی وقت بھی درخواست دے سکتی تھی کہ یہ بولی کم ہوئی ہے۔ ہم زیادہ دینے کے لیے تیار ہیں۔ تو اس کی چیئرمین صاحب کے پاس پاور ہوتی ہے۔ اس کے بعد وہ سیکرٹری بلدیات کو درخواست دے سکتے ہیں۔ کمشنر صاحب کو درخواست دے سکتے ہیں۔ کہ اس بولی میں بددیانتی ہوئی ہے۔ اسے منظور نہ کیا جائے۔ تو ایسی کوئی درخواست نہیں آئی کہ یہ بولی غلط ہوئی ہے۔ پچھلے سال سے ساڑھے چھ کروڑ روپیہ جو ہے بڑی خطیر رقم ہے کہ جو بولی میں آفر زیادہ ہوئی ہے۔ اس لیے یہ منظور کی گئی ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال فرید پراچہ صاحب۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ خود یہ بات بھی اس چیز کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ 57 لاکھ روپے کا نقصان کوئی پارٹی بلاوجہ برداشت نہیں کرتی۔ یہاں 57 روپے کا نقصان بھی کوئی برداشت نہیں کرتا تو بااثر لوگ 57 لاکھ روپے کا نقصان کیسے برداشت کر رہے ہیں۔ اصل میں انہیں 2 کروڑ روپے کا فائدہ ہوا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ہر ٹنڈر میں ایک دفعہ یہ شامل نہیں کی جاتی کہ مجاز اتھارٹی کوئی بھی وجہ بتائے بغیر ٹنڈر مسترد کر سکتی ہے تو جب یہ بات بالکل واضح تھی کہ یہاں پر 8 کروڑ روپے کا نقصان کیا جا رہا ہے۔ پچھلی بولی سے وہی پارٹی جو لے رہی ہے وہ 5 کروڑ روپے کم پر دے رہی ہے۔ تو کیا اس کو وجہ بتائے بغیر مسترد نہیں کیا جا سکتا تھا اور کیوں نہیں کیا گیا؟

جناب ایم لطیف مغل: جناب سپیکر! فاضل رکن نے ٹنڈر کا ذکر کیا ہے حالانکہ انہیں معلوم نہیں ہے کہ بولی میں ٹنڈر نہیں بلکہ سرعام بولی ہوتی ہے اور پھر ادارے نے یہ کر دیا ہے کہ جو میٹروپولیٹن کارپوریشن ہیں اور جو ضلع کونسلیں ہیں وہاں پر ڈپٹی کمشنر یا ان کا نمائندہ بولی میں بیٹھتا ہے تاکہ کوئی ادارہ ایسی گڑبڑ نہ کر سکے تو ادارے کی بولی میں ڈپٹی کمشنر یا کمشنر موجود ہوتے ہیں۔ تو جواب میں یہ واضح طور پر بتا دیا گیا ہے کہ جو انہوں نے گھپلے کا کہا تھا وہ نہیں ہے۔ پارٹی کو چھ سات کروڑ روپیہ زیادہ نقصان ہو رہا تھا تو جو 57 لاکھ روپے کا یہ ذکر کر رہے ہیں اگر کروڑوں روپے کا یا لاکھوں روپے کا فائدہ ہے تو لاکھوں روپے کا نقصان بھی ہو سکتا ہے۔ اس میں ہمارا کوئی سروکار نہیں ہے۔ یہ ایسا

جائیں کہ اگر کوئی کم بولی ہوئی ہے تو اس پر کسی پارٹی نے درخواست نہیں دی۔ اگر کسی پارٹی نے درخواست دی ہے۔ یہ ثبوت کے طور پر بتا دیں تو ہم تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں کہ بد دیانتی ہوئی ہے۔ کسی پارٹی نے کمشنر صاحب کے پاس اور سیکرٹری صاحب کے پاس کوئی درخواست نہیں دی۔ سرعام بولی ہوئی ہے اور پھر ساڑھے چھ کروڑ روپیہ پچھلے سال سے زیادہ انکم ہے۔ حالانکہ 10 % کے حساب سے تقریباً 4 کروڑ روپیہ ہونی تھی۔ تو بہت زیادہ رقم اس سال دی گئی ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب سپیکر! یہ جو محترم پارلیمانی سیکرٹری فرما رہے ہیں تو یہ پچھلا ریکارڈ بھی دیکھ لیں کہ یہ 10 سے 15 % چونگی کی محصول آمدن ہمیشہ ہی ہر سال بڑھتی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ میسرز محمد اشرف حاجی ارشاد اینڈ کمپنی سے جب 55 کروڑ 51 لاکھ روپے پر 92-1991ء میں اس کا ٹھیکہ ہوا تو اس وقت انہوں نے جو اپنی بولی دی تھی وہ کتنے کروڑ کی تھی؟ کیا وہ 55 کروڑ 50 لاکھ روپے کی آفر نہیں تھی جو انہوں نے دی کہ جنہوں نے بعد میں 8 کروڑ روپیہ کم پر دی ہے۔

جناب سپیکر، تو سیٹھی صاحب، ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی، ضمنی سوال یہ ہے کہ جناب صرف ایک لاکھ روپے کا فرق تھا جب اس نے مقابلے میں بولی دی تھی اور جب کم پر بولی دی ہے تو 8 کروڑ روپے کا فرق ہے اور یہ تمام کام جو ملی بھگت سے ہوا تو کارپوریشن نے اس کو روکنے کا کوئی انتظام نہیں کیا۔

جناب سپیکر، سوال کیا ہے؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی، سوال یہ ہے کہ جب دوسری مرتبہ انہوں نے 8 کروڑ روپیہ کم کی بولی دی ہے تو اس وقت اس کانٹرہ یہ کہہ کر کیوں مسترد نہیں کیا گیا کہ یہ تو وہ پارٹی ہے کہ جس نے پہلے 55 کروڑ 50 لاکھ کی بولی دی تھی اس لیے اب کم پر ہم اس کو قبول نہیں کر سکتے۔ کوئی اور پارٹی شامل ہو۔ اس پر رولز کے مطابق یہ پابندی لگائی جا سکتی تھی۔

جناب سپیکر، پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

جناب محمد لطیف منگل، جناب سپیکر! فاضل رکن نے جو کہا ہے کہ ان کی بولی منسوخ کیوں نہ کی گئی۔ قانون کے مطابق اگر یہ بولی منسوخ کر دی جاتی اور تسلیم نہ کی جاتی تو پھر ہمیں ایک اور اشتہار دوبارہ دینا پڑتا لیکن اگر کوئی پارٹی اس آفر تک جہاں تک یہ بولی گئی ہے نہ آتی تو پھر لامحالہ اگر ایک

کروڑ روپیہ یا دو کروڑ روپیہ آفر کم آتی تو قانونی طور پر جو میئر ہے یا جو بولی منسوخ کرنے والے افسر ہیں ان پر سرچارج ہو جاتے ہیں۔ وہ پھر انہیں ادا کرنا پڑتا کہ آپ نے وہ جو پہلی بولی تھی وہ قبول کیوں نہ کی؛ قانون کے مطابق اگر پہلی بولی جو تھی انہوں نے پیسے جمع نہیں کرائے تو وہ ہم نے سکیورٹی ضبط کر لی۔ اگر دوسری بولی خود بخود ہم ختم کر دیتے۔ ہمارا میئر اور چیف افسر یا کوئی بھی افسر مجاز بولی قبول نہ کرتا تو پھر اس کے بعد اگر بولی کم آتی تو وہ افسر مجاز سرچارج ہوتے تھے کہ آپ نے پہلی بولی اتنے کروڑ روپے کی تھی وہ منظور کیوں نہ کی؛ وہ بولی صرف اور صرف اسی صورت میں منسوخ ہوسکتی ہے کہ اگر کوئی آدمی درخواست دے دے کہ اس میں بددیانتی ہوئی ہے۔ ہم اس سے بڑھ کر لینے کے لیے تیار ہیں تو پھر تو میئر بھی اور جو افسر مجاز ہیں وہ بھی یہ ذمہ داری لینے کے لیے تیار ہیں کہ ان کی سیکورٹی آ گئی ہے۔ یہ اس سے زیادہ بولی دینے کے لیے تیار ہیں لیکن کوئی بھی ادارے میں کوئی ایسا رول نہیں ہے کہ وہ خود بخود کر دیں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال جناب ارشاد حسین سیٹھی صاحب۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، سوال نمبر 1277۔

MR SPEAKER: Q No 1277 taken as read.

لاہور میٹرو پولیٹن کارپوریشن کے ملازمین کی تفصیلات

*1277۔ جناب ارشاد حسین سیٹھی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن میں مستقل اور عارضی ملازمین کی کل تعداد کیا ہے ان کی سالانہ تنخواہ کل بجٹ کا کتنے فیصد ہے ملازمین کی تعداد ان کے شعبہ جات کے مطابق تفصیلی طور پر بتائی جائے۔

(ب) سال 1987ء سے اگست 1990ء تک کل کتنے نئے ملازم مختلف شعبہ جات میں بھرتی کیے گئے ملازمین کے نام بمعہ شعبہ جات تفصیل مہیا کی جائے۔

(ج) اگست 1990ء سے نومبر 1991ء تک کتنے افراد بھرتی کیے گئے ایسے مستقل اور عارضی ملازمین کی تعداد بمعہ شعبہ جات کی تفصیل مہیا کی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب ایم لطیف مغل)۔

(الف) ملازمین کی کل تعداد 16528 ہے ان کی سالانہ تنخواہ کل بجٹ کا 53.38 فیصد ہے۔ ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کل بھرتی کیے گئے ملازمین کی تعداد 1322 ہے ان کی شعبہ جات کے مطابق تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) بھرتی شدہ افراد کی تعداد 667 ہے اور ان کی شعبہ جات کے مطابق تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ج) میں ہے کہ، "اگست 1990ء سے نومبر 1991ء تک کتنے افراد بھرتی کیے گئے ایسے مستقل اور عارضی ملازمین کی تعداد بمعہ شعبہ جات کی تفصیل مہیا کی جائے۔"

اس کے جواب میں انہوں نے بتایا ہے کہ 667 افراد مختلف شعبہ جات میں بھرتی کیے گئے۔ تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا محترم پارلیمانی سیکرٹری یہ بتائیں گے کہ اگست 1990ء سے نومبر 1991ء تک جو 667 افراد بھرتی کیے گئے ہیں کیا یہ پابندی کے دوران بھرتی کیے گئے ہیں اور اگر اس طرح بھرتی کیے گئے ہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر، پارلیمانی سیکرٹری۔

جناب محمد لطیف مغل، سوال دہرا دیں ذرا۔۔۔

جناب سپیکر، سیٹھی صاحب! سوال دہرائیے گا۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب سپیکر! اگست 1990ء سے نومبر 1991ء کے دوران 667 افراد بھرتی کیے گئے جس کی تفصیل دی گئی ہے۔ تو اس کی کس نے اجازت دی؟ پابندی کے دوران اس بھرتی کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب محمد لطیف مغل، جناب سپیکر! بلدیاتی اداروں میں جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ محکمہ صحت میں صفائی کے لیے اور جس طرح آبادیاں دن بدن بڑھ رہی ہیں ان میں صفائی کے لیے خاکروب درجہ کے جو لوگ ہیں ان کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر وہ عارضی طور پر بھرتی نہ کیے جائیں تو پھر آبادی میں صفائی

کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ اسی طرح بیلدار جو درجہ چہارم کے ہیں ایسے لوگوں کو مجبوراً بھرتی کرنا پڑتا ہے۔ اس میں اسی طرح محکمہ تعلیم کے استاد ہیں۔ جو نئے سکول کھولے گئے ہیں ان میں عارضی طور پر انہیں ڈیلی ویجز پر بھرتی کیا گیا ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے، کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے جو افراد کی تعداد ان کے شعبہ میں ہے' یہ جو انہوں نے 3201 کی تعداد دی ہے۔ یہ درست نہ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! میں فاضل ممبر کے سوال کو نہیں سمجھ سکا۔

جناب سپیکر، سیٹھی صاحب! آپ اپنے سوال کو دہرائیے گا۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! میں نے شعبہ جات کے مطابق الگ الگ تفصیل مانگی تھی اور انہوں نے اتنے آدمی ہیلتھ میں اور اتنے ایجوکیشن میں اور اتنے وقت پر رکھے گئے ہیں میں نے یہ ساری تفصیل دیکھی ہے انہوں نے اس تفصیل میں جو ایجوکیشن کے بتائے ہیں وہ درست نہیں ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ایجوکیشن میں جو بھرتی کیے گئے ہیں ان کی صحیح فہرست کون سی ہے مجھے تو اس میں نظر نہیں آ رہی۔ اور یہ مجھے بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! تفصیل کے ساتھ اس میں دیا گیا ہے کہ محکمہ صحت میں کتنے بھرتی کیے گئے تعلیم میں کتنے کیے گئے ہیں۔ بیلدار یا دوسرے لوگ محکموں میں کتنے کتنے بھرتی کیے گئے ہیں وہ جزو الف اور ب میں تفصیل کے ساتھ درج ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال بھی رانا ثناء اللہ خان صاحب کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، سوال نمبر 1430

تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات افسران کا تبادلہ

*1430۔ رانا ثناء اللہ خان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) میونسپل کارپوریشن فیصل آباد اور ضلع کونسل فیصل آباد میں گریڈ سولہ اور اس سے اوپر عہدہ کے کتنے افسران تعینات ہیں۔ نام مع عہدہ و عرصہ ملازمت اور تاریخ تعیناتی برمقام فیصل آباد بتائی جائے۔

(ب) آیا یہ درست ہے کہ بیشتر افسران تین سال سے زائد عرصہ سے فیصل آباد ہی میں تعینات ہیں اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور ایسے افسران کا ابھی تک تبادلہ نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)

(الف) میونسپل کارپوریشن فیصل آباد اور ضلع کونسل فیصل آباد میں کل 176 افسران تعینات ہیں ان کے نام عہدہ اور عرصہ ملازمت اور تاریخ تعیناتی ،مقام فیصل آباد ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

(ب) مندرجہ بالا کوائف کی روشنی میں گزارش ہے کہ محکمہ ہذا میں عام طور پر کسی بھی مقام پر تین سال عرصہ ملازمت پوری کرنے والے افسران کو تبدیل کر دیا جاتا ہے۔

شعبہ انتظامیہ کے صرف ایک آفیسر کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ شعبہ صحت کے میڈیکل آفیسران کو عام طور پر اس وقت تک کسی بھی مقام سے تبدیل نہیں کیا جاتا جب تک کہ ان کے خلاف شکایت نہ ہوں یا کسی دیگر انتظامی وجوہ کی بناء پر ایسا کرنا ضروری ہو۔ اسی پالیسی پر محکمہ صحت حکومت پنجاب بھی عمل پیرا ہے۔

شعبہ انجنیئرنگ کے صرف دو انجنیئر عرصہ تین سال سے زائد عرصہ سے کام کر رہے ہیں۔ حال ہی میں محکمہ ہذا نے اس پالیسی پر عمل کرتے ہوئے بیشتر دیگر افسران کو تبدیل کر دیا ہے۔ باقی ماندہ افسران کو بھی کسی وقت تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کے جزو (ب) میں کہا گیا ہے کہ مندرجہ بالا کوائف کی روشنی میں گزارش ہے کہ محکمہ ہذا میں عام طور پر کسی بھی مقام پر تین سال عرصہ ملازمت پوری کرنے والے افسران کو تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! یہ جو فہرست فراہم کی گئی ہے اس میں تقریباً آٹھ کے قریب ایسے اشخاص ہیں جو تیس سال سے فیصل آباد میں تعینات ہیں ان میں سے ایک تو ایسا بھی ہے جو 32 سال سے فیصل آباد میں ہے باقی ساروں کے بارے میں یہی بات کہی جا سکتی ہے کہ وہ تقریباً آٹھ، دس یا سات سال سے وہاں پر تعینات ہیں تو میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان کو تبدیل کرنے کا کیا ارادہ ہے اور اس بارے میں محکمے کی کیا پالیسی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! تفصیل میں بتایا گیا ہے کہ ان میں زیادہ جو افسران ہیں وہ ہیلتھ کے ہیں۔ تو جناب سپیکر یہ محکمہ کچھ اس قسم کا ہے اور ہم بھی یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو نہ ٹرانسفر کیا جائے کیونکہ وہاں پر صفائی کا مسئلہ ہوتا ہے اور پھر ان کی کوئی شکایت نہیں ہے واقعی دوسرے اداروں کی طرح یہ تین سال کی پابندی ہے لیکن چونکہ بلدیات میں زیادہ تر لوکل باڈیز ہیں اور وہاں پر زیادہ تر صفائی کا مسئلہ ہوتا ہے اور ان میں زیادہ تر صحت کے آدمی ہیں اس میں صرف دو انجنیئر ہیں جن کا تین سال سے زیادہ عرصہ ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ان کو ٹرانسفر کریں لیکن ان میں سے کسی کے بارے میں شکایت نہیں ہے اور وہ اپنا کام بڑی اچھی طرح سے کر رہے ہیں نہ کونسلر حضرات کو کوئی شکایت ہے حالانکہ اگر کوئی افسر غلط کام کرے جس طرح سے وہ چھوٹا ادارہ ہے اکثر حضرات کو معمولی بات پر کوئی نہ کوئی شکایت ہو سکتی ہے لیکن آج تک ہمیں کوئی ایسی شکایت نہیں آئی نہ کونسلر حضرات کی طرف سے اور نہ ہی میئر حضرات کی طرف سے کوئی شکایت آئی ہے کہ انہیں ٹرانسفر کر دیا جائے۔ جناب والا! ثناء اللہ صاحب اگر کسی کے بارے میں لکھ کر دیتے ہیں کہ وہ غلط کام کر رہے ہیں یا وہ بددیانتی کر رہے ہیں اور وہ صحیح طور پر اپنا کام سر انجام نہیں دے سکتے تو ہم ان کو ٹرانسفر کرنے کے لیے بھی تیار ہیں بشرطیکہ ان کی جائز شکایت ہو۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! انہوں نے صفائی کا ذکر کیا ہے اس حوالے سے میں ان تمام کے متعلق لکھ کر دینے کے لیے تیار ہوں کہ یہ تمام کے تمام اپنے فرائض صحیح طریقے سے ادا نہیں کر رہے اور یہ 30 ,30 سال اور 32, 32 سال سے وہاں پر بیٹھے ہیں اور انھوں نے وہاں پر اپنی اجارہ داری قائم کی ہوئی ہیں وہاں پر کوئی بھی صحیح کام نہیں کر رہا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! اگر یہ ثبوت کے طور پر ان کے خلاف کوئی چارجز لگا کر دیں کہ یہ چارجز ہیں تو ہم اس کے بارے میں ایکشن لینے کے لیے تیار ہیں۔ حالانکہ جناب والا! یہ خود ایم پی اے ہیں اور ان کے حلقے میں کئی کونسلر ہوں گے اور ان کو بھی کوئی نہ کوئی شکایت ہو گی اگر یہ لکھ کر دیں تو ہم انکوائری بھی کروائیں گے ان کو سزا بھی دیں گے اور ان کی ٹرانسفر بھی کر دیں گے۔

جناب سپیکر، اب وقفۂ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جناب سپیکر! بقیہ سوالات کے جوابات میں ایوان

کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر، بقیہ سوالات کے سوالات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے۔

جناب جانسن مائیکل، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا وقفہ سوالات سے متعلق ہے۔

جناب جانسن مائیکل، جی۔ جناب والا! میرا ایک سوال ہے اور میری درخواست ہے کہ اس کو ملتوی کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ انتہائی اہمیت کا حامل سوال ہے۔

جناب سپیکر، یہ کون سا سوال ہے۔

جناب جانسن مائیکل، جناب والا! اس کا نمبر 1910 ہے۔

جناب سپیکر، کون سے صفحے پر ہے۔

جناب جانسن مائیکل، جناب والا! یہ صفحہ نمبر 29 پر ہے؟

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ آپ کے سوال کو ملتوی کیا جاتا ہے۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے)

گڑھے کو پُر کرنے کے لیے اقدام

*334۔ میاں محمود احمد، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور شہر سے گندگی اٹھا کر بند روڈ پرانا راوی پل سے کھوکھر گاؤں کے درمیان سڑک کے اوپر پھینک رہی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کارپوریشن کا عملہ مختلف لوگوں سے سودے بازی کر کے یہ کوڑا کرکٹ ان کی زمینوں وغیرہ یا پلاٹوں میں ڈال رہے ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سلطان پورہ بند روڈ کچی آبادی کے درمیان میں کافی گہری جگہ ہے جہاں پر پانی وغیرہ جمع ہو جاتا ہے اور وہاں پر دو تین بچے گر کر جاں بحق بھی ہو چکے ہیں اور اس آباد کے غریب لوگ اس جگہ کو مٹی سے پر کرنے کی ہمت نہیں رکھتے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس آبادی کے مسلم لیگ کے صدر بابا سلطان نے کئی بار متذکرہ کارپوریشن کو درخواستیں دی ہیں کہ اس گڑھے میں کوڑا کرکٹ ڈال کر پر کر دیا جائے تاکہ جانی نقصان مزید نہ سکے۔ چونکہ یہ لوگ کارپوریشن کے عملہ کو پیسے نہیں دے سکتے۔ اس لیے انہوں نے یہ جگہ پر نہیں کی۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا کارپوریشن اس گڑھے کو کوڑے کرکٹ سے پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (ایم لطیف مغل):

(الف) لاہور شہر میں لینڈفل سائٹ Land Fill Site کی عدم دستیابی کی وجہ سے بند روڈ کے ساتھ نشیبی جگہوں پر کارپوریشن کے کوڑا کرکٹ والے ٹرک کوڑا کرکٹ پھینکتے رہتے تھے۔ لیکن گزشتہ 6 ماہ سے لاہور کے اردگرد چار لینڈ فل سائٹ پر کام ہو رہا ہے۔ انہیں لینڈ فل سائٹ میں:

1۔ بابو صابو

2۔ مولہن وال

3۔ بابک وال اور شیخوپورہ روڈ نزد پولکا فیکٹری شامل ہیں اب کارپوریشن کے اکثر ٹرک ان ہی مقررہ جگہوں پر کوڑا کرکٹ پھینکتے ہیں۔ اور انہیں ان مقررہ جگہوں کے علاوہ کسی اور جگہ (منظوری حاصل کیے بغیر) کوڑا کرکٹ پھینکنے کی اجازت نہیں ہے۔ ڈرائیوروں کو سختی سے اس کا پابند کیا گیا ہے۔ تاہم ابھی بھی کچھ ٹرک ڈرائیور اپنا کوڑا موقع محل دیکھ کر غیر قانونی طور پر بند روڈ پر پھینک جاتے ہیں۔ پول آفیسر کو بغیر اجازت کوڑا کرکٹ پھینکنے والی گاڑیوں (خاص طور پر بند روڈ وغیرہ) کی رپورٹ کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔

(ب) اس کے متعلق عرض ہے کہ لاہور شہر کی نشیبی آبادیوں کی طرف سے اگر کوئی درخواست وصول ہو کہ آبادی نشیبی ہونے کی وجہ سے عوام کی تکلیف کا باعث بنتی ہے تو میئر صاحب کی منظوری سے (حفظان صحت کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے) ایسی جگہوں پر کوڑا کرکٹ ڈالا جاتا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ سلطان پورہ بند روڈ کچی آبادی کے درمیان میں کچھ عرصہ ایک گہرا گڑھا موجود تھا جسے جناب میئر صاحب کی منظوری کے بعد کوڑا کرکٹ سے بھر کر ہموار کر دیا گیا ہے۔

(د) مسلم لیگ کے صدر بابا سلطان صاحب نے جس گڑھے کی نشان دہی کی ہے اسے بھر کر ہموار کر دیا گیا ہے۔ اور چین والے بلڈوزر سے مورخہ 2-3-1991 کو لیول مکمل ہوا ہے۔ کارپوریشن کے کسی اہل کار کے پیسے لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ کام لارڈ میئر صاحب کی منظوری سے ہوا ہے۔

(ہ) مذکورہ گڑھا کو مکمل طور پر ہموار بھی کر دیا گیا ہے۔

فوکل پوائنٹ کے تحت تعمیر ہونے والے سکولوں کی ناقص تعمیر

*1097۔ حاجی محمد افضل چن، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ فوکل پوائنٹ پروگرام کے تحت پنڈ کو تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں تعمیر ہونے والی بوائز مڈل اور ہائی سکول کی ناقص تعمیر کے متعلق میں نے ڈائرکٹر جنرل مقامی حکومت کو دو دفعہ عرض داشت پیش کی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ میری اس درخواست پر ڈائرکٹر جنرل نے مسٹر جمیل مرتضیٰ اور ایک دوسرے افسر کو انکوائری کرنے کا حکم دیا تھا جس پر انہوں نے انکوائری کی تھی۔

(ج) اگر جز (ب) اثبات میں ہے تو ان دونوں انکوائری رپورٹوں کی نقول ایوان میں پیش کی جائیں اور ان رپورٹوں کی روشنی میں کیا اقدامات کیے گئے۔ ایوان کو مطلع کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) دونوں انکوائری رپورٹوں کی نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ دونوں انکوائری افسران نے منصوبہ جات میں کچھ نقائص کی نشان دہی کی تھی۔ جس کے مطابق اسے ڈی ایل جی اور فنی عملہ کو ہدایات دی گئی تھیں کہ ان نقائص کو دور کیا جائے اور منصوبہ جات مکمل کر کے متعلقہ محکمہ جات کے سپرد کیے جائیں۔ چنانچہ نقائص دور کر کے اور تمام منصوبہ جات مکمل کر

کے متعلقہ محکمہ جات کے حوالے کر دیے گئے ہیں۔

رورل ہیلتھ سنٹر ملکوال کی سڑک کو پختہ کرنا

*1108۔ حاجی محمد افضل چن، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

آیا یہ امر واقع ہے کہ رورل ہیلتھ سنٹر ملکوال سے دربار حاجی شیخ احمد براستہ ریلوے پھاٹک سڑک کو پختہ کرنے کے لیے وزیر اعلیٰ پنجاب کا ڈائریکٹو جاری ہوا تھا۔ لیکن یہ سڑک آج تک مکمل نہیں ہوئی اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور اس کا ذمہ دار کون سا افسر ہے نیز حکومت اس کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب ایم لطیف مغل)،

یہ درست ہے کہ رورل ہیلتھ سنٹر ملکوال سے دربار حاجی شیخ احمد براستہ ریلوے پھاٹک سڑک کو پختہ کرنے کے لیے وزیر اعلیٰ پنجاب سے ڈائریکٹو جاری ہوا تھا اس سکیم کے لیے 6.93 لاکھ روپے منظور کیے گئے۔ چونکہ حکومت نے ایسا تمام کیسوں میں کل تخمینے کا تیسرا حصہ بنیادی طور پر جاری کیا تھا اس لیے اس سکیم کے لیے 2.31 لاکھ روپے دے دیے گئے اور یہ رقم اس منصوبے پر خرچ کی جا چکی ہے بقایا رقم مالی مشکلات کی وجہ سے مہیا نہ کی جا سکتی ہے محکمہ کی کوشش ہے کہ مذکورہ سکیم کو مکمل کرنے کے لیے کسی نہ کسی مد سے بقایا رقم فراہم کی جائے۔

سیکرٹری یونین کونسل کو گریڈ گیارہ کی عطائیگی

*1327۔ چودھری محمد اسلم کانرہ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ دیہی کارکن/سیکرٹری یونین کونسل پنجاب کو 1960ء سے سکیل نمبر 5 دیا جا رہا ہے جبکہ اس معیار کے دیگر فیلڈ ملازمین کے سکیل بڑھا دیے گئے ہیں اور چیف آفیسر کلاس بی سکیل نمبر بارہ کے تحت تنخواہ وصول کر رہا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت دیہی کارکن/سیکرٹری یونین کونسل کو بھی سکیل نمبر بارہ اور دیگر مراعات دینے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو ایسا کب تک کر دیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)۔

(الف) یہ درست نہ ہے کہ دیہی کارکن/سیکرٹری یونین کونسل پنجاب کو 1960ء سے سکیل نمبر 5 دیا جا رہا ہے۔ یہ بھی درست نہیں ہے کہ چیف آفیسر سکیل نمبر 12 کے تحت تنخواہ وصول کر رہا ہے۔ کیونکہ لوکل کونسل سروس بذریعہ نوٹیفکیشن 228-SO(S)-64 مورخہ یکم اپریل 1964ء میں قائم ہوئی جس کا اطلاق 6 اپریل 1964ء کو ہوا اس وقت چیف آفیسر/سیکرٹری کلاس بی سکیل نمبر 8 تھا اور اسے بعد میں بذریعہ نوٹیفکیشن CCS(ADMN)3(102)/81 مورخہ 11-3-90 سکیل نمبر 11 دے دیا گیا۔

(ب) حکومتی سطح پر دیہی کارکن/سیکرٹری یونین کونسل کو بھی تمام دوسرے محکموں کی طرح 33% کوٹے کے تحت سکیل نمبر 7 بطور سلیکشن گریڈ دینے کا معاملہ ابھی حکومت کے زیر غور ہے۔

غیر قانونی جائیداد

*1408۔ مہر غلام دستگیر ملک، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

آیا یہ درست ہے کہ مسٹر منور حسین، اسسٹنٹ انجنیئر دفتر اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ سرگودھا نے کمرشل پلازہ نمبر 85 واقع کمرشل ایریا کیولری گراؤنڈ ایکسٹینشن لاہور کینٹ نصراللہ چھہ کے نام سے حاصل کیا ہے جس کی مالیت تقریباً ایک کروڑ روپیہ بنتی ہے اگر ایسا ہے تو غیر قانونی جائیداد کن ذرائع سے حاصل کی گئی ہے تفصیلاً بتایا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب ایم لطیف مغل)۔

جس طرح کہ سوال کے اندر یہ امر مسلمہ ہے کہ کوئی ایک پلازہ بنام نصر اللہ چھہ بنایا ہوا ہے اس لیے محکمہ اس بارے میں کچھ کہنے سے قاصر ہے۔

اسسٹنٹ انجینئر لوکل گورنمنٹ سرگودھا کا تبادلہ

*1409۔ مہر غلام دستگیر ملک، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

آیا یہ درست ہے کہ مسٹر منور حسین اسسٹنٹ انجنیئر دفتر اسسٹنٹ ڈائرکٹر لوکل گورنمنٹ سرگودھا میں عرصہ چھ سال سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہے جسے بری شہریت ہونے کے باوجود وہاں سے

تبدیل نہیں کیا گیا اگر ایسا ہے تو مذکورہ افسر کو تبدیل نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب ایم لطیف مغل)۔

مسٹر منور حسین اسسٹنٹ انجنیئر کو ضلع سرگودھا سے تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اور وہ اپنے عہدہ کا چارج 30/1/92 کو چھوڑ چکے ہیں۔

نوشہرہ ورکاں تا شیخوپورہ سڑک کی پختگی

*1478۔ ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نوشہرہ ورکاں تا شیخوپورہ براستہ لیل ورکاں گھرموڑ ورکاں سڑک باٹھانوالہ سے مدار تک دو کلومیٹر کچی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس دو کلومیٹر کے پختہ نہ ہونے کی وجہ سے حکومت کا اس سڑک پر لگایا گیا کثیر سرمایہ ضائع ہو رہا ہے جبکہ اس سڑک کے پختہ ہونے سے نوشہرہ ورکاں اور شیخوپورہ کے تقریباً پچاس دیہات کو فائدہ پہنچتا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت اس سڑک کو پختہ کرنے کے لیے فنڈز فراہم کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب ایم لطیف مغل)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) اس حد تک یہ درست ہے کہ اگر یہ سڑک پختہ ہو جائے تو متعدد دیہات کو فائدہ پہنچے گا۔

(ج) 1991-92ء کے تعمیر وطن پروگرام کے تحت حاجی محمد نواز ایم پی اے (PP-137) شیخوپورہ نے مدار باٹھانوالہ تک دو کلومیٹر کچی سڑک کو پختہ کرنے کا منصوبہ تجویز کیا۔ اور اس کے لیے ابتدائی طور پر تین لاکھ روپے کی رقم اپنے ترقیاتی فنڈز سے مختص کی۔ اس تین لاکھ روپے سے تقریباً 1/2 کلومیٹر مٹی سب بیس اور بیس مکمل ہو چکا ہے۔ مارننگ کا کام موقع پر شروع ہے۔ مذکورہ سڑک کی کل لمبائی پختگی کے لیے مجموعی لاگ 18.00 لاکھ ہے جس میں سے تین لاکھ روپے فراہم کیے جا چکے ہیں۔ مزید 15 لاکھ روپے درکار ہیں جو متعلقہ ایم این اے یا ایم پی اے اپنے حصے کے فنڈز سے رقم فراہم کر سکتے ہیں۔ کیونکہ موجودہ طریقہ کار کے مطابق تمام ترقیاتی فنڈز ممبران اسمبلی ہی اپنے فنڈز سے

مختص کرتے ہیں۔ ADP میں ایسے منصوبہ جات کے لیے کوئی رقم مختص نہ ہے۔

پل باگڑہ تا سرائے سدھو روڈ کی تعمیر

*1494۔ ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پل باگڑہ تا سرائے سدھو روڈ (تحصیل کبیر والا) کب تعمیر کی گئی اور اس کی تعمیر پر کتنی لاگت آئی ہے۔

(ب) آیا یہ امر واقع ہے کہ متذکرہ سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹ چکی ہے اور اب وہ ٹریفک کے استعمال کے قابل نہیں رہی اگر جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت متذکرہ سڑک کی مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب ایم لطیف مغل)۔

(الف) یہ سڑک پل باگڑہ سے سرائے سدھو تک تقریباً 25 سال قبل ضلع کونسل ملتان نے تعمیر کی تھی نئے ضلع کونسل خانیوال بننے کے بعد مذکورہ سڑک ضلع کونسل خانیوال کے انتظام وانصرام میں ہے۔ ضلع کونسل خانیوال کے پاس اس کی لاگت کی تفصیلات موجود نہیں ہیں۔

(ب) حالیہ بارشوں اور ٹریفک کی زیادتی کی وجہ سے یہ سڑک کافی خستہ حال ہو گئی تھی جس پر ضلع کونسل خانیوال نے اپنے محدود وسائل کے باوجود 11 لاکھ 65 ہزار روپے رواں مالی سال کے بجٹ میں مختص کیے ہیں اور موقع پر ری کنڈیشننگ کا 50 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔ باقی کام بھی جلد مکمل ہو جانے کی امید ہے۔ اس سڑک کی کل لمبائی 4.67 میل ہے۔ جبکہ مذکورہ فنڈ سے 2.05 میل کا حصہ تعمیر ہو سکے گا۔

چیئرمین ضلع کونسل خانیوال کی تجویز ہے کہ اگر محکمہ پانی وسے اس سڑک پر ٹریفک کے زیادہ دباؤ کے لیے اس کی چوڑائی دگنی کر دے اور اسے اپنی تحویل میں لے لے تو ضلع کونسل خانیوال کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی ضلع کونسل خانیوال کی طرف سے ایک باضابطہ مفصل درخواست موصول ہونے پر اس امر کا جائزہ لے گا کہ اس سڑک کو صوبائی تحویل میں دینے کے لیے محکمہ مواصلات و تعمیرات سے سفارش کرے یا ضلع کونسل خانیوال کو اس بات کا پابند کرے کہ وہ اپنے فنڈ سے اس سڑک کی

مرحلہ وار بحالی و مرمت کا بندوبست ترجیحی بنیاد پر کرے۔

ترقیاتی ادارہ میں عملے کی تعیناتی

*1590۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ امر واقع ہے کہ بہاولپور ترقیاتی ادارہ کے ڈائرکٹر جنرل کا تقرر عمل میں آچکا ہے۔ اگر ہاں تو اس سلسلے میں ادارہ کے دفتر و عملہ کی تقرری میں تاخیر کی وجوہ کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب ایم لطیف مغل):

(الف) یہ درست ہے کہ ڈائرکٹر جنرل بہاولپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی تقرری کے ساتھ ہی درج مزید عملہ کی تقرری بھی عمل میں آچکی ہے۔

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد اسامی
1۔	پرائیویٹ سیکرٹری	ایک
2۔	جونیئر کلرک	ایک
3۔	ڈرائیور	ایک
4۔	نائب قاصد	دو

محکمہ خزانہ پنجاب نے صرف پانچ اسامیاں 92-1991ء میں منظور کی تھیں اور یہی اسامیاں 93-1992ء میں ہیں۔ جس سے اتھارٹی کا کام چلانا ناممکن تھا۔ لہذا وزیر اعلیٰ صاحب پنجاب کو تمام صورت حال سے آگاہ کیا گیا۔ جس کے نتیجہ میں مزید 17 اسامیوں کی منظوری دے دی گئی ہے جس کے لیے محکمہ خزانہ سے فنڈز مہیا کرنے کے لیے لکھ دیا گیا ہے۔

ناجائز تجاوزات ختم کرنے کے لیے اقدامات

*1634۔ جناب فرید احمد پراچہ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ لاہور میٹروپولیٹن نے آپریشن کلین اپ شروع کر رکھا ہے۔

(ب) کیا یہ امر واقع ہے کہ شمع سینما کے پاس پل گندا نالہ پر کئی ناجائز تجاوزات کی گئی ہیں جو کہ اس اپریشن کے باوجود ابھی تک قائم ہیں۔

(ج) کیا یہ امر واقع ہے کہ شمع روڈ پر ناجائز دکانیں کئی کئی فٹ آگے بڑھائی گئیں ہیں جس کی

وجہ سے ٹریفک کو بے حد دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان ناجائز تجاوزات کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب ایم لطیف مغل)۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) فیروز پور روڈ واقع شمع سینما کے پاس پل گندہ نالہ پر جو تجاوزات تھیں ان کو گرایا جا رہا تھا کہ تجاوزات کنندگان نے سول کورٹ سے جاری حکم امتناعی پیش کر دیا۔ عدالت کے حکم کے احترام کرتے ہوئے مہاری کی کارروائی روک دی گئی۔ اب تجاوزات کنندگان نے بلدیہ عظمیٰ کے خلاف ہائی کورٹ میں توہین عدالت کا کیس دائر کر رکھا ہے زیر بحث جگہ سے تجاوزات کو گرانے کی کارروائی ہائی کورٹ کے فیصلہ کے بعد عمل میں لائی جائے گی۔

(ج) درست ہے۔

(د) جی ہاں بلدیہ عظمیٰ شہر سے تمام ناجائز تجاوزات کو مرحلہ وار پروگرام کے تحت ہٹانے کا عزم رکھتی ہے۔

نالہ لئی کی تعمیر کے لیے رقم کی فراہمی

*1801۔ڈاکٹر محمد افضل اعزاز، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے تقریباً ڈیڑھ سال قبل نالہ لئی کی تعمیر کے لیے میونسپل کارپوریشن راولپنڈی کو کچھ رقم دی تھی اگر ہاں تو یہ رقم کتنی تھی اور منصوبہ کی تفصیلات کیا ہیں۔ کیا یہ رقم کسی اور مد میں استعمال ہو چکی ہے اگر ہاں تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

(ب) ہر سال نالہ لئی میں طغیانی کی وجہ سے مالی و جانی نقصان کے اندازہ سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب ایم لطیف مغل)۔

(الف) نالہ لئی کی تعمیر یا مرمت کے لیے حکومت نے میونسپل کارپوریشن راولپنڈی کو کوئی فنڈز جاری نہیں کیے۔

(ب) نالہ لئی میں طغیانی کی وجہ سے ہونے والے جانی اور مالی نقصانات کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

1۔ **1988ء**۔ 20 جولائی 1988ء کو آنے والی طغیانی سے دو اموات واقع ہوئی تھیں جن کے لواحقین /قانونی وارثوں کو مجموعی طور پر 56 ہزار روپے کی امدادی گرانٹ دی گئی۔

2۔ **1990ء**۔ 9 اگست 1990ء کو آنے والی طغیانی میں چھ افراد لقمہ اجل بنے تھے جن کے لواحقین میں 50 ہزار روپے فی فیملی کی امدادی گرانٹ دی گئی (کل تین لاکھ روپے) 222 متاثرین جن کے مکانات وغیرہ کو نقصان پہنچا تھا کا کیس ریلیف ڈیپارٹمنٹ کو بھیجا تھا لیکن ابھی تک معاوضہ کی رقم منظور نہیں ہوئی۔

3۔ **1992ء**۔ 3۔ اگست 1992ء کی حالیہ طغیانی میں تین افراد جاں بحق ہوئے۔ مبلغ ایک لاکھ بیس ہزار روپے کی امدادی گرانٹ سوگوار خاندانوں میں تقسیم کی گئی۔ 6 لاکھ 16 ہزار روپے کی رقم ریلیف ڈیپارٹمنٹ نے نقصان زدہ مکانات کے مالکوں کو امدادی معاوضہ کے طور پر ادا کرنے کے لیے مہیا کی ہے۔ جس کا بیشتر حصہ متاثرین میں تقسیم ہو چکا ہے۔ جہاں تک نالہ لئی کی تعمیر کا تعلق ہے میونسپل کارپوریشن راولپنڈی مطلوبہ فنڈ کی کمی کی وجہ سے ایسا کرنے سے قاصر ہے البتہ اس معاملہ سے نمٹنے کے لیے محکمہ آب پاشی سے رجوع کیا جائے گا۔ تاکہ وہ ترجیحی بنیادوں پر فنڈز کی فراہمی اور اس منصوبہ کی تکمیل کو یقینی بنائے۔

ناصر شاہ کے خلاف کارروائی

*1805۔ جناب غلام سرور خان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ناصر شاہ نامی شخص کو میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور میں زون 1 تا 4 کے لیے شعبہ باغات کا انچارج مقرر کیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اسے ڈیپوٹیشن پر محکمہ این ایف سی سے میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور میں لایا گیا ہے اور جبکہ اسے بحیثیت ہارٹیکلچرسٹ کوئی تعلیم یا تجربہ نہ ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ شخص نے کارپوریشن میں جائننگ اپنی تقرری کے چار ماہ بعد کی ہے جو کہ قانونی طور پر درست نہ ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کارپوریشن کے کسی بھی ذمہ دار کی طرف سے اس شخص کو کارپوریشن میں لانے کے لیے کوئی تحریری کاوش نہ کی گئی ہے اور اسے زبردستی یہاں ایڈجسٹ کیا گیا۔

(ہ) کیا حکومت اس نااہل شخص کو واپس اپنے محکمہ کو بھیجنے کو تیار ہے۔

(و) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت اس پر فوری طور پر ایکشن لینے پر تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب ایم لطیف مغل)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مسٹر ناصر علی شاہ کو محکمہ این ایف سی سے میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور میں ڈیپوٹیشن پر لیا گیا ہے۔ جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے۔ بی ایس سی (آنرز) ایگریکلچر ہے اور کو اڑھائی سال کا تجربہ زراعت میں ہے۔

(ج) درست ہے مگر جناب میئر صاحب میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور نے جوائن کرنے کی اجازت دے دی تھی۔

(د) درست ہے۔ مگر یہ غلط ہے کہ اسے زبردستی کارپوریشن میں ایڈجسٹ کیا گیا۔

(ہ) متعلقہ شخص نااہل نہ ہے۔ ڈیپوٹیشن وقت ختم ہونے کے بعد فیصلہ کیا جائے گا۔

(و) جزو (د) میں جواب دے دیا گیا ہے۔

گلی نمبر 132 اے باغبانپورہ لاہور کی پختگی

*1806۔ چودھری خادم حسین، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گلی نمبر 132/اے متصل محمد حسین ڈیزل انجن فیکٹری جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور کچی اور جگہ جگہ سے ٹوٹی ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے عوام کو آمدورفت میں سخت دشواری کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حالیہ بارشوں کے دوران بارش کا پانی مذکورہ گلی میں بھر کر لوگوں کے مکانوں کے اندر داخل ہو گیا ہے جس کی وجہ سے لوگوں کا مالی نقصان ہوا ہے اور اکثر مکانوں کی بنیادوں میں دراڑیں پڑ چکی ہیں۔

(ج) آیا یہ امر واقع ہے کہ مذکورہ گلی کے آس پاس کی تمام گلیاں سال 1976ء سے پکی کر دی گئی ہیں جبکہ مذکورہ گلی ابھی تک پکی نہیں ہوئی۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت مذکورہ گلی کو بھی پختہ کرنے کے

لیے فنڈز مختص کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو اس پر کب تک عمل درآمد کی توقع ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب ایم لطیف مغل)،

(الف) گلی مذکورہ کچی ہے۔ اور عوام کو دشواری کا سامنا ہو سکتا ہے۔

(ب) کیونکہ گلی کچی ہے اور آگے سے بند ہے اور بارشی پانی کے نکاس کا کوئی انتظام نہ ہے اس لیے بارشوں میں پانی گلی میں بھر جاتا ہو گا۔ البتہ اس وقت گلی خشک ہے گلی کے مکینوں میں سے جو موقع پر موجود تھے۔ دریافت کیا گیا کہ بارش کے پانی جمع ہونے سے کسی مکان کو کوئی نقصان تو نہیں پہنچا ہے۔ تو جواب نفی میں تھا۔

(ج) گلی مذکورہ ملحقہ سمن زار کالونی سے الگ ہے اور ابھی تک کچی ہے جبکہ سمن زار کالونی کی تقریباً تین گلیاں پختہ ہیں۔ یہ گلی کارپوریشن کی ملکیت نہیں بلکہ پرائیویٹ ہے۔

(د) چونکہ گلی پرائیویٹ ہے اور کارپوریشن کے زیر اثر نہیں ہے۔ لہٰذا ضابطہ کے مطابق کارپوریشن گلی کے مکینوں /مالکان کو ہدایت جاری کر دے گی کہ وہ اسے پختہ کرے۔

سکول کی عمارت کی ناقص تعمیر کی تحقیقات

*1834۔ ملک احمد علی اولکھ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول بستی الیاس والا (نزد شاہ جمال) تحصیل وضلع مظفر گڑھ کی عمارت حال ہی میں تعمیر کی گئی ہے مگر اس کی تعمیر میں ناقص میٹریل اور درجہ دوئم کی اینٹیں استعمال کی گئی ہیں جس کی وجہ سے عمارت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونا شروع ہو گئی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عمارت کی ناقص تعمیر کی تحقیقات کرانے اور اس کے تعمیر کنندہ (ٹھیکیدار) کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب ایم لطیف مغل)،

(الف) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول بستی الیاس والا (نزد شاہ جمال) تحصیل وضلع مظفر گڑھ کی عمارت جو جون 1988ء کو مکمل کی گئی تھی عمارت کی تعمیر تسلی بخش ہے معمول کی مرمت کی ضرورت کے علاوہ عمارت میں کوئی ٹوٹ پھوٹ نہ ہے۔

(ب) جزو الف کے جواب کے پیش نظر اس جزو کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

سڑک کی ناقص تعمیر کی تحقیقات

*1835۔ ملک احمد علی اولکھ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شریف پھجڑا پل سے بستی بٹھاریوالہ بطرف مغرب اور بستی چندریں سکول سے موضع نورن امیر پنڈ کھلنگ شمالی ضلع مظفر گڑھ پختہ سڑکیں زیر تعمیر ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان سڑکوں کی تعمیر میں ناقص میٹریل استعمال کیا جارہا ہے جس کی وجہ سے دونوں سڑکیں مکمل ہونے سے قبل ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونا شروع ہو گئی ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑکوں کی ناقص تعمیر کی تحقیقات کروانے اور تعمیر کنندہ کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے زیر بحث سڑکوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ان میں سے ایک سڑک کے دو حصے ہیں۔

(i) پختہ سڑک شریف پھجڑا تا بستی بٹھارے والے (حصہ اول) زیر تعمیر ہے جس کا تخمینہ 6.00 لاکھ روپے ہے مبلغ 1,07,958 روپے ٹھیکیدار کو ادا کیے جاچکے ہیں۔ بقایا رقم کام کے مطابق ٹھیکیدار کو بعد میں ادا کی جائے گی۔

(ii) پختہ سڑک شریف پھجڑا پل تا بستی بٹھارے والا (حصہ دوئم) مکمل ہو چکی ہے جس کا تخمینہ لاگت 3.00 لاکھ روپے ہے مبلغ 2,06,390 روپے کی ٹھیکیدار کو ادائیگی کر دی گئی ہے اور بقایا رقم ادا کرنا باقی ہے۔

(iii) پختہ سڑک چندریں سکول بستی نورن امیر پنڈ کھلنگ شمالی زیر تعمیر ہے جس کا تخمینہ لاگت 4.00 لاکھ روپے ہے۔ مبلغ -/1.17.985 روپے ادا کیے جاچکے ہیں۔ بقایا رقم کام کے مطابق ٹھیکے دار کو بعد میں ادا کی جائے گی۔ اگر کوئی ٹوٹ

پھوٹ ہوئی تو فائنل پے منٹ کرنے سے پہلے اس کا اچھا معیار یقینی بنایا جائے گا۔

(ج) جزو (ب) کے جواب کے پیش نظر اس جز کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

وزیر اعلیٰ پنجاب کے ڈائریکٹو پر عمل در آمد

*1890۔ جناب فرید احمد پراچہ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سابق وزیر اعلیٰ میاں محمد نواز شریف نے ڈائریکٹو نمبر پی ایس او/ III/ اے اے۔ 5342/90/94 مجریہ 5 اپریل 1990ء کے تحت توحید پارک رام گڑھ کالونی کے چلڈرن پارک کی تکمیل کا حکم دیا۔ جسے میاں عمر حیات ایم این اے نے ایک جلسہ عام میں پڑھ کر سنایا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پے در پے کوششوں کے بعد بڑی مشکل سے ایل ڈی اے حکام نے وزیر اعلیٰ کی منظور کردہ سمری کو 26 مئی 1992ء کو چیف آفیسر میٹروپولیٹن کارپوریشن کو بھیجا۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ تین ماہ گزرنے کے باوجود لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن نے کوئی کارروائی نہیں کی۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کوتاہی کا ذمہ دار کون ہے اس ڈائریکٹو پر عمل در آمد میں کیا رکاوٹ ہے اور پارک کب تک مکمل ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے نے مذکورہ سمری مورخہ 26 مئی 1992ء کو بلدیہ عظمیٰ لاہور کو بھیجی۔

(ج) یہ درست نہ ہے وزیر اعلیٰ پنجاب کا حکم نامہ ملنے کے بعد بلدیہ نے منصوبہ بنا لیا ہے۔ کیونکہ بلدیہ کے وسائل کم ہیں۔ لہذا حکومت سے فنڈز مہیا کرنے کی استدعا کی گئی ہے۔

(د) جز (ج) کے جواب کی روشنی میں جز (د) کا جواب واضح ہے۔

لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن کے کونسلرز کو ترقیاتی فنڈز کی فراہمی

*1910۔ جناب جانسن مائیکل، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور کے مسلمان کونسلرز کو پانچ لاکھ اور اقلیتی کونسلرز کو تین لاکھ روپے بطور ترقیاتی فنڈز دیے جاتے ہیں اگر جواب اثبات میں ہے تو اس تفاوت کی وجوہ کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)،

درست ہے وجہ یہ ہے کہ ہر مسلمان کونسلر کا حلقہ مقرر ہوتا ہے جبکہ اقلیتی کونسلر کا حلقہ جس کے ترقیاتی کاموں کے لیے رقم مختص کی جاتی ہے وہ بھی مسلمان کونسلر کے حلقہ میں واقع ہوتا ہے لہٰذا اقلیتی کونسلر کو محض یہ فنڈ اضافی ترقیاتی فنڈ کے طور پر ملتا ہے۔

بہاولپور میں واقع مذبحہ خانے کی آبادی سے منتقلی

*1911۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا میونسپل کارپوریشن بہاولپور کی حدود میں ایک مذبحہ خانہ قائم ہے جو کہ شہر میں توسیع کے باعث اب آبادی کے درمیان آ گیا ہے اور صفائی کے باوجود ملحقہ آبادی میں زبردست تعفن پھیلا رہتا ہے اور وہاں پر تمام دن کوے، چیل، کتے وغیرہ موجود رہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے بیماریاں پھیلنے کا خطرہ رہتا ہے۔

(ب) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو آیا حکومت مذبحہ خانہ کو آبادی سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ علاقے کے لوگ تعفن اور بیماریوں سے محفوظ رہ سکیں اگر ہاں تو ایسا کب تک کر دیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت وہ دیہی ترقی (جناب ایم لطیف مغل)

(الف) یہ درست ہے کہ شہر میں توسیع کے باعث یہ مذبحہ خانہ میونسپل کارپوریشن کی حدود میں آ چکا ہے اور اس کی صفائی کے لیے عملہ باقاعدہ ذمہ داری سے صفائی کرتا ہے اور بیماری پھیلنے کا خطرہ نہ ہے۔

(ب) اس مذبحہ خانہ کو شہر سے دور منتقل کرنے کا فیصلہ کارپوریشن کے اجلاس میں ہو چکا ہے اور

ضروری انتظامات مکمل ہوتے ہی مذبحہ خانے کو شہر سے باہر منتقل کر دیا جائے گا۔

گلی نمبر 132۔اے باغبانپورہ لاہور کی پختگی

*1940۔ چودھری محمد اسلم کائرہ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گلی نمبر اے۔ 132 متصل محمد حسین ڈیزل انجن فیکٹری جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور کے علاوہ اس وقت کتنی گلیاں کارپوریشن کی ملکیت ہیں اور ان گلیوں کے نام کیا ہیں۔ ان میں سے کتنی پختہ ہیں اور کتنی کچی ہیں۔

(ب) کچی گلیوں کے پختہ کرنے کے لیے اس سال کتنے فنڈز مہیا کیے گئے اور ان فنڈز سے کون کون سی گلی پختہ کی جا رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب ایم لطیف مغل)،

(الف) متصل فیکٹری محمد حسین ڈیزل انجن جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور کی کل چار عدد گلیاں ہیں جن میں سے تین گلیاں پکی ہیں جبکہ ایک گلی کچی ہے گلیوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) سمن زار سٹریٹ جی ٹی روڈ لاہور

(2) لنک سمن زار سٹریٹ، جی ٹی روڈ، لاہور

(3) سڑک فضل الرحمن پارک بالمقابل گلابی چوک جی ٹی روڈ لاہور

(4) گلی نمبر 132۔اے جی ٹی روڈ لاہور

(ب) رواں مالی سال میں اس علاقے کی گلیوں کے لیے کوئی فنڈز مختص نہیں کیے گئے ہیں۔ جونہی فنڈز مہیا ہوں گے مذکورہ گلی کو پختہ کر دیا جائے گا۔

لاہور شہر سے گوالوں کی منتقلی

*1953۔ میاں محمود الرشید، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لاہور شہر سے گوالوں کو باہر منتقل کرنے کے لیے کتنی گوالہ کالونیاں بنائی گئی تھیں۔ اور ان میں کتنے گوالوں کو آباد کرنے کا پروگرام تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حسب پروگرام گوالوں کو کالونیوں میں آباد کیا جا چکا ہے۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب نفی میں ہے تو وہ وجوہات بیان کی جائیں جن کی وجہ سے اب تک گوالوں کو کارپوریشن کی حدود سے باہر منتقل نہیں کیا جا سکا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب ایم لطیف مغل)۔

(الف) شہر لاہور سے گوالوں کو منتقل کرنے کے لیے دو گوالہ کالونیاں ہربنس پورہ اور رکھ چندرہ بنائی گئی تھیں ان گوالہ کالونیوں میں 1933 گوالوں کو آباد کرنے کا پروگرام تھا۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ سو فیصد پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی جا چکی ہے اور گوالے بتدریج کالونیوں میں منتقل ہو رہے ہیں۔

(ج) جز (ب) کے جواب کی روشنی میں مزید جواب درکار نہ ہے۔

مسلم گنج مزنگ میں کارخانے کا قیام

*2163۔ حاجی محمد شریف۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسلم گنج مزنگ لاہور میں عرصہ دو سال سے ایک کارخانہ نکل پالش قائم ہے جسے بند کرنے کے لیے میونسپل کارپوریشن لاہور کو تحریر کیا جا چکا ہے لیکن یہ کارخانہ کارپوریشن کے عملہ کی ملی بھگت سے چل رہا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو رہائشی علاقہ میں مذکورہ کارخانہ کے قیام کی وجوہ کیا ہیں؟ اور حکومت اسے کب تک بند کرانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب ایم لطیف مغل)۔

(الف) یہ درست ہے کہ مسلم گنج مزنگ لاہور میں کارخانہ نکل پالش کافی عرصہ سے قائم ہے۔ لیکن عوامی شکایت کے پیش نظر اس کارخانہ کے مالک مسمی امانت علی ولد محمد دین کے خلاف زیر دفعہ 73(2) پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ 1979ء نوٹس جاری ہو چکا ہے۔ ضابطہ کی کارروائی مکمل ہونے کے بعد بہت جلد زیر بحث کارخانہ کو بند (Seal) کر دیا جائے گا۔

(ب) چونکہ کارخانہ کافی عرصہ پیشتر قائم ہوا تھا۔ اس لیے وجوہات کے متعلق حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا تاہم کارپوریشن اس کو بند کرنے کا مصمم ارادہ رکھتی ہے اس لیے ضابطہ کے مطابق کارخانہ (سیل) بند کرنے کے لیے نوٹس زیر دفعہ 73(2) پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ 1979ء جاری کیا گیا ہے۔ لہٰذا کارپوریشن کا عملہ اس کارخانہ کے چلانے میں

ملوث نہ ہے۔ اور 1992-93ء کو یہ کارخانہ سیل کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، یہ بات قابل ذکر ہے کہ آج پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی کارکردگی اچھی رہی ان کی آج خوب تیاری تھی۔ (تالیاں)

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر، اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔ سیکرٹری اسمبلی!

رانا ثناء اللہ خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب رانا اکرام ربانی کی طرف سے رانا ثناء اللہ خان رکن، صوبائی اسمبلی پیش کر رہے ہیں کہ،

"Rana Ikram Rabbani, Leader of the Opposition, Provincial Assembly of the Punjab at present in the USA for medical check up and his kidney transplantation. He therefore, cannot attend the session. He may kindly be granted leave from 21.2.1993 till the prorogation of the Assembly Session."

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش ہوئی اور سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ڈاکٹر محمد افضل اعزاز رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ،

"میں نے 17 فروری کو 4 دن کی چھٹی کے لیے درخواست دی تھی جو منظور ہو گئی تھی لیکن 21 اور 22 فروری کو میں نے ایک نہایت اہم مسئلے کو اسمبلی میں پیش کرنا ہے لہٰذا میری 21 اور 22 فروری کی رخصت منسوخ تصور کی جائے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منسوخ کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سردار عاشق حسین گوپانگ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سردار عاشق حسین گوپانگ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

"میں بوجہ ناسازی طبع 18 فروری 1993ء کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ 22 فروری 1993ء کو بھی شرکت نہ کر سکوں گا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون صاحب! وزیر اعلیٰ صاحب نے کال اٹینشن نوٹس کے بارے میں آج ایوان میں تشریف لانا تھا۔

وزیر قانون، جناب والا! میں نے ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں گزارش کی ہے میں ایک بار پھر عرض کیے دیتا ہوں آج وزیر اعظم صاحب لاہور میں تشریف لائے ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب نے ان سے میٹنگ کے سلسلے میں جانا ہے اور میں نے ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں گزارش کی ہے کہ اس کال اٹینشن نوٹس کو ملتوی کر لیں اور اس کو اگلے کال اٹینشن نوٹس ڈے پر ٹیک۔اپ کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ آج اجلاس تو ختم ہو رہا ہے۔ تو اگلا کال اٹینشن ڈے تو ختم ہو جائے گا۔

وزیر قانون، نہیں۔ اس کو اگلے سیشن کے کال اٹینشن ڈے پر ملتوی کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے' اسے ملتوی کر لیتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب سپیکر! ہم نے اکثر یہاں دیکھا ہے کہ جو ہمارے دو کال اٹینشن نوٹس ہوتے ہیں ان میں اکثر ایک کا جواب دیا جاتا ہے اور اس معزز ایوان میں وزیر اعلیٰ

صاحب کی حاضری بہت کم ہوتی ہے۔ میں آپ سے رولنگ چاہوں گا کہ آیا اس اسمبلی کے اجلاس کے دوران وزیر اعلیٰ کی اسمبلی میں حاضری ضروری ہے یا غیر ضروری؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ڈاکٹر صاحب! اس میں کوئی confusion نہیں ہے کہ قائد ایوان کو اسمبلی میں موجود ہونا چاہیے۔ اگر ان کی سرکاری مصروفیات ہوں تو پھر انہیں اجلاس کی کارروائی سے باہر بھی جانا پڑتا ہے۔

شیخ محمد طاہر رشید، جناب سپیکر! کیا معزز ایوان میں کوئی ایسے *** کو بیٹھنے کی اجازت ہے کہ اس کو یہ پتا نہ ہو کہ قائد ایوان کا ایوان میں بیٹھنا ضروری ہے یا غیر ضروری؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میں شیخ صاحب سے گزارش کروں گا کہ براہ کرم اس قسم کے فقرات کا استعمال نہ کیا کریں۔ وہ ایک نہایت ہی معزز رکن ہیں۔ آپ نے جو یہ *** والا لفظ استعمال کیا ہے میں اس کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں اور آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آئندہ کے لیے ذرا محتاط رہا کریں۔

شیخ محمد طاہر رشید، جناب سپیکر! میں آپ کو اپنی بات نہیں سمجھا سکا۔ میں نے بات بالکل درست کی ہے کہ کیا ان میں اتنی سادگی ہے کہ انہوں نے غیر ضروری یہ الفاظ استعمال کیے ہیں۔ اس ایوان کے ہر رکن کا ایوان میں بیٹھنا ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر محمد افضل اعزاز!

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز، یہ جمہوری نظام کی کامیابی اور پارلیمانی نظام کے فروغ کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کو زیادہ سے زیادہ وقت اس ایوان میں دینا چاہیے اور ایوان سے باہر کم وقت دینا چاہیے۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کے فرائض منصبی میں اور کام بھی بہت اہم اور ضروری ہوتے ہیں لیکن جہاں تک اس کارروائی کا تعلق ہے یہ اس سے بھی اہم نوعیت کی ہے۔ اگر وزیر اعلیٰ یہاں موجود ہوتے ہیں تو اس سے اس ایوان کا وقار اور تقدس نا صرف بحال ہوتا ہے بلکہ اس میں اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن میں نے اکثر دیکھا ہے کہ جب وزیر اعلیٰ یہاں تشریف لاتے ہیں تو سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ایوان کا کورم پورا رہتا ہے۔ آپ یہ دیکھیے کہ ہم نے کئی حربے استعمال کیے ہیں' کئی طریقے اور کئی ہتھکنڈے استعمال کیے ہیں تاکہ اس کا کورم پورا رہے اور برقرار رہے۔ لیکن جب

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

وزیر اعلیٰ یہاں موجود نہیں ہوتے ہیں تو ایوان کا کورم ہی ٹوٹ جاتا ہے۔ اس لیے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ان تمام چیزوں کے لیے آپ وزیر اعلیٰ صاحب سے استدعا کیجئے۔ ہم ان کو پورا پروٹوکول دیں گے۔ وہ پالیسی سٹیٹمنٹ باہر دیتے ہیں۔ ان کا یہ حق ہے کہ وہ اسمبلی کے اندر آ کر پالیسی سٹیٹمنٹ دیا کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! اگر اجازت دیں تو میں ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں جس قدر وہ اسمبلی کے امور میں دلچسپی لیتے ہیں اور جتنی ان کی ایوان میں حاضری رہی ہے شاید اس سے پہلے کسی قائد ایوان کی نہیں رہی ہو گی اور اسمبلی کا ریکارڈ اس چیز کا شاہد ہے۔ آج کے حوالے سے میں آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ رات انہوں نے ذاتی طور پر سپیکر صاحب سے بات کی کہ وزیر اعظم صاحب کا اچانک پروگرام بن گیا ہے۔ اس لیے میں حاضر نہیں ہو سکوں گا۔ پھر انہوں نے مجھے فرمایا تو میں نے ذاتی طور پر ڈاکٹر صاحب کے پاس جا کر گزارش کی کہ ان کی یہ مجبوری ہو گئی ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ وہ کس قدر اسمبلی کے امور میں دلچسپی لیتے ہیں۔ میں ڈاکٹر صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ اسمبلی کا معاملہ وزیر اعلیٰ کی ترجیح نمبر ایک ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ دلچسپی لیتے ہیں اور انشاء اللہ ہمیشہ لیتے رہیں گے۔ شکریہ!

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! محترم وزیر قانون نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جیسی حاضری موجودہ قائد ایوان کی رہی ہے ایسی اس سے پہلے نہیں رہی۔ میں ان سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے دو اسمبلیوں میں قائد ایوان کون تھے جن کے تقابل میں موجود وزیر اعلیٰ کو زیادہ ترجیح دی جا رہی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، میں نے ان سے کہا ہے کہ ان سے زیادہ دلچسپی کسی نے نہیں لی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ ان کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ ہمارے موجودہ قائد ایوان اسمبلی کی کارروائی میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لیتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ وقت اسمبلی چیمبرز میں گزارتے ہیں۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ جناب یہ تحریک استحقاق چودھری محمد حنیف صاحبکی طرف سے ہے جو پچھلے سیشن سے مؤخر چلی آ رہی ہے اور آج بھی شاید اس سیشن کا آخری دن ہے۔ تو اس سلسلہ میں یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ آپ کا اور چودھری حنیف صاحب کا کوئی رابطہ ہوا ہے یا نہیں۔

وزیر مال، چودھری حنیف صاحب نہیں آئے اور آج دو بجے کا وقت مقرر ہے۔ کل وہ آئے لیکن یہ میرے دوست نہیں آئے۔ آج دو بجے وقت مقرر ہے۔

چودھری محمد حنیف، جناب سپیکر! میں نے منسٹر صاحب سے بھی یہی بات کی تھی اور انہوں نے 22 تاریخ رکھی تھی تو میں نے یہ کہا تھا کہ کہیں سیشن ختم نہ ہو جائے۔ انہوں نے کہا تھا کہ یہ ابھی چلے گا۔ آج آخری دن ہے اور معلوم نہیں وہ سیکرٹری آتا بھی ہے یا نہیں اور بات ہوتی بھی ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! آپ لودھی صاحب سے مشورہ کر لیں۔ آج تو اس کی ڈسپوزل ہو جائے گی۔ آپ کی دو بجے سیکرٹری صاحب سے میٹنگ ہے اور سیشن بھی میرے خیال میں دو بجے ختم ہو جائے گا۔ آپ لودھی صاحب سے مل لیں۔ یا تو اس کو واپس لے لیں یا پھر لودھی صاحب کی بات پر یقین کریں اور اعتبار کریں۔ میرا خیال ہے کہ لودھی صاحب آپ کا مسئلہ حل کرنے کی بھرپور کوشش کریں گے۔

چودھری محمد حنیف، اسے مؤخر فرما دیں۔ اگر بات ہو جاتی ہے تو ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب اس کو مؤخر کرنے والی کون سی بات ہے۔ یہ گزشتہ سیشن سے مؤخر چلی آ رہی ہے۔

چودھری محمد حنیف ، جناب سپیکر! معلوم نہیں کہ سیکرٹری اتنے طاقتور کیوں ہوتے ہیں کہ اتنے عرصے میں اس مسئلے کو ابھی تک حل نہیں کیا گیا۔ اس فرد نے میرے ساتھ بدتمیزی کی اور بداخلاقی کا مظاہرہ کیا اور میرا مسئلہ پھر وہیں کا وہیں پڑا ہے۔ یہ چار پانچ سو مکانوں کا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لودھی صاحب! آپ مہربانی فرما کر آج اس مسئلے کو حل کریں۔

وزیر مال، میں نے پہلے بھی کئی دفعہ گزارش کی ہے کہ وقت مقررہ پر میٹنگ نہیں ہوتی۔ پرسوں

میٹنگ ہونے والی تھی تو میرے دوست کسی کام کے سلسلے میں چلے گئے۔ آج کا وقت مقرر ہے اور ان شاء اللہ ان کے ارادے کے مطابق ہم اس مسئلہ کو حل کریں گے۔ اگر میرے دوست چاہتے ہیں کہ یہ اجلاس کی بات ہے تو آخر میں بھی ایک بیان دے رہا ہوں اور ان کا بھائی ہوں۔ یہ کوئی معمولی بات تو نہیں ہے۔ آپ بار بار کہتے ہیں کہ سیکرٹری نہیں آتا۔ سیکرٹری تو اس دن بھی آیا تھا۔ اور وہ آج بھی آئے گا۔ اس کے دو حصے ہیں۔ ایک تو آپ کا بیس یا تیس گھروں کا معاملہ ہے۔ دوسرا معاملہ سیکرٹری کے رویہ کے بارے میں ہے جس کے سلسلہ میں آپ کی تحریک استحقاق ہے۔ میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ آج آپ کا وقت مقرر ہے اور فرید احمد پراچہ صاحب کو بھی علم ہے اور سارے دوستوں کو علم ہے اگر وہ اعتماد کی فضا بحال کرنا چاہتے ہیں تو میٹنگ ہو گی ورنہ ان سے پوچھ لیں کہ یہ کیا چاہتے ہیں۔ میں نے خود ہی اس کا جواب ایوان میں نہیں دیا۔ میں اس کا دفاع بھی نہیں کر رہا لیکن اگر آپ فنی طور پر دیکھیں گے تو یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! آپ لودھی صاحب پر اعتماد کریں وہ آپ کا مسئلہ حل کرانے کی بھرپور کوشش کریں گے۔ آپ اس کو واپس لے لیں۔

چودھری محمد حنیف، ٹھیک ہے جناب والا!

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری حنیف صاحب نے اپنی تحریک استحقاق واپس لے لی ہے۔

ملک نعیم الدین خالد، جناب والا! میری تحریک استحقاق انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ اسے بغیر باری کے ٹیک اپ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا نمبر کیا ہے؟

ملک نعیم الدین خالد، اس کا نمبر 43 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو آپ out of turn take up کروانا چاہتے ہیں؟

ملک نعیم الدین خالد، جی جناب!

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے فی الحال آپ تشریف رکھیں۔ اس پر غور کرتے ہیں۔ 20 نمبر تحریک غلام سرور خان کی ہے جو تشریف نہیں رکھتے' dispose of تصور ہو گی۔

حزب اختلاف کے جلوس کا اسمبلی کی عمارت پر حملہ

جناب ڈپٹی سپیکر، 26,24 اور 27 نمبر تحاریک استحقاق ہیں جو اس دن پیش ہوئی تھیں اور لودھی صاحب آپ تشریف نہیں رکھتے تھے۔ آپ نے اس کا جواب دینا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس کھوکھر)، جناب سپیکر! اس کا جواب میں دوں گا۔

جناب سپیکر! مورخہ 2۔ دسمبر 1992ء کو PDA کر کچھ لیڈران نے مال روڈ پر جلوس نکالا اور اس جلوس کو ان کے سینئر ممبر lead کر رہے تھے۔ اس میں انہوں نے جو تقاریر کیں وہ بھی بڑی اشتعال انگیز تھیں اور انہی تقاریر کے نتیجے میں یہ جلوس جب اسمبلی ہال پہنچا تو انہوں نے اسمبلی پر حملہ کر دیا۔ اسمبلی کا دروازہ توڑنے کی کوشش کی۔ آگ لگانے کیبھی کوشش کی لیکن اس وقت سیکورٹی فورس اور پولیس والوں نے ان کو روکا اور ان کے خلاف مقدمہ درج کر کی ان کے کچھ ساتھی گرفتار کر لیے اور اسمبلی کا تحفظ کیا۔ جو یہ بات انہوں نے اپنی تحریک میں کہی ہے کہ یہاں اسمبلی کے لیے پولیس کا انتظام نہیں تھا۔ جناب والا! انتظام پورا تھا' پولیس کی پوری گارڈ جلوس کے ساتھ تھی لیکن چونکہ یہ سیاسی جلوس تھا اس لیے اس پر زیادہ سختی نہیں کی گئی۔ اس نرمی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے اسمبلی ہال پر حملہ کر کے قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کی۔ جب انہوں نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کی تو اس وقت پولیس حرکت میں آئی۔ پولیس نے ان کو روکا۔ ان کے خلاف پرچہ بھی درج کیا۔ ان کے 16 آدمی گرفتار بھی کیے۔ اور اس جلوس کو پیچھے دھکیلا اور اسمبلی کا تحفظ بھی کیا۔ اس بارے قانونی کارروائی پوری کی گئی ہے اور اس جلوس کو مزید آگے نہیں بڑھنے دیا گیا پھر کچھ لوگوں کو گرفتار بھی کیا گیا۔ چونکہ پی ڈی اے کے بڑے سینئر لیڈر اس جلوس کو lead کر رہے تھے اس لیے ان کی یہ تحریک کہ جلوس والوں نے اسمبلی پر حملہ کیا اور پولیس نے اس کا تحفظ نہیں کیا یہ غلط ہے۔ یہاں پر پولیس باقاعدہ اپنی ڈیوٹی پر موجود تھی اور کافی تعداد میں موجود تھی۔ پولیس نے اسمبلی کا تحفظ بھی کیا ہے اور جلوس کو روکا بھی ہے۔ لہٰذا میں گزارش یہ کروں گا کہ قانونی کارروائی کو پورا کیا گیا ہے لہٰذا اس بارے میں کسی قسم کی تحریک کا قطعاً کوئی جواز نہیں بنتا۔ چنانچہ اس تحریک کو rule out کیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں نقطہ وضاحت پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ پی ڈی اے کے لیڈر جلوس کو lead کر رہے تھے اور انہوں نے ایسی تقاریر

کہیں کہ لوگ اسمبلی ہال کو آگ لگانے کے لیے دوڑے۔ یہ بات سبھی کو معلوم ہے کہ جو جلوس تھا وہ مال روڈ پر رہا۔ اگر پی ڈی اے کے لیڈروں کی تقاریر کے جواب میں جلوس نے آگ لگائی ہوتی اسمبلی ہال کو تو پھر سبھی لوگ جتنے جلوس میں شامل تھے وہ اسمبلی کی طرف آتے۔ چند لوگ جو تھے وہ اس طرف آئے اور بعض اخبارات میں ان کے فوٹو گراف بھی چھپے ہیں اور پھر بعد میں اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ یہ انتظامیہ کی طرف سے ایک طے شدہ منصوبے کے تحت تھا۔ یہ پولیس کے آدمی تھے سول کپڑوں میں جنہوں نے آگ لگائی اور اسی بناء پر انہوں نے اس کیس کی تحقیقات کو روک دیا۔ اب یہ محض الزام تراشی کر رہے ہیں۔ محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو علم ہے کہ وہ کون لوگ تھے جنہوں نے آ کر یہ حرکت کی ہے۔

میاں محمود الرشید، جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جتنی باتیں بھی کہی ہیں وہ سب کی سب میری تحریک کی favour میں جاتی ہیں۔ انہوں نے admit کیا ہے کہ یہاں لوگوں نے اسمبلی کے دروازوں کو آگ لگائی۔ اسمبلی کو نقصان پہنچایا اور اسمبلی کے اوپر حملہ آور ہوئے۔ میری گزارش ہے کہ یہ پنجاب اسمبلی کا ایوان ہے' پنجاب کے عوام کے لیے عزت و توقیر کا نشان ہے لہٰذا اس کو سب سے زیادہ اہمیت دینی چاہیے اور دنیا داری کے اعتبار سے جو سب سے مقدس بلڈنگ ہے وہ پنجاب اسمبلی کی ہے تو اس تحریک کے بارے میں مخالفت کرنا یا اسے rule out کرنے کی درخواست کرنا مناسب نہیں ہے انہیں یہ نہیں کہنا چاہیے بلکہ انہیں تو اس تحریک کی حمایت میں کہنا چاہیے اور اسے منظور کر لینے کے لیے کہنا چاہیے تھا تاکہ وہ لوگ بے نقاب ہوں۔ اس کی ویڈیو بھی ہو گی۔ اخبارات کے اندر اس کے فوٹو گراف بھی چھپے ہوں گے اور پھر تمام لوگوں کا موقف بھی آئے گا کہ وہ کون لوگ تھے؟ اور کیا کھیل کھیلنا چاہتے تھے اور کس کے کہنے پر کھیلنا چاہتے تھے؟ رانا ثناء اللہ صاحب نے جو بات کہی ہے اس کو ویسے ہی نہیں چھوڑا جا سکتا' یہ اس کا ایک اور زاویہ اور auspect زیر بحث لائے ہیں۔ اور ان کے نقطہ نظر کے مطابق یہ پولیس یا انتظامیہ ہی کے لوگ تھے جنہوں نے آگ لگائی تاکہ اس موقع پر یہ الزام پی ڈی اے کے سر تھوپ دیا جائے اور یہ کہا جائے کہ پی ڈی اے لوگ منتخب ایوانوں کا تقدس مجروح کر رہے ہیں اور اسمبلیوں کو آگ لگانے کے لیے یہ نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ اس لیے میری تحریک استحقاق منظور فرمائی جائے تاکہ اس معاملہ کے تمام پہلو سامنے آ سکیں۔

راجہ خلیق اللہ خان، جناب سپیکر! اسی قسم کی ایک تحریک میری بھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ سب تحاریک 26,24 اور 27 نمبر اکٹھی ہیں۔ اور یہ جب take up کی تھیں تو آپ راجہ صاحب تشریف نہیں رکھتے تھے۔ اور اگر آپ اس پر کچھ بات کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔

راجہ خلیق اللہ خان، بہتر ہے جناب!

پارلیمانی سیکرٹری : جناب سپیکر! یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ رانا صاحب یہ کہتے ہیں کہ پارلیمانی سیکرٹری نے یہ کہا ہے کہ جلوس میں جو لوگ تھے انہوں نے اشتعال انگیز تقاریر سن کر ایسا کیا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جلوس کے جو شرکاء تھے وہی لوگ آگے آئے ہیں۔ جو لوگ جلوس میں شامل تھے اور تقاریر سن کر آئے۔ انہوں نے حملہ بھی کیا جلوس بھی پی ڈی اے کا تھا اس لیے کسی اور آدمی کو یہاں پر آ کر ایسی کوئی حرکت کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ رہا دوسرا معاملہ میاں محمود الرشید صاحب کا' جو یہ فرما رہے ہیں اس سلسلہ میں' میں نے گزارش کی ہے کہ پوری قانونی کارروائی کی گئی ہے ان کے خلاف ایکشن لیا گیا ہے' مقدمہ درج کیا گیا ہے لہٰذا اب اس تحریک کو منظور کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر اس پر قانونی کارروائی نہ کی گئی ہوتی یا ان کے خلاف ایکشن نہ لیا گیا ہوتا تو پھر ان کی بات جائز تھی لیکن قانونی کارروائی کی گئی ہے پورا ایکشن لیا گیا ہے پولیس نے ان کے خلاف کارروائی کی ہے' کیس رجسٹر کیا ہے اور انشاء اللہ اس کا تدارک بھی کیا جائے گا اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک کو منظور کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب وزیر قانون صاحب آپ اس بارے میں کیا تجویز فرمائیں گے؟

وزیر قانون، جناب والا! بہتر ہوگا کہ جو محرک ہیں وہ سارے پہلے بات کر لیں۔

راجہ خلیق اللہ خان، جناب سپیکر! میں نے یہ تحریک اس وقت پیش کی تھی جب پیپلز پارٹی والوں نے سیاسی طور پر اسمبلیوں کے خلاف ایک مہم شروع کر رکھی تھی اسی سلسلے میں ایک جلوس جس کی قیادت بے نظیر زرداری کر رہی تھیں مال روڈ پر آیا یہاں انہوں نے اس انداز سے تقریریں کیں کہ اسمبلی جعلی ہے یہ فرضی ہے ہم اس کو نہیں چلنے دیں گے اور ان کی تقریروں کی وجہ سے کافی ہجوم نے پنجاب اسمبلی پر حملہ کر دیا اس کی وجہ سے نہ صرف پنجاب اسمبلی کو نقصان پہنچا بلکہ آپ کو علم ہو گا کہ اسمبلی کے مین گیٹ کو بھی آگ لگانے کی کوشش کی گئی اور اسے نقصان پہنچایا لیکن وقت کے تقاضے کے ساتھ اب سیاسی پانی پلوں کے نیچے سے کافی بہہ چکا ہے اب محترمہ بے نظیر بھٹو نے

بھی ان اسمبلیوں کو تسلیم کر لیا اور انہوں نے امور خارجہ کمیٹی کی صدارت قبول کر لی اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر صبح کا بھولا شام کو واپس آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہتے لہٰذا سیاسی محاذ آرائی کو ختم کرتے ہوئے اور جو ان کی آپس میں مفاہمت ہوئی ہے اس کو خوش آمدید کہتے ہوئے اس کو press نہیں کرتا اس امید کے ساتھ کے آئندہ پیپلز پارٹی والے ایسی حرکت نہیں کریں گے بہت شکریہ۔

میاں شہباز احمد، شکریہ جناب! جناب سپیکر! راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ صبح کا بھولا شام کو گھر آ جائے تو اچھی بات ہے اور ہم بھی سمجھتے ہیں کہ یہ اچھی بات ہے راجہ صاحب کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو صاحب' سابقہ مسلم لیگی تھے اور بے نظیر نے دوبارہ مسلم لیگ جائن کر لی ہے تو یہ ایک اچھی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں صاحب! تشریف رکھیں۔ جی رانا صاحب! فرمائیے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ راجہ صاحب نے جو شارٹ سٹیٹمنٹ دی ہے اس میں ان کی بدحواسی ملاحظہ کریں کہ اگر بے نظیر صاحبہ اسمبلیوں کی یا ان کی مخالفت میں بات کریں تو بے نظیر زرداری اگر ان کی حمایت میں یا ان کو اچھی لگنے والی بات کریں تو بے نظیر بھٹو ہیں۔ جناب سپیکر! یہ ان کی بدحواسی کی انتہا ہے اسی لیے ان کو اس دفعہ منسٹری نہیں ملی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی چودھری واجد صاحب! آپ اس بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری واجد علی خان، مجھے اس کی کاپی مہیا کی جائے میری تحریک استحقاق ہے جی اس کی کاپی مجھے دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ تو پیش ہو چکی ہے اب آپ اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ دیں۔

چودھری واجد علی خان، تو جناب والا! مجھے اس کی کاپی تو دی جائے۔

جناب غلام سرور خان، پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق مؤخر پڑی ہے اور آج ہاؤس کا آخری دن ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' آپ تشریف رکھیں میں عرض کرتا ہوں جی چودھری صاحب! فرمائیے۔

چودھری واجد علی خان، جناب سپیکر! اس بارے میں یہاں کافی باتیں ہوئی ہیں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس دن غالباً 5 دسمبر کو شام ساڑھے چھ بجے کے قریب یہ واقعہ پیش آیا اور پنجاب اسمبلی

کی عمارت کو آگ لگانے کی کوشش کی گئی جناب والا! پنجاب اسمبلی جو کہ پاکستان کا قدیم ترین قانون ساز ادارہ ہے صرف بلڈنگ کا مسئلہ نہیں تھا اس حرکت کے پیچھے اس ملک کو اور اس نظام کو جلانے کی کوشش تھی جمہوریت کے نظام کے خاتمے کی جانب ایک قدم تھا اس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے جناب والا! اس سے پہلے جتنی رواداری اور جمہوریت کی جتنی commitment کا ثبوت موجودہ حکومت نے دیا پاکستان کے گزشتہ 40 سالوں میں اس کی مثال نہیں ملتی میرے دوست ابھی محترمہ کی بات کر رہے ہیں کہ ان کو جتنی سہولتیں مہیا کی گئیں یہ عین اسلامی ادوار میں ہوتا آیا ہے کہ ایسی سہولتیں مہیا کی کی گئیں اگر کوئی رکاوٹ تھی تو وہ عدالتوں کی وجہ سے تھی لیکن ہر طرح کی سہولتیں مہیا کی گئیں پھر جلوس جلسوں کی پوری سہولتیں دی گئیں پروٹوکول دیا گیا اور جناب والا! یہاں اشتعال انگیزی کی کوشش کی گئی یہاں لاہور کے اسسٹنٹ کمشنر کو اشتعال دلانے کے لیے اسے گالی گلوچ کیا گیا اور مارا پیٹا گیا تاکہ کوئی ایسی حرکت ہو کہ جو انہوں نے تحریک شروع کی تھی اس کو آگے بڑھانے کا کوئی جواز بنے لاشوں کا کوئی بندوبست کیا جائے لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر اعظم پاکستان کے حکم کے مطابق ساری فورسز نے تحمل کا مظاہرہ کیا اور ان کے سارے منصوبوں کو ناکام بنا دیا جب ہر طرف سے ناکامی ہوئی تو اسمبلی کی عمارت کو جلانے کا گھناؤنا فعل کیا گیا۔ جناب والا! اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور اس سے ملک میں جمہوریت کے مستقبل کو خطرہ لاحق ہوا ہے اس تحریک کو منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی لا منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! جیسا کہ میرے محترم بھائی راجہ خلیق اللہ خان صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم سیاسی اداروں کو اور جمہوری نظام کو مستحکم دیکھنا چاہتے ہیں اور جو باہمی افہام و تفہیم کا ماحول پیدا ہو چکا ہے اس کو مزید مستحکم کرنے کے لیے ہم عملی اقدامات اٹھانا چاہتے ہیں۔ جناب والا! اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارا یہ معزز ایوان جس کی عمارت کی بے پناہ اہمیت اور احترام ہے اور یہ جو واقعہ ہوا ہے یہ انتہائی افسوس ناک تھا جس کو کسی بھی لحاظ سے ہم قابل قدر نگاہ سے نہیں دیکھ سکتے لیکن کافی وقت گزر گیا ہے اور اس وقت سیاسی عمل مستحکم ہونے کی طرف رواں دواں ہے اور confrontation پالیسی کی جتنی حوصلہ شکنی کی جائے اتنی اچھی بات ہے تو میں اپنے بھائی راجہ خلیق اللہ کے جذبات کو endorse کرتا ہوں اور میں باقی فاضل اراکین سے بھی توقع کرتا ہوں کہ وہ

اس مسئلہ کو مزید press نہ فرمائیں اس کے ساتھ میں حکومت کی طرف سے ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ایسے موقع پر ہم سکیورٹی measures کو مزید مستحکم کریں گے اس سلسلے میں میں خصوصی ہدایات جاری کروں گا اور ہم اس امر کو یقینی بنائیں گے کہ آئندہ اس قسم کے واقعات کو دہرانے کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی تو ان گزارشات کے ساتھ میں توقع کرتا ہوں کہ اب اس تحریک استحقاق پر مزید بحث کرنا یا اسے ایڈمٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی' میاں صاحب! جناب لاء منسٹر صاحب کی اور معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی یقین دہانی کے بعد اس سلسلہ میں آپ کا کیا ارادہ ہے۔

میاں محمود الرشید۔ جناب سپیکر! یقین دہانی تو بالکل بجا ہے میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ لاء منسٹر صاحب یہ کہیں گے کہ حزب اقتدار کے بنچوں کی طرف سے بھی اسی کو support کیا جا رہا ہے تو اس کو ایڈمٹ کیا جانا چاہیے یعنی یہ کسی شخص کے خلاف نہیں ہے اور نہ ہی یہ حکومت کے خلاف ہے معاملہ تو یہ ہے کہ اصل بات تو پھر سامنے نہیں آسکے گی کہ وہ لوگ کون تھے؟ انتظامیہ کے لوگ تھے؟ پیپلز پارٹی کے کارکن تھے؟ یا وہ کون تھے اور دوسری بات یہ کہ پانچ یا سات افراد آگئے اور سیکورٹی سسٹم جو پہلے سے یہاں پر موجود ہے ان کی بھی accountability ہونی چاہیے کہ سیکورٹی اسمبلی کے لیے جو ہمارا موجودہ existing سسٹم ہے یہ پانچ سات آدمی ہیں تو وہاں پر وہ لوگ موجود نہیں تھے اور اگر موجود تھے تو انہوں نے جان بوجھ کر انہیں اس کام سے باز رکھنے کی کوشش نہیں کی۔ پولیس کے لوگ یہاں موجود نہیں تھے اگر موجود تھے تو پھر ان کی موجودگی میں یہ بات سمجھ سے بالا ہے کہ پانچ سات افراد کا ٹولہ آتا ہے آگ لگا کر گملے توڑ کر گاڑیوں کو آگ لگا کر تہس نہس کر کے رکھ دیتا ہے اسمبلی بلڈنگ کے پورے فرنٹ کا ستیاناس ہو جاتا ہے تو یہ چیز تو ابھی تک صیغہ راز میں ہے اور اس پر پردہ پڑا ہوا ہے اور حکومت اس بارے میں سنجیدہ نہیں ہے میں بطور رکن اسمبلی اور ہم سارے لوگ بطور اراکین اسمبلی یہ جاننا چاہیں گے کہ وہ پانچ سات افراد آگئے اسمبلی کے سکیورٹی سٹاف نے بھی انہیں نہیں روکا پولیس کی ریزرو یہاں پر موجود تھی انہوں نے بھی انہیں نہیں روکا اور یہ پانچ سات افراد آزادی سے یہ سارا کام کر کے یہاں سے واپس چلے گئے تو اس کے پیچھے محرک کون ہے اس سارے معاملے کے پیچھے اصل کون سی قوت تھی وہ بات تو ابھی صیغہ راز میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی راجہ صاحب! چونکہ لاء منسٹر صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس پر اپنا

پوائنٹ آف ویو ظاہر کیا ہے میں یہ بھی استدعا کروں گا کہ چونکہ مسئلہ عدالت میں زیر سماعت ہے ملزمان کے خلاف کیس رجسٹر ہو چکا ہے اور پولیس تفتیش کر رہی ہے اور اصل ملزمان بھی سامنے آ جائیں گے تو جیسا لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ اسمبلی کی بلڈنگ ایک مقدس بلڈنگ ہے ہماری شاندار روایات کی امین ہے تو آئندہ اس کی حفاظت اور سیکورٹی measures کے لیے اچھے اور مناسب اقدامات اٹھائیں گے تو اس سلسلے میں آپ کا کیا ارشاد فرمائیں گے کیا آپ اس کو press نہیں کرتے؟

راجہ خلیق اللہ خان، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اب جب کہ سیاسی محاذ آرائی ختم ہو رہی ہے میں اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، چودھری صاحب! آپ کے بھی یہی جذبات ہیں؟

چودھری واجد علی خان، راجہ صاحب میرے بزرگ ہیں انہوں نے پریس نہیں کیا تو میں بھی پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی، میاں صاحب! آپ سے بھی درخواست ہو گی کہ یہ بات اسمبلی میں آ گئی ہے اور دوستوں کا پوائنٹ آف ویو بھی سامنے آ چکا ہے۔ وزیر قانون نے بھی اس پر کافی سیر حاصل بحث کی ہے اور میں جناب وزیر قانون صاحب سے یہ بھی توقع کروں گا اور پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ یا داخلہ امور کے جو انچارج وزیر ہیں ان سے بھی یہ توقع کروں گا کہ اسمبلی بلڈنگ ایک مقدس عمارت ہے قانون سازی کے سلسلہ میں بھی اور پارلیمانی پریکٹس کے سلسلے میں بھی یہ ایک مقدس بلڈنگ ہے اور اس کی اپنی روایات ہیں۔ لہٰذا اس بلڈنگ کی حفاظت کے لیے آئندہ مناسب اقدامات کیے جائیں۔ تاکہ اس قسم کے واقعہ کا اعادہ نہ ہو سکے۔

چودھری واجد علی خان، جناب والا! اسی وضاحت کے بعد میں اپنی تحریک استحقاق کو پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے تو پہلے ہی فرما دیا تھا۔

جناب غلام سرور خان، جناب والا! 18 اور 20 نمبر تحاریک استحقاق پینڈنگ ہیں بلکہ اس پر فیصلہ پینڈنگ ہے اور غالباً آج کا دن اجلاس کا آخری دن ہے لہٰذا اس پر چیئر کا فیصلہ آنا چاہیے۔

رکن اسمبلی کی رہائش گاہ پر چھاپہ

(جاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔)

جناب ڈپٹی سپیکر، تحریک استحقاق نمبر 18 پر جناب وزیر مال کی یقین دہانی پر فیصلہ مؤخر کیا گیا تھا کہ وہ آپ سے مل کر اس مسئلے کا کوئی دے آؤٹ نکالیں گے لودھی صاحب آپ نے اس دن یہ فرمایا تھا کہ خان صاحب کی جو شکایات ہیں یا ان کے ساتھ جو کوئی ایسا مسئلہ ہوا تھا اس کا ہم ازالہ کریں گے؟ تو اس سلسلے میں کوئی پیش رفت ہوئی ہے؟

وزیر مال، جناب والا! فیصلہ یہ ہوا تھا اور میں نے خان صاحب سے اس دن بھی گزارش کی تھی کہ قانون کی خلاف ورزی چاہے ہماری طرف سے ہو یا ان کی طرف سے ہو اس کی پاداش میں تو ایکشن ہوتے ہیں۔ لیکن ایک پوائنٹ اسی دن یہ پیدا ہو گیا تھا اور ہمارے معزز رکن کے کہنے کے مطابق وہاں پر پولیس کی چھاپہ مار پارٹی گئی تو انہوں نے الزام لگایا تھا کہ تالے توڑے' دروازے توڑے اور اس کے بعد بغیر کسی کو بتائے وہ گھر میں گھسے چادر اور چار دیواری کا تحفظ نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کے میرٹ اور ڈی میرٹ کی بجائے اس پر آپ نے کچھ فرمایا تھا کہ خان صاحب کو ہم مطمئن کریں گے؟

وزیر مال، جناب والا! میں تو اب بھی حاضر ہوں لیکن جو بات پوائنٹ آؤٹ کی گئی تھی وہ ایک پوائنٹ کو انویسٹی گیٹ کرنا تھا۔ کیونکہ پرچہ رجسٹر ہونے کے بعد قانون کے مطابق چھاپہ مار پارٹی کسی نامزد ملزم کو پکڑنے کے لیے جا سکتی ہے۔ وہاں جا کر دروازے توڑنا تالے توڑنا وغیرہ کو police excess کہتے ہیں۔ میں نے ان سے یہ کہا تھا کہ میں اس کی تفتیش کرواؤں گا اور verify کرواؤں گا اگر پولیس نے police excess کی ہے تو ہم ان کے خلاف ایکشن لیں گے۔ میرے دوست پھر اس دن مطمئن ہو گئے تھے وہ کچھ انکوائری ہو گئی ہے۔۔۔

جناب غلام سرور خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! میرے فاضل دوست غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں نہ ان کی میرے ساتھ کوئی میٹنگ ہوئی ہے اور نہ ہی اس سلسلہ میں میری کوئی بات ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! ہاؤس میں ہی میں نے یہ گزارش کی تھی کہ ٹھیک ہے یہ بار بار قانون کو ہاتھ میں لینے کی بات کرتے ہیں۔ ٹھیک ہے اگر مجھے

ملزم nominate کیا گیا میرے خلاف پرچہ دیا گیا لیکن میرا مؤقف تو اس میں یہ ہے کہ ریڈ وہ کر سکتے ہیں' میں یہ بات بھی ایڈمٹ کرتا ہوں لیکن بغیر سرچ وارنٹ کے میرے گھر کی تلاشی نہیں کر سکتے۔ بغیر سرچ وارنٹ کے میرے گھر کے تالے یا دروازے نہیں توڑ سکتے۔ بغیر سرچ وارنٹ کے میرا لائسنس والا اسلحہ لے کر نہیں جا سکتے؟ یہ پولیس اور انتظامیہ نے قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کی ہے جناب سپیکر! میرا یہی پوائنٹ ہے کہ پولیس نے excess کی ہے ریڈ کی حد تک میں تسلیم کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے ملزم nominate کیا تھا۔ لیکن جناب سپیکر! انہوں نے زیادتی کی ہے میرے گھر کے دروازے توڑے ہیں اور میرا لائسنس والا اسلحہ جس کے لائسنس بھی ساتھ موجود تھے وہ بھی پولیس اٹھا کر ساتھ لے گئی ہے لہٰذا جناب سپیکر! انہوں نے یہ غیر قانونی کارروائی کی ہے میرا اس میں مدعا یہ ہے کہ میری یہ تحریک استحقاق استحقاق کمیٹی کے پاس جانی چاہیے اور استحقاق کمیٹی مزید اس کی انکوائری کرے اور اگر انتظامیہ یا پولیس نے قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کی ہے تو ان کے خلاف بھی کارروائی ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! آپ تشریف رکھیں یہ سب باتیں اس دن آپ نے فرما دی تھیں۔ اب وزیر موصوف نے اس کا جواب دینا تھا۔

وزیر مال: جناب والا! میرا ایک اعتراض ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فرمائیے۔

وزیر مال: ہمارے قابل احترام دوست جب بھی اٹھتے ہیں یہ بڑا bluntly کہتے ہیں کہ منسٹر صاحب جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ غیر پارلیمانی لفظ ہے ان کو یہ الفاظ واپس لینے چاہییں۔ کوئی اور الفاظ یہ ڈکشنری سے ڈھونڈ لیں وہ استعمال کر لیا کریں۔ بات یہ ہے کہ میں نے ان سے کب کہا ہے کہ میں نے ان سے meeting کی ہے۔ میں نے اب بھی نہیں کہا۔ میں نے یہ کہا ہے on the Floor of the House میں نے جب جواب دینا تھا تو میرے ذہن میں ایک بات آئی کہ یہ شاید پولیس excess نہ ہو' اس پوائنٹ پر میں نے انوسٹیگیشن کروائی۔ جناب والا! نہ ان کے دروازے ٹوٹے ہیں اور نہ ہی ان کے تالے ٹوٹے ہیں۔ پرچہ رجسٹرڈ ہونے کے بعد ریڈنگ پارٹی وہاں پر گئی ہے اگر میں یہ کہوں کہ انہوں نے اپنی تحریک میں یہ لکھا ہے کہ Resident Magistrate Wah ساتھ تھا تو پھر اس کے بارے میں ان کا کیا حکم ہے؟ جب مجسٹریٹ ان کے ساتھ تھا تو پھر اجازت لینے کی کونسی بات ہے؟

میں تو اس وقت سے یہ concede کر رہا تھا کہ ہمارے عزت و احترام والے دوست ہیں۔ اگر وہ کہیں تو میں ان کو بلا کر کوئی فیصلہ کر دیتا ہوں۔ ہم ان کے احترام کے لیے ہر چیز کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن معزز رکن جب یہ بولتے ہیں کہ منسٹر جھوٹ بولتا ہے تو مجھے اس پر سخت اعتراض ہے اور۔۔۔

That should be taken back

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے جو یہ پوائنٹ آؤٹ کیا ہے یہ درست ہے کہ "جھوٹ بولنا" کوئی پارلیمانی لفظ نہیں ہے۔ میں معزز ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ آئندہ اس سلسلے میں محتاط رہا کریں۔

جناب غلام سرور خان، پھر غلط بیانی کا لفظ استعمال کر لیا کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، غلط بیانی بھی آپ پرانی کتابوں کی کارروائی پڑھ کر دیکھیں وہ بھی غیر پارلیمانی لفظ ہے۔ آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ جھوٹ بولنا اور غلط بیانی دونوں غیر پارلیمانی الفاظ ہیں۔ اس لیے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اس لیے آپ سے ہم توقع کرتے ہیں کہ آپ اسمبلی کے اندر اچھی روایات قائم کریں گے۔

جناب غلام سرور خان، جناب والا! میری استدعا یہ ہے کہ جس طرح میرے فاضل دوست نے یہ فرمایا ہے کہ دروازے نہیں ٹوٹے، تالے نہیں ٹوٹے، میں پھر یہ کہوں گا کہ انہیں محکمے کی طرف سے پھر غلط اطلاع باہم پہنچائی گئی ہے۔ میرا لائسنسی اسلحہ کمروں کے اندر سے لیا گیا ہے تو کیسے لیا گیا ہے؟ جناب والا! دروازے اور تالے توڑ کر میرا لائسنسی اسلحہ نکالا گیا ہے۔ جناب سپیکر! یہ پولیس نے قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کی ہے اور اس کی مزید انویسٹیگیٹ کرنے کے لیے ہمارے پاس بہتر فورم استحقاق کمیٹی ہے۔ وہ استحقاق کمیٹی میں آ کر اپنا مؤقف پیش کریں، ٹھیک ہے اگر استحقاق کمیٹی سمجھتی ہے کہ انہوں نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش نہیں کی تو ٹھیک ہے کمیٹی کا جو بھی فیصلہ ہو گا مجھے منظور ہو گا۔ آخر میں پھر استدعا ہو گی اور گورنمنٹ سائیڈ سے بھی استدعا ہو گی کہ مہربانی کر کے انتظامیہ کو defend نہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس تحریک استحقاق کا فیصلہ صرف مؤخر کیا گیا تھا۔ اس لیے مؤخر کیا گیا تھا کہ لودھی صاحب نے فرمایا تھا کہ ہم اس کو پرسنلی ٹیک اپ کریں گے اور جو بھی واقعات ہوئے ہیں میں ان کو ذاتی طور پر دیکھوں گا۔ اب انہوں نے اسمبلی کے اندر یہ کہا ہے کہ آپ کے گھر کے دروازے اور تالے وغیرہ نہیں توڑے گئے اور آپ نے اپنی تحریک استحقاق میں یہ ذکر فرمایا ہے کہ R.M Wah

رانا طاہر صاحب اور ڈی۔ایس۔پی صاحب بھی ان کے ساتھ تھے اور ان کے ساتھ فورس بھی تھی تو میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ایک کیس رجسٹرڈ کرنے کے بعد پولیس فورس بمع R.M. کے آپ کے گھر پر گئی ہے اور prima facie اس سے کوئی ظاہر تو نہیں ہوتا کہ آپ کا استحقاق مجروح ہوا ہو لہٰذا میں اسے رول آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب غلام سرور خان، جناب والا! میں آپ کے اور اس ایوان کے رویے پر احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس کے بعد معزز رکن جناب غلام سرور خان ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

سید چراغ اکبر شاہ، میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے جو رولنگ دی ہے اور اس ایوان میں وزیر موصوف نے جو رویہ اختیار کیا ہے' غلام سرور خان ہمارے بھائی ہیں آپ کے بھائی ہیں ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک ایڈمٹ ہونی چاہیے تھی آپ نے یہ مسترد کر دی ہے۔ ہم آپ کے رویے کے خلاف اور ایوان کے وزراء کے رویے کے خلاف غلام سرور خان کے ساتھ solidarity ظاہر کرتے ہوئے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر ارکان حزب اختلاف واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، میں قائد حزب اختلاف سے گزارش کروں گا کہ ہم نے جو فیصلہ کرنا ہے وہ رولز' پروسیجر کے مطابق ضابطے کے مطابق کرنا ہے۔ اگر ان کی تحریک استحقاق ضابطے کے مطابق ہوتی تو میں اس کو ضرور ایڈمٹ کرتا۔ چونکہ ایک کیس رجسٹرڈ ہوا ہے اور پولیس کیس رجسٹرڈ کرنے کے بعد وہاں پر گئی ہے اور مجسٹریٹ اس کے ساتھ ہے۔ جو پولیس کی طرف سے زیادتی تھی اس کے بارے میں متعلقہ منسٹر صاحب نے ہاؤس کے اندر یقین دہانی کروائی ہے کہ ایسے واقعات نہیں ہوئے۔ اس لیے اس سے کسی بھی معزز ممبر کا کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوتا اس لیے میں نے اسے رول آؤٹ کیا تھا۔

وزیر قانون، میں آپ خدمت میں گزارش کروں گا کہ اپوزیشن کے معزز اراکین جو واک آؤٹ کر گئے ہیں ان کو واپس بلانے کے لیے کہا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' یہ میں لودھی صاحب سے ہی گزارش کروں گا کہ وہ جا کر ان کو منا لائیں۔ اور چودھری جعفر اقبال صاحب کو بھی ساتھ لے لیں کیونکہ یہی زیادہ مناسب رہے گا۔

وزیر قانون، جناب والا! آج امن عامہ پر بحث ہونی ہے۔ اس لیے اب اگر تحاریک التوائے کار شروع کریں تو وقت تھوڑا رہ گیا ہے۔ اگر اس پر جلدی بحث شروع ہو جائے تو اچھی بات ہوگی۔ اور فاضل اراکین کو بات کرنے کا موقع بھی مل جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ درست فرما رہے ہیں۔ اگر آپ لوگ اجازت دیں کہ تحاریک التوائے کار کے وقفہ کو معطل کر دیں اور امن عامہ پر بحث کا آغاز کیا جائے۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! یہ بات صحیح ہے لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ تحاریک التوائے کار کا اتنا فائدہ نہیں ہے کیونکہ آج اجلاس کا آخری دن ہے۔ لیکن تحاریک استحقاق میں بڑی اہم تحریکیں تھیں لہٰذا تحاریک استحقاق کے وقفے کو لمبا کرنا چاہیے تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پراچہ صاحب تحاریک استحقاق پر کافی بحث ہو چکی ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ، ایک اہم تحریک استحقاق تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' آپ لاءمنسٹر سے بات کرلیں اگر وہ آؤٹ آف ٹرن اسے ٹیک اپ کرنا چاہیں تو میں حاضر ہوں۔ آپ لاءمنسٹر سے بات کرلیں۔ اور ہاؤس اس کی اجازت دے دے تو میں حاضر ہوں۔

(اور اس مرحلے پر جناب لودھی صاحب اور جناب اقبال جعفر صاحب اپوزیشن ارکان کو منا کر ہاؤس میں لانے کے لیے لابی میں گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، لاء منسٹر صاحب! اس تحریک استحقاق کے بارے میں کوئی فیصلہ ہو گیا ہے۔

وزیر قانون، کون سا جناب والا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ جو آؤٹ آف ٹرن لینے کی بات ہوئی تھی۔

وزیر قانون، اس کے لیے جناب والا! میں نے ان سے عرض کر دیا ہے کہ ہم کل متعلقہ لوگوں کو گیارہ بجے بلا رہے ہیں اور اس مسئلے کو ٹیک اپ کریں گے اور اسے حل کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ اب معزز اراکین کا کیا خیال ہے کہ تحاریک التوائے کار کے وقفہ کو معطل کر دیا جائے۔ اور امن عامہ پر بحث کا آغاز کر دیں۔ تو آغاز کیا جاتا ہے۔لاءمنسٹر صاحب ان سے عرض کریں ہماری خواہش ہے کہ قائد حزب اختلاف امن عامہ پر بحث کا آغاز کریں۔ اگر وہ تشریف نہیں لاتے تو پھر ڈاکٹر صاحب کو موقع فراہم کریں گے۔ ڈاکٹر صاحب! آپ کی بات کتنے وقت میں ختم

ہو سکتی ہے؟

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز، پانچ چھ منٹ میں ختم ہو سکتی ہے۔

سردار فرحت عزیز مزاری، جناب والا! میں تحریکیں پیش کرنا چاہتا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی پیش کریں۔

مالیاتی حسابات مدبندی پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سردار فرحت عزیز مزاری، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"مالیاتی حسابات مد بندی اور ان کو آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 1984-85ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر ایک کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے میعاد میں مورخہ 30 جون 1993ء تک توسیع کر دی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"مالیاتی حسابات مد بندی اور ان کو آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 1984-85ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر ایک کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد 30 جون 1993ء تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

سردار فرحت عزیز مزاری، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"مالیاتی حسابات مد بندی اور ان کو آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 1985-86ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر ایک کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد 31 دسمبر 1993ء تک توسیع کر دی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"مالیاتی حسابات مد بندی اور ان کو آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 1985-86ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر ایک کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد 31 دسمبر 1993ء تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

سردار فرحت عزیز مزاری، جناب سپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"مالیاتی حسابات' مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 1985-86ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1993ء تک توسیع کر دی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"مالیاتی حسابات' مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 1985-86ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1993ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

تجارتی حسابات پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سردار فرحت عزیز مزاری، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"تجارتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 1985-86ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31۔دسمبر 1993ء تک توسیع کر دی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"تجارتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 1985-86ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31۔ دسمبر 1993ء تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

سردار فرحت عزیز مزاری، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

" تجارتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال

1985-86ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31۔دسمبر 1993ء تک توسیع کر دی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"تجارتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 1985-86ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31۔ دسمبر 1993ء تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری خادم حسین، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"مسودہ قانون (ترمیم) سروس ٹریبونل ماتحت عدلیہ پنجاب مصدرہ 1993ء مسودہ قانون نمبر 1 بابت 1993ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز، جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفرمیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔ مئی 1993ء تک توسیع کر دی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"مسودہ قانون (ترمیم) سروس ٹریبونل ماتحت عدلیہ پنجاب مصدرہ 1993ء مسودہ قانون نمبر 1 بابت 1993ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز، جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفرمیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔ مئی 1993ء تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

(اس مرحلے پر فاضل اراکین حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں تشریف لے آئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

امن عامہ پر بحث

جناب ڈپٹی سپیکر، میں قائد حزب اختلاف سے درخواست کروں گا کہ وہ امن عامہ پر بحث کا آغاز فرمائیں۔

سید چراغ اکبر شاہ، جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے امن عامہ پر بحث کے آغاز کا موقع دیا ہے۔

جناب سپیکر! کسی بھی ماڈرن ڈیموکریٹک سٹیٹ کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہاں پر عوام اور ان کے جان و مال کی حفاظت کے لیے امن و امان کو قائم کیا جائے۔ یہ سٹیٹ کے دو اہم فرائض ہیں۔ ان میں سے آج کے دن امن و امان کے قیام پر بحث ہے۔ تو میں اس سلسلے میں اپنے خیالات کا اظہار کروں گا اور ایوان کے سامنے پیش کروں گا۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آئین کے آرٹیکل۔ 4 کو آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

4(1) To enjoy the protection of law and to be treated in accordance with law is the inalienable right of every citizen, wherever he may be, and of every other person for the time being within Pakistan.

(2) In particular -

(a) no action detrimental to the life, liberty, body, reputation or property of any person shall be taken except in accordance with law;

(b) no person shall be prevented from or be hindered in doing that which is not prohibited by law, and

(c) no person shall be compelled to do that which the law does not require him to do.

جناب سپیکر! میں نے آئین کے آرٹیکل 4۔ کو quote کیا ہے۔ یہ اس لیے کیا ہے کہ امن وامان کا قیام سٹیٹ کی ذمہ داری ہے۔ ارباب اقتدار کو عوام حکومت کرنے کا حق دیتے ہیں۔ وہ جب

منتخب ہوتے ہیں تو آئین کی وفاداری' پاس داری اور تحفظ ان کے فرائض میں شامل ہے۔ جناب سپیکر! آئین کے آرٹیکل -4 کے تحت بھی یہ سٹیٹ کی ذمہ داری ہے' یہ عوام پر کوئی احسان نہیں۔

جناب سپیکر! میں اب اس طرف آتا ہوں کہ صوبے میں امن و امان کی صورت حال کیا ہے۔ اس سلسلے میں اپوزیشن جو بھی دلائل دے گی' جو بھی بات کرے گی' حکومتی بنچوں کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے جیسا کہ تھوڑی دیر پہلے آپ نے دیکھا ہے کہ حکومتی بنچوں کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ اپوزیشن کی بات کو رد کر دیا جائے چاہے وہ حقیقت پر مبنی ہو چاہے کوئی اچھی دلیل ہو۔ جناب سپیکر! میں اس سے پہلے کہ اس سلسلے میں اپنے دلائل دوں' کل کے اخبار میں مرکزی حکومت کے ایک وزیر کا مختصر بیان ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ صوبے کی امن و امان کی صورت حال کے بارے میں ان کا بیان ہے۔ سردار آصف احمد علی' مرکزی وزیر برائے خزانہ و اقتصادی امور نے کہا ہے۔

"پاکستان کے خراب داخلی حالات اور بیرون ملک غلط پروپیگنڈہ کے باعث حکومت کو قرضوں اور بیرونی سرمایے کے حصول میں بے شمار مشکلات اور مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ پاکستان اکنامک فورم کے دوران پری بجٹ سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ بیرونی دنیا میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ پاکستان دہشت گرد ملک بن جائے گا۔ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ شامل کیا گیا ہے۔ انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں۔ امن و امان کی صورت حال خراب ہے۔ چنانچہ غیر ممالک قرضوں کی فراہمی کے لیے شرائط سخت کر رہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ پاکستان پر بنیاد پرستی کا الزام ہے۔ آئینی سطح پر حدود آرڈیننس کے ذریعے سخت سزاؤں کا نوٹس لیا جا رہا ہے۔ انھوں نے کہا کہ پہلے مغربی ممالک کہتے تھے کہ پاکستان میں ڈرگ مافیا کام کر رہا ہے۔ اب ہمارے دوست مسلم ممالک سعودیعرب اور ایران نے بھی کہہ دیا ہے کہ پاکستان میں ڈرگ مافیا کام کر رہا ہے۔ اس سے عالمی برادری میں پاکستان کے وقار کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ سندھ میں جرائم کم' لاہور میں بڑھ گئے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ اپوزیشن کا بیان نہیں ہے۔ حکومت کے ایک اہم مرکزی وزیر کا بیان ہے۔ جب حکومت کے اہم ستون وزراء واضح طور پر کہہ رہے ہیں کہ حکومت امن و امان قائم کرنے میں ناکام ہو گئی ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ آئے دن کسی بھی دن کا اخبار اٹھا کر پڑھ لیں' قتل و غارت کے واقعات' رہزنی اور ڈکیتی کے واقعات' چوری کے واقعات سے بھرے پڑے ہوتے ہیں۔ خواتین کے خلاف جرائم میں بھی آئے روز اضافہ ہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر لاء منسٹر صاحب اپنی

افتتاحی تقریر میں یہ کہیں کہ پنجاب میں امن و امان کی صورت حال بالکل تسلی بخش ہے تو یہ بے جا ہوگا۔ کیونکہ ہر آدمی، پنجاب کا ایک عام آدمی بھی یہ سمجھتا ہے کہ پنجاب میں امن و امان کی صورت حال بد سے بد تر ہوتی جا رہی ہے۔ جناب سپیکر! اس کے بجائے کہ میں اخبارات کے تراشے اور پنجاب پولیس ڈیپارٹمنٹ کی statistics یہاں آپ کو پڑھ کے سناتا رہوں جس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کروں کہ جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے تو وہ تو آپ بھی جانتے ہیں، میں بھی جانتا ہوں اور ایوان کے تمام معزز اراکین جانتے ہیں کہ جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اور حکومت امن و امان قائم کرنے میں ناکام ہو چکی ہے۔ میں اس کے بجائے چند تجاویز پیش کروں گا کہ امن و امان قائم کرنے کے لیے اگر ان تجاویز پر عمل کیا جائے تو صورت حال بہتر ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! امن و امان قائم کرنے کے لیے دو اہم ادارے ہیں جو امن و امان کو قائم کر سکتے ہیں۔ جن کی مدد سے امن و امان کو قائم کیا جا سکتا ہے۔ ایک ادارہ پولیس ہے اور دوسرا عدلیہ۔ اگر ان دونوں اداروں میں سے کوئی ایک ادارہ بھی اپنے فرائض صحیح طور پر بجا نہیں لائے گا امن و امان کی صورت حال قابو میں نہیں آسکے گی۔ پولیس کی کار کردگی بالکل تسلی بخش نہیں ہے۔ یہ آپ خود بھی جانتے ہیں کہ رشوت اور اقرباء پروری پولیس کی خاصیت بن چکی ہے۔

جناب سپیکر! پولیس کی کار کردگی کو بہتر بنایا جائے نہ کہ پولیس کی نفری میں اضافہ کیا جائے۔ نفری میں اضافہ بھی ضروری ہے۔ لیکن اگر آپ کارکردگی نہیں بڑھائیں گے تو میرے خیال میں اس سے پولیس کی efficiency پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ جناب والا! نفری ضرور بڑھائیں لیکن سفارشی اے ایس آئی اور کانسٹیبل حضرات بھرتی نہ کریں۔ آپ نے law and order maintain کرنے والے اداروں میں جو سفارشی بھرتی کیے اس کے نتائج آپ دیکھ رہے ہیں۔ کہ پچھلے سات آٹھ سال سے جو سفارشی بھرتی پنجاب میں ہوتی آ رہی ہے جس میں کانسٹیبل سفارشی بھرتی کیے جاتے ہیں۔ اے ایس آئی وزیراعلیٰ صاحب کی صوابدید پر سفارشی بھرتی کیے جاتے ہیں۔ ان کے میرٹ کا لحاظ نہیں رکھا جاتا ہے۔ تو جناب والا! جب آپ نالائق آدمیوں کو بھرتی کرلیں گے تو اس سے ان کی کارکردگی تو بہتر ہو نہیں سکتی ہے۔ اس لیے میری ایک تجویز تو یہ ہے کہ آپ پولیس کی نفری ضرور بڑھائیں لیکن efficiency، کارکردگی بہتر کی جائے۔ اور اس میں یہ ضروری ہے کہ سفارشی بھرتی خصوصی طور پر بند کی جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان کی ٹریننگ بہتر کی جائے۔ اگر آپ پولیس کی ٹریننگ بہتر کریں

گے تو اس سے بھی امن عامہ کی صورت حال کو کنٹرول کرنے میں مدد ملے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کروڑوں روپے پولیس ٹریننگ پر خرچ کر رہے ہیں لیکن کوئی خاص نتائج سامنے نہیں آ رہے۔ اس لیے اس پر بھی غور کیا جائے کہ پولیس ٹریننگ کو ماڈرن طریقے سے کیا جائے۔ اور انہیں اس طریقے سے ٹریننگ دی جائے کہ law and order maintain کرنے میں وہ صحیح طور پر اپنا کردار ادا کر سکیں۔ تیسری جناب والا! بات یہ ہے کہ اکثر جب بھی کوئی لاء اینڈ آرڈر کی ایسی situation arise ہوتی ہے تو پولیس افسران وہاں پر اپنی طرف سے دیانت داری سے' ایمان داری سے کوئی ایکشن لینے کے لیے تیار نہیں ہوتے کیونکہ انہیں یہ ڈر ہوتا ہے کہ اگر ہم نے یہ کر دیا تو شاید ارباب اقتدار ان سے ناراض ہو جائیں اور ان کا ٹرانسفر کر دیا جائے۔ اس لیے بھرتی اور ٹرانسفر کے سلسلے میں کم از کم اس ایک محکمے کو تو بخش دیا جائے۔ کیونکہ اس محکمے کی کارکردگی کا ڈائریکٹ اثر عام لوگوں پر پڑتا ہے کیونکہ ان کی جان و مال کی حفاظت ان کے ذمے ہے۔

جناب والا! دوسرا مسئلہ عدلیہ کا ہے۔ پہلا مسئلہ پولیس کا ہے جس کے لیے میں نے دو تین معروضات کی ہیں۔ کہ ان پر عمل کیا جائے تو ان کی کارکردگی بہتر ہو سکتی ہے اب میں عدلیہ کے متعلق عرض کروں گا کہ یہ لیجسلیچر کا فرض بنتا ہے کہ عدلیہ کی آزادی' عدالتوں کی آزادی کا خیال رکھا جائے۔ عدالتوں کا احترام کیا جائے۔ اور عدلیہ کو یہ چاہیے کہ جو ملزم سنگین وارداتوں میں ملوث ہوتے ہیں اور عدالتوں کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں ان کے مقدمات کو جلد نپٹا دیا جائے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اگر میری ان تجاویز پر عمل کیا جائے تو حالات بہتر ہو سکتے ہیں۔ لیکن overall میں یہ ضرور کہوں گا کہ پنجاب میں امن عامہ کی صورت حال انتہائی خراب ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

سید چراغ اکبر شاہ، جناب والا! جب تک وزیر تعلیم صاحب ہاؤس میں تشریف رکھیں گے تو یہ آرڈر مشکل ہی ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر تعلیم صاحب تو بڑی خاموشی سے اپنا کام کر رہے ہیں۔ وہ تو بات نہیں کر رہے۔ وہ ہاتھ ہلا رہے ہیں۔ جی!

سید چراغ اکبر شاہ، جناب سپیکر! انہی گزارشات کے ساتھ میں اجازت چاہوں گا۔ مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر، ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب!

وزیر صحت (چودھری محمد جعفر اقبال)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

وزیر صحت، جناب والا! میں نے ایک سوال کا جواب ٹیبل کرنا تھا۔ جناب والا! نے مجھے کچھ دیر کے لیے کام لگا دیا جس کے لیے مجھے ہاؤس سے باہر جانا پڑا۔ یہ 15-2-93 کو وقفہ سوالات محکمہ صحت کا تھا۔ اس میں ایک سوال نمبر 593 کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ اس کو ٹیبل کر دیا جائے۔ تو اس کو آج ٹیبل کر دیا گیا ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیرصحت صاحب سوال نمبر 593 کا جواب ہاؤس کی ٹیبل پر رکھ دیا ہے۔ جی ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب!

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ' جناب سپیکر! لیکن میں سب سے پہلے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ تقریباً ہر سیشن کے دوران ہماری یہ روایت بن گئی ہے۔ کہ ہم امن و امان کے مسئلے پر یہاں بحث و مباحثہ کرتے ہیں اور تقاریر ہوتی ہیں۔ لیکن نہ یہاں کوئی سنجیدگی سے وہ تقاریر سنتا ہے نہ کوئی نوٹس لیتا ہے اور نہ ہی ان پر عمل ہوتا ہے۔ آپ معزز ایوان کی سابقہ کارروائی اٹھا کر دیکھیے تو پچھلے کئی سالوں سے تقریباً بیس پچیس سالوں سے اس روایت پر عمل کیا جا رہا ہے کہ باقاعدہ ہر ممبر اسمبلی کے فلور پر کھڑے ہو کر تقریر کرتا ہے اور بڑی مفید' موثر اور قابل عمل تجاویز پیش کرتا ہے لیکن ان تمام قابل عمل' موثر اور مفید تجاویز کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جاتا ہے۔ اور ان تجاویز کی روشنی میں حق تو یہ ہے کہ ان پر بہتر حکمت عملی اور ایک پالیسی وضع کی جائے۔ اور ہم یہ امید رکھیں کہ ان تقاریر کے بعد اور ان پر عمل کرنے کے بعد کچھ حالات بہتر ہوتے ہیں اور امن و امان کی حالت اب پہلے سے کہیں زیادہ بہتر اور موثر ہے اور لوگ سکھ کا سانس لے رہے ہیں۔ لیکن اسمیں کہیں کسی جگہ آپ مجھے ساری تقاریر اٹھا کر دکھا دیجیے کسی شخص نے آج تک ان قابل عمل تجاویز پر عمل نہیں کیا۔ اور نہ ہی حکومت نے اس پالیسی پر کوئی توجہ دی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ امن عامہ کی حالت روز بروز دگرگوں ہوتی جا رہی ہے اور بد سے بد تر ہوتی جا رہی ہے۔ اور جب آپ کسی کام پر عمل نہیں کریں گے' آپ کسی پالیسی کو لے کر اس پر عمل درآمد کے لیے کوشش نہیں کریں گے تو وہ کسی نہ کسی طرح بے نتیجہ رہے گی اور اس کے بعد اس کے کوئی اچھے نتائج حاصل نہیں ہو سکیں گے میں یہ چند تجاویز اس لیے دے رہا ہوں کہ شاید آئندہ آنے والی نسلیں ان پر عمل درآمد کریں یا ان پر توجہ کریں

اور اس سے ہمارے ملک کی حالت بہتر ہو سکے اور لوگ آرام سے، چین سے اطمینان سے سکھ کا سانس لے کر رات کو سو سکیں اور آرام سے زندگی گزار سکیں۔

جناب سپیکر! سب سے پہلی بات میری یہ ہے کہ جس معاشرے کی خرابیوں کی صحیح نشان دہی نہیں کی جائے گی اس وقت تک اصلاح کی ہر کوشش ناکام اور بے نتیجہ ثابت ہوگی۔ جس طرح ایک مریض کی تشخیص کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس کا علاج اچھی طرح کر سکیں اس کی تشخیص اچھی طرح کر سکیں۔ تو اس وقت تک ہم اس مریض کا علاج نہیں کر سکتے۔ اس طرح اس معاشرے میں جو برائیاں اور خرابیاں پائی جاتی ہیں جب تک ہم ان کی وجوہات تلاش نہیں کریں گے۔ ان کے اسباب کے بارے میں غور و فکر نہیں کریں گے اس وقت تک یہ معاشرہ نہیں سدھر سکے گا۔ ہم صرف مرض کی علامت کو اصل مرض سمجھتے ہیں اور پھر علاج شروع کر دیتے ہیں جس سے نتائج حاصل نہیں ہوتے۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ ہم پوری طرح investigation کریں۔ باقاعدہ inquiries کرائیں اور ان تمام برائیوں اور خرابیوں کو جو معاشرے میں پائی جاتی ہیں ان کی تشخیص کرنے کے بعد ہم ان لوگوں کو اس کے لیے مقرر کریں جو واقعی باصلاحیت ہیں۔ جو واقعی نیک نیت ہیں اور واقعی اس قسم کی چیز سے پاک اور خصوصیات رکھتے ہیں کہ وہ ان تمام برائیوں کا قلع قمع کریں گے۔ جب تک ہم ان دو چیزوں کی طرف توجہ نہیں کریں گے ہم یہاں تقاریر کرتے رہیں گے اور معاشرے کی حالت روز بروز خراب سے خراب تر ہوتی جائے گی اس لیے میری صرف چند تجاویز ہیں جو میں یہاں دینا چاہتا ہوں اس امید سے، اس توقع سے کہ شاید ان کی طرف کوئی توجہ کرے اور اس معاشرے میں کوئی بہتری کے آثار پائے جائیں۔

جناب سپیکر! اس وقت جو ہماری برسر اقتدار حکومت ہے اس میں politicians بیورو کریسی۔ پولیس اور انتظامیہ کے افسران شامل ہیں۔ اور میں ان تمام میں سب سے زیادہ اہمیت بیورو کریسی اور انتظامیہ کو دیتا ہوں۔ اور پولیس کو دیتا ہوں اس لیے کہ وہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ ہے۔ وہ معاشرے کا باشعور سمجھ دار طبقہ ہے۔ کہ جن سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اس قسم کی خرابیوں کی طرف توجہ فرمائیں گے اور ان کی طرف توجہ دینے سے کوئی بہتر نتائج حاصل ہو سکیں گے۔ لیکن سب سے زیادہ مشکل یہ ہے کہ اس میں وہ تمام لوگ دیکھتے ہیں۔ اپنے سامنے دیکھتے ہیں کہ یہ برائیاں پائی جاتی ہیں۔ اس کے بعد دن دہاڑے قتل ہوتے ہیں۔ عورتوں کی بے حرمتی کی جاتی ہے۔ لوٹ لیا جاتا ہے اور اس کے

بعد یہاں دھماکے ہوتے ہیں۔ اور ڈاکے پڑتے ہیں لیکن وہ اس لیے چپ رہتے ہیں کہ ان کی جو تعلیم ہے' ان کی جو تربیت ہوئی ہے وہ پوری مغربی معاشرے کی تربیت ہے۔ وہ پوری طرح مغربی فکر' فلسفہ اور طرز زندگی سے آشنا ہیں اور اسلام کے بارے میں اپنی جو ضروریات ہیں ہمارا تمدن اور معاشرت ہے اس کے بارے میں وہ بہت کم جانتے ہیں' اللہ ماشاء اللہ میں سب کے بارے میں کچھ نہیں کہتا کم جانتے ہیں' اِلا ماشاء اللہ میں سب کے بارے میں کچھ نہیں کہتا لیکن اس طرز عمل کے گہرے اثرات ان پر مرتب ہوئے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ وہ ان تمام باتوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ اب ان کی ساری سوچ اور فکر چونکہ مغربی معاشرے کی طرح ہے اور وہاں مغربی معاشرے میں جتنی بھی برائیاں پائی جاتی ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک لازمی جزو ہے۔ ہمارے معاشرے کا ایک حصہ ہے۔ اس لیے ان کو اکھاڑ پھینکنا اور ان کا قلع قمع کرنا ناممکن ہے۔ میری کئی مرتبہ بڑے بڑے بیوروکریٹس سے' سیکرٹری کی سطح سے اور بڑے بڑے افسران سے گفتگو ہوئی ہے اور وہ اس بات کا پوری طرح اقرار کرتے ہیں کہ اس معاشرے سے برائیوں کو ختم کرنا ناممکن ہے۔ اگر ان سے کہا جائے کہ سمگلنگ آپ ختم کریں تو وہ کہتے ہیں کہ ممکن نہیں۔ اگر ان سے کہا جائے کہ ہیروئن کے کاروبار کا آپ خاتمہ کریں تو وہ اقرار کرتے ہیں کہ یہ ہمارے بس کا روگ نہیں ہے۔ اگر قتل و غارت ہوتی ہے' اس معاشرے میں خواتین کو اغواء کیا جاتا ہے' ان کو لوٹا جاتا ہے ان کی عصمت دری کی جاتی ہے' گینگ ریپ ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ معاشرہ اس طرح کا ہے کہ ہم اس قسم کے اقدامات نہیں کر سکتے۔ ایک شخص جس کی نیت اور ارادہ ہی نہیں کہ وہ اس معاشرے سے ان خرابیوں کا قلع قمع کرے تو اس سے آپ کس طرح توقع رکھ سکتے ہیں کہ اس معاشرے سے یہ برائیاں ختم ہوں گی۔ معاشرے سے برائیاں ختم کرنے کے لیے سب سے پہلے ارادہ' نیت اور اس کے بعد انسان کی خواہش ہو۔ جب تک وہ خواہش نہیں ہو گی تو اس خواہش کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ ہم جب کسی شخص کی اصلاح شروع کرتے ہیں تو ہم سب سے پہلے یہ قیاس کر لیتے ہیں کہ جناب یہ ناممکن العمل ہے۔یہ اس ملک میں ممکن نہیں ہے۔ تو آپ چاہے لاکھ کوشش کریں' جتنی بھی کوشش کریں' جب آپ اپنی ساری سوچ کی بنیاد اس مفروضے پر رکھیں گے تو اس کے بعد آپ کوئی توقع نہیں رکھ سکتے اور کوئی بہتر نتائج حاصل نہیں کر سکتے۔ اب آپ یہ دیکھیے کہ جتنی بھی برائیاں مغربی معاشرے میں پائی جاتی ہیں۔ ہم انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ ان برائیوں کو قبول کرتے ہیں اور انہیں زندگی کا ایک حصہ سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد ان برائیوں کو نظر انداز کرتے

ہیں۔ پھر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ برائیاں ہمارے معاشرے کا چونکہ حصہ بن چکی ہے اس لیے ہم ان کو دور نہیں کر سکتے لیکن جب تک آپ پوری طرح ارادے اور قوت سے' اپنے تمام وسائل کو' اپنی تمام افرادی اور مادی قوت کو استعمال کرنے کے بعد ان برائیوں کا قلع قمع نہیں کریں گے' آپ ایک ارادہ اور خواہش نہیں کریں گے تو اس وقت تک یہ برائیاں ختم نہیں ہوں گی اور یہ برائیاں دن بدن مزید پھیلتی جائیں گی۔

پھر اس کے بعد یہ جو طرز زندگی ہے۔ اسلام کا کیا تصور ہے؟ ہم یہاں یہ چاہتے ہیں کہ ایک جمہوری معاشرہ قائم ہو۔ ہم اس ملک کو ایک اسلامی اور فلاحی مملکت بنانا چاہتے ہیں تو کیا اس اسلامی اور فلاحی مملکت میں لوگوں کو اس طرح بے یارومددگار چھوڑ دیا جا سکتا ہے کہ ان کا کوئی پرسان حال نہ ہو۔ اگر چوری ہو جاتی ہے اور آپ پولیس کے پاس جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ تم خود اپنا بندوبست کیوں نہیں کرتے۔ تم خود اپنے حفاظتی انتظامات ایسے کرو تاکہ چوری نہ ہو' تاکہ ڈاکہ نہ پڑے' تاکہ قتل و غارت نہ ہو۔ ہمارے ملک میں پولیس کے فرائض منصبی کیا ہیں؟ سب سے بڑا ان کا فرض یہ ہے کہ وہ معاشرے میں تحفظ فراہم کریں۔ لوگوں کو جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ ہو۔ ان کو یہ سہولتیں فراہم کریں کہ کوئی شخص کسی کو ناجائز طور پر قتل نہیں کرے گا۔ کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہو گی۔ کسی کے ساتھ ظلم نہیں ہو گا اور اس کا حق نہیں مارا جائے گا۔لیکن یہ ساری جتنی بھی باتیں ہیں یہ سب ہمارے سامنے ہوتی ہیں اور ہم اس پر مکمل طور پر خاموش رہتے ہیں۔

اس ملک میں انتظامیہ کا جو کام ہے وہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ احتجاجی جلوس نہ نکلنے دے۔ حکومت کے خلاف اگر کوئی جلسہ ہوتا ہے یا کوئی جلوس نکلتا ہے تو اس پر پوری طرح ساری مشینری حرکت میں آ جاتی ہے اور اس کا قلع قمع کرنے کے لیے کوشش کی جاتی ہے۔ عوام اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے اگر سڑکوں پر آتے ہیں تو پوری انتظامیہ کو کہہ دیا جاتا ہے کہ ان کو باہر نہ نکلنے دیا جائے تاکہ حکومت کے خلاف کوئی احتجاج نہ ہو سکے۔ اس طرح اگر آپ یہ دیکھیں کہ حکومت کے یہ جو سارے وسائل ہیں ان سے اس احتجاج کو' اس مظاہرے کو ختم کرنے کے لیے کوشش کی جاتی ہے لیکن یہاں یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ اگر اس قسم کے مظاہرے نہ ہوں گے تو ملک میں امن و امان کی صورت حال سامنے آئے گی اور اس کے بعد لوگ یہ سمجھیں گے کہ یہاں بالکل اطمینان اور چین ہے اور لوگ پوری طرح فارغ البال اور خوش حال ہیں لیکن اگر آپ صرف اخبارات اٹھا کر دیکھیے۔ صدر گرامی قدر

نے جو پارلیمنٹ میں تقریر کی ہے اس کو آپ پڑھ کر دیکھیے اور وزیراعظم کی جو مختلف تقاریر ہیں ان کا آپ مطالعہ کیجیے تو آپ کو پوری طرح عیاں ہو گا کہ ملک کے حالات کسی طرح بھی قابل اطمینان نہیں ہیں اور ان حالات سے کوئی شخص بھی آج یہ نہیں کہہ سکتا ہم پوری طرح مطمئن ہیں لیکن اس کے باوجود وجہ کیا ہے کہ ان حالات کو بہتر بنانے کے لیے کوئی پالیسی مرتب نہیں کی جاتی اور اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوتا۔ یہاں اگر پورے شہر کو آگ لگ جاتی ہے۔ دھماکوں سے بےگناہ شہری ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اس ملک کی بیٹیوں کی عصمت دری کی جاتی ہے۔ قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا جاتا ہے۔ دن دیہاڑے لوگ لوٹ لیے جاتے ہیں اور ان کو ان کے خون پسینے کی کمائی سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ انتظامیہ اور پولیس کو چیخ چیخ کر پکارا جاتا ہے کہ خدا کے واسطے ہماری مدد کو آیے۔ ہم آپ کو پکارتے ہیں کہ ہماری مدد کو آیے لیکن کوئی یہاں پرسان حال نہیں ہوتا۔ انتظامیہ اور پولیس کے سر پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اس کے علاوہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ دن بدن خراب ہوتا جا رہا ہے۔

اس لیے میری آپ سے صرف گزارش یہ ہے کہ اگر ہم واقعی چاہتے ہیں کہ اس ملک میں امن و امان بہتر بنایا جائے تاکہ ہم خوش حالی اور ترقی کا کوئی انتظام کر سکیں تو اس کے لیے سب سے پہلے یہ ہے کہ پولیس کو صرف اسلحہ فراہم نہ کیا جائے۔ پولیس کی دینی اور اخلاقی تعلیم کا بھی بندوبست کیا جائے تاکہ وہ لوگوں کے حقوق کا پوری طرح خیال رکھیں۔ ان کے ساتھ ہم دردی جتائیں۔ ان سے محبت اور خلوص کے ساتھ پیش آئیں تاکہ وہ سمجھیں کہ اگر کسی شخص کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے تو وہ بہت بڑی زیادتی اور ظلم ہے۔

دوسری تجویز میری یہ ہے کہ سپیڈی کورٹس کے ساتھ ساتھ عام عدالتوں میں بھی فوری اور سستا انصاف مہیا کرنے کا بندوبست کیا جائے۔ اگر صرف سپیڈی کورٹس پر ہی سارا دارو مدار کیا جائے گا اور دوسری عدالتوں کو نظر انداز کر دیا جائے گا۔ تو امن عامہ کی حالت کسی صورت بھی بہتر نہیں ہو گی۔ جس طرح سپیڈی کورٹس کو یہ ہدایات دی جاتی ہیں کہ آپ جلد از جلد انصاف مہیا کریں اور فیصلہ کریں۔ اس طرح عام عدالتوں کو بھی یہ کہا جائے کہ وہ جلد انصاف مہیا کریں اور سستا انصاف مہیا کریں۔

تیسری تجویز میری یہ ہے کہ یہاں جو تمام پولیس کے افسران، انتظامیہ، ممبران اسمبلی جن میں پارلیمانی سیکرٹریز، مشیر، چیئرمین اور وزراء ہیں ان کے تمام اثاثوں کو ظاہر کیا جائے۔ یہاں باقاعدہ ایک قانون بنایا جائے کہ وہ تمام روپیہ پیسہ جو ان کے پاس ہے، ان کی جو پراپرٹی ہے، ان کا جو اثاثہ ہے، ان

کے پاس جو دولت ہے' بینک بیلنس ہے' ان کو پوری طرح یہاں ظاہر کیا جائے اور ریکارڈ پر لایا جائے اور اسمبلی کا سیشن یا اس کا tenure ختم ہونے کے بعد' چار پانچ سال کے بعد دیکھا جائے کہ اس میں کتنا اضافہ ہوا ہے اور وہ اضافہ جو ہوا ہے وہ کس طریقے سے اور کن ذرائع سے ہوا ہے۔ آیا وہ جائز طریقے سے ہوا ہے یا ناجائز طریقے سے ہوا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح لوٹ کھسوٹ ختم ہوگی اور روپے کی جو ریل پیل ہے اور جو تگ و دو ہو رہی ہے اس کا خاتمہ ہوگا۔ اسے پورے ریکارڈ کے ساتھ اخبارات میں دیا جائے اور یہ سارا پوری طرح شائع کیا جائے۔ اس کی تشہیر کی جائے۔

چوتھی بات میری یہ ہے کہ ریکروٹمنٹ پالیسی جو ہے' جو ہمارے تمام مسائل کی بنیاد ہے جب تک اس میں بہتر لوگ نہیں آئیں گے' ایمان دار' دیانت دار اور اہل لوگ نہیں آئیں گے اس وقت تک ہمارا معاشرہ سدھر نہیں سکتا۔ اگر آج آپ کسی نااہل شخص کی' بد دیانت شخص کی سفارش کرنے کے بعد اس کو ملازمت دیتے ہیں تو کل وہ ترقی کرتے کرتے بڑی اسامی پر پہنچے گا۔ پھر اس کی وجہ سے جو خرابیاں پیدا ہوں گی اس سے ملک کا ایک تو معیار گرے گا اور دوسرا اس سے تمام قسم کی برائیاں معاشرے میں آئیں گی۔

جناب سپیکر! ان تجاویز کے ساتھ ہی میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بہت بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقت چونکہ محدود ہے اور کئی حضرات جو کہ اس خواہش کا اظہار کر چکے ہیں کہ انہوں نے بھی آج لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنی ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس میں وقت کی حد مقرر کر دی جائے تاکہ ہمارے زیادہ سے زیادہ ساتھی اس موضوع پر اپنی بات کر سکیں۔

رانا ثناء اللہ خان: 20 منٹ رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں' 20 منٹ تو بہت زیادہ ہو جائیں گے۔

جناب فرید احمد پراچہ: 15 منٹ رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: 15 منٹ بھی بہت زیادہ ہیں کیونکہ آپ دیکھیں کہ اس وقت تقریباً 12 بج کر 20 منٹ ہو چکے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! سارے 15 یا 20 منٹ نہیں بولیں گے۔ ممکن ہے کہ دو ہی بھی بولیں اس لیے آپ اس کے مطابق ہی رکھیں اور کم از کم 10 منٹ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پانچ سے سات منٹ رکھ لیں۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! یہ کوئی اتنے مقرر نہیں ہیں۔ آپ فہرست دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے پاس کافی لوگوں کی چٹیں آ چکی ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! دس منٹ تو ہونے چاہییں۔

چودھری خادم حسین، جناب سپیکر! میں نے آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنی ہے کہ جو لوگ اس سے پہلے تقریریں کر چکے ہیں میری ان کی بارے میں یہ تجویز ہے کہ آپ ان کو تو موقع نہ دیں اور جنلوگوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار نہیں کیا ان کے لیے آج کے دن وقت رکھیں یہ نہیں کہ چند آدمی ہر وقت بولتے جائیں باقی لوگوں کا بھی حق ہے وہ بھی اپنے اپنے علاقوں سے آئے ہیں اور انہوں نے بھی اپنے اپنے علاقوں کی نمائندگی کرنی ہے۔ تو جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ جو حضرات اس سے پہلے بول چکے ہیں ان کو آج وقت نہ دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! آپ کی مہربانی۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! میری درخواست ہے کہ آپ اس کے لیے دس' دس منٹ کا وقت مقرر کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پراچہ صاحب' پانچ یا سات منٹ رکھ لیں جو اچھا سپیکر ہو گا اس کو ایک اور منٹ مل جائے گا۔۔۔جی رانا صاحب! آپ آغاز فرمائیے۔ زیادہ سے زیادہ آٹھ منٹ تک ایک سپیکر بات کر سکے گا۔

رانا ثناء اللہ خان، شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر! پنجاب میں امن و امان کی جو صورت حال ہے وہ یقیناً تسلی بخش نہیں ہے اور آئے روز اخبارات کے ذریعے سے اور دیگر ذرائع سے ہم تک یہ خبریں پہنچتی ہیں اور جو قتل ڈکیتی' زنا اور آبرو ریزی کے جو مقدمات ہیں' جو واقعات ہیں یہ معمول بنے ہوئے ہیں لیکن ہمارے ملک کی جو دو مقتدر شخصیات ہیں وہ مطمئن ہیں اور پچھلے دو سال میں بلکہ دو سال سے زیادہ کے عرصے میں بھی انہوں نے اپنی پچھی ضائع نہیں کی ایک صاحب لاہور میں آ کر کرکٹ کھیلتے ہیں اور چوکے' چھکے لگاتے ہیں۔

جناب سپیکر! امن و امان کی صورت حال میں بہتری لانے کی جو ذمہ داری ہے وہ محکمہ پولیس کی ہے محکمہ پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے متعدد تجاویز اس سے پہلے بھی معزز اراکین نے

پیش کی ہیں آج بھی محترم ڈاکٹر صاحب اور چراغ اکبر شاہ صاحب نے اسی کے متعلق تجاویز دی ہیں۔ پولیس کی کارکردگی پر اظہار خیال کرتے ہوئے ہمیں اس اچھے پہلو کو بھی سراہانا چاہیے جس کے تحت پچھلے تقریباً ایک سال کے واقعات سامنے آئے ہیں کہ اس فورس کے نوجوانوں نے جرائم پیشہ لوگوں کے ساتھ لڑتے ہوئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے ہیں اور یہ ایوان بھی ان جوانوں کے لیے قراردادیں پاس کر چکا ہے لیکن اس سلسلے میں ایک بات قابل غور ہے اور اس سے ان تجاویز کو تقویت ملتی ہے جن اظہار یہاں پر معزز ممبران نے کیا ہے کہ جن افراد نے اور جن ملازمین نے جرائم پیشہ لوگوں کے ساتھ لڑتے ہوئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے ہیں ان میں سے کسی آدمی کی بھی فیملی بیک گراؤنڈ ایسی نہیں ہے کہ جس کے متعلق یہ سمجھا جائے کہ یہ آدمی سفارشی طور پر اس محکمے میں بھرتی ہوا تھا یا ان کی فیملی بیک گراؤنڈ پڑھنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ میرٹ کی بنیاد پر اس محکمے میں بھرتی ہوئے تھے تو جناب سپیکر! اسی بات کو اگر سامنے رکھ لیا جائے اور کم از کم اس محکمے میں یہ بات کر دی جائے کہ اس میں تمام بھرتی میرٹ کی بنیاد پر ہو گی جو آدمی مستحق ہو وہ اس فورس میں شامل ہو اور جو مستحق نہ ہو وہ اس فورس میں شامل نہ ہو۔ اور اس محکمے سے کالی بھیڑیں اور جو سفارشی طور پر آئے ہوئے ہیں ان افراد کو نکالا جائے کیونکہ اس محکمے کی کارکردگی کو اسی طور پر بہتر بنایا جا سکتا ہے اگر آپ اس محکمے کے حالات کار اور اس محکمے میں بھرتی اور ٹرانسفر کے مسئلے کو بیرونی مداخلت سے اور سیاسی مداخلت سے بچائیں گے تو بہت اچھا ہو گا کیونکہ اس محکمے میں سیاسی مداخلت پہلے بھی تھی اور آج بھی عروج پر ہے۔

جناب سپیکر! میں امن و امان کی صورت حال کے متعلق ایک اور پہلو معزز ممبران کے سامنے رکھنا چاہوں گا۔ یہ صورت حال اس طرح سے چلی آ رہی ہے کہ جرائم میں کبھی بہت زیادہ زیادتی ہو جاتی ہے کبھی یہ کنٹرول ہو جاتے ہیں لیکن تقریباً پچھلے چھ ماہ سے بالخصوص اور ایک سال سے بالعموم جہاں کہیں بھی کوئی زنا کا واقعہ ہوتا ہے ہمارے وزیراعظم ہیلی کاپٹر لے کے وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ اور جناب سپیکر! اس کا رد عمل یہ ہوتا ہے کہ وہ واقعہ جو اس وقت ہوا تھا اس کے متعلق اخبار میں صرف ایک کالم میں یہ خبر چھپی تھی لیکن جناب والا! دوسرے روز یہ ہیڈ لائن بن جاتی ہے اور اسی خبر کو وزیراعظم کے ہیلی کاپٹر کو اترتے، اس موقع پر پہنچتے اور اس مظلومہ کے ساتھ گفت و شنید کرتے جب خبر نامے میں دس پندرہ منٹ کے لیے دکھایا جاتا ہے تو پوری دنیا اس واقعے کا نوٹس لیتی ہے اور

جناب سپیکر! اس سے یہ ہوتا ہے کہ آہستہ آہستہ یہ تاثر عام ہوتا جا رہا ہے کہ شاید ہمارا ملک جنسی تشدد زدہ ہے جس طرح سے پہلے ہی حکومت کی ناکام اور نااہلیت پر مبنی خارجہ پالیسی کی وجہ سے ہمارے ملک پر دہشت گردی کا الزام لگ رہا ہے اگر جناب والا یہ سلسلہ جاری رہا اور وزیراعظم اسی طرح جنسی تشدد اور زنا کے واقعات پر ہیلی کاپٹر لے کر پہنچتے رہے اور یہ خبریں اسی طرح سے اخبارات میں اور رسائل میں ہیڈ لائن کی صورت آتی رہیں تو پھر وہ وقت آ جائے گا کہ دنیا یہ کہے گی کہ یہ ملک جنسی تشدد زدہ ہے۔۔۔

ملک امان اللہ چھینہ، (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا! میرے ساتھی جناب ثناء اللہ صاحب نے اپنی تقریر کا موضوع ذرا زیادہ ہی سنجیدہ کر دیا ہے۔ وزیراعظم کسی مظلوم کی داد رسی کے لیے وہاں پہنچتے ہیں یہ اچھی بات ہے میرے خیال میں دنیا تو کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی۔

یاراں تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محو نالہ جرس کارواں رہے

اس کے علاوہ جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ جو میرا وقت ہے وہ جناب منظور موہل صاحب کو دے دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ یہ مناسب بات نہیں ہے کہ مقرر جو تقریر کر رہا ہو اس کو بلا وجہ ٹوکا جائے۔ تو ملک صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ اگر آپ کا یہ شعر کسی اور مناسب وقت پر سن لیتے تو یہ زیادہ مناسب رہتا۔۔۔جی رانا صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان، شکریہ جناب سپیکر! میرے محترم دوست چھینہ صاحب اگر میری بات مکمل ہو لینے دیتے تو انہیں اس اعتراض کا موقع نہ ملتا میں نے وزیراعظم کے وہاں پہنچنے پر اعتراض نہیں کیا میں تو یہ کہتا ہوں کہ یہ ان کا فرض ہے کہ وہ وہاں پر پہنچیں انہیں وہاں پر ضرور پہنچنا چاہیے لیکن ان واقعات کی جو تشہیر ہے ان واقعات کو جس طرح سے ٹیلی ویژن پر نشر کیا جاتا ہے ان واقعات کی جس طرح سے اخبارات میں ہیڈ لائنز لگتی ہیں اس سے دنیا میں جو تاثر پہنچتا ہے اور دنیا میں اس ملک کی جو بدنامی ہوتی ہے میں نے تو اس کی بات کی ہے۔ جناب سپیکر! اب یہ وزیراعظم کے بیان دینے کے نہیں ہیں کہ "ظالمو سن لو جہاں پر زنا ہو گا وہاں پر نواز شریف ہو گا" یہ اخبارات میں ہیڈ لائنز چھپی ہیں جناب سپیکر 14 فروری کو روزنامہ "پاکستان" میں یہ خبر تھی کہ وزیراعظم قصور گئے اس کی جھلکیاں بیان کی گئی تھی کہ جب وزیراعظم صاحب وہاں پر گئے تو اس مظلومہ کی بہن کو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں معزز ممبر سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس لفظ پر زیادہ زور نہ دیں اگر اس کا کوئی متبادل ڈھونڈ لیں تو یہ زیادہ مناسب رہے گا گیلری میں ہماری کچھ خواتین بھی بیٹھی ہیں تو یہ مناسب نہیں ہوگا کہ آپ اس لفظ پر زیادہ زور دیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! جب یہ لفظ خبر نامے میں آتا ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ لاء اینڈ آرڈر پر زیادہ بات کریں۔ آپ اس پر زیادہ زور نہ دیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! یہ لفظ روزانہ ہی اخبارات میں اور خبر نامے میں متعدد بار نشر ہوتا ہے اس پر بھی جناب سپیکر آپ کو اپنی رولنگ دینی چاہیے۔ اس کا بھی کوئی نہ کوئی انتظام ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے آپ سے عرض کرنی تھی---

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں یہی عرض کر رہا ہوں---

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر! میں معزز رکن سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ یہ کس اخبار میں شائع ہوئے ہیں۔ مجھے اس کی تاریخ بتا دیں۔ انہوں نے جو الفاظ بیان کیے ہیں یہ ان کے اپنے ذہن کی اختراع تو ہو سکتی ہے۔ کسی اخبار میں اس کا اس طرح حوالہ نہیں دیا گیا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ معزز رکن کا جس پارٹی سے تعلق ہے وہ ہمارے وزیراعظم کی ان کوششوں اور ان کاوشوں سے خوفزدہ ہیں۔ جس طرح وہ عوامی سطح پر مظلوموں کی داد رسی کر رہے ہیں۔ انہیں خوف ہے کہ کہیں ان کی نام نہاد قومی قیادت اس سیلاب میں بہ نہ جائے جو نواز شریف نے غریبوں اور مظلوموں کی داد رسی کے لیے شروع کر رکھی ہے۔ اور ہم بھرپور انداز میں وزیراعظم کی تائید کرتے ہیں کہ وہ ظالموں کے گریبان تک اپنا ہاتھ اسی طرح لے جاتے رہیں تاکہ اس ملک میں انصاف کا بول بالا ہو۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! ہم نہ صرف ان واقعات کی مذمت کرتے ہیں بلکہ یہ عمل جس کا نام لینے سے آپ نے مجھے روکا ہے یہ کسی کھیت کھلیان میں ہو تب بھی جرم ہے اور اگر بھورن کے ریسٹ ہاؤس میں ہو تب بھی جرم ہے۔

سردار طفیل احمد، انہوں نے بھورن کا نام سن لیا ہے اگر پیرس کی گلیوں کا ذکر بھی کر دیتے تو اچھا ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ ایک نیا موضوع نہ آپ چھیڑ دیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! پتہ نہیں ان کو بھورین کے ریسٹ ہاؤس کے ذکر سے کیوں اتنی پریشانی ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! تقریر کرنے کا وقت جو آپ کو الاٹ ہوا ہے وہ محدود ہے۔ اس لیے آپ مختصر فرمائیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! اگر آپ مداخلت روک دیں تو میں مقررہ وقت میں بات ختم کر سکوں گا۔

جناب سپیکر، میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ مہربانی فرما کر ایک منٹ میں اپنی بات ختم کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ان واقعات کے تدارک کے لیے' ان واقعات کی روک تھام کے لیے وزیراعظم کے موقع پر پہنچنے کے عمل کی ہم تائید کرتے ہیں' ہم اسے غلط نہیں کہتے لیکن ہم یہ ضرور کہیں گے کہ وہ جو ٹی وی کی کیمرہ ٹیم ہیلی کاپٹر میں بٹھائے رکھتے ہیں اسے کم از کم اتار دیں۔ وہ ان واقعات پر پہنچیں' خفیہ انکوائری کروائیں' اپنے کسی دیانت دار آفیسر جس پر انہیں اعتماد ہے اس کے ذریعے سے انکوائری کریں ان ملزمان کو سزا دینے کے لیے ان کے چالان عدالتوں میں بھجوائیں' حکومت کی طرف سے ان کی پیروی کریں اور انہیں جو سزا مروجہ قانون کے تحت ہو سکتی ہے انہیں ملنی چاہیے لیکن اس طرح سے تو تشہیر ہے اس سے نا صرف ملک بین الاقوامی سطح پر بدنام ہو رہا ہے بلکہ اس سے ان واقعات کو اور ترغیب ملتی ہے۔ جناب سپیکر! کم از کم ٹی وی کی کیمرہ ٹیم جسے وہ ہیلی کاپٹر میں لیے پھرتے ہیں اسے تو اتار دیں۔ ورنہ ان کے ہیلی کاپٹر سے اڑنے والی گرد سے ان جرائم کا تدارک تو نہیں ہو سکے گا۔ البتہ اس وطن کا immage ضرور گرد الود ہو جائے گا۔

وزیرصحت، جناب سپیکر! معزز رکن رولز کے مطابق تقریر نہیں کر رہے۔ جناب والا! اگر غور فرمائیں تو قاعدہ نمبر 176 (f) میں لکھا ہوا ہے۔

Rule 176 (f). use his right of speech for the purpose of wilfully and persistently obstructing the business of the Assembly.

جناب والا! ایک بات کرتے ہیں اور بار بار پھر اس کو دہراتے ہیں۔ جناب نے پہلے اس کے بارے میں کچھ ریمارکس بھی دیے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ رولز کے مطابق بات نہیں کر رہے۔

قاعدہ نمبر 176 اس کی اجازت نہیں دیتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! جہاں تک امن و امان کی صورت حال پر بحث کا مسئلہ ہے وہ اس پہ بات کر سکتے ہیں لیکن اس میں ان کو یہ احتیاط کرنی چاہیے کہ ایسے لفظ استعمال کریں کہ جس سے کسی کی دل آزاری نہ ہو۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں یہی عرض کر رہا تھا کہ اس قسم کے معاملات کی تشہیر سے اس ملک میں موجود امن و امان کی صورت حال کو نا صرف گھمبیر بناتی ہے بلکہ اسی حوالے سے اس ملک کی بدنامی کا باعث بن رہی ہے۔ جناب سپیکر! ایسا نہیں ہے کہ دنیا کے دیگر ممالک میں اس قسم کے واقعات نہیں ہوتے۔ جنسی تشدد کے واقعات امریکہ میں بھی ہوتے ہیں اور شاید اس ملک سے اس کی ریشو بہت زیادہ ہے لیکن کبھی وائس آف امریکہ سے یا اس ملک کی کسی مقتدر شخصیت کے حوالے سے یہ خبریں دنیا میں نہیں پھیلائی جاتیں۔ بلکہ وہ ان چیزوں کو روکتے ہیں کہ ان کے ملک کی بدنامی نہ ہو۔ لیکن ہماری جو قیادت ہے اور ہمارے جو ارباب اقتدار ہیں ان کی نااہلیت کا ثبوت یہ ہے کہ وہ صرف اپنی ذاتی تشہیر کے پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بھول جاتے ہیں کہ ان کی ذاتی تشہیر کے ساتھ ملک کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے اور ملک کی بدنامی ہو رہی ہے۔ اگر انہیں موقع پر جا کر واقعات کی چھانبین کا اتنا ہی شوق ہے تو جو کروڑوں روپے کے غبن ہو رہے ہیں یا جو اربوں روپے کے غبن ہو رہے ہیں اور کبھی کوآپریٹو سکینڈل اور کبھی دوسرے سکینڈلز میں کروڑوں اور اربوں کی صورت میں لوٹا جارہا ہے وہاں پر وہ کیوں نہیں جاتے۔ اسی کام سے انہیں کیوں رغبت ہے کہ وہ ایسے واقعات پر نفس نفیس پہنچ جاتے ہیں۔ یہ کام ایک ایس ایچ او لیول کا ہے' ایس پی لیول کا ہے۔ اگر وہ اس بات کو manage کر سکیں تو ایک ایس پی لیول کا آدمی' جہاں کہیں بھی کوئی واقعہ ہوتا ہے اس کی بہتر انداز میں صحیح طور پر انکوائری کر کے صورت حال پنجاب حکومت کو اور اگر وہ خود بھی چاہتے ہیں تو وہ انہیں پیش کر سکتا ہے۔ اور اس معاملے کا تدارک ہو سکتا ہے۔ لیکن جناب سپیکر! صرف ذاتی تشہیر کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے اور میں یہ بات پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ جو رسائل ہمارے ملک میں ملتے ہیں جو غیر ملکی ہیں اور ایسے رسائل ہمارے ملک میں بھی ہیں اور جو باہر جاتے ہیں ان میں یہ خبریں بڑی اچھی جگہ پا رہی ہیں کہ فلاں جگہ پر یہ ہوا' فلاں جگہ پر یہ ہوا اور وزیراعظم صاحب وہاں پر پہنچے اور اس حوالے سے یہ باتیں اب ہو رہی ہیں کہ پاکستان ایک جنسی تشدد زدہ ملک ہے۔ تو اس انداز سے ملک کی امن و

امان کی صورت حال کو لینا اس ملک کے ساتھ زیادتی ہے اور ملک کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ رانا صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ کافی وقت ہو گیا ہے اور لوگ بیٹھے ہیں۔

چودھری واجد علی، رانا ثناء اللہ صاحب امن و امان کی صورت حال پر بہت اچھا بولے ہیں اور انہیں یہ علم ہے کہ وزیراعظم ہر برائی کے خاتمہ کے لیے ہر برے تک پہنچ رہے ہیں۔ اور اس سے پہلے کہ وہ اس طرف پہنچتے انہوں نے اپنی تقریر ختم کر دی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی نصیر خان صاحب!

جناب محمد نصیر خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! اجازت ہو تو میں انگریزی میں تقریر کروں۔ اور سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر میری کوئی بات ناگوار گزرے تو میں پہلے سے معذرت خواہ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انگریزی میں بات کریں گے تو کوئی اعتراض نہیں کرے گا۔

جناب محمد نصیر خان، تو میں سب سے پہلے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کسی بھی معاشرے کو چاہے وہ جمہوریت ہو' چاہے وہ سوشلزم ہو چاہے وہ مارکسزم ہو' چاہے اسلامی نظام ہو یا عیسائیت ہو' ہر چیز کی بنیاد ایمان داری اور دیانت داری پر ہے۔ جو معاشرہ اس چیز کو اپنائے گا دنیا کے اندر کامیاب ہو گا اور ہمارا ایمان ہے کہ ہم آخرت کے اندر بھی کامیاب ہوں گی۔ ایک دن صحابیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا نشانیاں ہوں گی کہ حکمران نیک ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ نشانیاں یہ ہوں گی کہ مسلمان کسی مسلمان کا گلا نہیں کاٹے گا۔ مسلمان ماں بہن کی حفاظت ہو گی۔ کوئی کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں بارش رحمت بن کر آئے گی۔ آگ بھی ایک رحمت بنے گی اور برعکس اس کے کہ یہ چیزیں حکمرانوں میں نہ ہوں تو یہ پانی کسی فلڈ یا تباہی کی صورت میں آپ کے سامنے آئے گا۔ ماں بہن کی عزت کی آپ اپنے ملک میں حفاظت نہیں کر سکیں گے۔ اور میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بنیادی طور پر بہت سی ریفارمز آتی ہیں' بل آتے ہیں لیکن جب تک ہم اسمبلیوں میں سے' پولیس کے محکمے میں یا کمشنر کے محکمے میں جب تک ایمان دار لوگ نہیں آئیں گے اور ایمان داری کی آپ حفاظت نہیں کریں گے اس ملک کی قسمت نہ بدلے گی اور نہ بدلنے کی ہمت لوگ رکھیں گے۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے (نعوذ باللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہی ساتھی

نہیں دیکھے جو قرآن کا مذاق اڑائیں، جو امانت میں خیانت کریں، جو شراب پئیں۔ لیکن جب تک ہم اس اسمبلیوں میں سے، پولیس کے ڈیپارٹمنٹ سے، کمشنر کے ڈیپارٹمنٹ سے جب تک ایمان دار لوگ نہیں آئیں گے، جب تک آپ ایمان داری کی حفاظت نہیں کریں گے اس ملک کی قسمت نہ کبھی بدلے گی اور نہ ہی بدلنے کی لوگ ہمت رکھیں گے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے کبھی توبہ نعوذ باللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ ساتھی نہیں دیکھے جو قرآن کا مذاق اڑائیں۔ جو امانت میں خیانت کریں۔ جو شراب پئیں، جو سگی ماں بہن کی عزت پر ہاتھ ڈالیں۔ جناب سپیکر! جو لوگ شراب پیتے ہیں یا جو لوگ زکوٰۃ کے پیسے کھاتے ہیں وہ کیا کہتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا اللہ پر یقین نہیں ہے۔ ہم اللہ کو نہیں مانتے، ہم قرآن کو نہیں مانتے اور وہ مذاق اڑاتے ہیں۔ وہ یہی کہتے ہیں اور کچھ نہیں کہتے۔ اور آج جو چیزیں آپ کے سامنے آ رہی ہیں وہ اسی لیے آ رہی ہیں۔ آپ امریکہ میں دیکھیں جنرل ہارٹ کا، garry hart کا جو presidential candidate تھا ایک سکینڈل ہوا اس کی presidency ختم ہو گئی۔ loans اور سیونگ کا سکینڈل ہوا کیلی فورنیا میں سارے سینیٹرز کو resign کرنا پڑا۔ جناب سپیکر! آج میں دبئی اور انگلستان سے آ رہا ہوں تو ہمارے کچھ بھائی بہن پنجاب سے جن کے پاس پیسے بھی ہیں سارا کچھ ہے لیکن کھانے کے لیے ایک پیسا نہیں۔ ماشاء اللہ بی سی سی آئی نے جو سکینڈل کیا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ اس کے ہاتھوں ہمارے ہی مسلمان مر گئے ہیں۔ ہماری ہی قوم تباہ ہوئی ہے۔ تو پھر کہیں نہ کہیں تو جناب سپیکر انصاف ہونا چاہیے میں دوبئی میں گیا وہاں میں نے وہاں پر "شان محمد" کی کتاب کی launching تھی وہاں پر بھی لوگ میرے پاس آئے۔ اور ایک بیرسٹر ہے جو بیس سال تک Abu Dhabi گورنمنٹ کا ایڈوائزر تھا اس نے تقریباً ساڑھے آٹھ لاکھ روپے یہاں کسی کو آپریٹو سوسائٹی میں جمع کروائے وہ ختم ہو گئے اور اب وہ واپس آ رہا ہے اور واپس اس لیے آیا کہ میرے پاس ایک پیسہ بھی نہیں ہے تو جناب والا! کب اس کا حساب ہو گا؟ ہمیں کوئی اور نیا قانون نہیں چاہیے۔ کوئی کرپشن کا نیا قانون نہیں چاہیے۔ لیکن جو قانون پہلے سے ہیں ان کو تو اس معاشرے میں آپ نافذ کریں۔ آپ کے سامنے اس محفل میں میرے خیال میں آئی جی صاحب بیٹھے ہوں گے۔ لوگوں نے کہا کہ مولوی چور ہو گئے، مولوی فلاں ہو گئے، ضرور کوئی مولوی چور ہو گا لیکن بزرگوں نے کہا ہے کہ ہاں بیٹا ٹھیک ہے کہ کوئی مولوی چور ہو گا لیکن چور مولوی بن گئے ہیں۔ چور ایس پی بن گئے ہیں۔ چور کمشنر بن گئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ چور ایم پی اے بھی بنے ہوں۔ لیکن اس وقت ضرورت یہ ہے کہ جو اچھے لوگ ان اسمبلیوں

میں ہیں چاہے وہ بلوچستان کی اسمبلی ہو چاہے پنجاب اسمبلی ہو یا نیشنل اسمبلی ہو' اور پھر جو اچھے لوگ انتظامیہ میں ہیں جو معاشرے میں اچھے لوگ ہیں ان سب کو مل کر اس چیز کا خاتمہ کرنا چاہیے۔ جب تک اچھے لوگ اکٹھے نہیں ہوں گے یہ سب کچھ ٹھیک نہیں ہو گا۔ یہاں پر آئی جی کے ساتھ ایک شخص بیٹھے ہیں جن کا تعلق پولیس سے ہے۔ اور یہ بات 1986ء کی ہے۔ جو اچھی بات ہو گی یا بری ہو گی میں اسی ہاؤس میں کروں گا۔ ان کا کوئی قصور بھی نہیں تھا لیکن ایک ممبر اسمبلی نے' ایک پارلیمنٹ میٹنگ میں کہا کہ نہیں جی کیونکہ ان کے اپنے عزائم تھے اور کہہ کر ان کو معطل کروا دیا۔ آپ یقین کریں اس پر میں نے میاں صاحب سے کہا تھا کہ میاں صاحب آپ اس پولیس آفیسر کو بلوائیں تو سہی۔ اس کی بات تو سنی جائے۔ آج یہ ماشاء اللہ ڈی آئی جی لگ گئے ہیں۔ یہ اچھی بات ہے اور وہ نیک تھے۔ یعنی جہاں پر نیکی ہو وہاں پر ہمیں اس چیز کا ساتھ دینا چاہیے۔ اور جہاں پر برائی ہو ہمیں اس چیز کا ساتھ نہیں دینا چاہیے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ نے پنجاب میں اس معاشرے کو ٹھیک کرنا ہے تو اس کی ابتدا اس ہاؤس سے ہو گی۔ ایک ایک ممبر آئی جی صاحب کو کہہ دے کہ ٹھیک ہے جہاں پر بدعنوانی ہو' جہاں پر ایس پی بے ایمان ہے آپ ان کا خاتمہ کریں آپ ان کو نکالیں ہم سے بہتر وہ جانتے ہیں۔ اور اگر آئی جی صاحب یہ کہیں کہ مجھے علم نہیں ہے تو یہ میں ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ لیکن جب ہم گندے آدمی کے لیے کہیں گے کہ "نئیں جی اسے بندہ بڑا ای نیک اے اس نوں ساڈے واسطے رہن دو" تو پھر ان کا کیا قصور ہو گا؟ یعنی جہاں پر گندے لوگ ہیں ان کو نکالیں اور اچھے آدمی لے کر آئیں۔ ہمیں ایک نیک ایس ایچ او چاہئے' ہمیں نیک ایس پی چاہیے' ہمیں نیک ڈی آئی جی چاہیے' ہمیں نیک سیکرٹریز چاہیے' ہمیں نیک ایم پی اے چاہیے' ہمیں نیک ایم این اے چاہیے' ہمیں نیک وزیراعلیٰ چاہیے' ہمیں وہ وزیراعلیٰ نہیں چاہیے کہ جو اپنی زبان سے کہے کہ میں پیتا ہوں اور لوگ کہیں واہ واہ۔ جناب سپیکر! میں نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ یہ جو قوموں پر تباہی آتی ہے' اور یہ معصوم بندے سیلاب میں مرے ہیں ان کا کچھ ہمارے ساتھ تعلق ہے۔ نا تو ان کا تعلق کرپشن میں ہے نہ ہی کسی اور چیز میں پھر ان پر کیوں ظلم آتے ہیں؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ جو قوم ایک خاموش تماشائی بن کر تماشا دیکھے ان پر بھی اللہ کا عذاب آتا ہے۔ جناب سپیکر! میں امریکہ میں گیا وہاں پر کلنٹن سے بھی ملا ہوں لیکن میں نے جہاں بھی اخبار کھولی وہاں ایک مسلمان عورت کے آنسو نظر آتے۔ کسی مسلمان بیٹی کے آنسو نظر آتے چاہیے وہ بوسنیا میں ہو' چاہے وہ فلسطین میں ہو' چاہے وہ کشمیر میں ہو' چاہے وہ انڈیا

میں ہو' چاہے وہ برما میں ہو' چاہے وہ سری لنکا میں ہو جہاں بھی دیکھیں آپ جناب سپیکر اسلام اور مسلمانوں کی تباہی اور بربادی ہو رہی ہے۔ اور آج یہ حال ہے کہ پنجاب تو بڑی چھوٹیبات ہے' میرا اپنا علاقہ نارووال بڑی چھوٹی بات ہے' پاکستان بڑی چھوٹی بات ہے آج مسلمانوں کی یہاں تک بد قسمتی ہے کہ خانہ کعبہ کی حفاظت بھی آ کر کافر کر رہے ہیں۔ یہ حال ہے ہمارا۔ اگر پیسہ ہی سارا کچھ ہوتا تو اللہ تعالیٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا پیسا دیتے کہ جاؤ اپنی قوم کو خریدو۔ ایک بات میں یہاں پر عرض کرتا ہوں کہ ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح مسجد سے فجر کی نماز پڑھ کر نکلے تو دیکھا کہ کوئی رو رہا ہے۔ جب دیکھا کہ کون رہا ہے تو معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے ہیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں رو رہے ہیں' آج تو اسلام بڑا کامیاب ہو رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المال کے سامنے بیٹھے رو رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جناب بیت المال تو پہلے بالکل خالی تھا اب ماشاء اللہ بھرا ہوا ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں میں اسی لیے رو رہا ہوں کہ یہی مال میری قوم میں فتنہ ڈالے گا۔ آپ آج بیس سال پہلے کے مقابلے میں مسلمان ملکوں کی آمدنی یا پیسے کو دیکھیں تو یہ آمدنی ایک ہزار فی صد پہلے سے زیادہ ہے۔

میاں شوکت علی لالیکا، پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ارشاد فرمائیے۔

میاں شوکت علی لالیکا، جناب سپیکر! معزز دوست لاء اینڈ آرڈر پر بحث کر رہے ہیں یا فارن پالیسی پر بحث کر رہے ہیں یا پھر مسجد میں بیٹھ کر بات کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، بات تو یہ لاء اینڈ آرڈر پر کر رہے ہیں لیکن ریفرنسز دے رہے ہیں۔

جناب محمد نصیر خان، جناب والا! میں معذرت خواہ ہوں کہ میری بات لمبی ہو گئی ہے لیکن میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ سارا معاملہ یہاں سے شروع ہونا ہے اسی لیے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اپنے آپ کی اصلاح کرنی چاہیے۔ ہمارے پاس پاکستان میں بہت اچھے لوگ ہیں۔ بڑے اچھے پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ انتظامیہ میں بھی بڑے اچھے لوگ ہیں۔ لیکن اگر یہ سارے مل کر اچھائی کی طرف چلیں تو پھر برائی کو روک سکتے ہیں۔ اور اگر ہم سب مل کر یہ فیصلہ کریں تو انشاء اللہ ہمیں کامیابی ہوگی۔ اور یہ کہوں گا کہ اگر وقت ملے تو انسان کو کام کر لینا چاہیے۔ آخر میں صرف یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کسی انسان کا محتاج نہ بنانا ہمیں صرف اپنا محتاج بنانا۔ شکریہ۔

جناب فرید احمد پراچہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! وقت کے اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے چند باتیں میں اس موضوع کے حوالے سے آپ کی خدمت میں عرض کروں گا۔ گزارش یہ ہے کہ اس تمہید کے ساتھ کہ پولیس میں جو لوگ امن و امان کو قائم کرتے ہوئے شہید ہوئے ہیں ان کے لیے ہمارے دل میں قدر بھی ہے اور ان کے لیے دعائے مغفرت بھی کرتے ہیں۔ اور اس تمہید کے ساتھ میں اپنی بات کا آغاز کر رہا ہوں کہ محض پولیس ہی ایک ظلم کی علامت نہیں ہے بلکہ ظلم کا ایک پورا نظام ہے جس نظام کو توڑنے کی اور ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ پولیس تو ایک آلہ ہے' وہ تو ایک تلوار ہے اور تلوار اگر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے تو وہ مسلمہ کذاب کا سر قلم کرتی ہے اور اگر وہی تلوار چنگیز خان اور ہلاکو کے ہاتھ میں ہوتی ہے تو وہ پھر انسانی کھوپڑیوں کے مینار بنا دیتی ہے۔

اسے تو قتل کرنا اور تڑپانا ہی آتا ہے
گلا کس کا کٹا' کیوں کر کٹا' تلوار کیا جانے

جناب والا! اصل معاملہ صرف پولیس کا نہیں ہے پورا نظام ظلم سے بھرا ہوا ہے معاشرے میں قانون کی حکم رانی قائم نہیں ہے اور ہم نے ہر جگہ پر بااثر افراد اور پولیس کو ملا کر علاقے بانٹ دیے ہیں ہر جگہ جہاں ظلم ہوتا ہے اس کے اوپر یا تو کوئی بااثر فرد ہے اور اس کی حمایت' تائید اور ساتھ کوئی پولیس افسر دے رہا ہوتا ہے۔ جناب والا! میں تھوڑے سے عرصے کی بات کرتا ہوں کہ جب ہم نے گزشتہ امن و امان کی بات کی تھی اس سے لے کر آج تک کی بات کرتا ہوں پرانی خبروں کی بات نہیں کر رہا۔ معاف کیجیے اس میں وہ تذکرے آئیں گے کہ جس کے لیے ہمیں شرمندگی بھی ہوتی ہے کہ اس طرح سے حوا کی بیٹی کے ساتھ جو ظلم ہو رہا ہے وہ اخبارات کی سرخیوں کی نشانی بنتی ہے اور ایوانوں میں آتی ہے جناب والا! یہ سرخی ہے کہ بھٹہ مالکان کے سرابی دوست 14 سالہ مزدور لڑکی سے دو ماہ تک گینگ ریپ کرتے رہے۔ جناب والا! خبر ہے کہ ڈی ایس پی قصور کا گن مین سات ماہ تک نابالغ لڑکی سے زیادتی کرتا رہا' جناب والا! خبر ہے کہ زمین دار نے 11 سالہ لڑکی ریپ کی احتجاج پر گاؤں کی ناکہ بندی کر دی' جناب والا! لاہور ہائی کورٹ کا یہ بیان ہے کہ پولیس کا حال دیکھیں 8 سالہ بچی سے زیادتی پر مقدمہ درج نہ کیا نہ ضمنیوں میں کچھ لکھا' جناب والا! اس کے بعد آپ خبر دیکھیے کہ ایک طاقتور مرد نے بیوی کی آنکھوں میں تیزاب ڈال دیا بوڑھا باپ انصاف مانگتا پھر رہا ہے' جناب والا! خبر

ہے کہ جینے کے قابل نہیں رہی خدا مجھے موت دے دے 5 افراد اجتماعی زیادتی کرتے رہے' جناب والا! خبر ہے کہ سر گودھا کی 15 سالہ لڑکی سے اجتماعی زیادتی' جناب والا خبر ہے کہ کھرڑیانوالہ میں تین اوباش نوجوانوں نے 12 سالہ بچی کو بے آبرو کر دیا جناب والا! خبر ہے کہ ہے کوئی جو ان کی مدد کو آئے چار افراد یتیم بہنوں کو ننگا کر کے بازار میں گھسیٹتے رہے' جناب والا! خبر ہے کہ برہنہ کر کے تشدد کرتے رہے اور خاوند کو جعلی پولیس مقابلے میں مار دیا۔ جناب والا! بہت ساری خبریں ہیں میں یہ نہیں پڑھتا کل کے اخبار میں یہ خبریں ہیں میں نہیں پڑھتا میں آپ سے صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ جرائم جو کبھی انفرادی سطح پر تھے آج اجتماعی سطح پر بن گئے ہیں کبھی زنا یا بدکاری کا واقعہ ہوتا تھا آج گینگ ریپ ہے کبھی نقل کے واقعات ہوتے تھے آج بوٹی مافیا ہے کبھی کوئی ایک ناجائز قبضہ ہوتا تھا آج قبضہ گروپ ہیں اور کون ہیں یہ لوگ جو ان کی سرپرستی کر رہے ہیں کون ہیں جو ان کے پیچھے ہیں کون ہیں کہ جن کو کھلی چھٹی دے دے گئی ہے کون ہیں کجو معاشرے پر ظلم ڈھا رہے ہیں جناب والا! یہ آج کا موضوع ہے جس پر مجھے آپ کو اور سب کو سوچنا ہے ہمیں اتنی بات ذہن میں رکھنی چاہیے جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ معاشرے کفر کے ساتھ تو قائم رہتے ہیں لیکن ظلم کے ساتھ قائم نہیں رہتے' اگر آج ہم ظلم کے اسی نظام کو اسی انداز میں قائم رکھیں گے تو پھر یہ معاملہ نہیں چل سکے گا میں اس وقت کے اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے پولیس کے تشدد کے واقعات کو بھی کم بیان کرتا ہوں لیکن جناب والا! آج حالت یہ ہے کہ کسی نے اپنے دشمن کو قتل کرانا ہو تو پہلے وہ غنڈوں کو لیتا تھا اور کرائے کے قاتلوں کو لیتا تھا لیکن آج وہ تھانے کے ایس ایچ او' یا ڈی ایس پی کی خدمت لیتا ہے اور تشدد کرا کر اپنے کسی دشمن کو مروا دیتا ہے لاہور میں اسلم چیمہ کا کیس آپ کے سامنے ہے اس کے جسم کے اوپر 37 ضربات ہیں لیکن کہا گیا کہ ہم نے ایک مشکوک آدمی کو پکڑا وہ بھاگ رہا تھا اچانک اس نے کہا کہ میرے پیٹ میں درد ہے اور یہ کہہ کر وہ گاڑی سے اتر گیا اور پھر اس کے بعد تڑپتے ہوئے مر گیا۔ یہ کیا مذاق ہے کون اس طرح پیٹ کے درد سے پولیس کی ہی تحویل میں تڑپتے ہوئے مر جاتا ہے اور اس کے جسم پر تو 37 ضربات ہیں اور جناب والا! منڈو بہاول کا واقعہ ہوا تو فوج نے اس میجر کو سزا موت دی کر اس بات کا ایک عملی ثبوت دے دیا کہ اگر ان کے اندر بھی کوئی غلط لوگ ہیں تو فوج یا باحیثیت ادارہ ان غلط افراد کی سرپرستی نہیں کرے گا اسی طرح میں بھی پولیس کے افسران سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی غلط لوگ ہیں تو ان کو تحفظ کیوں دے رہے ہیں کیا وہ

انسان نہیں تھے جن کی تھانوں میں کھالیں ادھیڑیں گئیں؟ کیا وہ کسی کا بیٹا نہیں تھا جس کو الٹا لٹکا کر تشدد کیا گیا؟ تو پھر آپ اپنے لوگوں کو تحفظ کس لیے دے رہے ہیں وہ لوگ تو پولیس کے ماتھے کے اوپر کلنک کا ٹیکہ ہیں اگر آپ اصلاح کے لیے اٹھے ہیں اگر آپ انقلاب کے لیے اٹھے ہیں اگر آپ کہتے ہیں کہ ہم اپنی تنظیم کو بہتر کر رہے ہیں تو ایسے افراد کو تحفظ مت دیجیے اور ایسے لوگوں کو آپ اپنی تنظیم سے نکالیں جناب والا! اس کے ساتھ ہی میں عرض کروں گا کہ بہاول پور کے علاقے کے 103 کیسز میرے پاس ہیں وہاں پر ایک طلبہ تنظیم کو اتنی کھلی چھٹی دی گئی کہ 103 واقعات تھانوں میں درج کرائے گئے لیکن کوئی ایکشن نہیں ہوا۔ گولیاں مار مار کر انسانوں کی ٹانگیں اور پھیپھڑے ضائع کیے گئے یہ ظلم کا بازار ہے جو وہاں پر گرم ہے اسی طرح یہاں پنجاب یونیورسٹی میں جو کچھ پولیس نے کیا میں نے پولیس کے اعلیٰ افسران سے کہا تھا کہ آپ اپنی تنظیم کا کریکٹر تو دیکھیں کہ اگر ان کو کہیں پر اس بات کا موقع دیا جاتا ہے وہ وہاں جا کر کوئی انتظامی کارروائی کریں تو پھر وہ لوٹ مار بھی کرتے ہیں وہ پھر لڑکوں کے کپڑے بھی اٹھاتے ہیں وہاں سے چوریاں بھی کرتے ہیں پھر وہاں شیشے بھی توڑتے ہیں تو جناب والا اس وقت اصلاح کی ضرورت ہے جناب والا! میں اسی کے ساتھ آپ سے عرض کروں گا کہ آج جسطرح سے رشوت کا اور ظلم کا نظام ہے اس کی اصلاح کے لیے چند تدابیر ہیں اور میں ان تدابیر کو عرض کرتا ہوں منشیات کا کنٹرول انتہائی ضروری ہے یہ سال منشیات کے کنٹرول کا سال منایا جا رہا ہے لیکن اس بات کو ہمیشہ مد نظر رکھنا چاہیے کہ تھانوں میں یا جیلوں میں اگر پرچے درج ہوتے ہیں تو وہ پڑیا بیچنے والوں کے اوپر ہوتے ہیں بڑی بڑی مچھلیاں وہ جو کروڑوں اربوں روپے کما رہے ہیں جن کی جائیدادیں دنوں کے اندر بنی ہیں ان کو کچھ نہیں کہا جاتا گزشتہ دنوں میں اڈیالہ جیل میں گیا تو وہاں کے سپرنٹنڈنٹ نے ہمیں بتایا کہ ہم نے گزشتہ دو سالوں کا ایک ریکارڈ مرتب کیا ہے جس ریکارڈ کے مطابق جو بھی نشے کے اندر جیل میں آتے ہیں ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کب سے نشہ کر رہے ہو ساری تفصیل پوچھتے ہیں اور یہ بھی پوچھتے ہیں کہ تم نے نشہ کہاں سے خریدا ہے اور اس کے بعد ایک پوری فہرست بنی ہوئی ہے کہ کون کون سے لوگ بیچتے ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے سارے نام کمشنر کے سامنے پیش کیے ہیں تو کمشنر نے کہا کہ جو یہ ایک نام بار بار آ رہا ہے اس کو تو ہم گرفتار نہیں کر سکتے یہ فلاں پارٹی کا راہ نما ہے تو جناب والا! اگر یہ بات ہو گی تو کون سا سال منائیں گے اور منشیات پر کیا کنٹرول ہو گا یہاں پر بلا تمیز قانون کی حکم رانی قائم کریں تو معاشرے

میں انصاف قائم ہوگا اور اگر آپ کریں گے تو ہمارا تعاون آپ کے ساتھ ہوگا ہم قدم قدم آپ کا ساتھ دیں گے آج بھی لاہور میں کافر تہذیب نامنظور کے بارے میں ہمارے ہی نوجوان لکھتے ہوئے منشیات کے خلاف ایک مہم چلا رہے ہیں ہم ان شاء اللہ ساتھ دیں گے میں تجاویز کے طور پر چند باتیں عرض کرتا ہوں کہ اگر جرائم کوفی الواقعہ کنٹرول کرنا چاہتے ہیں تو اسلامی قوانین کا نفاذ ضروری ہے اور قانون کی حکمرانی ضروری ہے پولیس کے معیار تقرری اور اس کی تربیت کے لیے کوئی نظام ہونا چاہیے پولیس کی مراعات اور ان کی تنخواہوں میں بھی اضافہ ہو تا کہ رشوت کے دروازے بند ہو سکیں لیکن اس کا تعلق نتائج کے اوپر رکھا جائے یہ چیز بلا استحقاق نہ ہو بلکہ اس استحقاق کا تعلق نتائج کی اوپر ہو ڈیوٹی کے اوقات کار کا تعین بھی ہونا چاہیے پولیس کی تعداد میں بھی اضافہ ہونا چاہیے اس وقت جو ہزار افراد پر ایک سپاہی کا گوشوارہ ہے یہ غلط ہے عدالتوں میں بھی اضافہ ہونا چاہیے گذشتہ ایک عرصے سے عدالتوں میں اضافہ نہیں ہوا اور ہمارے بجٹ میں اس کے لیے کوئی رقم نہیں رکھی جاتی اسی طرح سے قوانین میں تبدیلی کی ضرورت ہے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 54 میں اسی طرح جو پولیس ایکٹ 1861 لارڈ میکالے کا بنا ہوا اس کو ختم کرنے کی ضرورت ہے اسی طرح قانون سازی کی ضرورت ہے کہ غلط مقدمے کے اندراج پر بھی سزا ہو تشدد کے اوپر بھی سزا دی جائے جھوٹے مقدمے اور جھوٹے گواہوں کے اوپر بھی سزا ہو اور ان کی تفتیش کے لیے ایک علیحدہ ایجنسی ہو پولیس کے مظالم' یا پولیس کے رشوت کیس پولیس کے پاس درج نہ کرائے جائیں یہ الگ ایجنسی ہو پھر معاشرے کو اندر لازمی فوجی تربیت کی ضرورت ہے تفتیشی و انتظامی پولیس اور پروٹو کول کی پولیس کو الگ کرنے کی ضرورت ہے صوبائی محتسب کے ادارے کو قائم کرنے کی ضرورت ہے اور آخری بات جو میں اس ضمن میں عرض کر کے میں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کہ ہر سطح کے اوپر میرٹ پر تقرریاں ضروری ہیں پولیس میں بھی محکمہ تعلیم میں بھی محکمہ صحت میں بھی' معاشرے کے اندر ایک ردعمل پیدا ہو رہا ہے یہ جرائم جہاں سے پیدا ہو رہے ہیں یہ ردعمل ہے جب آپ ظلم کریں گے جب آپ میرٹ پر تقرری نہیں کریں گے جب آپ حق دار کو حق نہیں دیں گے تو پھر اس کے اندر ایک ردعمل پیدا ہوگا اور معاشرے کے اندر اسی ردعمل کے نتیجے میں جرائم پیدا ہو رہے ہیں میرے پاس ایک ایم اے گولڈ میڈلسٹ نوجوان آیا جس نے مجھ سے یہ کہا کہ مجھے کسی گھر میں برتن دھونے کی ملازمت دلوا دیجیے میں اتنا تنگ ہوں اور ایک نوجوان جس کی شروع سے فرسٹ ڈویژن تھی وہ میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ آج یا میں خود مر

جاؤں یا کسی کو مار دوں۔۔۔ میں جب دیکھتا ہوں کہ میرے ہر امتحان میں 75 فی صد نمبر ہیں اور مجھے نوکری نہیں ملی اور ایک سیکنڈ ڈویژن کو اس لیے نوکری مل گئی ہے کہ اس کے نام پر ایک ایم۔پی۔اے نے ٹک مارک کیا ہے۔ جناب اس ظلم کو بھی ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر اس کو ختم کریں گے تو معاشرے میں امن و امان بھی قائم ہو گا میں اس بارے میں اچھی توقعات اور امیدوں کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس بات کے لیے ایک مرتبہ پھر اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ ظلم کے اس نظام کو توڑنے کی ضرورت ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ پراچہ صاحب۔ رانا شمیم احمد خان (تشریف نہیں رکھتے) چودھری خادم حسین صاحب۔

چودھری خادم حسین: نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بھی چند گزارشات پیش کرنے کے لیے موقع فراہم کیا۔ اس سے پہلے بھی میرے فاضل بھائیوں نے چاہے وہ حزب اقتدار سے تھے یا حزب اختلاف سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ میں بھی یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ اگر ہم یہ کہیں کہ ہم نے سو فی صد جرائم پر قابو پا لیا ہے امن عامہ پر ہمارا مکمل عبور ہے تو بات غلط ہو گی۔ لیکن اتنا ضرورت عرض کروں گا کہ جب کوئی تھوڑا سا تجزیہ کرتا ہے' تجزیہ نگار کا یہ کام ہے کہ خوبیاں بھی بتائے اور برائیاں بھی بتائے۔ ایک وقت ایسا بھی تھا کہ جب جرائم پیشہ لوگوں کو باعزت مہمانوں کی شکل میں گورنر ہاؤس میں ایک دعوت نامے میں مدعو کیا تھا۔ کیونکہ میں 1985ء سے ایم۔ پی۔اے چلا آ رہا ہوں۔ اس وقت جرائم پیشہ لوگوں کو ایک باعزت مہمانوں کی شکل میں مدعو کیا گیا جب ان جرائم پیشہ آدمیوں کو ان ڈاکوؤں کو ان قاتلوں کو' ان راہزنوں کو گورنر ہاؤس میں بطور مہمان خاص بلایا جاتے تو پھر آپ اندازہ لگائیں کہ اس وقت کے دور میں اور آج کے دور میں کتنا فرق ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہی لوگ جنہوں نے یہاں جرائم کیے اور میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ اس وقت بھی اصلاح کی ضرورت ہے اور اصلاح ہو بھی رہی ہے۔ میرے کچھ دوستوں نے کہا کہ میاں نواز شریف صاحب وزیراعظم پاکستان نے ایک ٹی۔وی کی ٹیم اپنے ساتھ رکھی ہوئی ہوتی ہے۔ ملک کے سربراہ کا یہ فرض ہے کہ جہاں بھی کسی مظلوم پر کوئی ظلم ہو ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ ظلم ہو رہا ہے اور دوسری طرف وہ کہتے ہیں کہ وزیراعظم صاحب وہاں کیوں تشریف لے جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وزیراعظم صاحب وہاں کیوں تشریف لے

جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وزیراعظم صاحب کی بڑی ہمت کا نتیجہ ہے کہ ان کو جہاں کہیں بھی ظلم کی کوئی خبر ملتی ہے وہاں پر وہ خود پہنچ جاتے ہیں اور مظلوم لوگوں کی پوری پوری امداد کرتے ہیں اور ان کو قانونی تحفظ فراہم کرتے ہیں' ان کی تکالیف کا ازالہ کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی بری بات نہیں ہے تنقید برائے تنقید کرنا مناسب نہیں ہے اور ایسی باتوں سے کوئی فائدہ بھی نہیں ہے۔ جہاں تک پولیس کا تعلق ہے پولیس میں جس طرح میرے باقی دوستوں نے فرمایا ہے کہ اچھے لوگ بھی ہیں اور برے بھی ہیں لیکن میں تھوڑا سا اس کا بھی تجزیہ کرتا ہوں کہ جب تک ہر آدمی چاہے وہ عوامی نمائندہ ہے' کسان ہے' زمین دار ہے' تاجر ہے' یا انتظامیہ کا کوئی آدمی ہے یعنی جب تک ہر آدمی اپنے اندر اصلاح پیدا نہیں کرے گا اس وقت تک معاشرہ ح طریقے سے احسن طریقے سے اپنے آپ کو پیش نہیں کر سکے گا جہاں تک پولیس کا تعلق ہے۔ یہاں پر میری جو تقریر ہے وہ ایک تجزیہ نگار کی حیثیت رکھتی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس سے پہلے بھی کئی سربراہ گزرے ہیں آج کے دور سے پہلے بھی پولیس تھی لیکن مجھے کوئی ثبوت دے دے کہ کسی پولیس افسر نے' کسی پولیس کے نوجوان نے' کسی پولیس اہل کار نے کہیں شہادت کا موقع حاصل کیا ہو۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ سابقہ دور سے آج کا دور بہتر ہے لیکن یہ کیا وجہ ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ کسی کمانڈر کا کسی سربراہ کا اس کا جتنا بھی عمل ہوتا ہے۔ اس کے جذبے کو اس طریقے سے ابھارنا ہوتا ہے کہ وہ فرض شناسی کے جذبے سے' کیونکہ یہ بہت بڑی بات ہے کہ کوئی آدمی اپنا فرض پورا کرتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دے۔ جناب سپیکر آپ کی وساطت سے میں اس معزز ایوان کے سب حضرات سے پوچھتا ہوں کہ کیا آج کے دور سے پہلے کسی دور میں بھی کسی نوجوان نے کسی افسر نے کسی چھوٹے بڑے افسر نے اتنی قربانیاں دی ہوں جتنی کے اس دور میں دی گئی ہیں چاہے وہ جھنگ کی شہادتیں ہوں' خواہ وہ گوجرہ کلاں کی شہادتیں ہوں' خواہ وہ کسی جگہ کی ہوں یعنی آپ دیکھتے ہیں کہ شہداء پولیس نے اتنی دلیری سے جان دی ہے اپنے بچوں تک کی پرواہ نہیں کی' اپنے خاندان کی پرواہ نہیں کی' اپنی زندگی کی بھی پرواہ نہیں کی۔

پھر بھی ہم پہ یہ گلہ ہے کہ وفادار نہیں
ہم وفادار نہیں تو بھی تو دل دار نہیں

جلوسوں کی بات بھی ہوئی کہ پولیس صرف جلوسوں کو دبانے کے لیے استعمال ہوتی ہے میں اس سے

اتفاق نہیں کرتا۔ کیا یہی جلوس ہیں آج جس ہاؤس میں ہم بیٹھ کر بات کر رہے ہیں' یہ بلڈنگ جو پورے پنجاب کے تقدس کا ایک سمبل ہے۔ کیا جلوس کے لیے یہ فرض تھا کہ وہ اس اسمبلی کے دروازے بھی توڑتی؟ یا جلوس کو یہ حق پہنچتا تھا کہ اس عالیشان عمارت کو جو کہ پنجاب کی اسمبلی ہے' جو کہ پنجاب کے عوامی نمائندگان کی ایک ایسی جگہ ہے جہاں ہم اپنے لیے اپنے علاقے کے لیے' ملک کے لیے' قوم کے لیے وہ لائحہ عمل اختیار کرتے ہیں جو ملک و قوم کے لیے بہتر ہوتا ہے۔ اور اس بیچاری اسمبلی کے دروازوں کا کیا قصور تھا؟ کہ جلوس نے اس کو بھی توڑنا شروع کر دیا۔ لہذا جلوس اپنی حدود میں رہیں تو میرے خیال میں پھر کوئی ایسا مسئلہ ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور بات کا بھی میں اضافہ کروں گا کہ جب تک سیاست میں تشدد ختم نہیں ہو گا' خواہ وہ حکومتی پارٹی کی طرف سے ہو' خواہ وہ حزب اختلاف کی طرف سے ہو' جب تک ہمارے ملک میں سیاسی تشدد ختم نہیں ہو گا اس وقت تک صحیح معاشرہ تشکیل نہیں پائے گا۔ اس سے پہلے' میں اپنے علاقے کے جلسوں میں بھی کہتا رہا ہوں کہ سیاست میں تشدد کو ختم ہونا چاہیے خواہ وہ کسی شکل میں بھی ہو۔ جب تک وہ ختم نہیں ہو گا ہم اپنا معاشرہ احسن طریقے سے نہیں چلا سکیں گے۔

جناب والا یہاں پر میرٹ پالیسی کی بھی بات ہوئی تھی۔ میں اس سلسلے میں اتفاق کرتا ہوں کہ میرٹ پالیسی ہونی چاہیے لیکن کیا ایچی سن کالج کے طلباء کو اور میرے گاؤں کرمالے کے طلباء کو ایک جیسا سٹینڈرڈ ملا ہے؟ ہمارے گاؤں کے پرائمری سکول میں صرف دو ٹیچر ہیں۔ ایک سکول آتا ہے اور دوسرا نہیں آتا اور اگر دونوں بھی روزانہ آئیں تو جہاں اتنے بڑے ہائی کوالیفائیڈ لوگ ہیں ان کے برابر کیسے میرٹ پر آ سکتے ہیں۔ لہذا وہاں کے واقعات اور حالات کے مطابق میرٹ بننا چاہیے۔ مثال کے طور پر ایک بیوہ ہے' وہ جوانی کے عالم میں بیوہ ہو جاتی ہے اس کے دو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں' یا ایک بچہ ہے یا تین بچے ہیں وہ ساری عمر اپنے بچوں کی خاطر اس بیوگی کی حالت میں بیٹھتی ہے اور سمجھتی ہے کہ جب یہ بچے بڑے ہو جائیں گے تو میرا ذریعہ معاش بنے گا۔ چھوٹا بچہ جب کچھ بڑا ہوتا ہے تو وہ محنت مزدوری بھی کرتا ہے' اس کے پاس زمین نہیں' مکان نہیں' اس کے پاس جائیداد نہیں وہ تاجر نہیں' اس کے پاس دکان نہیں صرف وہ اپنی ماں اور بہن کو سنبھالنے کے لیے محنت مزدوری کرتا ہے اور ساتھ ہی وہ بھی تعلیم حاصل کر لیتا ہے۔ تو جناب والا اگر وہ تھرڈ ڈویژن میں پاس ہو جاتا ہے۔ اب جس بیوہ نے ساری زندگی اس آس پر گزاری کہ یہ بیٹا بڑا ہو کر میرا ذریعہ معاش بنے گا۔ اس کو پھر

ملازمت نہیں ملے گی۔ بڑے بڑے لوگوں کے بچے میرٹ پر آجائیں گے لیکن وہ میرٹ پر نہیں آئے گا۔ اس لیے میں تو سمجھتا ہوں کہ میرٹ وہ ہے جو حالات اور واقعات کے مطابق ہو۔۔۔ایک بات کرنے کے بعد میں اجازت چاہوں گا۔ میرے فاضل بھائی بڑے مقرر ہیں وہ محنتی بھی ہیں میں ان کی کوششوں کی تعریف بھی کرتا ہوں۔ انہوں نے کچھ اخبارات کے تراشے پیش کیے ہیں۔ بھٹہ مالک کے دو بدمعاش ساتھی ایک عورت کے ساتھ اتنا عرصہ تک زیادتی کرتے رہے۔ جناب والا میں خود بھٹے کا ٹھیکے دار ہوں۔ اس میں کوئی حقیقت نہیں بات یہ ہوتی ہے کہ یہ روایت چلی آرہی ہے کہ بھٹہ مالکان اپنی لیبر کو دس دس، بیس بیس، پچاس پچاس، ہزار روپے پیشگی دیتے ہیں کیونکہ اس کام میں صرف ایک ہی قوم ہے جن کو مسلی کہتے ہیں وہی ہنر مند ہیں وہ ہی بھٹے پر یہ کام کرتے ہیں اور کوئی آدمی بھٹے پر اینٹ کی تھپائی کا کام نہیں کرتا۔ میرے والد صاحب بھی گورنمنٹ contractor تھے ہمارے بھٹے بھی تھے اور میرا بھی بھٹہ ہے۔ میں نے 1970ء سے بھٹے کا کام شروع کیا ہوا ہے۔ اور میرے بھٹے پر جو بھی آدمی مر جاتا ہے اور جس کے نابالغ بچے ہوتے ہیں ہم اسی وقت میں ہی نہیں بلکہ میرے اور ساتھی بھی اسی وقت جتنی بھی پیشگی ہوتی ہی وہ اس کو معاف کر دیتے ہیں اگر انہوں نے کام کرنا ہوتا ہے تو پھر کرتے ہیں۔ لیکن جو ہو رہا ہے یہ سب کچھ تو پچھلے دور میں ہوا ہے۔ جب کہ سنٹر میں پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اربوں روپے جو ٹھیکے داروں کا تھا تمام پاکستان کے بھٹہ کے ٹھیکے داروں کا، وہ لیبر لے کر بھاگ گئی ہم اس کو پکڑ نہیں سکتے تو میں عرض کروں گا کہ یہ باتیں اخبار والی ہوتی ہیں۔ اگر آپ تحقیقات کریں ہمارے پاس لیبر ہوتی ہے ادھر ایک آدمی آتا ہے جمعدار یا کوئی اور وہاں پر نام نہاد لیڈر بنے ہوئے ہیں انہوں نے ان کا دفتر کھول رکھا ہے۔ وہ کورٹ سے بیلف لیتے ہیں اور بھٹے پر جا کے چھاپہ لگواتے دیتے ہیں۔ بد قسمتی سے اس کو حکومت نے بھی bounded labour قرار دے دیا ہے حالانکہ یہ bounded labour نہیں ہے۔ وہ پیشگی دان ہوتے ہیں۔ یہ تو ہم لوگ ہیں کہ جن کے پیسے ان کے پاس ہوتے ہیں نا کہ وہ bounded ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! تشریف رکھیے۔ آپ کی یہ وضاحت کسی مناسب وقت پر آجائے گی۔

چودھری خادم حسین، جناب والا! بس اس ایک بات کے بعد میں اپنی بات ختم کر دوں گا۔ کہ یہ ایک سہ فریقی لیبر کانفرنس جس میں لیبر بھی ہو، گورنمنٹ بھی ہو اور بھٹہ مالکان بھی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! تشریف رکھیں۔ بھٹہ مالکان کا مسئلہ زیر بحث نہیں ہے بلکہ امن عامہ پر بحث زیر بحث ہے آپ تشریف رکھیں۔

جناب فرید احمد پراچہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے!

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر اس موضوع سے تھوڑا سا غیر متعلق ہے۔ لیکن یہ آج کے اجلاس سے ہی متعلق ہے کہ یہ اجلاس آج ہی ختم ہو رہا ہے اور ہمارے یہ اسمبلی ملازمین بڑی محنت سے کام کرتے ہیں اور آگے رمضان المبارک بھی آ رہا ہے اور عید بھی قریب ہے۔ وزیر قانون بھی یہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ ان کو حسب روایت زائد تنخواہ دی جائے تاکہ عید کے معاملے میں بھی یہاں پر غریب لوگوں کی داد رسی ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پراچہ صاحب کی بات درست ہے۔ لاء منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ وہ تھوڑی سی توجہ فرمائیں۔

راجہ خلیق اللہ خان، جناب والا جو اسمبلی کے چھوٹے ملازمین ہیں ان کو ہمیشہ بھتہ ملتا آیا ہے۔ تو اس مرتبہ بھی لاء منسٹر صاحب سے امید کرتا ہوں کہ وہ دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، یہ سیشن کے موقع پر ہوتا ہے۔ چونکہ سیلاب کی وجہ سے اور دوسری وجہ سے ہماری فنانشل پوزیشن بڑی کمزور ہو چکی ہے اور یہ روایت بھی صرف بجٹ اجلاس کے موقع پر ہوتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اب تو فنانس منسٹر صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے اور یہ میرے متعلقہ بھی نہیں ہے۔ بجٹ سیشن میں روایت ہے اس موقع پر دے سکتے ہیں اس موقع پر میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ جو تجویز ہے آپ اس کو نوٹ فرمالیں۔ جب فنانس منسٹر صاحب تشریف لے آئیں تو آپ ان کو یہ put up کریں۔ تاکہ وہ اس پر ہمدردانہ غور فرمائیں۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے جناب۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! کئی ایسی مدات ہیں جن میں کمی کی جا سکتی ہے۔ میں نے عید کا بھی حوالہ دیا ہے اور رمضان المبارک کا بھی۔ اور ہر محکمہ اس بارے میں اپنے اپنے ملازمین کی پذیرائی

کرتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری محمد حنیف صاحب۔ آپ کی طرف سے کون جواب دے گا۔ لودھی صاحب آپ جواب دیں گے یا لاء منسٹر صاحب جواب دیں گے۔ آپ وائنڈ اپ کریں گے تو آپ کو کتنا وقت درکار ہو گا؟

وزیر مال: اس میں جناب والا آدھ گھنٹہ تو لگ ہی جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دس پندرہ منٹ میں وائنڈ اپ کر دیں۔ کیونکہ کوشش یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ بات کر سکیں۔ آپ کے لیے پندرہ منٹ کافی ہیں۔ جی چودھری صاحب فرمائیے۔

چودھری محمد حنیف: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر! آج پنجاب میں امن عامہ کی صورت حال پر اظہار خیال کرتے ہوئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ بار ہا مرتبہ اس موضوع پر تجاویز اور مختلف انداز سے ہونے والی خرابیوں کی نشان دہی کی جاتی رہی ہے۔ بہر حال میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت پنجاب میں دیگر صوبوں کی نسبت کسی حد تک کچھ بہتری ہوئی ہے۔ اور اس صورت حال کو مزید بہتر اور موثر بنانے کے لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ پولیس کی کارکردگی کو درست کرنا بہت ضروری ہے۔ بیجو تھانے بک رہے ہیں۔ جناب سپیکر! کون نہیں جانتا' کس کو معلوم نہیں ہے کہ کس کس علاقے میں کس تھانے کی کتنی قیمت ہے۔ میں پنڈی کے اندر اس کے بارے میں باقاعدہ ثبوت فراہم کر سکتا ہوں کہ ایک ایس ایچ او گنج منڈی تھانے میں جانے کے لیے' وارث خان تھانے میں جانے کے لیے یا پیر ودھائی تھانے میں جانے کے لیے وہ کتنی مالیت کا معاملہ طے کرتا ہے دکھ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ جرائم تو تب بھی بڑھتے ہیں کہ جب کسی ایس ایچ او کو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ فلاں وفاقی وزیر کی پشت پناہی مجھے حاصل ہے' فلاں ایم پی اے یا ایم این اے کی support مجھے حاصل ہے میرا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ تو پھر وہ اپنی من مانی کرتا ہے پھر اسے کسی بات کی پرواہ نہیں ہوتی۔ وہ تشدد بھی کرتا ہے' وہ ظلم بھی کرتا ہے وہ رشوتیں بھی لیتا ہے۔ اور اس کے بس میں جو ہوتا ہے وہ کرتا ہے۔ کسی بات کی پرواہ کیے بغیر وہ لوگوں کو تھانوں میں بلاتا ہے اور ان کے ساتھ تشدد کرتا ہے' ان کے ساتھ ظلم کرتا ہے اور جبر کرتا ہے۔ جب ہم کسی فرد سے پوچھتے ہیں کہ آپ سے تھانے والوں نے رشوت لی ہے آپ کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے تو ان کا جواب بقول شاعر کے:

پولیس نوں آکھاں رشوت خور تے قاعدہ کی اے
گھروں کردا پھراں ٹکور تے قاعدہ کی اے
بوتھی ہو جائے ہور دی ہور تے قاعدہ کی اے

تو جناب والا یہ ایک عام روایت بن گئی ہے پچھلے دنوں راولپنڈی کے اندر عام لوگوں کو تو ایک طرف کیجیے۔ راولپنڈی کے علماء کی کریم کو رات کو ان کے گھروں سے اٹھایا گیا۔ اور انہیں تھانوں میں اس انداز سے بند کر دیا گیا۔ کہ جس طرح چور اور ڈاکوؤں کو بھی بند نہیں کیا جاتا۔ ان کے رشتے دار پوچھتے پھر رہے تھے کہ ہمارے والدین اور ہمارے عزیز کہاں ہیں اور تھانے والے کوئی خبر بھی دینے کے لیے تیار نہیں تھے یہ زیادتیاں اور ظلم بہت تیزی سے پنپ رہے ہیں۔ اور میں اپنی بات کو زیادہ لمبا نہیں کروں گا۔ میں صرف اتنی بات کہنا چاہتا ہوں کہ ان کی اصلاح کے لیے ہمارے بھائی فرید احمد پراچہ صاحب اور ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب نے بہت اچھی تجاویز دی ہیں کہ پولیس کی کارکردگی کو کسانداز سے بہتر کیا جا سکتا ہے۔ ان تجاویز پر عمل کیا جانا چاہیے۔ اور ان کی تربیت کے لیے ایک خاص اکیڈمی قائم کی جائے جس میں ان کو خاص طور پر تربیت دی جائے۔ جس میں ان کا اخلاق اور کردار درست ہو سکے۔ جس انداز سے یہ تشدد اور ظلم کرتے ہیں اور یہ جو لوگوں پر تشدد کرنے کے نئے سے نئے طریقے اختیار کرتے ہیں اس کے بارے میں ان کی اصلاح کی جا سکے۔ اور میں جناب والا یہ کہوں گا کہ یہ ذمہ داریاں حکومت کی ہیں کہ وہ لوگوں کو امن و امان اور تحفظ فراہم کرے اور ان کی زیادتیوں کا ازالہ کرے ورنہ جو بھی حکم ران ہے جو بھی ذمہ دار فرد ہے وہ خدا تعالیٰ کے ہاں اسی قدر جواب دہ ہو گا۔ جس انداز سے عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رویا کرتے تھے کہ میری ریاست میں کوئی بھوکا کتا بھی نہ مر جائے۔ تو جناب والا! یہ تو انسان ہیں کہ یہ جس انداز میں ملازمتوں اور روزگار کے لیے بھوکے پھر رہے ہیں وہ اسی وجہ سے ڈاکے ڈال رہے ہیں کہ ان کے گھروں میں کھانے پینے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ وہ چوریاں کر رہے ہیں تو اس کے لیے ضروری ہے کہ بے روزگاری کو ختم کیا جائے اور ظلم و زیادتی کے وہ تمام راستے بند کیے جائیں۔ میں اسی پر اکتفاء کرتا ہوں کہ،

بے ساختہ تیرے بھی نکل آئیں گے آنسو
جب پیش تجھے ہم تیری تصویر کریں گے

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری واجد صاحب!

چودھری واجد علی خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر! بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناح نے ظہور پاکستان کے فوراً بعد قانون ساز اسمبلی میں خطاب کرتے ہوئے یہ فرمایا تھا:

"اب پاکستان بن گیا ہے۔ علیحدہ ملک معرض وجود میں آ گئی ہے۔ ہم سب آزاد ملک کے شہری ہیں۔ قانون کی نظر میں سب برابر ہیں۔ کوئی چھوٹا کوئی بڑا نہیں ہے۔ زبردستوں کو کوئی حق نہیں زیردستوں پر ظلم کرنے کا۔ کسی کو کسی کے حقوق سلب کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اور انھوں نے یہ واضح کہا تھا کہ اس ملک میں صرف رول آف لاء ہوگا' اور کوئی لاء نہیں ہوگا۔ صرف قانون کی حکم رانی ہو گی۔ لیکن 1958ء میں جب رول آف لاء کا خاتمہ کیا گیا تو جناب سپیکر! مجھے کہنے دیجیے:

دیوار کیا گری میرے کچے مکان کی
لوگوں نے میرے صحن میں رستہ بنا لیا

جناب سپیکر! اس کے بعد اس ملک میں وہ کچھ ہوا' جبر روا رکھا گیا' امن عامہ کو نافذ کرنے والے ادارے سے ہر وہ گھناؤنا کردار ادا کرایا گیا' اس سے ہر وہ برا کام لیا گیا جس سے عوام میں اور اس ادارے کے درمیان فاصلہ بڑھ گیا' نفرتیں پیدا ہوئیں۔ اسلحہ کی بھرمار ہوئی۔ قوم فرقوں میں بٹ گئی۔ منشیات کا سیلاب آ گیا۔ راتوں رات امیر بننے کی دوڑ نے انسانیت کو تباہ کر دیا۔ دولت جیت گئی اخلاق ہار گیا۔ جناب سپیکر! غنڈہ سر اٹھا کر چلنے لگا۔ شرافت سر جھکا کر چلنے لگی۔ لیکن نتیجتاً ساری اخلاقی اقدار تباہ و برباد ہو گئیں۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کے دلوں میں بھی بد گمانیاں پیدا ہوئیں۔ جناب سپیکر! افغان جنگ نے مقبوضہ کشمیر کے حالات میں بھی بھرپور حصہ ادا کیا۔ جناب سپیکر! ابھی پراچہ صاحب نے کہا کہ کوئی معاشرہ' کوئی حکومت کفر سے تو رہ سکتی ہے' ظلم سے نہیں رہ سکتی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ کے اسی قول کو پیش نظر رکھتے ہوئے وزیراعظم پاکستان نے امن عامہ کے مسئلے کو اپنی ترجیحات میں نمبر ایک قرار دیا۔ انھوں نے اس مسئلے کو پہلے نمبر پر رکھا اور وزیراعلیٰ پنجاب نے اس طرف خصوصی توجہ دیکھ لی۔ اور آپ نے دیکھ لیا اس جمہوری دور میں سوچوں پر جو پہرے تھے وہ ختم کر دیے۔ امن و امان کو نافذ کرنے والے ادارے میں بھی تبدیلیاں آئیں۔ اور مجھے یہ کہنے دیجیے میں آئی جی پنجاب کو خراج تحسین پیش کروں گا' پچھلے ڈیڑھ سال میں ان کی قیادت میں پچاس کے قریب افسران نے جام شہادت نوش فرمایا۔ ڈیڑھ سو کے قریب زخمی ہوئے۔ اور اس طرح ایک سو ستر کے قریب ظالموں کو' معاشرے کے ناسوروں کو کیفر کردار تک پہنچایا تاکہ غریب شہری پرسکون نیند سو

سکیں۔ جناب سپیکر! یہ پہلا قدم تھا جو جمہوریت کے فروغ کے لیے اٹھایا گیا۔ میں سمجھتا ہوں' اور میرا یہ ایمان ہے کہ یہ ملک جمہوریت کی وجہ سے قائم رہ سکتا ہے۔ جمہوریت کی بقاء اس ملک کی بقاء پر منحصر ہے۔ جمہوریت میں' سول حکومت میں امن و امان کو نافذ کرنے والا ادارہ پولیس ہوتی ہے۔ پولیس کا امیج جتنا بہتر ہو گا' جمہوریت مضبوط ہو گی۔ اس لیے موجودہ قیادت نے یہ جو قدم اٹھایا' سب سے پہلا آرڈر آف دی ڈے جو جاری کیا وہ یہ تھا: "صداقت' دیانت اور خدمت" موجودہ قیادت نے صداقت' دیانت اور خدمت کو نصب العین قرار دیا۔ اور اس پر لبیک کہتے ہوئے' اپنے وزیراعظم کے حکم کو عملی جامہ پہناتے ہوئے ہماری فورس نے جانوں کے نذرانے پیش کیے۔ جس کی گواہی ابھی چودھری خادم حسین کہہ رہے تھے کہ چاہے جھنگ کا واقعہ ہو' چاہے گوجرہ کلاں کا واقعہ ہو' چاہے شیخوپورہ میں افتخار کھارا کی شہادت ہو۔ جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے جو یہ ساری باتیں کی ہیں' اس کو تنقید برائے تنقید سے ختم نہیں کر دینا چاہیے۔ جو اس کی جڑ ہے اس کو ختم کرنا چاہیے۔ معاشرے میں جو بے چینی ہے اس کو ختم کرنا چاہیے۔ عدل و انصاف ہو گا۔ امن و امان جبر سے نہیں عدل و انصاف سے قائم ہو گا۔ اور اس سمت قدم اٹھا لیے گئے ہیں۔ مجھے وزیراعظم کی قیادت پر فخر ہے جو ہر جگہ جہاں ظلم ہوتا ہے وہاں انصاف کے لیے پہنچتے ہیں۔ میں رانا صاحب کی بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ وہ کیوں پہنچتے ہیں۔ جناب! یہ تو اس وہ پیغمبری ہے۔ یہ تو خلفائے راشدین کا شیوہ ہے جب راتوں کو جاگ کر وہ دیکھا کرتے تھے کہ کہاں ظلم ہوا ہے' کون بھوکا سویا ہوا ہے۔ تو اگر کسی نے یہ پہلا قدم اٹھایا ہے تو ہمیں تعریف کرنی چاہیے نہ کہ اپنے اس خوف میں مبتلا رہ کر مخالفت کرنی چاہیے کہ یہ تو اتنے مقبول ہو جائیں گے' یہ تو لوگوں کی اتنی ہمدردیاں حاصل کر لیں گے' یہ تو لوگوں کے دکھوں کا مداوا کر دیں گے تو پھر ہمارا مقام کیا ہو گا۔ خدارا' ایسا نہ سوچیے۔ اگر قوم کی اجتماعی بہتری ہوتی ہے تو اس پر آپ بھی لبیک کہیں۔ یہ آنی جانی چیزیں ہوتی ہیں۔ سیاست آنی جانی چیز ہوتی ہے۔ اصل چیز یہ ہے کہ ہم خدمت خلق کتنی کرتے ہیں۔ دکھی انسانیت کی خدمت کتنی کرتے ہیں۔ اچھی چیز کی تعریف کتنی کرنی چاہیے۔ ایک اور بات جو واضح کی گئی ہے' community policing اس کی بھی میں تعریف کرتا ہوں۔ اس سے اور دوری ختم ہو گی۔ میں نے خود وہاں جا کر دیکھا ہے۔ میں گوجرانوالہ میں تین سال تک چیمبر آف کامرس کا وائس پریذیڈنٹ رہا ہوں۔ سب سے پہلے وہاں تاجروں کو invite کیا گیا۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ بتائیں' آپ مشورہ دیں۔ پھر انھوں نے شامل ہو کر ہر عمل میں دخل دیا۔

اور مجھے یہ دیکھ کر بھی حیرانی ہوئی کہ چیمبر آف کامرس نے ایک پولیس مین کو "policeman of the year" قرار دیا اور اس کو عمرہ کا ٹکٹ دیا۔ یہ ہے کارکردگی کی دلیل۔ جناب سپیکر! آپ بار بار گھڑی کو دیکھ رہے ہیں۔ انہی الفاظ کے ساتھ اور اس دعا کے ساتھ کے انشاء اللہ ہمارے ملک میں اور صوبہ پنجاب میں امن و امان قائم ہے اور مزید قائم ہو گا۔ اس قیادت کے ذمے یہ فرض ہے اور یہ اپنے فرض سے پوری طرح عہدہ برآ ہو رہی ہے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، حاجی محمد بوٹا صاحب۔

حاجی محمد بوٹا، جناب سپیکر! پنجابی دا اک محاورہ اے ،"بُرے نوں نہ مارو بُرے دی ماں نوں مارو" تا کہ برائی نہ پیدا ہووے۔ امن عامہ دی صورت حال تو پہلے اگر کسے نوں معلوم ہووے کہ اتھے ایسے حالات پیدا ہو رہے نیں کہ اوہدی اطلاح پہلے کرنی چاہی دی اے میں پولیس دے بارے بعد وچ دساں گا۔ پہلے میں ملتان دے بارے میں دساں واں کہ میرا حلقہ پی پی -161اوتھے تقریباً ایک مہینہ ہو گیا اے کہ مین سیوریج بند اے۔ سارا علاقہ گندے پانی وچ ڈبیا ہوئیا اے۔ لوگ بڑے پریشان نیں۔ جس ویلے واسا والیاں کول جاندے آں تے اوہ کہندے نیں کہ حاجی صاحب! ساڈے کول تے پیسہ کوئی نہیں ہے گا۔ ایم ڈی اے کول جے جاندے آں تے اوہ کہندے نیں کہ اسیں تے تنخواہاں تے بیٹھے آں۔ جناب سپیکر! پچھلے بجٹ دے وچ جس نوں کہ اٹھ مہینے ہوگئے نیں اٹھ کروڑ روپیہ واسا واسطے منظور کیتا۔ اسیں تے ایہہ سمجھنے آں کہ سب توں طاقت ور چیز اسمبلی اے لیکن اوس دے پاس ہون دے بعد کسے نے اک پیسہ واسا نوں نئیں دتا۔ اوتھوں دے ملازماں نوں کوئی تنخواہاں نئیں ملیاں۔ گندے پانی دی نکاسی دا کوئی انتظام نئیں۔ جدوں میں ملتان جاندا واں تے لوک جلسے جلوس لے کے میرے کول آنے نیں تے اوہناں دی منت کیتی کہ یار' ایہہ پریشانی پیدا نہ کرو۔ ساڈی اپنی حکومت اے' مہربانی کرو۔ اگر اوتھے اوہناں دا کوئی انتظام نہ کیتا گیا' گندے پانی دی نکاسی دا انتظام نہ کیتا گیا تے فیر اوتھے امن عامہ دی صورت حال پیدا ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! پولیس دے واسطے دوستاں نے ٹھیک کہیا اے۔ پولیس دے لوک شہید ہوئے نیں۔ کتھے خبر آندی اے' دو ڈاکو مر گئے نیں۔ پولیس والے وی شہید ہوندے نیں۔ انہاں دوستاں دی حوصلہ شکنی ہوئی اے۔ ڈاکوؤاں دی تعداد وی گھٹ ہوئی اے۔ پچاسی دی اسمبلی وچ جس ویلے اسیں آئے ساں تے پولیس دے پلے کجھ نئیں سی۔ تقریراں کیتیاں' حکومت نوں کہیا۔ اوتھاں

نوں گڈیاں دتیاں۔ اوس دے بعد پتا لگیا کہ ڈاکوؤاں دے کول اسلحہ بڑا جدید ہوندا اے۔ فیر پولیس نوں جدید اسلحہ دتا گیا۔ اوس دے بعد کافی تک کنٹرول ہوئیا۔ فیر ڈاکو ایسے سن جہڑے موٹر سائیکلاں تے وارداتاں کر کے گلیاں وچ لک جاندے سن۔ فیر پولیس نوں موٹر سائیکل مہیا کیتے گئے۔ پولیس نوں واٹر لیس مہیا کیتی گئی۔ پولیس نے اپنا کردار پہلے نالوں بہتر کیتا۔ اور کافی حد تک جرائم تے کنٹرول کیتا۔ اسلام وچ کہندے نیں کہ جہڑا شہید ہووے اونھوں مریا ہویا نئیں کہنا چاہی دا۔ میرا خیال اے کہ جہڑے پولیس افسر شہید ہوئے نیں اونھاں دی مکمل تنخواہ جہڑی اونھاں نوں جیندیاں ملدی سی اونھاں دے لواحقین نوں ملنی چاہی دے اے۔ اور اونھاں دے بچیاں نوں فوری طور تے پولیس وچ ملازمت دینی چاہی دے اے۔ میں تاں ایہ کہناں کہ اگر کوئی سب انسپکٹر فوت ہویا اے' شہید ہویا اے تھے تے اوہدا بیٹا اگر قابل اے تو اوھنوں اوھدی جگہ تے سب انسپکٹر لایا جانے کیونکہ ایس طرح اونہاں دا حوصلہ ودھے گا۔

جناب سپیکر! میرے دوستاں نیں ساڈے اچھے وزیراں دے اتے نکتہ چینیاں کیتیاں نیں۔ اج توں پندرہ سال پہلے جہڑا وزیراعظم سی اس وقت دے دور وچ گورنر ہاؤس دے وچوں اغوا شدہ لڑکیاں برآمد ہوئیاں سن۔ تے اوس وزیراعظم نے ایہ گل کہی' حالانکہ ساڈا حق نئیں بندا کہ جہڑا ایس دنیا توں چلا گیا اے اوھدی گل نئیں کرنی چاہی دی چونکہ ایہ رسماً گلاں ہوئیاں نیں۔ تے اوھناں آکھیا کہ جناب میں شراب تے پینا آں لیکن میں غریباں دا خون نئیں پیندا۔ جس وقت' وقت بھیڑا آیا اوھناں آکھیا میں شراب چھڈ دتی اے۔ ساڈے وزیراعظم دا ایک دین دار گھرانے دے نال تعلق اے۔ اوہ ہر برائی نوں پوری پوری روکن دی کوشش کردا اے۔ بار بار اوہ ایہ گل کہندے نیں کہ ایہ کلے نواز شریف دا کم نئیں۔ ساری پبلک نوں کہندے نئیں کہ تسیں میرا ساتھ دیو۔ اگر اسیں او ہناں دا ساتھ دیواں گے تے برائی ختم ہووے گی۔ اگر اوہ کلے لگے رہن گے تے کلے اوھوی کچھ نئیں کر سکدے۔ ساڈے معاشرے دی پوزیشن ایہ ہے کہ اگ رپولیس دا محکمہ اج ختم کر دیو تے کوئی شریف آدمی اپنے گھروں نکل تے سامنی دکان توں سودا نئیں لے آسکدا۔ کوئی بچی کالج وچ جا کے تعلیم حاصل نئیں کر سکدی۔ ساڈا معاشرہ سارا وگڑیا ہویا اے۔ تے اسیں کلی پولیس تے ذمہ داری کیوں دینے آں۔ ایس واسطے سانوں چاہی دا اے کہ اسیں اپنے آپ نوں وی بہتر کریے۔ اور پولیس دی اپنے فرائض اچھی طراں نال بہتر طریقے دے نال نبھان۔ شکریہ۔ السلام علیکم۔

جناب ڈپٹی سپیکر، عبدالرشید ڈو گر صاحب!

جناب عبدالرشید ڈو گر، جناب سپیکر صاحب! میں ذرا پنجابی وچ عرض کرنی چاہناں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں بے شک۔ خوشی نال گل کرو۔

جناب عبدالرشید ڈو گر، میں جناب تقریر تاں نئیں کرنی۔ میں صرف اپنی عرض کرنی چاہناں سویر نوں سارے مقرراں نے تقریراں کیتیاں نئیں۔ میں تے ان پڑھ آدمی آں۔ میں تاں صرف اپنی گل کرنی اے کہ صبح دا رولا پے رہیا اے کہ فلاناں ایہ ہوگیا اے دھینگڑا ہوگیا اے میں ایہ عرض کرنی چاہناں کہ جیہڑے اسیں ایم پی اے آں یا جیہڑے ضلع کونسل دے ممبر نیں' کوئی جگہ ایسی ہے پاکستان دے وچ جیہڑی ساتھوں خالی اے؟ اگر تے اسیں توقع رکھاں گے کہ ساتوں پولیس والے معاف کرن گے یا رشوت نہ لین گے یا بقایا جیہڑے افسر نیں اوہ تقریریاں بغیر پیسیاں توں کرن گے' تے اوہ کیوں کرن گے؟ ساڈی ڈیوٹی کی اے؟ ناں ناں اساں جماعت کراونی اے۔ ڈیوٹی تے ساڈی ایہ ای اے کہ پبلک نیں ساتوں نمائندے چگیا اے۔ اسیں آئے آں۔ تے ایہ کم ساڈا اے کہ اسیں اوھناں نوں ہٹاؤناں اے۔ اگر ایم پی اے یا ایم این اے نوں ودھ کے کوئی بندا رشوت لیندا اے تے میں ناں سمجھنا آں کہ اوہ بے تیں سکدا۔ کیونکہ اسیں صرف ایم پی اے تیں ساڈے پیچھے سپوٹاں وی ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ آپ سردار صاحب کو بات کرنے دیں۔ وہ بڑی اچھی باتیں کر رہے ہیں۔ وہ جنرل بات کر رہے ہیں۔ وہ کسی کی ذات کو نشانہ نہیں بنا رہے ہیں۔

جناب عبدالرشید ڈو گر، جناب والا! میرا مطلب ایہ ہے کہ اگر اسیں خود اپنی حفاظت کریے تے میں سمجھنا آں کہ کدی وی رشوت نئیں ودھ سکدی۔ اگر اسیں ناجائز کم کروانا اے یا جس بندے نیں ناجائز کم کرانا اے اوہنیں رشوت دینی اے۔ جیہڑا آدمی صحیح کم کرواندا اے اوہ کدی وی رشوت نئیں دینا۔ اگر اک آدمی غلط کم کرواندا اے تے اوہ رشوت دیندا اے۔ جیہڑا غلط کم نئیں کرواندا اوہنوں رشوت دین دی کی ضرورت ای تھے اوہ کیوں دیوے۔ اگر اسیں ووٹ لیے نیں تے اسیں اپنی عوام دے کم کرنیں آں۔ جائز اسیں کم کرانے آں تے اسیں رشوت کیوں دینی اے۔ میرے حلقے وچ چلے چلو۔ کوئی بندا دسے کہ میں پیسے دے کے کم کروایا اے۔ اگر جنیں ناجائز کم کروانا اے اوہنیں خود جا کے کروانا اے۔ اوہ جنیں مرضی پیسے دیوں۔ تقریریاں دے متعلق کہندے نیں۔ میں سمجھناں آں کہ تھرڈ

ڈویژن کسے بندے دی تقرری نئیں ہوئی۔ میوں تاں ایس گل دی سمجھ آوندی کہ ایتھے آ کر اسیں سپاہی دی مخالفت کرئیں آں یا پٹواری دی مخالفت کرئیں آں یا نائب تحصیل دار دی میرا خیال اے کہڑی سی تک یا اتاں تک اسیں کدے گئے ای نئیں۔ سب توں پہلاں ایہ کہ امن عامہ جیہڑا اے اوہ ساڈا اے۔ ساڈا فرض بندا اے کہ اسیں اپنی عوام دی حفاظت کرے۔ اسیں اپنی عوام دے فیصلے یا جیہڑا کچھ اے اوہ اسیں خود کرے۔ میں سمجھناں کہ کوئی میوں دسے کہ کدی وی کوئی جائز کم کراون واسطے کسے آدمی نیں رشوت لئی ہووے۔ یا کسے نوں دتی ہووے۔ جنیں اک جائز کم کروانا اے اوہنیں رشوت کیوں دینی اے۔ اسیں خود اپنے آپ نوں۔ ایہ ساڈی قوم اے۔ ساڈے سپورٹر نیں۔ ساڈے ای بھرا نیں ساڈے حلقے وچ۔ اسیں خود بخود کسے آدمی کولوں ناجائز کم نہ کروائیے تے سانوں رشوت دین دی ضرورت نئیں اے۔ کوئی بندا ایس زمانے دے وچ پیسے لی توں گریز قطعاً نئیں کردا۔ اوہناں نوں روکناں اے تاں ل نمائندیاں نیں روکنا اے۔ اگر اسیں نئیں روکاں گے تے کدی وی کوئی نئیں روک سکدا۔ اگر اسیں ایس کم نوں روکنا چاہنیں آں۔ ساڈے پیچھے سپورٹر نیں ساڈے رشتے دار نیں۔ اسیں اگر لاہور آ جائیں آں تاں اوہ پیچھے کم کر دے نیں۔ ناجائز کم اوہ نہ کروان۔ جائز کم کروان۔ میں ویکھاں گا کہ کون رشوت لیندا اے۔ اوہ کیوں لوے گا؟ جائز کم دے واسطے کسے افسر نوں کسے ملازم نوں جرأت نئیں پے سکدی کہ اوہ جائز کم دے واسطے پیسے منگے۔ ایس عادت نوں اسیں خود بند کراں گے تے ایہ انشاء اللہ بند ہو جاوے گی۔ اگر اسیں ایہنوں بند نئیں کرنا چاہندے۔ اسیں پارٹی بازی دے وچ کہنیں آں کہ ساڈا ناجائز پرچہ اے تے اساں پیسے دے کر کانا اے۔ میں سمجھناں کہ جدوں اسیں اپنے آپ نوں ٹھیک کر لواں گے تو اوس ویلے انشاء اللہ ہر شئے ٹھیک ہو جاوے گی۔ تے اسیں خود اپنے آپ نوں نہ سواریا تے بالکل کوئی کم وی سدھر نئیں سکدا۔ السلام علیکم۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی۔ میرا خیال ہے سردار صاحب! بسم اللہ ضلع شیخوپورہ سے ہی ہونی چاہیے۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب! (قطع کلامیاں) اور کوئی دوست امن عامہ پر بحث میں حصہ لینا چاہتا ہو تو لے سکتا ہے۔ حاجی صاحب! یہ سنہری موقع ہے اگر بات کرنی ہو تو فرمائیں۔ جی لودھی صاحب!

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ بہت ساری باتیں اس ہاؤس میں ہوئی ہیں اور میں ڈپٹی اپوزیشن لیڈر برادر ثناء اللہ صاحب! ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب اور فرید احمد پراچہ صاحب نے آج لاء اینڈ آرڈر پر بات کی ہے۔ لیکن اتنی خوشی ضرور

ہوئی ہے کہ آج انہوں نے کچھ بات کرتے وقت گورنمنٹ کی مجبوریوں اور کمیوں پر بھی اظہار خیال کیا ہے۔ انہوں نے آج تجاویز بھی دی ہیں۔ پہلے تو ہمیشہ ان کا رویہ بڑا ترش اور سخت ہوا کرتا تھا لیکن آج میں خوش ہوں اور اس معزز ایوان کا تقدس اسی طرح بحال رہ سکتا ہے کہ ہمیں اس لیول پر دیکھنا چاہیے۔ ہمیں نکتہ چینی بھی کرنی چاہیے لیکن ہمیں اس چیز کا بھی جائزہ لینا چاہیے کہ لاء اینڈ آرڈر کا ایک اہم مسئلہ ہے اور گورنمنٹ کے ناتے سے یہ مسئلہ priority میں آتا ہے۔ گورنمنٹ کی اولین ترجیح ہوتی ہے' اس کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ لوگوں کی جان و مال اور عزت کا تحفظ کرے۔ جناب سپیکر! پرائم منسٹر پاکستان نے اور چیف منسٹر پنجاب نے ہمیشہ اس ہاؤس میں یہ کہا ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکومت دی ہے اس لیے یہ ہمارے فرائض میں شامل ہے کہ ہم لوگوں کی عزت اور جان و مال کا تحفظ کریں۔ اور ہم اس کو فرض سمجھتے ہیں اور اس کو ہم نے take up کیا ہے۔ جناب سپیکر! جس قسم کی تصویر یہاں پر پیش کی گئی ہے' پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی اس قسم کی تصویر نہیں ہے۔ تمام دوستوں کو علم ہے کہ مقابلتاً پنجاب کے حالات بہت ہی ٹھیک ہیں۔ اگر میں یہ کہوں کہ پنجاب کے حالات حکومت کے کنٹرول میں ہیں تو اس میں کوئی عار نہیں ہے۔ جناب سپیکر! لیکن میں اس کو تسلیم نہیں کرتا۔ جس قسم کے خوشگوار حالات ہونے چاہییں وہ نہیں ہیں۔ اس کی بے شمار وجوہات ہیں جن پر ہمیں غور کرنا ہوگا۔ ہمارے ممبران اسمبلی کو غور کرنا ہوگا۔ یہ highest forum ہے کہ اس کی وجوہات کو کیسے دور کیا جائے۔

جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کی deterioration پچھلے دو تین سال سے اگر ہوئی ہے تو اس کی وجوہات تھیں۔ سب سے پہلی وجہ یہ ہے کہ ہمیں across the border دیکھنا پڑے گا۔ ہمیں بین الاقوامی حالات دیکھنے پڑیں گے۔ ہمارے بارڈروں سے باہر جو حالات ہیں ان کو ہمیں نظر میں رکھنا ہوگا۔ افغانستان میں جنگ سے جو وجوہات پیدا ہوئی ہیں وہ کسی سے اوجھل نہیں ہیں۔ اس جنگ کی وجہ سے ہمارے ملک میں منشیات کا دور دورہ ہوا۔ اس جنگ کی وجہ سے ہمارا کلاشنکوف کلچر پیدا ہوا۔ پھر اسی طرح آپ آزاد کشمیر کی طرف آ جایئے۔ جب وہاں پر تحریک آزادی شروع ہوئی' ہمارے مسلمانوں نے جدوجہد شروع کی تو اس کے اثرات بھی ہمارے ملک میں آئے۔ پھر روس کی disintegration ہوئی۔ پھر خلیجی جنگ ہوئی۔ یہ تمام ایسے حالات ہیں جس کی وجہ سے ہمیں بیک گراؤنڈ میں جانا پڑے گا۔ جس کے repurcussion ہمارے پنجاب میں اور پاکستان میں آئے۔ اس کی وجہ سے تھوڑی بہت

deterioration ہوئی ہے۔ ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں لیکن اسی کے درپردہ میں آپ کے نوٹس میں یہ بھی لانا پسند کروں گا کہ خاد اور راء کی ایجنسیوں نے ہمارے ملک کے امن و امان اور لاء اینڈ آرڈر کو تباہ کیا ہے۔ اس ملک میں جگہ جگہ پر بم دھماکے ہوئے۔ اس سے قیمتی جانیں ضائع ہوئیں اور بے گناہ شہریوں کا خون ہوا۔ تو میں گزارش کر رہا تھا کہ across the border یہ وجوہات ہیں جس نے لاء اینڈ آرڈر کی حالت کو deteriorate کیا ہے لیکن پھر بھی آپ کی حکومت نے بڑی جرأت سے اس کو کنٹرول کیا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ آج تک دو سال کے بعد بم دھماکوں کی جو بات ہے وہ اب بالکل کنٹرول میں ہے۔ کسی جگہ پر اکا دکا واقعہ ہوگا لیکن ہم نے بڑی کامیابی سے اس کو کنٹرول کیا ہے۔

جناب سپیکر! پھر آپ نے یہ دیکھا ہوگا کہ abduction for ransome ایک ایسا جرم تھا جس سے تمام لوگ خوف زدہ تھے اس کو ان حالات کے باوجود ہماری گورنمنٹ نے بڑی مضبوطی سے کنٹرول کیا ہے اور جتنے بھی 32 یا 33 کے لگ بھگ کیس ہوئے اس میں تمام کیسز کو identify کیا' ان کو locate کیا' ان کا چالان کیا اور لوگوں کو گرفتار کیا۔ ایک کیس ہمارا یہ تھا جو غلط درج ہوا تھا۔ آپ نے یہ دیکھا کہ یہ حکومت کا کارنامہ ہے کہ with the cooperation of public an with the cooperation of Hon'ble Members اس کو ہم نے کنٹرول کیا۔ تو اگر بین الاقوامی حالات پر جائیں تو یہ صورت سامنے آتی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد پھر اور بھی حالات ہیں۔ پھر اس میں اندرونی حالات بھی آتے ہیں۔ جب آپ اندرونی حالات کی بات کریں گے تو یہ بات بہت لمبی ہو جائے گی۔ اندرونی حالات بھی ہمارے لاء اینڈ آرڈر پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اندرونی حالات یہ ہیں کہ سب سے پہلے تو جو ہمارا معاشرہ ہے اس میں بے روزگاری ہے۔ ہمیں تسلیم کرنا چاہیے۔ ہمارے معاشرہ میں جہالت ہے۔ ہمارے معاشرے میں جو سیاسی خلفشار مختلف پارٹیوں کی طرف سے آج تک اٹھایا جاتا رہا ہے اس کی لپیٹ میں بھی ہمارا لاء اینڈ آرڈر آیا ہے۔ پھر اگر آپ یہاں بے روزگاری کی بات کریں گے' اگر جہالت کی بات کریں گے' اگر اس سیاسی خلفشار کی بات کریں گے تو اس پر مجھے یہ کہنا پڑے گا کہ اس میں یہ پھر ہماری ذمہ داری بھی ہے۔ ہمارے سیاسی آدمیوں کی بھی ذمہ داری ہے۔ بحیثیت نمائندہ چاہے ہم کسی پارٹی سے بھی تعلق رکھتے ہوں۔

جناب سپیکر! پھر اس کی حکمت عملی بھی ہم نے اپنائی۔ ہماری حکومت نے اپنائی۔ جناب وزیراعظم پاکستان نے اپنائی۔ اس محاذ آرائی کو ختم کرنے میں ابتدا کس نے کی؟ وہ وزیراعظم پاکستان نے کی۔ جس سے بڑے اچھے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ اگر سیاسی منظر پر امن ہوگا تو اس کا لازمی اثر ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کی پوزیشن بھی ٹھیک ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! پھر اس میں آپ کو یہ دیکھنا پڑے گا کہ اس لاء اینڈ آرڈر میں مقامی حالات بھی ہوتے ہیں۔ اگر آپ دیہات میں جا کر دیکھیں' اگر آپ شہروں میں جا کر دیکھیں تو پھر وہاں پرانی دشمنیاں ہیں۔ پرانی پارٹی بازیاں ہیں اور مذہبی طور پر لوگ مختلف جگہوں پر بٹے ہوئے ہیں اور اس کی وجہ سے بھی لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر پچھلے دنوں میں جلوس' احتجاج' سیلاب' یہ تمام وہ حالات ہیں جن کو ہم زیر غور لا سکتے ہیں کہ جن کی وجہ سے ہم اس لاء اینڈ آرڈر کو خوش گوار نہیں کہہ سکتے لیکن یہ کہنے میں بھی عار نہیں ہے کہ پنجاب گورنمنٹ نے اور پاکستان گورنمنٹ نے امن عامہ کے مسئلے کو اپنی ہمت کے مطابق' اپنی استطاعت کے مطابق بہت بہتر رکھا ہے اور یہ ہمارے کنٹرول میں ہے۔

جناب سپیکر! اس میں اگر میں آگے بڑھوں تو پھر یہ بات لمبی ہو جائے گی۔ میرے دوست ڈپٹی اپوزیشن لیڈر نے کچھ رشوت کی بات کی ہے۔ کچھ سیاسی اثر و رسوخ کی بات کی ہے۔ ثناء اللہ صاحب نے بھی کچھ تشدد کی بات کی ہے۔ میں وہ لفظ تو استعمال نہیں کرتا۔ بہرحال انہوں نے تشدد کی بات کی ہے۔ بات یہ نہیں ہے۔ گاڑی دو پہیوں سے چلتی ہے اس کو کنٹرول کرنے کے لیے دونوں پہیوں کو قائم رکھنا پڑے گا۔

جناب سپیکر! ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم اس معاشرے میں کسی سے زیادتی نہیں ہونے دیں گے۔ وزیراعظم پاکستان نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں لوگوں کی جان و مال اور عزت کا تحفظ کروں گا بلکہ جو ظالم ہوگا اس کا ہاتھ کسی مظلوم تک پہنچنے سے پہلے انہوں نے یہ کہا ہے کہ میں اس کا ہاتھ توڑ دوں گا۔ تو یہ بات نہیں ہے کہ پرائم منسٹر پاکستان اپنی کوئی خواہش چاہتے ہیں جیسے میرے دوست نے کہا ہے۔ اس کی خواہش تو اللہ تعالیٰ نے کر دی ہے۔ 1990ء میں اتنا بڑا مینڈیٹ اس کو ملا ہے کہ اس کی تو خواہش اللہ تعالیٰ نے کر دی ہے۔ میرے دوستوں کو یہ فکر والی کیا بات ہے؟ کہ وہ شاید اپنی ذاتی خواہش چاہتے ہیں۔ اس کی تو خواہش اللہ تعالیٰ نے کی ہے اور وہ پرائم منسٹر پاکستان ہے اور اتنے کم ٹائم میں اتنا بڑا مینڈیٹ لے کر کوئی پرائم منسٹر نہیں آیا جو ہمارا پرائم منسٹر لے کر آیا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی رانا صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزیر موصوف بہت اچھی تقریر فرما رہے ہیں لیکن یہ مناسب ہو گا کہ مینڈیٹ اور ایسی جو کہ متنازعہ باتیں ہیں ان کی بجائے جو سبھی مقررین نے اور خاص طور پر انہوں نے ہمارا نام لیا ہے کہ پولیس کی کارکردگی کے حوالے سے، جو ریکروٹمنٹ پالیسی اور ٹرانسفر پالیسی میں نقائص ہیں اس کے حوالے سے اور اس طرح سے جو shortage of resources & manpower ہے جس کی سبھی مقررین نے نشان دہی کی ہے اس پر آپ گورنمنٹ کا موقف پیش کریں۔ ہم پہلے بھی اپنی تقاریر میں ان باتوں کی نشان دہی کرتے رہے ہیں لیکن جو اباتاس طرح سے اردگرد دیے جاتے رہے ہیں تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ specifically ان باتوں کے بارے میں وہ گورنمنٹ کا موقف اس مرتبہ تو پیش کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! آپ نے اپنی تقریر میں کچھ نکات اٹھائے تھے اب وزیر موصوف ان کا جواب turn by turn دے رہے ہیں ابھی وہ اس مرحلے پر بھی آئیں گے آپ تشریف رکھیں۔ کسی فکر مندی کی ضرورت نہیں ہے۔ ابھی وقت بھی کافی ہے۔

وزیر مال، جناب سپیکر! شاید ہمارے بھائی کو یہ برا لگ گیا بات یہ نہیں ہے حقائق کا سامنا کرنا چاہیے۔ حقائق کو حقیقت میں دیکھنا چاہیے وہ اس لیے جا رہے ہیں کہ ان کی یہ commitment ہے کہ جس سے ظلم ہو گا میں اس کے پاس پہنچوں گا یہ کارنامہ بھی اسی وزیراعظم نے ادا کیا ہے کسی وزیراعظم نے کبھی بھی اتنے دورے نہیں کیے جتنے موجودہ وزیراعظم کر رہے ہیں کیونکہ انہوں نے یہ commitment کی ہے اس لیے وہ جاتے ہیں اور جناب والا اگر وزیراعظم کسی مظلوم کے گھر جاتے ہیں تو لازمی طور پر اس کے اثرات نیچے جاتے ہیں پھر وہاں کا آئی جی ہو ڈی۔ آئی۔جی ہو خواہ ایس۔پی ہو یا ڈی۔ایس۔پی ہو اس کو پتہ لگ جاتا ہے اور وہ چوکنا ہو جاتا ہے اور وہ vigilent ہو جاتا ہے کہ کسی وقت بھی وزیراعظم پاکستان آ سکتا ہے تو جناب یہ بھی اصلاح کی طرف ایک قدم ہے۔ اگر ہم دفاتر میں ہی بیٹھے رہیں، اگر ہم باہر ہی نہ جائیں اگر ہم کسی کا پتہ ہی نہ کریں۔ اسمبلیاں قوانین تو ٹھیک بناتی ہیں پالیسیاں ٹھیک بنتی ہیں، رولز اینڈ ریگولیشنز ٹھیک بنتے ہیں، آپ اگر میری رائے میں پوچھیں

کہ نقص کہاں ہے تو وہ صرف اور صرف implementation میں ہے۔ ہم اس ملک میں implementation کروا رہے ہیں اور وزیراعظم ذاتی طور پر کوشش کر کے اس کی عمل داری کروا رہے ہیں اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو یہ ثابت کر دیں گے کہ وزیراعظم نے پاکستان میں یا پنجاب میںکسی ظالم کو کیسی سزا دینی ہے۔ سزا تو اللہ تعالیٰ نے دینی ہے یا عدالتوں نے دینی ہے لیکن اگر کسی کی وقتی طور پر حق رسی ہو جاتی ہے' اس کا مقابلہ نہیں ہوتا لیکن جس چیز کی نشان دہی میرے دوستوں نے کی ہے' اس میں طرف بھی آ رہا ہوں۔

جناب سپیکر! یہ بات اپنی جگہ پر' بین الاقوامی حالات اپنی جگہ پر' ملکی حالات اپنی جگہ پر' مقامی حالات اپنی جگہ پر' بیروزگاری اپنی جگہ پر اور اس کے بعد حکومت کی ذمہ داری اپنی جگہ پر ہے اور اسمبلی کی ذمہ داری اپنی جگہ پر ہے۔

(اس مرحلے پر جناب سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! پولیس فورس میں جو کمی ہے' جو نقائص ہیں ان کو بھی ہم ہی نے دور کرنا ہے ہم نے ان کے نقائص نوٹ کیے ہیں اور ہم ان کو دور کر رہے ہیں۔

جناب والا! جہاں تک مالی حالات کا تعلق ہے' یہ ہماری سب کی ذمہ داری ہے' میں اپنے دوستوں کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے ان کی تنخواہوں اور ان کے دوسرے حالات کا اس ایوان میں ذکر کیا ہے کہ ہمیں اس بارے میں بھی دیکھنا پڑے گا۔ ہمارے پولیس والے چوبیس گھنٹے ڈیوٹی دیتے ہیں لیکن باہر کے ممالک میں صرف آٹھ گھنٹے ڈیوٹی ہے اور آپ غور کریں کہ ہمارا ایک سپاہی چوبیس گھنٹے ڈیوٹی پر رہتا ہے اور ہم اس کو کیا تنخواہ دیتے ہیں؟ اس کی وردی کے لیے ہم کیا دیتے ہیں اس کی روٹی کے لیے ہم کیا دیتے اس کے کپڑے کے لیے کیا دیتے ہیں؟ یہ ہمیں اور آپ کو سوچنا ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ ہم پولیس کو ایک دفعہ decorate کریں گے۔ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ priority پر ہے۔ اس لیے ہمارے دوستوں کو چاہیے کہ ہم ان کے لوازمات کو پورا کریں۔ اس کے بعد پھر آئی جی صاحب کو کہیں کہ آئی جی صاحب آپ سربراہ ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم آج کل آئی۔ جی صاحب کو نہیں پوچھتے۔ پھر آئی جی صاحب کو بتا دینا چاہیے کہ ہم نے آپ کی کمیاں پوری کر دی ہیں۔ ہم نے آپ کے لوازمات پورے کر دیے ہیں۔ اب آپ کنٹرول کر کے بتاؤ۔ اگر کنٹرول نہیں کر سکتے تو پھر یہ سیٹ کسی اور کے لیے چھوڑو۔ ہم اس لائن پر جا رہے ہیں لیکن ہمیں تسلیم کرنا چاہیے کہ اگر یہ کمیاں

ہم ہی پوری نہیں کر رہے ہیں۔ اگر سپاہی چوبیس گھنٹے اس تپتی دھوپ میں کھڑا ہوتا ہے تو آپ اس سے کیا توقع کر سکتے ہیں؟ آپ ایک ایس۔ایچ۔او سے کیا توقع کر سکتے ہیں بہرحال اسی پیرائے میں رہتے ہوئے پچھلی دفعہ 92-1991ء میں سنٹر نے ہمیں ساڑھے بارہ کروڑ روپے دیے اور ساڑھے بارہ کروڑ روپے پنجاب حکومت نے دیے اس پچیس کروڑ روپے کا ہم نے کیا خریدا چونکہ جو واردات ہوتی ہے وہ تو جدید ترین اسلحے سے ہوتی ہے اور جو واردات ہوتی ہے وہ تو تیز رفتار گاڑیوں میں ہوتی ہے اگر اس کا مقابلہ کرنا ہے تو پھر پولیس کے پاس بھی تیز رفتار گاڑیاں ہونی چاہییں۔ واردات تو کلاشنکوف سے ہوتی ہے۔ اگر اس کا مقابلہ کرنا ہے تو اسی طرح کا جدید ترین اسلحہ ان کے پاس بھی ہونا چاہیے۔ پھر اسی رقم سے ہم نے گاڑیاں خریدیں' ہم نے جیپیں خریدیں' ہم نے وائرلیس سیٹس خریدے۔ہم نے کوشش کی ہے کہ ہم ان کے لوازمات کو پورا کریں۔ ہم نے ہائی وے کو کنٹرول کیا۔ ہائی وے پر ہمارا یہ منصوبہ ہے کہ ہم ہر دس میل پر ایک چوکی بنائیں۔ ہم ایک ایسی چیز بنائیں جہاں پر وائرلیس سیٹس نصب کریں۔ وہاں پر پولیس ہو گی' اس پر فرسٹ ایڈ ہو گی تو یہ چیزیں کہاں سے آئیں گی یہ روپوں سے آئیں گے۔ اس کے لیے مالی حالات دیکھنے پڑیں گے۔ اس کے بعد ان کی اخلاقی تربیت پر بھی ہمیں توجہ دینی چاہیے۔ اس کے علاوہ ہم نے یہ پروگرام شروع کیا اور ان کو یہ کہا ہے کہ بھئی تم پر ایک بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ تم لوگوں کے محافظ ہو لہذا تم محافظ بن کر دکھاؤ اور ہم نے ان کے سر سے ایک بہت بڑی تلوار ہٹائی ہے پہلے ان کی کارکردگی اس پر دیکھی جاتی تھی کہ کس تھانے میں کتنے جرائم ہوئے ہیں اور وہ تھانیدار صاحب یہ کرتے تھے کہ سال کے آخر تک تو وہ جرم کو چھپاتے تھے تاکہ ایس۔پی صاحب کو جو رپورٹ جائے اس میں کم از کم یہ علم ہو کہ یہاں جرائم کی تعداد بڑی کم ہے۔ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ بلکہ اس فیصلے پر عمل درآمد ہو چکا ہے کہ ان کی اے۔سی۔آر میں اب یہ بات نہیں لکھی جائے گی کہ اس کے تھانے میں کتنے مقدمات درج ہوئے ہیں۔ اب اس کی دیانت' اس کی محنت' اس کی dedication اس کی recovery' اس کی tackling' اس کا امن یہ سب کی سب چیزیں اس میں رکھی گئی ہیں کہ اب یہ دیکھی جائیں گی۔ کسی ایس۔ایچ۔او کو یا کسی پولیس افسر کو اس لیے سزا نہیں دی جائے گی کہ اس کے علاقے میں جرائم بڑھ گئے ہیں۔ پھر ان کی ترتیب کے لیے ان کو یہ احساس دلایا ہے اور یہ بات تسلیم ہے کہ کبھی غلط مقابلہ بھی کیا ہو گا' بعض ایسے عناصر بھی ہیں جو ایسا کرتے ہیں لیکن اس کے مطابق ان کی گرفت بھی ہوتی ہے۔ میرے نوٹس میں بھی یہ ہے

کہ جنہوں نے یہ بات کی ان کے خلاف مقدمات رجسٹر ہوئے ہیں اور یہ تقریباً دس بارہ کے قریب ہیں۔ ان کے خلاف پرچے درج ہوئے ہیں۔ وہ پولیس افسر بطور ملزمان تفتیش میں شامل ہو رہے ہیں لیکن جنہوں نے حقیقت میں مقابلے کیے ہیں، جنہوں نے حقیقت میں اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر لوگوں کی حفاظت کی ہے، ان کے خراج تحسین کے لیے تو ہمیں کوئی بات کرنی چاہیے۔ جو کسی کی خاطر اپنی جان دے تو اس کی تو ہمیں تعریف کرنی چاہیے۔ پھر اس کے لیے ہماری حکومت نے یہ فیصلہ کیا اور یہ اسی حکومت نے کیا کہ اگر کوئی شہید ہوتا ہے تو اس کو فوراً تین لاکھ روپیہ دیا جائے۔ یہ تین لاکھ تو کسی کا ازالہ نہیں کر سکتا۔ کسی کے دکھوں کا ازالہ تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی کر سکتی ہے۔ لیکن یہ حکومت کا ایک gesture ضرور ہے کہ آپ نے قوم کے لیے جان دی ہے اور ہم آپ کے غم میں شریک ہیں۔ پھر اس کا جو بھی نزدیک ترین رشتہ دار ہو، چاہے اس کا لڑکا ہو، اس کا کوئی بھتیجا ہو یا اس کا بھائی ہو اور اس کی تعلیم پوری ہو تو اس کو اسی رینک پر فوراً بھرتی کیا جائے۔ یہ سب اقدامات ان کی حوصلہ افزائی کے لیے کیے گئے ہیں کہ بھئی اگر آپ ہمت سے اور دیانت داری سے کام کریں گے تو پھر ہم آپ کو شاباش بھی دیں گے۔ اور اسی سلسلے میں پچھلے سال یہ کیا گیا ہے کہ اگر کوئی ہمارا نوجوان شہید ہوتا ہے تو اس کی پوری تنخواہ اس کی بیوہ کو ادا کی جاتی ہے۔ یہ ہماری حکومت کا بہت بڑا کارنامہ ہے پولیس کے بارے میں بڑی گڑبڑ ہوتی ہے، پولیس کو بڑی گالیاں پڑتی ہیں۔ لیکن میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ بات ضرور کرو، نکتہ چینی ضرور کرو، اس میں جو کمی ہے اس کو سامنے لاؤ۔۔۔

جناب سپیکر، لودھی صاحب! اگر آپ مزید وقت لینا چاہتے ہیں تو میں وقت بڑھا دوں۔ اس وقت دو بج چکے ہیں۔

وزیر مال، میں اپنی بات پانچ منٹ میں ختم کر لوں گا۔

جناب سپیکر، پانچ منٹ کے لیے وقت میں توسیع کی جاتی ہے۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میں آخری بات یہ کرنا چاہوں گا کہ ایک بہت بڑی رکاوٹ یہ تھی کہ prosecution branch ہم نے علیحدہ کر دی تھی لیکن اس کو انصاف کے حصول کے لیے ہم نے دوبارہ پولیس سے منسلک کر دیا۔ کہ کیس بنایا جائے، اس کو پیش کیا جائے اور جو جرائم کرتے ہیں ان کو سزا بھی دلائی جائے۔ ایک بہت بڑی بات جو ہم نے ان کے ٹیچنگ انسٹیٹیوشن میں کی ہے۔ جب سے یہ ادارے بنے ہیں اس میں ان کو اسی پیٹرن پر ٹریننگ دی جاتی تھی۔ ہمیں یہ شدت سے احساس

ہے اور میں تسلیم کرتا ہوں کہ پولیس ایکٹ میں ترمیم ہونی چاہیے۔ ایک اے ایس آئی چلا جائے' ایک ڈی ایس پی چلا جائے' انسپکٹر چلا جائے یا تھانیدار چلا جائے وہاں ان کی ٹریننگ کے لیے ایک حوالدار ہوتا ہے جو اپنے انداز میں بات کرتا ہے میں نے ان سے کہا کہ اس ادارے میں تبدیلی لاؤ' اس کا سلیبس بدلو' اس کا کورس بدلو اور یہاں پر ایسے ٹیچر رکھو کہ کم از کم ان کی اہلیت ایسی ہو کہ جس قسم کے لوگ وہاں جاتے ہیں ان کے لیے پورے qualified ٹیچر ہونے چاہییں۔ اس ٹیچنگ انسٹی ٹیوشن کا ہم نے دوبارہ جائزہ لیا ہے۔ وہاں ایک لائبریری قائم کی گئی ہے اور تعلیم یافتہ اساتذہ رکھے جا رہے ہیں۔ ان کو اخلاقی تعلیم دی جا رہی ہے۔ پہلے وہاں سے ہمارے افسر یہ سیکھ کر آتے تھے کہ ہم نے پہلے اپنی قوم پر ڈنڈے چلانے ہیں۔ ہم کوشش کریں گے کہ ہمارے نوجوان جب ٹریننگ کر کے آئیں تو پورے پاکستان میں کر باہر آئیں اور باہر آ کر غریبوں کی خدمت کریں اور جرائم کو روکنے کی کوشش کریں۔ اس کو بڑھانے کی کوشش نہ کریں۔

جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں یہ بات پھر دہراتا ہوں کہ پنجاب کا امن و امان ان شاء اللہ حکومت کے کنٹرول میں ہے۔ اللہ کی مہربانی سے ہم اس میں اور اصلاح کریں گے اور ہم لوگوں کی توقعات پر پورا اتریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ اجلاس غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی ہو رہا ہے۔ وزیر قانون پنجاب اسمبلی کے اس مختصر سے اجلاس کے سلسلے میں کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں ایک منٹ کے لیے گزارش کرنا چاہوں گا۔ ہمارا اجلاس تقریباً دو ہفتے جاری رہا۔ جس میں چار مسودات قانون پیش کیے گئے جنہیں اسمبلی نے منظور کیا۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی مختلف رپورٹیں ایوان میں پیش کی گئیں۔ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی مالی حسابات کے بارے میں رپورٹ برائے سال 90-1989ء اور حکومت پنجاب کے پبلک سیکٹر کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 90-1989ء بھی پیش کی گئی۔ ایوان نے حکومت کی تعلیمی' زرعی اور صحت پالیسیوں پر سیر حاصل بحث کی۔ اس کے علاوہ آج امن عامہ پر بھی بحث ہوئی۔ مختلف محکموں سے متعلق سوالات بھی نمٹائے گئے۔ 33 تحاریک استحقاق اور 57 تحاریک التوائے کار بھی نمٹائی گئیں۔ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی میں ایوان نے مختلف قراردادوں پر غور کیا اور ان کو نمٹایا۔ اس اجلاس میں قانون سازی کے دوران حزب اختلاف کا کردار نہایت مستحسن اور commendable رہا۔ اس پر میں ان کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا

کرتا ہوں اور اپنے فاضل اراکین حزب اقتدار کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے اسمبلی میں اپنی حاضری کو یقینی بنا کے اپنی درخشاں روایات قائم رکھنے میں میرے ساتھ تعاون فرمایا۔ جناب والا! دو ہفتوں کے اجلاس میں اتنی کارکردگی کہ جس کا سہرا معزز اراکین کے سر ہے اس کا سب سے زیادہ credit جناب والا کو جاتا ہے۔ آپ نے جس خوبصورت انداز میں اس ایوان کا چلایا ہے یہ ہمیشہ سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ اس دوران اسمبلی کا سٹاف، محکمہ قانون اور دوسرے مختلف محکموں کے آفیسرز یہاں آتے رہے ہیں اور ایوان کی کارروائی کو کامیاب بنانے میں تعاون کیا ہے ان کا بھی میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اس موقع پر اگر میں اپنے پریس کے بھائیوں کا شکریہ ادا نہ کروں تو میں اپنے فرض میں کوتاہی کروں گا۔ اس دفعہ پریس نے بھی آپ کی ہدایت کے مطابق جو ہمیں coverage دی ہے وہ بہت اچھی ہے اور جیسے کہ آپ نے وزیر اطلاعات کو فرمایا تھا ہم توقع کرتے ہیں کہ ٹی وی بھی اسی انداز سے اسمبلی کی کارروائی کو پیش کرے گا جس طرح پریس نے کیا ہے۔ شکریہ جناب والا!

جناب سپیکر، حزب اختلاف میں سے کوئی صاحب بات کرنا چاہیں گے۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب کچھ کہنا چاہیں گے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس سیشن کے دوران بہت سے معاملات پر ہماری طرف سے بھی اور حزب اقتدار کی طرف سے بھی دوستوں کو اظہار خیال کا موقع ملا اور انتہائی اہمیت کے حامل معاملات پر معزز ممبران نے سیر حاصل بحث کی۔ جس سے میں سمجھتا ہوں کہ صوبے کے عوام کو اپنے مسائل کے حل میں مدد ملی ہوگی۔ اجلاس کے دوران تحاریک التوائے کار کی صورت میں حکومت وقت کو جن معاملات کی نشان دہی ہوئی ہے اس سے متعلق بھی میں امید کرتا ہوں کہ اس نشان دہی کو ملحوظ خاطر رکھ کر ان معاملات کو حل کیا جائے گا۔ اور جو یقین دہانیاں ایوان میں معزز وزراء صاحبان کی طرف سے کرائی گئی ہیں ان پر عمل کیا جائے گا۔ اور بالخصوص وزیر تعلیم اور وزیر صحت سے متعلق میں عرض کروں گا کہ انہوں نے ان دونوں محکموں پر بحث کے دوران معزز ممبران کی طرف سے کی گئی نشاندہیاں اور اس کے بعد ان کے حل کے متعلق جو انہوں نے یقین دہانیاں کرائی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس پر عمل ہوگا اور اسی طرح سے اس ادارے کا وقار بلند ہوگا۔ اس موقع پر میں اپنے پریس کے بھائیوں کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے ان تمام معاملات پر جو اس ایوان میں زیر بحث آئے ان کو مناسب کوریج دی اور اسی sense میں کہ جس sense میں ایوان میں ان پر بحث ہوئی، عوام تک پہنچایا۔ اس موقع کی مناسبت

سے جناب سپیکر! آپ سے اور محترم وزیر قانون سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ پچھلے دو سیشن کچھ اس طرح سے منعقد کیے گئے ہیں کہ جو آئین میں دی گئی provision mendatory ہے کہ اتنے دنوں سے زیادہ وقفہ نہیں ہونا چاہیے تو یہ تقریباً اس مدت کے آخر میں بلائے گئے ہیں اور اس سے تمام اراکین خواہ ان کا تعلق حزب اختلاف سے تھا سبھی نے اس بات کو محسوس کیا ہے۔ جو ہمارے اجلاس ہیں ان میں وقفہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں قومی اسمبلی میں ہاؤس کے بزنس کو regulate کرنے کے لیے انھوں نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے اور یہ بات میرے علم میں ہے کہ یہ معاملہ آپ کے زیر غور ہے تو اس سلسلے میں اگر کوئی پیش رفت ہو اور ہمارے اجلاس مناسب وقفے پر منعقد ہوتے رہا کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہمارے اس معزز ادارے کی کارکردگی بہتر ہوگی اور جو تاثر پہلے ہی بڑا اچھا ہے اس میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ ان ہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! اس موقع پر میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، اگر ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب بات کرنا چاہتے ہیں تو پھر میں وقت کو مزید 10 منٹ کے لیے بڑھاتا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! یہ مختصر سا اسمبلی کا اجلاس کافی مثبت رہا ہے مگر اس میں ایک feeling یہ بھی رہتی ہے کہ یہ ہمارے اجلاس کی 70 days mandatory provision ہے ضرورت ہے اس کے تحت ہی صرف یہ بلائے جاتے ہیں اس میں جو معاملات public interest' عوامی مسائل کے حوالے سے آتے ہیں وہ تحریک استحقاق اور تحریک التوائے کار کے ذریعے سے آتے ہیں۔legislation کے علاوہ باقی جتنے معاملات یہاں ہوتے ہیں مثلاً آج یہاں لاء اینڈ آرڈر پر بحث تھی اور اس سے پہلے بھی اسمبلی کے اندر یہ بحثیں ہوتی رہی ہیں لیکن اس میں بھی یہی feeling ہوتی ہے کہ جس طرح "پانی میں مدھانی ڈال کر بیٹھے ہیں" بہت ساری بحث ہوتی ہے لیکن عملی طور پر اس کے کوئی نتائج سامنے نہیں آتے۔ اس قسم کی بحثوں سے جس کے نتیجے میں کوئی خاطر خواہ تبدیلی نہ آئے اس سے ایوان کا وقار مجروح ہوتا ہے۔ اس لیے ہم سب کو وہ دوست جو کہ حزب اقتدار میں ہیں اور جو حزب اختلاف میں ہیں ہمیں باہم مل کر اس چیز کو دیکھنا چاہیے کہ معاملات کے اوپر اس ایوان کی گرفت زیادہ ہو اور جس کے نتیجے کے اندر ہی عوام کے اندر ان اداروں کا وقار بلند ہوگا۔ آئندہ اجلاس غالباً بجٹ کے حوالے سے ہوگا۔ میں اس میں یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ جس طرح قومی اسمبلی کے اندر یہ بات آئی ہے کہ سال

کے آغاز میں ہی پورے سال کا وہ اب شیڈول بنانے لگے ہیں اسی حوالے سے پنجاب اسمبلی کے اندر بھی یہی چیز ہونی چاہیے کہ ہم پورے سال کا شیڈول بنائیں اور اس کے مطابق اپنے اس ایوان کو چلائیں۔ بجٹ کے حوالے سے کہ اگلا اجلاس غالباً بجٹ کا ہو گا اس میں یہ تجویز پہلے بھی دی جا چکی ہے کہ taxation proposals ٹھیک ہے کہ یہ secret ہوتی ہیں۔ اس سے ملتے ہوئے جو مختلف محکموں کی developmental and non-development ہیں وہ ہاؤس کی یہاں ہر محکمے کی سٹینڈنگ کمیٹیز ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ یہ pre-budget proposals جو ہیں۔ taxation سے ملتے ہوئے یہ ہر متعلقہ کمیٹی کو بھیج دی جانی چاہییں اور وہاں پر اس پر بحث و تمحیص کے بعد یہ بجٹ تجاویز متعلقہ حکام کو دی جائیں۔ اس سے نہ صرف اس ایوان کے ممبران اس process سے واقف ہوں گے بلکہ اس کے اوپر ان کی مزید grip بھی ہو گی جس کے نتیجے میں یہ ایوان زیادہ مؤثر ہو گیا۔ شکریہ۔

اجلاس میں انجام پانے والی کارروائی کے بارے میں

جناب سپیکر کے ریمارکس

جناب سپیکر، میں مختصر الفاظ میں اس حالیہ موسم بہار کے اجلاس کا جائزہ لوں گا اور اس کے بعد اجلاس کو prorogue کریں گے اس دفعہ جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے بتایا کہ ہم نے اس مختصر سے اجلاس میں چار بل پاس کیے جو کہ 10 فروری کو شروع ہوا اور 22 فروری 1993ء تک چلا۔ جو چار بل پاس ہوئے ان میں،

1. The Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution) Bill,1992.
2. The Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges)(Amendment) Bill, 1991.
3. The Punjab Industrial Development Board (Amendment) Bill, 1992.
4. The Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1991

یہ چار بل اتنے مختصر اجلاس میں ایوان نے پاس کیے ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس معزز ایوان اور آپ کی بہترین کارکردگی ہے اس کے علاوہ 29 privilege motions ایوان نے نپٹائے اور 62 adjournment motions ایوان نے dispose of کیے۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ نے اپنے آپ کو

پیش کیا' اور انھوں نے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اور لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا۔ لاء اینڈ آرڈر اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ پر بحث ہوئی۔ رول 52 کے تحت محکمہ زراعت سے متعلقہ مسائل کی زبردست انداز میں یہاں نشان دہی کی گئی۔ اس کے لیے میں نے رول 52 کے تحت ان کے motions کو admit کیا اور اس پر ہم نے یہاں سیر حاصل بحث کی۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ اس دفعہ ہمارے معزز اراکین پوری تیاری کر کے آئے ہوئے تھے اور انھوں نے بہت مؤثر انداز میں contribute کیا۔ اس کے علاوہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے لیے بھی گورنمنٹ نے اپنے آپ کو پیش کیا اور اس پر بھی بحث ہوئی چنانچہ محکمہ صحت' محکمہ تعلیم' لاء اینڈ آرڈر پر یہاں بحث ہوئی اور اس کے علاوہ محکمہ زراعت کی کارکردگی کو بھی یہاں زیر بحث لایا گیا اور اس پر بھی بڑی مؤثر انداز میں بحث و تمحیص ہوئی۔ یہاں کوئی پرائیویٹ ممبر بل introduce نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ appropriation accounts کی رپورٹس یہاں پیش ہوئیں اور Islamic Ideology Council کی رپورٹ یہاں ٹیبل پر lay کی گئی تو یہ حالیہ اس بارہ تیرہ دنوں کے اجلاس کی مجموعی کارکردگی ہے لیکن اس میں کچھ چیزیں جو میرے مشاہدے میں آئیں وہ میں آپ کے نوٹس میں بھی لانا چاہتا ہوں کہ حالیہ اجلاس کے دوران اس معزز ایوان کی چند ایک achievements ہیں جس میں قابل ذکر بات جو کہ بڑی ہی خوش آئند بات ہے وہ ہے حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی آپس میں working relationship اس دفعہ خصوصی طور پر ایوان کے اندر خوش گوار فضا موجود رہی اور working relationship اور understanding ایک ایک بات میں نمایاں تھی اور نظر آ رہی تھی۔ یہ جمہوریت کے پنپنے کے لیے اور جمہوری اداروں کی نشوونما کے لیے نہایت ہی خوش کن بات ہے۔ میں اس کے لیے آپ سب کو قابل مبارک باد سمجھتا ہوں۔

حزب اقتدار کے بھائیوں کو جس میں قائد ایوان' لاء منسٹر صاحب' حزب اقتدار کے جملہ اراکین' وزراء اور مشیران شامل ہیں اور قائم مقام قائد حزب اختلاف' جماعت اسلامی کے قائد اور ان کے اراکین اور حزب اقتدار کے دیگر اراکین بھی خصوصی طور پر مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے یہ understanding اور cooperation کا جذبہ پیدا کرنے میں اپنے آپ کو پیش کیا اور اس سے پہلو تہی نہیں کی۔ میرے خیال کے مطابق یہ ایک بہت بڑی achievement ہے کہ اس دفعہ ایک مرتبہ بھی کورم نہیں ٹوٹا جو کہ بہت درست بات ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) حالیہ اجلاس کے دوران ایک دفعہ بھی کورم نہیں ٹوٹا اور کورم ٹوٹنے کی وجہ سے اجلاس ملتوی نہیں ہوا یہ درست بات ہے کہ کورم ٹوٹنے

کی وجہ سے اجلاس ملتوی نہیں ہوا تو یہ بہت ہی خوش کن بات ہے۔ اور دوسروں کے لیے پنجاب اسمبلی کے اس معزز ایوان کی بہت بڑی قابل تقلید بات ہے کہ پنجاب اسمبلی کا کورم موجود رہتا ہے اور کارروائی چلتی رہتی ہے۔ کورم نہیں ٹوٹتا۔ اس دفعہ وقفۂ سوالات میں معزز اراکین کی دل چسپی خوب موجود رہی۔ کچھ وزراء صاحبان اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان بھی خوب تیاری کر کے آئے اور جو صاحبان بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کریں میں دانستہ اس کو پوائنٹ آؤٹ کرتا ہوں اگرچہ یہ exercise discretion کرنا بہت مشکل بات ہے میرا دل چاہتا ہے کہ میں سب کو شاباش دوں۔ میں سب کی کارکردگی کو قابل تعریف کہوں لیکن پھر دوسروں کو ایک incentive دینے کے لیے اور دوسروں کو بھی ان کی تقلید کرنے کے لیے میری نگاہ میں جو بہترین کارکردگی ہوتی ہے خاص طور پر میں ان کیکارکردگی کو سراہتا ہوں تا کہ ہم اس میں اور جان پیدا کریں اور وقفہ سوالات کو زیادہ مفید بنائیں۔ یہ عوام کے مفاد کا معاملہ ہے۔ میں اس بارے میں معزز اراکین کی کاوش، کوشش اور محنت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے زبردست انداز میں دل چسپی لی اور وقفہ سوالات میں جان ڈالی۔ اس دفعہ میں نے محسوس کیا کہ ایوان میں وزراء کی حاضری تسلی بخش رہی۔ اگلے بنچز پر وزراء کی حاضری تسلی بخش تھی اور معزز اراکین کی حاضری تسلی بخش تھی جس کی وجہ سے ایوان کی کارروائی مفید اور بامقصد رہی اور ایوان کا کورم نہیں ٹوٹا تو اصل میں اس ساری کارروائی کا مکمل طور پر سہرا معزز اراکین کے سر جاتا ہے جو اس میں دل چسپی لیتے ہیں اور ایوان کی کارروائی کو بامقصد بناتے ہیں اس دفعہ پینل آف چیئرمین پہ کچھ صاحبان موجود تھے کچھ جھجکتے رہے لیکن کچھ صاحبان نے یہاں آ کر ہاؤس کیکارروائی کو مؤثر انداز میں چلایا۔ جن کچھ صاحبان کا میں نے نام تجویز کیا پینل آف چیئرمین کے دوست موجود تھے انہوں نے بھی بہتر انداز میں ہاؤس کی کارروائی کو چلایا اور تمام ممبرز کو ٹریننگ دینے کا یہی طریقہ کار ہے ان کو اس قابل بنانے کا کہ کسی کو بھی سپیکر کے فرائض سرانجام دینا پڑیں تو وہ سپیکر کے فرائض سرانجام دے سکیں۔

میں آخر میں یہ کہوں گا کہ اس دفعہ ایک اور بہت عمدہ بات دیکھنے میں آئی کہ اس دفعہ ہمارے ہاں ہمارے legislators پر مشتمل کچھ احباب نے جس میں محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ بھی شامل ہیں اور دوسرے معزز اراکین بھی شامل ہیں انہوں نے اکنامک فورم کے زیر اہتمام ایک بہت عمدہ پری بجٹ سیشن کیا اور انہوں نے پری بجٹ اکنامک فورم کے تحت پاکستان بھر کے وزراء خزانہ کو اور پاکستان کے

وزیر خزانہ کو اور باقی جو ہمارے معاشیات کے ماہر ہیں ان کو بلا کر ان کی آراء اور ان کے خیالات عوام تک پہنچائے چونکہ ان کی یہ کاوش اور کوشش پارلیمنٹیرین کی طرف سے ہے' اس میں' میں ان کو قابل مبارک باد سمجھتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ بھی وہ اس سلسلے کو جاری رکھیں گے اور اس کو زیادہ سے زیادہ پارلیمنٹیرین لیول پر لانے کی کوشش کریں گے۔ اس میں زیادہ سے زیادہ معزز اراکین اسمبلی کو شامل کریں گے۔ اسمبلی سیکرٹری کو شامل کریں گے اور اس کو purely parliamentarians کا ایک شو بنانے کی کوشش کریں گے تو اس میں آپ کو اور زیادہ نیک نامی نصیب ہوگی۔ اس کے علاوہ ایک اور بات میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ہماری پنجاب اسمبلی نے پہلی دفعہ صوبائی لیول پر یعنی provincial parliamentary delegations دوسرے ملکوں کے صوبوں کے ساتھ ہماری relationship کو develop کرنے کے لیے initiative لیا اور چائنہ کے صوبہ Jiangsu جو ہمارے نہایت ہی عمدہ دوست چین کا پنجاب کی طرح کا اہم ترین صوبہ ہے اس کے ساتھ تعلقات develop کرنے کے لیے پنجاب اسمبلی کی طرف سے پیش رفت کی گئی جس کا انہوں نے ہمیں مؤثر انداز میں جواب دیا اور ہمارے delegations کا exchange ہوا جس میں پنجاب اسمبلی کے معزز اراکین بھی وہاں تشریف لے گئے اور انہوں نے وہاں بہت موثر انداز میں contribute کیا۔ ان کے لوگ بھی یہاں آئے ہیں لیکن ہم اس بات کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں' تعاون کی نئی راہیں کھولنا چاہتے ہیں۔ ہم صوبے سے صوبے کے تعلقات کو بہت زیادہ وسعت دینا چاہتے ہیں تو پاکستان میں ہم پہلی دفعہ اس concept کو introduce کر رہے ہیں کہ یہاں sister-city کا concept تو پہلے موجود ہے لیکن twin-provinces کا concept پہلے موجود نہیں ہے۔ پاکستان کے کسی صوبے کے بیرونی دنیا کے کسی صوبے کے ساتھ twin-provinces کے تعلقات پہلے موجود نہیں ہیں اور نہ ہی یہ concept پہلے موجود تھا۔ اس کو پنجاب اسمبلی نے introduce کیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ مستقبل قریب میں چائنہ کے صوبے Jiangsu کے ساتھ پنجاب صوبے کے twin-provinces کے جو تعلقات ہیں وہ establish ہو جائیں گے۔ جس کا formal declaration جو ہے Jiangsu صوبے کے پیپلز کانگریس کے چیئرمین یکم مارچ 1993ء کو ہمارے پاس تشریف لا رہے ہیں۔ رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔ ہماری کچھ limitaitions ہیں لیکن ان کی limitations کے پیش نظر ہم نے ان کو دورے کی دعوت دی ہے۔ ان کی کچھ limitations تھیں اور وہ تشریف لا رہے ہیں اور ہم نے نہ صرف ان کو entertain کرنا ہے

بلکہ ہم نے ایک تاریخ ساز کارنامہ سرانجام دینا ہے کہ ہم پنجاب صوبے کے تعلقات چین کے Jiangsu صوبے کے ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ declaration sign کریں گے اور اس کے بعد انہوں نے وزیراعلیٰ صاحب کو اور مجھے ہم دونوں کو وہاں بلایا ہے تاکہ وہاں formally یہی تقریب Jiangsu صوبے میں بھی منعقد ہو اور وہاں اس کو باقاعدہ sign کیا جائے یہ صرف ایک formal declaration نہیں ہے۔ آپ کی توجہ کے لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس میں تعاون کی ایسی نئی راہیں کھولنے کی بات ہے کہ جو پہلے ہمارے ہاں موجود نہیں ہیں تو اس سلسلے میں جو صاحبان اپنا نام پیش کرنا چاہیں کیونکہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے' یہاں ہمارے ممبرز کی ضرورت ہے تاکہ ہم ان سے گفت و شنید کرسکیں۔ ان سے بات چیت کر سکیں۔ ان کو entertain کر سکیں اور ان سے معاملات طے کر سکیں اس سے جو صاحبان اپنا نام دے سکیں' جو ان دنوں ٹائم دے سکیں' جو براہ کرم اپنے نام مجھے بھجوا دیں۔

آخر میں' میں پاکستان کے مقتدر پریس کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس دفعہ پنجاب اسمبلی کی کارروائی کو خاص طور پر bracket بنا کر کچھ اخبارات کو میں نے دیکھا ہے کہ جیسے ان کی خدمت میں گزارش کی گئی تھی انہوں نے ان کے brackets بنا کر پنجاب اسمبلی کی جملہ کارروائی کو نمایاں کیا ہے اور proper انداز میں اس کی کوریج کی ہے اس لیے میں آج یہاں خصوصی طور پر قومی پریس کو مبارکباد دیتا ہوں ان کی اس قابل تحسین کارروائی کے لیے اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ پاکستان ریڈیو کی کوریج بھی ہمیشہ پنجاب اسمبلی کی عمدہ رہی ہے۔ اس دفعہ بھی ریڈیو پاکستان کی کوریج پنجاب اسمبلی کی proceedings کی حد تک بڑی عمدہ رہی۔ پاکستان ٹیلی ویژن کی کوریج کے بارے میں پنجاب اسمبلی کے معزز اراکین کے خیالات سے پنجاب کی انفرمیشن منسٹری اور پاکستان کی واقف ہو چکی ہے اور ہمارے انفرمیشن منسٹر ملک سلیم اقبال صاحب نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ ان سے خصوصی طور پر رابطہ پیدا کریں گے۔ اور پاکستان ٹیلی ویژن میں پنجاب اسمبلی کی کوریج کے بارے میں وہ خاطر خواہ اہتمام کریں گے۔ کیونکہ یہ ایک بہت بڑا ادارہ ہے اور یہ کسی ممبر کی انفرادی پبلسٹی یا اس کی کوریج کا سوال نہیں ہے۔ یہ ایک بہت بڑے ادارے کی کوریج کا سوال ہے جو چھ کروڑ انسانوں کا نمائندہ ادارہ ہے۔ پاکستان کا سب سے بڑا ایوان ہے اس کی کوریج خاطر خواہ انداز میں ہونی چاہیے۔ تو اس بارے میں مزید اصلاح کی ضرورت ہے جس پر ہمارے وزیر اطلاعات ملک سلیم اقبال صاحب خصوصی توجہ فرما کر اس کی کوریج کا اہتمام فرمائیں گے۔

میں یہاں پر پنجاب اسمبلی کے سیکرٹریٹ سٹاف کا اس اجلاس میں ان کی عمدہ کار کردگی پر ان کو مبارک باد دیتا ہوں اور سرکاری افسران کی دل چسپی جو اس اجلاس میں رہی میں اس سلسلے میں سرکاری افسران کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور ان کو مبارک باد دیتا ہوں۔ اس کے علاوہ آخر میں بزنس کو ریگولیٹ کرنے کے بارے میں جو بات ہوئی ہے رانا ثناء اللہ خان صاحب نے ارشاد فرمایا ہے' اس سلسلے میں ان کو بھی عرض کیے دیتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی کے بزنس کو ریگولیٹ کرنے کے لیے ہمارے پاس ٹھوس تجاویز ہیں۔ اس میں ایک بجٹ اجلاس ہو گا' ایک موسم بہار کا اجلاس ہو گا' ایک موسم خزاں کا اجلاس ہو گا اور ایک اجلاس ہم اور کریں گے' اس سلسلے میں فائنل تجاویز گورنمنٹ سے اور اپوزیشن سے میں تبادلہ خیال کرنا چاہتا ہوں اور زیر بحث لا کر اس کو ہم فائنل شکل دینا چاہتے ہیں تاکہ سال کے شروع میں سب لوگوں کو پتا ہو کہ ہمارا اجلاس اس سال کے کون سے مہینوں میں آنا ہے۔ اور اس میں کتنے کتنے عرصے کا سیشن ہو گا ذرائع ابلاغ کو بھی پتا ہو' اخبارات کو بھی پتا ہو' اور ہمارے مختلف محکموں کو بھی پتا ہونا چاہیے' ہمارے وزراء کو بھی پتا ہو' اور ہمارے مختلف محکموں کو بھی پتا ہو۔ یہ بات نہایت مستحسن ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ مجھے امید ہے کہ اگلے سیشن تک ہم اس کو ریگولیٹ کر لیں گے۔ تو اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔

وزیر زراعت: جناب والا اس سے پہلے کہ آپ اجلاس کو prorogue کرنے کا اعلان فرمائیں میں ایک بڑی ضروری بات آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے سابق سپیکر چودھری محمد انور بھنڈر صاحب کی والدہ اور ایک sitting ممبر شاہد اکرم بھنڈر صاحب کی دادی وفات پا گئی ہیں۔ جناب سپیکر، یہ پہلے بات ہو چکی ہے۔

وزیر زراعت: ان کی فاتحہ خوانی ہو چکی ہے؟

جناب سپیکر: جی ہو چکی ہے۔

وزیر زراعت: مجھے پتا نہیں تھا اس لیے میں نے آپ کو یاد کروایا ہے۔

جناب سپیکر: آخر میں' میں یہ کہوں گا کہ اس ایوان کی کارروائی میں زیادہ انڈر سٹینڈنگ پیدا کرنے کے لیے اور ورکنگ ریلیشن شپ پیدا کرنے کے لیے ہمارے وزیر قانون صاحب کا رول نہایت ہی مستحسن ہے اور وہ ہمیشہ commendable رہا ہے اپوزیشن کے ساتھ خصوصی تعلقات قائم کرنے میں ان کا کوئی

مانی نہیں۔ اب میں prorogation order پڑھتا ہوں۔

In exercise of powers conferred by Article 109 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, 1973, I Mian Muhammad Azhar Governor of Punjab, hereby prorogue Provincial Assembly of the Punjab with effect on and from Monday, 22nd February, 1993, after the termination of the sitting of the Assembly on that day.

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس)

بدھ 21- اپریل 1993ء

(چہارشنبہ' 28 ۔ شوال المکرم 1413ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں شام 8 بج کر 13 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٤﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٠٥﴾

سورۃ آل عمران آیات 104 تا 105

اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے۔ یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیںo اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور احکام بین آنے کے بعد ایک دوسرے سے (خلاف) اختلاف کرنے لگے یہ وہ لوگ ہیں جن کو قیامت کے دن بڑا عذاب ہو گاo

وما علینا الاالبلاغ o

چودھری شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! رولز کے مطابق آج کا اجلاس ملتوی ہو چکا ہے ہم اس اجلاس کو نہیں مانتے۔(قطع کلامیاں)

آوازیں: اجلاس نہیں ہو سکتا۔

آوازیں: اجلاس ہو گا۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔

(اس مرحلے پر مختلف اراکین کھڑے ہو گئے اور شور و غل کرنے لگے۔)

شیخ محمد طاہر رشید: اجلاس ملتوی ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! تشریف رکھیے۔ آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔ شیخ صاحب' آپ تشریف رکھیے میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔ ایسا کریں جو کیمرہ مین حضرات یہاں تشریف رکھتے ہیں ان سے درخواست ہے کہ ازراہ کرم اب اجلاس کی کارروائی ہونے دیں اور آپ ہاؤس سے باہر تشریف لے جائیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب والا! جناب آج کا اجلاس انتہائی اہم ہے ملک کی تاریخ مرتب ہو رہی ہے کیمرہ مین حضرات کو موجود رہنے دیں۔

جناب سپیکر: کیمرہ مین صاحبان ہاؤس سے باہر تشریف لے جائیں۔

صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل

جناب سپیکر: پینل آف چیئرمین کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اس میں جناب فرحت عزیز مزاری' چودھری میمن صاحب' الحاج شیخ روحیل اصغر' بیگم راج حمید گل صاحبہ کو پینل آف چیئرمین کے لیے announce کیا جاتا ہے۔ (تالیاں)

جناب سپیکر: جی ارشد لودھی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر مال: جناب والا! آپ کی آمد سے پہلے rule 14(b) کے تحت ایک ایم پی اے صاحب کو ہاؤس میں preside کرنے کے لیے چنا گیا اور انھوں نے preside کیا اس کے بعد قرارداد پیش ہوئی۔ اور اس کے بعد انھوں نے ہاؤس کو adjourn کیا۔ یہ ہاؤس قانون اور ضابطے خود بناتا ہے۔ اس میں قانون اور ضابطے کو لے کر چلنا چاہیے۔ اگر قانون ضابطہ نہیں ہے تو پھر آپ پینل مقرر کریں۔ جب یہ بات ختم ہو گئی تو پھر اس کے بعد جناب والا! کوئی جواز نہیں ہے کہ آپ پینل مقرر

کریں۔ آپ preside کریں آپ اس کی proceedings کریں۔ یہ اس ہاؤس کا تقدس ہے اس ہاؤس نے رولز کو بنایا ہے اور اسی ہاؤس نے ان رولز کو اپنانا بھی ہے۔ اگر اس ہاؤس نے ان رولز کو اپنانا نہیں ہے تو پھر اس کا فائدہ کیا ہے۔ یہ adjourn ہو چکا ہے۔ اب یہ اجلاس بالکل غیر اخلاقی، غیر آئینی اور غیر قانونی طور پر ہو رہا ہے ---(تالیاں)--- That is on the record. آپ قانون کی بات کریں گے تو ہم بھی قانون کی بات کریں گے۔ اگر آپ کسی اور انداز سے بات کریں گے تو پھر ہم بھی اسی انداز سے بات کریں گے۔ (تالیاں) یہ ہاؤس ملتوی ہو چکا ہے۔ آپ مہربانی فرمائیں اور اس کو ختم کریں کیونکہ یہ adjourn ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: جی میاں منظور احمد موہل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! انھوں نے قانون کی بات کی ہے میں بھی قانون کا حوالہ دے کر بتانا چاہتا ہوں کہ رول 14 جو ہے انھوں نے اس کے sub-rule (2) کا حوالہ دیا ہے۔ جناب والا! یہ سیشن آج شروع ہوا ہے یہ نہیں ہے کہ یہ پچھلے تین دن سے ہو رہا ہے۔ اس کے بارے میں یہ ہے

> 14(1) At the commencement of each session the Speaker shall nominate from amongst members a panel of not more than four Chairmen and arrange their names in an order of precedence, and in the absence of the Speaker, and the Deputy Speaker the person whose name is highest on the panel, from among those present at the sitting shall take the chair.

جناب والا! آج کے سیشن کا چونکہ یہ پہلا دن سب سے پہلے آپ نے پینل آف چیئرمین announce کرنا ہوتا ہے اب یہ جو کہتے ہیں کہ فائم کا۔ اب میں اس میں بھی بتاتا ہوں کہ کیسے وہاں کرسی پر یہ آیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ جب کوئی بھی نہ ہو تو پھر سیکرٹری نے کہنا ہوتا ہے وہ بھی language پڑھ لیں۔ انھوں نے قانون کی بات کی ہے وہ یہ ہے۔

> 14(2) If at any time, at sitting of the Assembly neither the Speaker nor the Deputy Speaker nor any person on the panel of

Chairman is present, the Secretary shall inform the Assembly.. ..

(تالیاں)

شیخ محمد طاہر رشید: **********

****

****

********** **********

جناب سپیکر: طاہر رشید صاحب ' دوسروں کو بھی بات کرنے کا موقع دیں۔ میں شیخ محمد طاہر رشید کے یہ تمام الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب والا! پوری قوم آپ کو حذف کر چکی ہے۔ آپ جناب والا! میرے الفاظ کیا حذف کریں گے جناب سپیکر' آپ قاتلوں کے ساتھ ہیں جناب سپیکر! آپ غیر قانونی کارروائی کر رہے ہیں۔

ایک معزز ممبر: جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ یہ غیر پارلیمانی الفاظ واپس لیں۔ (تلخ کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز' آرڈر پلیز

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یاد رکھیے آپ نے یہ قدم اٹھایا ہے۔ تاریخ آپ کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔ پنجاب کے غیور عوام اب بھی ساتھ دے رہے ہیں تو وہ میاں نواز شریف کا ساتھ دے رہے ہیں 'غلام حیدر وائیں کا ساتھ دے رہے ہیں۔ جناب سپیکر! اب اراکین کی وفاداریاں اس طریقے سے مت خریدیے۔

جناب سپیکر: سنئے چیمہ صاحب!

چودھری محمد اعظم چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ آپ نے powers delegate کر دیں ہیں۔ آپ preside نہیں کر سکتے۔ آپ بطور سپیکر preside نہیں کر سکتے۔

شیخ محمد طاہر رشید: ہم ان کو بے نقاب کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اس کی مذمت کر چکے ہیں کہ یہ اجلاس غیر قانونی ہے۔

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب سپیکر، میں ہاؤس کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں کہ شیخ محمد طاہر رشید صاحب نے اور شیخ اعجاز صاحب نے سپیکر کے خلاف نازیبا اور نامناسب زبان استعمال کی ہے۔ پارلیمانی روایات اور شرافت اور شائستگی اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتے اور میں یہ بات ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ جو صاحبان یہ سمجھتے ہیں۔

شیخ محمد طاہر رشید، ہم آپ کے خلاف تحریک عدم اعتماد move کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، لودھی صاحب' take your seat please۔ جو صاحبان یہ سمجھتے ہیں کہ شیخ محمد طاہر رشید اور شیخ اعجاز نے ناروا زبان استعمال کی ہے اور ارشد لودھی منسٹر ہوتے ہوئے غیر پارلیمانی طریقہ اختیار کیے ہوئے ہیں ' جو صاحبان یہ سمجھتے ہیں اور اس کو condemn کرتے ہیں وہ اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں۔

(ایوان کی بھاری اکثریت کھڑی ہو گئی)

جناب سپیکر، یہ ہاؤس آپ کو کیا کہتا ہے؟ یہ ملاحظہ کریں' ہاؤس آپ کو کیا کہتا ہے؟ پنجاب کے عوام آپ کو کیا کہتے ہیں؟ یہ ہاؤس آپ کو کیا کہتا ہے؟ آپ کے وائیں صاحب کو کیا کہتا ہے؟ ارشد لودھی صاحب please have your seat?۔ میں ارشد لودھی صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کو out of order قرار دیتا ہوں۔ (قطع کلامیاں------شور)۔

جناب سپیکر، میاں منظور احمد موہل صاحب! آپ قرارداد move کرنا چاہتے ہیں۔

تحریک کہ قاعدہ 202 کے تحت ایجنڈا کی کارروائی اور متعلقہ قواعد کو معطل کر کے وزیراعلیٰ کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش کرنے کی اجازت دی جائے

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! آپ نے صورت حال دیکھ لی ہے ۔ ہاؤس میں کیا صورت حال ہے ہم اہم مسئلے کے لیے آئے ہیں۔ جناب سپیکر! قاعدہ 202 کے تابع تجویز کرتا ہوں کہ آج سوالات ' تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کے ضمن میں تمام کارروائی ختم کر دی جائے اور امن عامہ پر بحث کو بھی ' جس کے لیے یہ اجلاس بلایا گیا تھا۔ قاعدہ 202 کے تابع ختم کر دیا جائے' معطل کر دیا جائے۔ جناب والا! ہم چاہتے ہیں اور آج کے matter کے لیے میں تحریک پیش کرنا

چاہتا ہوں۔ آپ قواعد کو معطل کرنے کے بارے میں ایوان سے رائے لے لیجیے۔

جناب سپیکر، کیا ایوان کی رائے ہے کہ قواعد کو معطل کیا جائے؟

(ایوان نے قواعد معطل کرنے کے حق میں رائے دی)

جناب سپیکر، ایوان کی یہ رائے ہے کہ قواعد کو معطل کر دیا جائے۔ چنانچہ قواعد کو معطل کیا جاتا ہے۔ (قطع کلامیاں------- شور)

وزیر اعلیٰ پنجاب کے خلاف تحریک عدم اعتماد کا پیش کیا جانا

میاں منظور احمد موہل، جناب سپیکر! میں اور میرے اکسٹھ (61) ساتھی، ہم یہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں:

"کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 18 جو کہ آئین کے آرٹیکل 136(1) تابع پڑھا جائے، کے تحت وزیر اعلیٰ پنجاب جناب غلام حیدر وائیں پر ہمیں اعتماد نہ رہا ہے اور صوبہ پنجاب کے معاملات آئین کے تابع نہ چلائے جا رہے ہیں۔ نیز ملکی صورت حال کے زیر اثر انھوں نے صوبہ پنجاب میں جمہوری روایات کا قلع قمع کیا ہے لہذا یہ ایوان جناب غلام حیدر وائیں وزیراعلیٰ پنجاب پر عدم اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔

(قطع کلامیاں------- شور)

جناب سپیکر، شیخ صاحب! اب بس کر دیں۔ شیخ صاحب کو ان کے ساتھی اپنی سیٹ پر بٹھائیں۔ میں سردار ذوالفقار خان کھوسہ صاحب اور چیمہ صاحب سے کہوں گا اور چودھری جعفر اقبال سے کہوں گا کہ لودھی صاحب سے کہیں کہ وہ منسٹر کا status رکھتے ہیں ---- رکھتے رہے ہیں لودھی صاحب منسٹر کا status ---(قطع کلامیاں--- شور) لودھی صاحب! سے کہیں کہ He should learn to behave. -- سردار صاحب، انھیں بتائیں کہ He should learn to behave-

(قطع کلامیاں------- شور)

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے-----

(قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز۔۔۔ شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔ شیخ طاہر رشید صاحب ۔۔۔۔۔ سردار عارف نکئی صاحب! شیخ طاہر رشید صاحب کو behave کرنے کے لیے سمجھائیں' آپ ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اعظم چیمہ صاحب! میں آپ کے بارے میں کوئی بات نہیں کروں گا۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، میں آپ کے بارے میں کوئی گستاخانہ بات نہیں کرنا چاہتا۔ ہمیں آپ کا بڑا احترام ہے' بڑی عزت ہے لیکن آپ رولز کو قتل کر رہے ہیں آپ اصول کو قتل کر رہے ہیں۔ تحریکیں پیش ہوتی تھیں۔ دنیا کی پارلیمنٹ میں آج تک کبھی اس طرح بے ضابطگی نہیں ہوئی۔ کبھی بے اصولی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ۔

> جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ پاکستان کی قومی اسمبلی توڑ دی گئی ہے ۔ ملکی حالات نہایت خراب ہیں ۔ صوبائی اسمبلی پنجاب کو بھی تڑوانے کے لیے غیر جمہوری قوتیں میدان میں آ چکی ہیں۔ ممبران پنجاب اسمبلی کی اکثریت صوبائی اسمبلی کی تحلیل کے حق میں نہ ہے اور ہم نے غلام حیدر وائیں وزیر اعلیٰ پنجاب کے خلاف تحریک عدم اعتماد کا نوٹس دیا ہوا ہے ان حالات کے پیش نظر استدعا کی گئی ہے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کے قواعد انضباط کار کے قاعدہ 202 کے تابع قاعدہ نمبر 18(2) اور قاعدہ نمبر 165 معطل کر کے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ میں ایوان سے کہتا ہوں کہ کیا قواعد کو معطل کر کے یہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت ہے؛

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر، قرارداد پیش کرنے کے اجازت دی جاتی ہے ۔ جی میاں صاحب۔

(قطع کلامیاں ۔۔۔۔۔ شور)

میں منظور احمد موہل، جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں ۔

> کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 18 جو کہ آئین کے آرٹیکل 136(1) کے تابع پڑھا جائے' کے تحت وزیر اعلیٰ پنجاب جناب غلام حیدر وائیں پر ہمیں اعتماد نہ رہا ہے اور صوبہ پنجاب کے معاملات آئین کے تابع نہ

چلائے جا رہے ہیں۔ نیز ملکی صورت حال کے زیر اثر انھوں نے صوبہ پنجاب میں جمہوری روایات کا قلع قمع کیا ہے۔ لہذا یہ ایوان جناب غلام حیدر وائیں وزیر اعلیٰ پنجاب پر عدم اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔

(قطع کلامیاں۔۔۔۔۔۔۔شور)

(اس مرحلے پر ایوان کے فاضل اراکین جو اس قرارداد کے حق میں نہ تھے' ایوان سے باہر واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈز پلیز۔ (قطع کلامیاں)

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ۔

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 18 جو کہ آئین کے آرٹیکل 136(1) کے تابع پڑھا جائے' کے تحت وزیر اعلیٰ پنجاب جناب غلام حیدر وائیں پر ہمیں اعتماد نہ رہا ہے اور صوبہ پنجاب کے معاملات آئین کے تابع نہ چلائے جا رہے ہیں نیز ملکی صورت حال کے زیر اثر انھوں نے صوبہ پنجاب میں جمہوری روایات کا قلع قمع کیا ہے۔ لہذا یہ ایوان جناب غلام حیدر وائیں وزیر اعلیٰ پنجاب پر عدم اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔

آئین کے آرٹیکل 136(2) اور رولز آف پروسیجر کے قاعدہ نمبر 18(4) کے تحت اس پر بحث اور رائے شماری کے لیے 25 اپریل 1993ء کا دن مقرر کیا جاتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ اس لیے اب اجلاس مورخہ 25 اپریل 1993ء شام پانچ بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس)

اتوار 25۔ اپریل 1993ء

(یک شنبہ 3۔ ذیقعد 1413ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں شام 5 بج کر 13 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں مناظر علی رانجھا کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ
الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي
الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ
اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا
شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــُٔـــوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَ
هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝ سورۃ البقرہ آیت 255

اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والا اُسے نہ اونگھ آئے نہ نیند اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان اور زمین اور اسے بھاری نہیں ان کی نگہبانی اور وہی ہے بلند بڑائی والا ۝

وما علینا الا البلاغ ۝

وزیر اعلیٰ پنجاب کے خلاف عدم اعتماد کی قرارداد پر رائے شماری

جناب ڈپٹی سپیکر : جیسا کہ معزز اراکین کو علم ہے کہ جناب غلام حیدر وائیں وزیر اعلیٰ پنجاب کے خلاف عدم اعتماد کی جو قرار داد 21۔ اپریل 1993ء کو ایوان میں پیش کی جا چکی ہے' آئین کے آرٹیکل 136(2) اور قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ 18(4) کے تحت اس پر رائے شماری ہو گی۔

(قطع کلامیاں۔۔۔۔۔ شور)

اب سوال یہ ہے :

"کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 18 جو کہ آئین کے آرٹیکل 136 کے تابع پڑھا جائے' کے تحت وزیر اعلیٰ پنجاب جناب غلام حیدر وائیں۔۔۔۔

(قطع کلامیاں۔۔۔۔۔ بے پناہ شور' ہنگامہ)

جناب ڈپٹی سپیکر : چودھری صاحب ! یہ بات غلط ہو گی۔ آپ کی باتیں سنیں گے لیکن آپ اپنی سیٹوں پر بیٹھیں اور لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال ہاؤس کے اندر نہ پیدا کریں۔ آپ کی ساری باتیں سنیں گے۔ آپ اپنی سیٹوں پر بیٹھیں۔

(قطع کلامیاں۔۔۔۔۔ شور)

آپ اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ چودھری صاحب ! آپ کی بات سنیں گے' صبر سے کام لیں۔

(قطع کلامیاں۔۔۔۔۔ شور)

میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہوں۔ میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

(قطع کلامیاں ۔۔۔۔۔ شور)

میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ ہاؤس کے تقدس کو ملحوظ رکھیں' معزز ممبران تشریف رکھیں۔ میں آپ کی بات سنوں گا۔

(قطع کلامیاں۔۔۔۔۔ شور)

وزیر خزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی) : جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ اس وقت یہ ہوا ہے کہ ہمارے صحافی بھائی جو آج کے ایوان کی کارروائی کو کور کرنے آئے ہیں ان سے آپ کا عہد

دست و گریبان ہوا ہے۔

(قطع کلامیاں۔۔۔ شور)

جناب سپیکر ! ہم غنڈہ گردی نہیں ہونے دیں گے' ہم شرافت کی سیاست چاہتے ہیں' ہم امن کی سیاست چاہتے ہیں۔ ہم غنڈہ گردی کی سیاست نہیں چاہتے۔ ہم اس ایوان کو رولز اور قوانین کے مطابق چلانا چاہتے ہیں۔ جناب والا ! صحافیوں کے ساتھ جو کچھ ہوا۔۔۔۔

(قطع کلامیاں۔۔۔ شور)

جناب ڈپٹی سپیکر : معزز ممبران تشریف رکھیں۔ جی شاہ صاحب ! آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں؟ میں فوٹو گرافرز سے درخواست کروں گا کہ وہ ہاؤس سے باہر تشریف لے جائیں۔

(قطع کلامیاں۔۔۔ شور)

میں فوٹو گرافر حضرات سے درخواست کروں گا کہ وہ ہاؤس سے باہر تشریف لے جائیں' فوٹو گرافر حضرات سے اپیل ہے کہ وہ مہربانی فرما کر ہاؤس سے باہر تشریف لے جائیں۔

(قطع کلامیاں۔۔۔ شور)

جی شاہ صاحب ! فرمائیے کیا بات ہے؟ شاہ صاحب کا مائیک کھول دیں۔

وزیر خزانہ(مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی) : جناب سپیکر ! آپ کا عہدہ' آپ کا منصب قابل احترام ہے۔

(قطع کلامیاں ۔۔۔ شور)

جناب سپیکر ! اس سے پہلے کہ آج کے اس ایوان کی کارروائی ہو' آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔ آپ کے عملے نے پریس کے ساتھ جو زیادتی کی ہے' جو دھکے مارے ہیں اس پر آپ کو معذرت کرنی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں اس پر معذرت کرتا ہوں۔ اگر ہمارے اسمبلی کے کسی بھی عملے نے پریس کے دوستوں کے ساتھ کوئی زیادتی کی ہو تو میں اس پر معذرت خواہ ہوں۔

(قطع کلامیاں۔۔۔ شور)

اور میں اسمبلی ملازمین سے کہوں گا کہ وہ پریس کے دوستوں کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک کریں۔ وہ ہمارے بھائی ہیں' وہ ہمارے یہاں معزز مہمان ہیں۔ ان کے ساتھ مہمانوں جیسا سلوک کریں۔ شکریہ۔

(قطع کلامیاں۔۔۔۔ شور)

وزیر خزانہ : جناب سپیکر ! میں آپ کے اس جذبے کی قدر کرتا ہوں۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اپنے عملے کی زیادتی کی معذرت کی ہے۔ جناب سپیکر ! ہم قواعد اور قانون کے مطابق کارروائی چلانا چاہتے ہیں۔

(قطع کلامیاں۔۔۔۔ شور)

جناب والا ! ہم آج کی کارروائی آپ کے حکم کے مطابق ضابطے اور قانون کے مطابق چلانا چاہتے ہیں۔ ہماری صرف یہ درخواست ہے کہ عدم اعتماد کی تحریک ٹیبل ہو چکی ہے' اس معزز ایوان کے سامنے یہ موشن ٹیبل ہو چکی ہے ۔ قانونی اور پارلیمانی روایات یہ ہیں کہ جو اس کے حق میں بولنا چاہتے ہیں آپ ان کو بولنے کا موقع دیں اور جو اس کے خلاف بولنا چاہتے ہیں انھیں بھی بولنے کا حق دینا چاہیے۔ پھر اس پر ووٹنگ کروائیں۔ اور پھر جو جمہوری فیصلہ ہو گا اسے ہم قبول کریں گے۔ ہم صرف اپنا جمہوری حق چاہتے ہیں' ہم اظہار رائے کا حق چاہتے ہیں' ہم freedom of speech کی بات کرتے ہیں۔ یہ ہمارا آئینی حق ہے۔ ہم صرف یہی چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ لودھی صاحب سے اور چیمہ صاحب سے جناب سپیکر کے چیمبر میں ملاقات ہوئی اور اس مسئلے پر ان کے ساتھ discussion ہوئی ہے۔ ہم نے ان سے یہ گزارش کی ہے کہ آپ ہمیں متعلقہ Rule بتائیں کہ جس کے تحت آج اس مسئلہ پر discussion ہو سکتی ہے۔ اس سلسلہ میں نہ ہی کوئی Constitution کا اور نہ ہی ہمارے Rules of Procedure کا کوئی واضح Rule یا Article یہاں پر موجود ہے جس کے تحت discussion ہو سکتی ہے۔

(نعرے ہائے تحسین)

لودھی صاحب ! میں ایک بات آپ سے عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ جو resolution یا motion آج ہاؤس کے سامنے ہے اس میں فیصلہ اکثریت نے کرنا ہے لیکن ہم نے دیکھا ہے کہ ہمارے دوست جن کے ساتھ ہم نے اڑھائی سال اکٹھے گزارے' انھوں نے نہ تو سپیکر کی chair کے تقدس کا خیال رکھا اور نہ ہی اپنے دوستوں کا خیال رکھا ہے۔

(آوازیں ۔۔۔ شیم شیم)

جناب محمد ارشد خان لودھی : جناب سپیکر ! آپ مجھے وقت دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ مہربانی فرمائیں' ہم اسمبلی کے معزز ترین ممبر ہیں' ہم دولاکھ آبادی کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس اسمبلی کے تقدس کو' احترام کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ اپنی پارٹی یا اپنے گروپ کی affiliation اپنی جگہ لیکن جس جگہ پر ہم بیٹھے ہیں ہمیں اس چیز کا' اس سیٹ کا اور اس ہاؤس کے تقدس کا احترام کرنا چاہیے۔ میں معزز ممبران سے یہ درخواست کروں گا۔۔۔

جناب محمد ارشد خان لودھی : جناب سپیکر ! آپ مجھے وقت دیں گے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر : جی میں آپ کو وقت دوں گا۔

جناب محمد ارشد خان لودھی : تو پھر آپ مجھے کیوں ٹائم نہیں دے رہے؟ آپ مجھے وقت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی میں آپ کو ٹائم دوں گا' آپ پیار سے بولیں' غصے سے بات نہ کریں۔

چودھری پرویز الٰہی : آپ پیار کی بات کرتے ہیں' آپ نے آٹھ سال میاں نواز شریف کے ساتھ کام کیا ہے وہ آپ کے گھر گئے ہیں' انھوں نے آپ کے لیے الیکشن لڑا۔ آپ نے ان کا پاس نہیں رکھا تو ہمارا کیا پاس رکھیں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر : چودھری صاحب ! یہ وقت بتائے گا کہ کس نے کس کا ساتھ دیا ہے۔

چودھری پرویز الٰہی : آپ بات سنیے ! آپ آنکھیں نیچی کر کے بات کرتے ہیں' ذرا اونچی کر کے دیکھیں تو آپ کو اپنا گریبان نظر آئے گا۔ اس میں آپ کو میاں نواز شریف نظر آئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی لودھی صاحب ! آپ فرمائیے۔

جناب محمد ارشد خان لودھی : جناب سپیکر ! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے بڑی دیر کے بعد مجھے ٹائم دیا ہے۔ اگر اس ہاؤس کے تقدس کی بات کرتے ہیں تو پھر تقدس تو سب کا ہوتا ہے۔ ایک اکیلے سپیکر کا تقدس نہیں ہوتا۔ میرے تین objections ہیں۔ میں قانون کے مطابق بات کروں گا۔ ساتھی بیٹھے ہیں' اگر سننا چاہیں تو سن لیں۔ یہ ایک سیاسی مسئلہ ہے' یہ ایک process ہے' اس کو چلنے دیں۔ ہمیں اعتراض نہیں۔

پہلا اعتراض یہ ہے کہ آپ کرسی صدارت پر نہیں بیٹھ سکتے' اس پر میں دلائل بعد میں دوں

گا۔ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اس ہاؤس میں motion put ہو چکی ہے اور یہ وہ motion ہے کہ it is a matter which is to be decided by the Assembly یہ substantive motion ہے اس پر رائے نہیں دینی بلکہ اس کو decide کرنا ہے۔ یہ resolution نہیں۔ resolution میں رائے ہوتی ہے لیکن جو ہمارا یہ substantive motion ہے اس پر فیصلہ ہوتا ہے۔ اس پر کچھ لوگوں نے مخالفت میں جانا ہے اور کچھ ممبران اس کے حق میں ووٹ دیں گے۔ تیسرا اعتراض یہ ہے کہ اس میں debate ہونی چاہیے تاکہ debate میں یہ فیصلہ ہو سکے کہ کس نے کس کی طرف جانا ہے۔ پھر اس میں ہم ڈویژن چاہتے ہیں۔ آپ کے پاس تین طریقے ہیں۔ ایک بات' آپ yes کرتے ہیں اور no کرتے ہیں۔ ہم اس سے disagree کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ ممبران کو کھڑے کرتے ہیں یا بیٹھنے کے لیے کہتے ہیں لیکن ہم اس سے disagree کرتے ہیں کیونکہ اس کی counting آپ کا عملے کرے گا۔ آپ سپیکر بھی خود ہیں اور عملہ بھی آپ کا ہی ہے۔ یہ autonomous body ہے اور جو آپ کے سیکورٹی کے عملے نے ایوان کے تقدس کو پامال کیا ہے' جو آپ نے خود بھرتی کیا ہے۔

سردار عاشق حسین گوپانگ : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی : جناب سپیکر ' انھیں کہیں کہ ان کو بولنے دیں' یہ ماحول کو خراب کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : گوپانگ صاحب ! ان کو بات کر لینے دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد ارشد خان لودھی : تیسری بات ہم ڈویژن چاہیں گے اور اس لیے چاہیں گے کہ آپ کا عملہ اس کو گنے گا۔ We dont believe it آدمیوں کی ضرورت ہے۔ ہم concrete قسم کا ریکارڈ چاہتے ہیں۔ وہ ہے ڈویژن۔ yes والے ادھر جائیں گے' no والے اُدھر جائیں گے ۔ وہاں پر گنتی ہو گی۔ لکھا جائے گا اور پھر یہاں پر آپ announce کریں گے۔ یہ ہے طریق کار' یہ ہے قانون' یہ ہے ضابطہ۔ اب پہلی بات یہ ہے کہ آپ کیوں نہیں بیٹھ سکتے؟

میاں منظور احمد موہل : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد ارشد خان لودھی : آپ سنیں تو سہی۔ میرے آپ ساتھی بھی رہے ہیں' کوئی بات نہیں'

اسلام آباد سے ہو آئے ہیں تو کیا ہوا۔

(قطع کلامیاں)

میری بات سنیں، آپ کیوں نہیں بیٹھ سکتے۔ آپ اس لیے نہیں بیٹھ سکتے کہ آپ interested body ہیں۔ آپ interested ہیں۔ آپ اس کے mover ہیں۔ جو 62 ممبر ہیں اس میں نمبر 19 پر آپ کا اسم مبارک ہے تو آج آپ آفیشل ڈیوٹی میں ہیں۔ سمجھ لیجیے آپ آفیشل ڈیوٹی کر رہے ہیں۔ آپ interested ہیں، آپ جانبدار ہیں۔ آپ ان کی پارٹی ہیں تو جناب سپیکر نے فیصلہ کرنا ہے۔ سپیکر نے تو rules and regulations کا فیصلہ کرنا ہے۔ ایسی بات نہیں ہے یہ تو natural justice کے خلاف ہے۔ جناب سپیکر! یہ آئین کے بھی خلاف ہے، یہ oath آپ نے اٹھایا ہے اور اس میں یہ آپ نے حلف اٹھایا ہے کہ "That I will not allow my personal interest..."

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر! اگر مجھے اجازت دیں تو میں کچھ عرض کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : لودھی صاحب! دو نکتوں پر بحث ہے۔ ایک یہ کہ آج آپ کو discussion کرنے کا اختیار ہے یا نہیں ہے؟ دوسرا آپ ڈویژن کا فرما رہے ہیں۔ آپ براہ کرم میری رہنمائی فرمائیں۔

جناب محمد ارشد خان لودھی : پہلی بات پر تو فیصلہ کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ میری رہنمائی فرمائیں کہ آپ کو discussion کا اختیار کس قانون کے تحت ہے؟

میاں منظور احمد موہل : یہ پوائنٹ آف آرڈر ہو ہی نہیں سکتا۔ پوائنٹ آف آرڈر ایک نکتے پر ہو سکتا ہے، کئی باتیں پوائنٹ آف آرڈر میں نہیں آ سکتی۔

جناب محمد ارشد خان لودھی : پہلے تو آپ بیٹھ ہی نہیں سکتے۔ اگلی بات تو پھر بعد میں چلے گی۔ نمبر 2 یہ آئینی پروویژن ہے۔ نمبر 3 disqualification of a member اس میں ہے disqualification میں لکھا ہوا ہے کہ جو morality کے خلاف جائے گا وہ dismember ہو جائے گا۔ آپ morality کے خلاف جا رہے ہیں۔ آپ اخلاقیات کے خلاف جا رہے ہیں۔ You will be dismembered تو پہلے آپ یہ تو فیصلہ کریں پھر میں آگے چلوں گا۔ پہلے آپ بیٹھ سکتے ہیں یا نہیں بیٹھ سکتے، کون سے

Rule کے تحت ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر : جی میں اس کو rule out کرتا ہوں۔ میں بطور ڈپٹی سپیکر، سپیکر کی absence میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں۔

میاں منظور احمد موہل : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : موہل صاحب فرمائیے!

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے، قابل احترام وزیر قانون نے جو باتیں کی ہیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر میں صرف ایک نکتہ آ سکتا ہے۔ کئی نکات پر بات نہیں ہو سکتی۔ جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ انھوں نے کہا ہے کہ یہ ریزولیشن نہیں، یہ موشن ہے۔ تو جناب والا! میں اس مسئلے پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ آپ رول 18 کو ملاحظہ فرمائیں۔ اس میں یہ ہے :۔

"18 Not less than twenty percentum of the total membership of the Assembly may give notice to the Secretary in writing for moving a resolution .."

ریزولیشن کو move کرنے کے لیے دیا جائے گا یہ کہتے ہیں کہ یہ ریزولیشن ہی نہیں، آگے (4) یہ ہے کہ،

"After the resolution has been moved"

یہ کہتے ہیں کہ یہ ریزولیشن ہی نہیں۔ یہ ریزولیشن ہے، یہ پیش ہو چکا ہے۔ اب کیا ہو گا،

"The Speaker shall subject to Article 136 of the Constitution fix a day...."

اب رول 136 کیا کہتا ہے۔ جناب والا! رول نمبر 136 یا 18 میں صرف voted upon ہے کہ ووٹ ڈالا جائے گا، اس میں ڈسکشن کے بارے میں کہیں پر بھی نہیں لکھا ہوا۔ یہ جناب والا! ریزولیشن ہے۔

بادشاہ میر خان آفریدی : جناب والا! یہ قانون کی بات کرتے ہیں، آپ ذرا ان سے پوچھئے کہ کیا وفاداری کا بھی کوئی قانون ہے؟

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! آپ میری بات سنیئے ! (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر : تشریف رکھیں۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! اب میں رول کا حوالہ دیتا ہوں اور یہ رول 184(8) ہے۔

184(8) A member shall not raise a point of order-

(c) When a question on any motion is being put to the Assembly. "

آپ نے اسمبلی میں سوال put کر دیا ہے۔ آپ نے اسمبلی میں ریزولیشن پیش کر دیا ہے۔ اب اس پر ووٹنگ ہونی ہے۔ لہذا اب اس پر کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ یہ قانون کی بات ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اعلیٰ (غلام حیدر وائیں): جناب سپیکر ! میری گزارش یہ ہے کہ ہم سب اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ہمیں اداروں کی اچھی روایت قائم کرنی چاہیے۔ جناب سپیکر ! آج No Confidence Motion کو decide ہونا ہے۔ اس پر discussion ہوئی ہے اور اس کے بارے میں فیصلہ کرنا ہے۔ یہ تحریک جمہوری عمل کا حصہ ہے اور اس کو میرے خیال میں اتنی پریشان کن صورت میں نہیں لینا چاہیے۔ اس پر فیصلہ بالآخر اس ایوان کی اکثریت نے ہی کرنا ہے لہذا میری آپ سے استدعا ہے کہ خدا کے لیے اس اسمبلی کی روایات میں غلط روایت یا شرم ناک روایت کا اضافہ نہ کریں اور آپ اس تحریک پر قانون اور جمہوری عمل کے مطابق اپنا فیصلہ صادر فرمائیں اور اس بارے میں وزیر قانون صاحب نے جو بات کہی ہے کہ آپ اس تحریک میں One of the movers ہوتے ہوئے غیر جانبدارانہ کردار ادا نہیں کر سکتے۔ یہ بات ہماری اسمبلی کی تاریخ میں سوہان روح بن کر اس کا حصہ بن جائے گی لہذا میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ آپ اس کو بڑے احسن انداز سے سر انجام دیں آپ اس debate کو بلڈوز نہ کریں۔ آپ اس پر تقاریر کروائیں ۔ آپ جنھوں نے عدم اعتماد کی تحریک دی ہے ان کو حق دیں اور جو اس کے خلاف ہیں ان کو بھی حق دیں۔ اس کے بعد آپ اس پر ووٹنگ اور ڈویژن کروانے کے بعد اپنا فیصلہ کریں۔ ہم جناب والا ! اس فیصلے کو تسلیم کریں گے۔ یہی جمہوری عمل کا حصہ ہے۔ اس لیے میری آپ سے استدعا ہے کہ اس کو بلڈوز نہ کیجیے اور جمہوری روایات کو نہ چھوڑیں۔ جناب والا! یہاں پر جو بدمزگی ہوئی ہے یہ صرف اس وجہ سے ہوئی ہے کہ آپ نے اس کو بلڈوز کرنے کا فیصلہ

unfortunately کر دیا تو میری آپ سے استدعا ہے کہ اس معزز ایوان کو اچھی روایات کی رکھوالی کے طور پر آپ اس پر debate کروائیے۔ ہمیں خواہ ساری رات کیوں نہ بیٹھنا پڑے ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ جانبدار سپیکر نہیں ہیں۔ آپ one of the movers ہیں۔ اس لیے آپ مہربانی کر کے اچھی روایات ڈالیے اور جانبدار سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہو تو وہ انشاء اللہ اچھی روایات کی پاس داری کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اس سلسلے میں، میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ جو پہلا پوائنٹ آف آرڈر تھا اس پر جو اعتراض کیا تھا اس کو میں rule out کر چکا ہوں۔

باقی جو دوسری بات ہے اس بارے میں، میں عرض کر چکا ہوں کہ آپ اس بارے میں آئین میں کوئی واضح رول دکھائیں یا رولز آف پروسیجر میں اگر کوئی بات ہو تو ہم آپ کی بات ماننے کے لیے تیار ہیں۔ باقی رہ گیا ڈویژن کا مسئلہ، ڈویژن کے مسئلے تک آپ پہنچنے دیں اس پر آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ (قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں۔ میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنے جذبات پر کنٹرول رکھیں ۔ یہ نہایت ہی اہم مسئلہ ہے۔ اسے ہم نے آج نمٹانا ہے۔ آپ مہربانی فرما کر اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہوں۔

(قطع کلامیاں)

وزیر خزانہ : جناب سپیکر، آپ preside نہیں کر سکتے۔ اس ایوان کو کس رول کے تحت چلایا جا رہا ہے؟ (ہنگامہ و قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر : اب ہمارے معزز قائد ایوان فرما رہے ہیں کہ اس پر debate ہونی چاہیے۔ جو اس بات کے حق میں ہیں کہ اس پر debate ہونی چاہیے وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔

(اس مرحلے پر معزز ممبران کی ایک کثیر تعداد نے اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کر اس بات کا اظہار کیا کہ اس قرار داد پر debate نہیں ہونی چاہیے)

جناب ڈپٹی سپیکر : میرا خیال ہے کہ اب ایوان نے اس پر اپنا فیصلہ دے دیا ہے۔ میں نے سوال put کر دیا تھا۔ نیز ملکی صورت حال کے زیر اثر جمہوری روایات کا قلع قمع کیا گیا ہے۔ لہذا

"یہ ایوان جناب غلام حیدر وائیں وزیر اعلیٰ پنجاب پر عدم اعتماد کا اظہار کرتا ہے"۔

جو اس قرار داد کے حق میں ہیں وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔

(اس مرحلے پر معزز ایوان کی ایک بھاری اکثریت کھڑی ہو گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: لہذا قرار داد منظور ہوئی۔ سیکرٹری اسمبلی کھڑے ہوئے، معزز ممبران کی گنتی کر لیں اور ہمارے پریس کے دوست بھی اس کو نوٹ فرمالیں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلے پر چند معزز ممبران جناب ڈپٹی سپیکر کے سامنے جمع ہو گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی نشستوں پر تشریف فرما ہوں۔ اگر میں نے غلط کام کیا ہے تو آپ عدالت میں چیلنج کریں۔ آپ کے پاس عدالتیں کھلی ہیں۔ آپ عدالت میں چیلنج کر دیں۔ آپ کے پاس remedy موجود ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

چودھری اختر رسول: اس کے بعد ہر مہینے vote of no confidence آئے گا۔ ہم آپ کی یہاں نہیں چلنے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی مرضی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ ہم ڈویژن کرائیں گے۔ آپ کو کسی قسم کا شک و شبہ ہے تو ہم ڈویژن کرائیں گے۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ یہ سب کچھ قانون اور ضابطے کے تحت ہو رہا ہے۔ لہذا آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) اگر میں نے کوئی غلط فیصلہ کیا ہے تو اس کو آپ عدالت میں چیلنج کر لیں۔ آپ کے پاس ہائی کورٹ ہے، سپریم کورٹ ہے، آپ کے لیے عدالتیں موجود ہیں۔ آپ وہاں پر اس کو چیلنج کر سکتے ہیں۔

" قرار داد کے حق میں 157 ووٹ آئے ہیں "

(نعرہ ہائے تحسین)

اب جو اس قرار داد کے خلاف ہیں وہ اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب! آپ اس ہاؤس کے تقدس کو پامال کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب: آپ تشریف رکھیں۔ میں اس ہاؤس کے تقدس کو آپ سے بہتر جانتا ہوں۔ آپ پلیز بیٹھیں، اب بہت ہو چکا ہے۔ چودھری صاحب: میں آپ سے درخواست کرتا

ہوں کہ آپ بیٹھیں، آپ تشریف رکھیں۔ اگر کسی دوست کو میرے یہاں بیٹھنے پر اعتراض ہے یا میں نے کوئی خلاف ورزی کی ہے تو عدالتیں پڑی ہیں۔ وہاں پر وہ دوست میری آج کی کارروائی کو چیلنج کر سکتے ہیں۔ یہ ساری کارروائی قانون کے مطابق ہے۔ لہذا جو لوگ اس قرار داد کے خلاف ہیں وہ اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں۔

(تین دفعہ دہرایا گیا)

جو لوگ بیٹھے ہیں وہ بھی "ہاں" کہنے والوں کے ساتھ شمار کیے جائیں گے۔ جو لوگ کھڑے ہیں ان کی گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی)

جو لوگ کھڑے ہیں ان کی تعداد 20 ہے۔ لہذا یہ قرار داد اکثریت رائے سے منظور ہوئی ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER:

In exercise of the powers conferred on me by clasuse(3) of Articile 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Mian Manzoor Ahmed Wattoo, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab with effect on and from the 25th April, 1993, after the termination of the sitting on that day.

In exercise of the powers conferred under Article 54(3) read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Mian Manzoor Ahmad Wattoo, Speaker of the Provicial Assembly of the Punjab do, for the pruposes of clause (2A) of Article 130 of the Constitution, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet immediately on the prorogation of the session summoned by me on 21st April,

1993 at the Assembly Chambers, Lahore.

نئے وزیر اعلیٰ کے تعیّن کے لیے تجویز نامے داخل کرنے کے لیے اوقات کا اعلان

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر! میں ایک تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی موہل صاحب! فرمائیے۔

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کے انضباط کار قاعدہ نمبر (4) بی 16 کے تحت تجویز نامے داخل کرنے کا وقت 6 بجے شام تھا جو گزر چکا ہے لہذا انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اور امیدواران کو مناسب وقت دینے کے لیے قاعدہ نمبر 16(B)(4) کی مقتضیات کو قاعدہ نمبر 202 انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے تحت معطل کیا جائے اور آج رات 8 بجے شام کا وقت متعین کیا جائے تاکہ تجویز نامے داخل کیے جا سکیں"۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کے انضباط کار قاعدہ نمبر (4) بی 16 کے تحت تجویز نامے داخل کرنے کا وقت 6 بجے شام تھا جو گزر چکا ہے لہذا انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اور امیدواران کو مناسب وقت دینے کے لیے قاعدہ نمبر 16(B)(4) کی مقتضیات کو قاعدہ نمبر 202 انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے تحت معطل کیا جائے اور آج رات 8 بجے شام کا وقت متعین کیا جائے تاکہ تجویز نامے داخل کیے جا سکیں"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر : اب وزیر اعلیٰ کے لیے تجویز نامے آج رات آٹھ بجے تک دفتر سیکرٹریٹ پنجاب اسمبلی میں وصول کیے جائیں گے۔ ان کی جانچ پڑتال ڈپٹی سپیکر کے کمرے میں ساڑھے آٹھ بجے ہو گی اور 9 بجے دوبارہ اجلاس یہاں پر ہو گا۔

رات کے دس بجے

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس)

اتوار 25۔ اپریل 1993ء

(یک شنبہ 3 ۔ ذیقعد 1413ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں رات 9 بج کر 10 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میاں مناظر علی رانجھا کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ سورۃ آل عمران آیت 77 ،سورۃ النحل آیت 94

جو لوگ اللہ کے اقراروں اور اپنی قسموں (کو بیچ ڈالتے ہیں اور ان) کے عوض تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں ان کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ ان سے اللہ نہ تو کلام کرے گا اور نہ قیامت کے روز ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کو دکھ دینے والا عذاب ہوگا ۝ اور اپنی قسموں کو آپس میں اس بات کا ذریعہ نہ بناؤ کہ (لوگوں کے) قدم جم چکنے کے بعد لڑکھڑا جائیں اور اس وجہ سے کہ تم نے لوگوں کو اللہ کے رستے سے روکا تم کو حقوت کا مزا چکھنا پڑے اور بڑا سخت عذاب ملے ۝

وما علینا الاالبلاغ ۝

نئے وزیر اعلیٰ کا تعیّن

جناب ڈپٹی سپیکر: آئین کے آرٹیکل 130 کی ضمن (a) کے تحت ارکان اسمبلی کی اکثریت کے اعتماد کے حامل رکن کے تعیّن کے لیے تجویز نامے داخل کرنے کا وقت مورخہ 25-4-1993 رات 8-00 بجے تک تھا۔ پہلے چار تجویز نامے میاں منظور احمد وٹو، رکن صوبائی اسمبلی پنجاب حلقہ نیابت 159 کے حق میں موصول ہوئے، یہ سب جانچ پڑتال کے بعد درست قرار پائے۔ اور کوئی تجویز نامہ موصول نہیں ہوا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

لہذا صوبائی اسمبلی پنجاب کے قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر 16(c) کے تحت ایوان ایسے رکن کا تعین کرے گا جسے ارکان اسمبلی کی اکثریت کا اعتماد حاصل ہو۔ سیکرٹری اسمبلی اب اس کارروائی کے طریقہ کار کا مفصل اعلان کریں۔

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تعیّن کی کارروائی کے آغاز میں جناب سپیکر حکم دیں گے کہ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں تاکہ ارکان اپنی اپنی نشستیں سنبھال لیں۔ گھنٹیوں کے خاتمے پر لابیوں میں داخلے کے تمام دروازے مقفل کر دیے جائیں گے کیونکہ میاں منظور احمد وٹو کے حق میں تجویز نامے پہلے موصول ہوئے ہیں اس لیے قواعد کے مطابق جو ارکان میاں منظور احمد وٹو کی حمایت کرنا چاہتے ہیں وہ ایک قطار میں اس مقصد کے لیے متعین شمار کنندگان کے پاس سے گزریں گے جو ان کی رائے درج کریں گے۔ شمار کنندگان کے پاس پہنچ کر ہر رکن اپنی باری پر اپنا الاٹ کردہ ڈویژن نمبر پکارے گا۔ ارکان کی سہولت کے لیے ان کا پی پی نمبر ہی ان کا ڈویژن نمبر ہے۔ ہر رکن کی سیٹ پر ان کا ڈویژن نمبر موجود ہے۔ شمار کنندہ tellers اس وقت متعلقہ رکن کا نام پکار کر ڈویژن لسٹ میں اس کے نمبر پر ٹک کرے گا۔ کوئی معزز رکن اس وقت تک شمار کنندہ کے پاس سے نہیں ہٹے گا جب تک وہ اپنی رائے کے صحیح اندراج کا اطمینان نہ کر لے۔ اپنی رائے درج کروانے کے بعد متعلقہ رکن لابی میں چلے جائیں گے اور اس وقت تک چیمبر میں واپس نہ آئیں گے جب تک دوبارہ گھنٹیاں نہ بجائی جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائیں جائیں۔

(اس مرحلے پر پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ارکان! کارروائی کا آغاز کریں۔ باری باری شمار کنندگان کے پاس تشریف لے

جائیں اور اپنا پی پی نمبر پکاریں۔ آپ حضرات اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہوں۔ آہستہ آہستہ چلیں' رش زیادہ ہو جائے گا۔ ایک لائن بنالیں اور اس طرف سے شروع کر کے باری باری باہر تشریف لے جائیں۔

(معزز ارکان باری باری "Ayes" کے دروازے سے باہر تشریف لے گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر : دو منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

معزز ممبران سے درخواست ہے کہ وہ اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہوں تاکہ نتیجے کا اعلان کیا جا سکے۔ ڈویژن کے بعد جو نتیجہ سامنے آیا ہے اس کے مطابق جناب میاں منظور احمد وٹو کو اس ایوان کے معزز ارکان کی اکثریت کا اعتماد حاصل ہے۔ یعنی 154 معزز ممبران ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) 154 معزز ممبران نے ان کو اعتماد کا ووٹ دیا ہے لہٰذا آئین کے آرٹیکل 130(2)A' مقاصد کے لیے ان کے حق میں میجارٹی ascertain ہو گئی ہے۔ اب میں جناب میاں منظور احمد وٹو سے درخواست کروں گا کہ وہ لیڈر آف دی ہاؤس کی سیٹ پر تشریف فرما ہوں۔

(اس مرحلے پر میاں منظور احمد وٹو لیڈر آف دی ہاؤس کی سیٹ پر متمکن ہوئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

میں نئے منتخب شدہ قائد ایوان جناب میاں منظور احمد وٹو صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور پنجاب اسمبلی کے ان معزز ممبران نے جو ان پر بھرپور اعتماد کیا ہے' میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس اعتماد کو پورا کرنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

انھوں نے 1985ء سے لے کر آج تک بطور سپیکر اپنے فرائض منصبی نہایت ہی خوش اسلوبی' ایمانداری اور غیر جانبداری سے ادا کیے ہیں۔ ان کا بطور سپیکر زمانہ ایک یادگار زمانہ ہو گا۔ انھوں نے سپیکر کے اس مرتبہ کو جو رتبہ اور مرتبہ دیا وہ آپ سب حضرات بخوبی جانتے ہیں۔ اب ان پر بطور وزیر اعلیٰ پنجاب موجودہ حالات میں ذمہ داریوں کا بوجھ آن پڑا ہے اور پنجاب کے کروڑوں عوام کی نظریں اور ان معزز ممبران اسمبلی کی نظریں ان پر لگی ہوئی ہیں۔ میاں منظور احمد وٹو صاحب ایک بہترین سیاست دان ہیں' لہٰذا مجھے امید ہے کہ وہ اپنی فہم و فراست سے کام لیتے ہوئے اپنے اس نئے عہدہ کو پنجاب کے

کروڑوں عوام کی خواہشوں کے مطابق' آپ صاحبان کی امیدوں اور توقعات کے مطابق چلائیں گے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے اس عہدے کو اچھے انداز میں نبھانے کے لیے طاقت' قوت اور حوصلہ عطا فرمائے۔(آمین) شکریہ۔

(آوازیں۔ نہیں)

نو منتخب قائد ایوان کا خطاب

جناب ڈپٹی سپیکر : اب میں میاں منظور احمد وٹو صاحب سے درخواست کروں گا کہ اگر وہ مناسب سمجھیں تو وہ ممبران اسمبلی کا شکریہ ادا کریں اور اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

میاں منظور احمد وٹو (قائد ایوان) : بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر ! شکریہ' آپ نے مجھے اظہار تشکر کا موقع عطا فرمایا۔

جناب سپیکر ! آج ایک تاریخی دن ہے کہ جس روز پنجاب کے ساڑھے چھ کروڑ عوام کے منتخب معزز نمائندوں نے روایات سے ہٹ کر' گھسی پٹی سیاست سے ہٹ کر اپنے جمہوری حق کو استعمال کرتے ہوئے پنجاب میں قیادت تبدیل کی۔ اس لحاظ بھی یہ تاریخی نوعیت کا واقعہ ہے کہ پاکستان میں کسی sitting حکومت کے خلاف یہ پہلا No Confidence Motion کامیاب ہوا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

آج تک جتنی بھی تحاریک پیش ہوئیں' ناکامی ان کا مقدر بنی اور یہ چیز ہماری پارلیمانی تاریخ میں ایک مسلمہ بنتی جا رہی تھی کہ sitting حکومت کے خلاف عدم اعتماد ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں پنجاب کے ان معزز اراکین اسمبلی کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے اس روایت کو ختم کر کے ایک روشن مثال قائم کی ہے۔ آئندہ بھی لوگ ایوان کے اندر اپنی پارٹی کے اندر قیادت کی تبدیلی کے لیے کوشش کرتے رہیں گے اور اپنا جمہوری حق استعمال کرتے رہیں گے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج میں لمبی بات نہیں کرنا چاہتا۔ میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ عزتوں کا مالک وہی ہے جس کو چاہیے وہ بہت بڑی عزت سے نواز دے اور جس کو چاہے ذلت کے گڑھوں میں دھکیل دے۔ آپ صاحبان جو عوام کے نمائندے ہیں یہ آپ کے اختیار میں ہے کہ آپ اپنے میں سے ایک شخص کو اپنا قائد ایوان بنائیں اور صوبے کا Chief Executive بنائیں۔ میں خدا تعالیٰ کی ان

عنایات' جو بے کراں اور بے پایاں ہیں اور جس کا اظہار تشکر انسانی بس میں نہیں ہے' کے بعد میں اپنے بھائیوں اور اپنی بہنوں کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اس عزت کے قابل سمجھا۔ آپ نے مجھے یہ بہت بڑا اعزاز بخشا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اتنی سی بات ضرور قابل ذکر ہے کہ یہ ایوان 248 معزز اراکین پر مشتمل ہے اور اس ایوان میں پاکستان مسلم لیگ کے 220 اراکین اسمبلی منتخب ہو کر آئے ہیں۔ آج کے عدم اعتماد میں پاکستان پیپلز پارٹی نے حصہ نہیں لیا اور جماعت اسلامی کے تین معزز دوستوں نے اس کو جائز اور جمہوری حق سمجھتے ہوئے اس میں حصہ لیا(تالیاں) لیکن جو بات میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس ایوان میں اکثریت پاکستان مسلم لیگ کی ہے ' مسلم لیگ کے معزز اراکین کے تعداد 220 ہے تو آج آپ نے دیکھ لیا کہ ان 220 میں سے 154 معزز اراکین نے اس عدم اعتماد میں حصہ لیتے ہوئے مجھے اپنا قائد ایوان منتخب کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

تو اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی' جماعت اسلامی اور پی ڈی پی کے معزز ممبران نکال کر sitting گورنمنٹ کے پاس اتنی ہی اکثریت بقایا رہ جاتی ہے۔ تو یہ اپنی پارٹی کے اندر قیادت کی تبدیلی کا واقعہ پاکستان کی پارلیمانی تاریخ میں پہلی مرتبہ وقوع پذیر ہوا ہے۔ دنیائے سیاسی تواریخ میں تو متعدد مقامات پر ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں کہ لوگ اپنی پارلیمانی پارٹی میں بیٹھ کر اپنی قیادت کو تبدیل کر لیتے ہیں اور عدم اعتماد کی نوبت نہیں آتی۔ مجھے خوشی ہوتی کہ اگر سابق قائد ایوان پارلیمانی روایات کا احترام کرتے کیونکہ ان کی پارٹی نے ان کو قائد ایوان مقرر کیا تھا۔ جب انھوں نے ان پر عدم اعتماد کا اظہار کیا اور ان کو ہٹانے کا راستہ اختیار کیا' تو اگر ان میں جمہوری اقدار کی پاسداری ہوتی اور میری بھی خواہش تھی کہ وہ جمہوری روایات کی پاسداری کرتے۔ میری خواہش تھی کہ وہ آپ کے جذبات کا احترام کرتے۔ میری خواہش تھی کہ وہ آپ کی رائے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے۔ میری خواہش تھی کہ وہ کھیل کے اصولوں کی پاسداری کرتے لیکن وہ نہ صرف یہ کہ آپ کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے مستعفی نہیں ہوئے بلکہ آج جس انداز میں ان کی قیادت میں ایوان کے اندر آپ کے فیصلے کے خلاف' اکثریت کے اس فیصلے کے خلاف' اکثریت کے اس جمہوری حق کے خلاف اور پاکستان مسلم لیگ سے تعلق رکھنے والے اراکین اسمبلی کے اس فیصلے کے خلاف جس اوچھے انداز میں ہمارے کچھ کرم فرماؤں نے سابق قائد ایوان کی سرکردگی میں حصہ لیا میں سمجھتا ہوں

یہ انتہائی طور پر شرمناک اور قابل مذمت بات ہے۔

(شیم، شیم)

ہمیں اس ملک میں جمہوری اقدار کی پاسداری کرنا ہے۔ جمہوریت کے اس نوخیز پودے کی اعلیٰ روایات سے، شرافت سے، شائستگی سے اور پارلیمانی اقدار کی پاسداری سے آبیاری کرنی ہے۔ تاکہ اس میں پھل آئیں اور سارا ملک اس سے مستفید ہو۔ آج کا واقعہ انتہائی طور پر قابل افسوس واقعہ ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں آج ان لوگوں نے اس غنڈہ گردی میں حصہ لیا، جنھوں نے شرافت اور شائستگی کا دامن ہاتھ سے چھوڑ کر پارلیمانی روایات کی دھجیاں اڑائیں ہیں، کاش! وہ ایسا نہ کرتے۔ کاش! وہ پاکستان میں جمہوری اقدار کی پاسداری کا سوچتے۔ کل وہ اس ایوان میں اس کرسی پر بیٹھے تھے، قائد ایوان کی کرسی پر بیٹھے تھے۔ یہ قانون قدرت ہے کہ یہ منصب کسی کو ہمیشہ کے لیے نصیب نہیں ہوتے۔ یہ ایک آنی جانی چیز ہے۔ لوگوں کو منصب ملتے ہیں اور لوگوں سے منصب چھن بھی جاتے ہیں۔ جب ملتے ہیں تو خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے اور جب چھن جائیں تو اتنا دکھ نہیں کرنا چاہیے کہ جس دکھ کے اظہار کا انھوں نے یہ طریقہ اختیار کیا۔

میں آج صرف یہ عرض کروں گا کہ جس ہمت کے ساتھ، جس تدبر، فہم و فراست کے ساتھ، جس حوصلے کے ساتھ اور جس عزم کے ساتھ میاں مناظر علی رانجھا صاحب نے سپیکر کے فرائض سر انجام دیے ہیں اس کے لیے میں ان کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جن مشکل، کٹھن حالات اور ایسی charged situation میں جناب سپیکر! آپ نے اعلیٰ پارلیمانی روایات قائم کی ہیں۔ ہم سب اس کی دلی طور پر قدر کرتے ہیں اور آپ کے لیے نئے جذبات رکھتے ہیں اور ہمارے دل سے آپ کے لیے دعائیں نکلتی ہیں کہ اللہ کریم آپ کو ان روایات کی پاس داری کی اور توفیق عطا کرے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں پریس کا، پاکستان کے قومی اخباروں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے آپ کے اس مشن کی تکمیل میں، آپ کی اس کاوش کو نہایت مستحسن نظروں سے دیکھا۔ ہمارے قومی اخبارات نے جائز، مناسب اور احسن انداز میں اس سارے جمہوری عمل کو پریس میں پیش کیا ہے۔ میں تمام قومی اخبارات کا دلی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے یہ رول نہایت احسن طریقے سے ادا کیا۔

اس کے ساتھ ہی میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں foreign diplomate بیٹھے ہیں' یہاں ہمارا قومی پریس موجود ہے' یہاں پریس گیلری میں معزز لوگ بیٹھے ہیں' یہاں آفیسرز باکس میں' آفیشل گیلری میں معزز لوگ بیٹھے ہیں۔ یہ معزز اراکین جنھوں نے آج غلام حیدر وائیں صاحب کے خلاف عدم اعتماد کیا ہے اور مجھے قائد ایوان منتخب کیا ہے۔ سپیکر صاحب نے فیصلے کا اعلان کر دیا ہے۔ اگر آپ میں سے کسی کو' پریس کے بھائیوں کو اور diplomats کو' اگر کسی کو کسی قسم کا کوئی مغالطہ ہے تو اپنی آنکھوں سے اور اپنے شعور سے ان ایک ایک کو گن کے دیکھ لے کہ اس وقت 154 اراکین ایوان میں موجود ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

تو پھر آپ ضرور دیکھیے گا کہ 154 معزز اراکین اسمبلی جو vote of no confidence کے وقت 157 تھے اور اس وقت 154 بیٹھے ہیں۔ یہ معزز اراکین اسمبلی جنھوں نے اپنا فیصلہ دیا ہے' ان کے اس جمہوری حق کو سلب کرنے کے لیے' اس اکثریت کے خواب کی تکمیل کے لیے جو انھوں نے قواعد و ضوابط کے مطابق کارروائی کی' اس میں جس انداز میں رخنہ اندازی کرنے کی کوشش کی گئی اس کے آپ سب لوگ گواہ ہیں۔ اس کو آپ سب صاحبان جانتے ہیں کہ کس انداز میں انھوں نے یہ کارروائی کی اور کہتے ہیں کہ میاں مناظر علی رانجھا صاحب ' آپ نے اس vote of no confidence پر دستخط کیے ہیں لہذا آپ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ آپ اس کارروائی کی صدارت کریں۔ تو میں یہ کہوں گا کہ میں نے بطور سپیکر یہ فرائض سر انجام دیتے تھے اور قانون اور آئین مجھے ان فرائض کی انجام دہی سے نہیں روکتا لیکن چونکہ میں غلام حیدر وائیں صاحب کے مخالف تھا' ان کے مد مقابل تھا۔ میرے ان ساتھیوں نے مجھے ان کے مد مقابل اپنا لیڈر منتخب کیا تھا۔ اس لیے میں نے یہ مناسب نہیں سمجھا کہ میں ان کے خلاف vote of no confidence میں سپیکر کے فرائض سر انجام دوں۔ اس لیے میں نے ایک آرڈر کے تحت جناب میاں مناظر علی رانجھا' ڈپٹی سپیکر صاحب کو یہ اختیارات دیے کہ یہ اس کارروائی کو جمہوری اصولوں اور روایات کے مطابق conduct کریں۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ چونکہ ان کے ساتھی ہیں اس لیے آپ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ آپ کارروائی کو conduct کریں۔ تو میں یہ پوچھتا ہوں کہ یہ سب صاحبان جو یہاں بیٹھے ہیں یہ تو میرے ساتھی ہیں اور جو صاحبان نہیں بیٹھے' غلام حیدر وائیں صاحب کے ساتھ گئے ہیں۔ جنھوں نے اس وقت دھینگا مشتی کی ہے وہ غلام حیدر وائیں صاحب کے ساتھی ہیں۔ میں نے تو کارروائی کی صدارت جان بوجھ کر نہیں کی۔

اس لیے کہ میں سپیکر ہوں لیکن میں ان کا مدمقابل ہوں۔ اگر ڈپٹی سپیکر صاحب بھی صدارت نہ کرتے تو ان تمام معزز اراکین میں کچھ میرے ساتھی تھے اور کچھ غلام حیدر وائیں صاحب کے ساتھی تھے' اگر کوئی اور رکن کارروائی کی صدارت کرتا تو وہ کیسے ہوتی۔ اس لیے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ کارروائی بہر طور میری عدم موجودگی میں میاں مناظر علی رانجھا صاحب نے ہی چلائی تھی۔ قانون کے مطابق اور آئین کے مطابق انھوں نے وہ کارروائی کی ہے لیکن انھوں نے ان کے ساتھ غلط رویہ اختیار کیا ہے جس کا ان کے پاس کوئی جواز نہیں تھا۔

میں اپنی بہنوں کا' اپنے بھائیوں کا اور اپنے ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی کرم نوازی سے آپ نے مجھے یہ بہت بڑا منصب عطا کیا ہے۔ میرے لیے دعا بھی کیجیے گا کہ میں آپ کی توقعات پہ اور پنجاب کے ساڑھے چھ کروڑ عوام کی توقعات پہ پورا اتروں۔ میں اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے بھرپور کوشش کروں گا کہ میں پنجاب کے عوام کی خدمت کر سکوں اور آپ کی توقعات پر پورا اتر سکوں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ' بہت بہت مہربانی۔

(نعرہ ہائے تحسین)

MR DEPUTY SPEAKER:

In exercise of the powers conferred on me by clause(3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Mian Manzoor Ahmad Wattoo, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, hereby prorogue the Special Session of the Provincial Assembly of the Punjab summoned for the purposes of clause (2A) of Article 130 of the Constitution with effect on and from the 25th April, 1993, after the termination of the sitting on that day.

اجلاس کی طلبی کا فرمان

"In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Muhammad Altaf Hussain**, *Governor of the Punjab*, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Monday, the 26th April, 1993 at 5.00 p. m. in the Assembly Chamber Lahore.

Dated Lahore
The 26th April, 1993.

MUHAMMAD ALTAF HUSSAIN
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چودھواں اجلاس)

پیر 26۔ اپریل 1993ء

(دو شنبہ' 4 ۔ ذی القعد 1413ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں شام 6 بج کر 13 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر میاں مناظر علی رانجھا کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا
الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ
اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ
ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝

سورۃ النساء آیت 59

اے ایمان والو! تم اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو اور تم میں جو لوگ اہل حکومت ہیں اُن کا بھی پھر اگر امر میں تم باہم اختلافات کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور رسول کی طرف حوالہ کر لیا کرو اگر تم اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ امور سب بہتر ہیں اور ان کا انجام خوشتر ہے۔

وما علینا الاالبلاغ ٥

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر ۔ آج کے اجلاس کے لیے پانچ بجے کا وقت مقرر کیا گیا تھا۔ اور پانچ بجے ممبران کی ایک بڑی تعداد اس ایوان میں موجود تھی۔ یہ روایات اچھی نہیں ہیں کہ ایوان کے باہر ہی ایک ایوان سجایا جائے۔ جناب سپیکر، سوا چھ بجے آپ نے اسے شروع کیا ہے۔ ہم لوگ جو کہ بروقت آتے ہیں ہمیں کس بات کی سزا دی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پراچہ صاحب، میں معذرت خواہ ہوں۔ انشاء اللہ آئندہ اس سلسلہ میں احتیاط کی جائے گی۔

وزیراعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو پر اعتماد کے اظہار کی قرارداد

جناب ڈپٹی سپیکر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

آج کی یہ نشست اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آرٹیکل 130(3) کے تحت میاں منظور احمد وٹو صاحب پر اعتماد کے ووٹ کے اظہار کے لیے مخصوص ہے۔ اس ضمن میں ایک قرارداد میاں منظور احمد موہل اور جناب ریاض فتیانہ صاحب کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ میاں منظور احمد موہل اپنی قرارداد پیش کریں۔

میاں منظور احمد موہل، میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ۔

"یہ ایوان میاں منظور احمد وٹو پر بحیثیت وزیراعلیٰ پنجاب اپنے مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ۔

"یہ ایوان میاں منظور احمد وٹو پر بحیثیت وزیراعلیٰ پنجاب اپنے مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔"

جناب غلام حیدر وائیں، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وائیں صاحب۔

جناب غلام حیدر وائیں، جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔۔۔۔

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! کوئی تحریک یا قرارداد ایوان میں پڑھ دیں تو اس پر اس صورت حال میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا جا سکتا۔ اس کو oppose کیا جا سکتا ہے یا support کیا جا سکتا

ہے لیکن اس پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا جا سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ میں نے ابھی سوال put نہیں کیا۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھا سکتے ہیں۔

جناب غلام حیدر وائیں، جناب سپیکر، میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر اظہار خیال کا موقع عنایت فرمایا اور فاضل رکن کو یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی قرارداد جو ایوان میں زیر بحث ہے اس کو سپیکر صاحب پیش کر چکے تھے اس کے بعد میں نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ کل ایوان میں عدم اعتماد کی قرارداد پیش کی گئی تھی۔ میرا اور میرے رفقاء کا خیال تھا کہ ہم جمہوری اور صحت مند روایات میں اضافے کے طور پر اس پر کارروائی کروائیں اور اس کے قواعد و ضوابط کا حوالہ دیا گیا۔ اس کے لیے جمہوری روایات کا حوالہ دیا گیا اور اس کے لیے میں نے خود آپ کے پاس دو بار آ کر گزارش کی کہ یہ بات اس سے بہتر انداز میں بھی آگے چلائی جا سکتی تھی۔

میاں منظور احمد موہل، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ فرمائیے۔

میاں منظور احمد موہل، جناب سپیکر! میں فاضل رکن کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ

Rule 184(8): A member shall not raise a point of order to explain his position.

یہ اپنی پوزیشن explain کر رہے ہیں کہ کل یہ ہوا، وہ ہوا اور پھر جناب والا اسی کے تابع آگے ہے کہ،

184(2) A point of order shall relate to the business or matter before the Assembly at the moment. At the moment

جو کام اسمبلی کے سامنے ہو اس پر جناب والا! بات ہو سکتی ہے otherwise کل کے واقعے پر نہیں ہو سکتی۔ یہ میں نے جناب والا Rule 184(8)(b) کا حوالہ دیا ہے۔ position explain کرنے کے لیے according to our rule پوائنٹ آف آرڈر ہو ہی نہیں سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، موہل صاحب! آپ درست فرما رہے ہیں۔ وائیں صاحب! آپ مہربانی فرما کر آج کی جو proceeding ہو رہی ہے اس کے حوالے سے اگر کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو وہ ارشاد فرمائیں۔

جناب غلام حیدر وائیں، جناب سپیکر! میں تو آج کی قرارداد کے حوالے ہی سے بات کر رہا ہوں۔ اور اسی قرارداد کے حوالے سے ہی یہ پوائنٹ آف آرڈر میں نے اٹھایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وائیں صاحب' پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں ہو سکتی۔

جناب غلام حیدر وائیں، جناب والا! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ میرے خیال میں ہمیں اس ہاؤس کی proceedings کو احسن انداز میں چلانے کے لیے حوصلے اور بردباری کا عملی مظاہرہ کرنا ہو گا۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ کل کی تمام proceedings کو جس طرح سے bulldoze کیا گیا ہے قواعد و ضوابط کا' جمہوری روایات کا جس طرح سے مذاق اڑایا گیا ہے مجھے افسوس ہے کہ وہ بات جو اس سے احسن انداز سے ہونی چاہیے تھی ہمیں اس انداز سے یہاں پر اس کو proceed کرنے کا موقع نہیں دیا گیا میں اس بات پر اظہار معذرت کرتا ہوں اور افسوس بھی کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ کاش جو کچھ کل یہاں پر ہوا وہ نہ ہوتا۔ اور ہم قرارداد عدم اعتماد کو بھی حوصلے کے ساتھ سنتے' حوصلے کے ساتھ اس پر بحث کرتے اور حوصلے کے ساتھ اس پر جمہوری روایات کے مطابق فیصلہ کرتے اور اسے ہم بسر چشم تسلیم کرتے۔ آج کی یہ قرارداد جو اس ایوان میں پیش کی گئی ہے اور محترم میاں منظور احمد وٹو صاحب پر بطور وزیر اعلیٰ پنجاب آپ نے مکمل اعتماد کا اظہار کرنا ہے۔ یہاں میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ فوری طور پر ascertainment of majority کے لیے جس انداز سے سپیکر صاحب نے اجلاس بلوایا وہ بھی قواعد اور جمہوری روایات کی نفی کرتا ہے اور جس جلدبازی کے ساتھ یہ کام کیا گیا اس پر میں اور تمام حلقے حیرا نہیں کہ اتنی جلد بازی کی کیا ضرورت تھی؟ ہم نارمل انداز سے بھی اس بات کو کر سکتے تھے اور جو فیصلہ ہوتا اس کو ہم تسلیم کرتے لیکن ایسا نہیں کیا گیا لہذا جناب سپیکر! ان حالات میں مجھے افسوس ہے کہ میں اور میرے ساتھی اس اعتماد کی قرارداد میں حصہ نہیں لے رہے اور آپ کے اس رویے کے خلاف' اور کل کی کارروائی کے خلاف under protest walk out کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر محترم غلام حیدر وائیں اور ان کے گروپ کے ارکان ایوان سے واک آؤٹ کر گئے۔)

جناب محمد لطیف مغل: جناب سپیکر! نصراللہ دریشک صاحب کو بھیجیں کہ وہ جانے والوں کو منا کر لائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ ان کے ساتھ ملک سلیم اقبال اور ملک خدا بخش ٹوانہ صاحب کو بھی بھیج دیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب سپیکر! وائیں صاحب نے کل اپنی پریس کانفرنس میں یہ فرمایا ہے کہ آئی جی اور ڈی۔ آئی۔جی کی پارس ٹریڈنگ شرمناک ہے۔ جناب سپیکر! یہ براہ راست ارکان اسمبلی کے اوپر ایک الزام ہے۔ میں آپ کے توسط سے اپنے محترم بزرگ وائیں صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ وہی آئی جی صاحب ہیں جن کو مرکزی حکومت نے معطل کر دیا تھا اور اس وقت کی حکومت نے ان کو اینٹی کرپشن کے دفتر کا انچارج بنا دیا تھا جناب سپیکر! مزید برآں انھوں نے فرمایا کہ ڈی۔ آئی۔جی صاحب بھی پارس ٹریڈنگ میں شامل ہیں جناب والا میں آپ کے توسط سے ایک بار پھر پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ وہی ڈی۔ آئی۔جی صاحب ہیں جس سے میاں نواز شریف صاحب اور میاں شہباز شریف صاحب دن میں دس مرتبہ ٹیلیفون پر بات کرتے تھے۔

(اس مرحلہ پر ارکان کی طرف سے شیم شیم کے نعرے بلند ہوئے۔)

جناب سپیکر! آخر آج ان کو کیا ہو گیا ہے؟ میں اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ جو آدمی دوسروں کے لیے گڑھا کھودے گا ایک دن وہی آدمی اس گڑھے میں خود دفن ہو کر رہ جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اب مزید اس بات کو آگے نہیں بڑھانا چاہیے۔ اب میں سوال put کرتا ہوں میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہوں۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ،

"ایوان جناب میاں منظور احمد وٹو پر بحیثیت وزیر اعلیٰ پنجاب اپنے مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے"۔

(قرارداد منظور ہوئی)

نعرہ ہائے تحسین

وزیراعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو کو مبارک باد کے پیغامات

جناب ڈپٹی سپیکر، اب اگر کوئی دوست جناب قائد ایوان کو مبارکباد پیش کرنا چاہتے ہیں تو وہ پیش کر سکتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ موہل صاحب! آپ کا حق سب سے پہلے ہے۔ جی آپ فرمائیے۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، قائد ایوان کو منتخب ہونے پر اور ان کو اعتماد کا ووٹ ملنے پر جو حضرات قائد ایوان کو مبارکباد پیش کرنا چاہتے ہیں براہ کرم وہ اپنے نام سپیکر صاحب کو پہنچا دیں۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔۔۔

چودھری امجد علی وڑائچ، جناب والا! میرا خیال ہے کہ ایک مشترکہ طور پر سابقہ منسٹر کرنل صاحب ہی ہماری مبارکباد پیش کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ آپ موہل صاحب کو بات کر لینے دیں۔

میاں منظور احمد موہل، جناب سپیکر! آج کا دن نہایت ہی اہمیت کا حامل دن ہے کیونکہ ہم نے میاں منظور احمد وٹو پر اپنے اعتماد کا اظہار کیا ہے اور 158 ممبران نے ان پر اعتماد کا اظہار کیا ہے میاں منظور احمد وٹو کی ذات ہم سے ڈھکی چھپی نہیں وہ اسی ایوان میں تین مرتبہ سپیکر پنجاب اسمبلی رہے ہیں ممبران کے ساتھ ان کا رویہ نہایت ہی مشفقانہ ہے ان کا طریقہ کار جو ہم نے دیکھا ہے وہ بڑا ہی مہربان تھا انھوں نے ہمیشہ rule of law کی پاسداری کی ہے انھوں نے ہمیشہ جمہوری تقاضوں کو سب سے اولیت دی ہے۔

جناب تاج محمد خانزادہ، جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر، خانزادہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو موقع دیا جائے گا۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔

میاں منظور احمد موہل، تو ہم جو اراکین اسمبلی تھے انھوں نے یہ محسوس کیا کہ اگر اس ہاؤس میں تبدیلی لانی ہے تو میاں منظور احمد وٹو کی ذات سے بہتر ہمارے پاس کوئی اور شخصیت نہیں تھی کہ ہم

اس کو وزیر اعلیٰ مقرر کرتے۔ تو جناب والا! میں امید کرتا ہوں کہ جس طرح جناب میاں منظور احمد وٹو نے بطور سپیکر اپنے فرائض نہایت دیانتداری سے نہایت تدبر سے انجام دیے ہیں انشاء اللہ بعینہ اسی طرح وزیر اعلیٰ پنجاب کے فرائض بھی سرانجام دیں گے اور وہ تلخیاں جو اس ایوان میں پیدا ہوئی تھیں انشاء اللہ ان کو رفع دفع کریں گے تمام ممبران سے یکساں سلوک کریں گے اپنے تدبر اور فراست سے صوبہ پنجاب کے کروڑوں عوام اور ہاؤس کے معزز اراکین کو اپنے ساتھ لے کر چلیں گے اور میں انہی الفاظ پر اکتفا کرتا ہوں کیونکہ میرے دوسرے دوستوں نے بھی مبارکباد دینی ہے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے عزائم میں اپنی کارکردگی میں کامیاب و کامران کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی کرنل یاسین صاحب!

جناب ایم لطیف مغل: جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی مغل صاحب فرمائیے۔

جناب ایم لطیف مغل: جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کے سامنے ہے کہ ایوان نے منظور احمد وٹو صاحب کو وزیر اعلیٰ منتخب کیا ہے اور آج اعتماد کا ووٹ دیا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس پر کم از کم تین دن دینے چاہئیں کل کے جو حالات تھے ہمارے دوستوں اور مسلم لیگ کے ان ساتھیوں نے جنھوں نے تقریباً تین سال وزارتوں کے مزے لیے اور ہم نے یہ تبدیلی نہیں کی کہ کسی غیر پارٹی کا آدمی لائے ہیں ہم نے اڑھائی سال برداشت کیے۔ ہم چاہتے ہیں کہ کم از کم تین دن مقرر کیے جائیں ہم لوگوں کو بتلائیں وہ بھی آئیں اور یہاں آ کر بیٹھیں اور اس پر بحث ہو کہ ہم نے قائد ایوان کو کیوں تبدیل کیا ہم نے پارٹی کے اندر 22 مسلم لیگ کے نمائندوں نے اپنی پارٹی میں سے ایک آدمی کو منتخب کیا۔ کیا وجہ تھی کہ ایک پارٹی نے جو کہ پاکستان کی ہسٹری میں یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ آج تک کبھی عدم اعتماد کامیاب نہیں ہوئی لیکن اس دفعہ پہلی بار پارٹی کے اندر مسلم لیگ والوں نے مسلم لیگ ہی کے ایک ایسے آدمی کو چنا ہے اس پر اعتماد کیا ہے کہ اڑھائی سال سے ایم پی ایز کی شخصیت ختم ہو چکی تھی ان کا وقار ختم ہو چکا تھا پنجاب کے مسلم لیگ کے یا دوسرے عوام کے کارکنان کا وقار مٹی میں مل چکا تھا کوئی ایک اے۔ایس۔آئی ایم۔پی۔اے کو بلانے کے لیے تیار نہیں تھا۔ بیورو کریٹس کی حکومت تھی اس کے وزیر اعلیٰ ہوتے ہوئے بھی اس کی کوئی اہمیت نہیں تھی تو پنجاب کے عوام اور پنجاب کے یہ منتخب نمائندے جو کہ 220 کی تعداد میں ہیں آپ کو یاد ہو گا کہ اس ہاؤس میں دو دفعہ عدم اعتماد ہوئی لیکن

ہمیں روک دیا گیا پارٹی ڈسپلن ہوتی رہی آخر صبر کا پیمانہ کس حد تک چلتا۔ آپ کے سامنے 220 ایم پی اے میں سے 170 ایم پی ایز نے میاں منظور وٹو کے حق میں اعتماد کا اظہار کیا۔ کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ پنجاب کے عوام کو بتلائیں کہ آپ نے ہمیں منتخب کر کے بھیجا ہے آپ چاہتے ہیں کہ ہماری ڈویلپمنٹ ہو آپ چاہتے ہیں ہمارے کام ہوں' آپ چاہتے ہیں کہ ہمیں سکول ملیں آپ چاہتے ہیں کہ پنجاب میں چوریاں اور ڈاکے نہ ہوں اور یہ جو امن و امان کا مسئلہ ہے ہم چاہتے ہیں ہمیں تین دن دیں ہم بتلائیں اگر کوئی جواب دینے والا ہے تھوں نے کرسیاں سنبھالی رکھیں جو اڑھائی سال عیش و عشرت کرتے رہے مزے لیتے رہے میں کہتا ہوں کہ یہاں آئیں ہم بتلائیں گے ہم نے آج عدم اعتماد نہیں کی ہم پہلے بھی یہ بتلاتے رہے کہ آپ اسے ہٹا دیں ہم نے ایک ایک آدمی سے کہا کہ آپ اسے change کر لیں یہی جو ہمارے منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں ہم نے ان کی منتیں کیں کہ ہمارا وقار مجروح ہو رہا ہے ہماری عزت مٹی میں مل رہی ہے ہم جو پنجاب اسمبلی کے ممبران ہیں ہمارے ورکرز کا حشر برا ہو رہا ہے ہم نے اپنے قائد کو بھی جا کر کہا کہ خدا کے لیے اسے ہٹا کر کسی اور کو منتخب کر لیں لیکن ہماری بات نہیں سنی گئی وہ جو کہتے ہیں کہ ہمیں بات نہیں کرنے دی گئی میں کہتا ہوں کہ آپ تین دن دیں جو بات کرنا چاہتا ہے ہم اسی فلور پر انھیں دو دو گھنٹے سنیں گے ہم چار چار گھنٹے بتائیں گے کہ تم میں کیا خامیاں تھیں ہم میں کیا ہیں ہمارے مطالبات کیا تھے ہماری عزت کس طرح مٹی میں ملتی رہی ہم نے قائد ایوان کو کیوں چیلنج کیا آج کہتے ہیں کہ آئی جی سردار احمد نے یہ کیا ڈی آئی جی رانا مقبول نے وہ کیا وہ کون تھے کس نے سردار کو لگایا تھا کس نے لگایا تھا مقبول کو؟ یہ تو سب کچھ تمہارے لیے کرتے تھے ہمارے ایم پی ایز پر تو پرچے ہوتے تھے عزت نفس ختم ہو چکی تھی جو چاہتا تھا کہ میری عزت ہو وقار ہو جو اپنا مان لے کر چلتا تھا جس میں تھوڑی سی غیرت تھی وہ جب چلتا تھا تو اسے شراب کے نشے میں کسی عورت کے ساتھ کسی نہ کسی جگہ اسے بند کر دیا جاتا تھا۔ جناب والا! میں کہتا ہوں کہ آپ تین دن دیں اگر اپوزیشن والے یہاں پر مزے لوٹنے والے پانچ دن لینا چاہتے ہیں دس دن لینا چاہتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ وہ آئیں ہم انھیں بتلائیں کہ ہم کیوں تنگ تھے ہم نے عدم اعتماد کیوں کی ہم نے اپنی پارٹی سے لیا ہے ہم نے نہ پیپلز پارٹی کا لیا ہے نہ جماعت کا لیا ہے میں چاہتا ہوں کہ 6 کروڑ عوام کو بتاؤں کہ ہم نے عدم اعتماد کسی کے خلاف نہیں کی ہم نے اپنی پارٹی میں جو ایک آدمی ہم پر مسلط کیا گیا جس میں کوئی سکت نہیں تھی جس کا کوئی آرڈر نہیں تھا اس کا آرڈر آئی جی کیا مانے

کا کیا ماننے کا ڈی۔آئی۔جی کیا ماننے کا ایس پی میں کہتا ہوں کہ اس کا آرڈر تو ایک ہیڈ ماسٹر نہیں مانتا تھا ہم نے جو منظور ووٹو کو منتخب کیا ہے۔۔۔

جناب فرید احمد پراچہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوتے تھے اور تقریر شروع کر دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے ان کو تقریر کرنے کی اجازت دی ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ، آپ نے کرنل یامین کا نام پکارا تھا اور مغل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوتے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پراچہ صاحب' میں نے ان کا نام بلایا تھا تو جب انھوں نے کہا کہ میں پہلے بات کرنا چاہتا ہوں تو میں نے اجازت دے دی۔

جناب فرید احمد پراچہ، جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب مغل صاحب' آپ سے گزارش ہے چونکہ شام کی نماز وقت ہوا چاہتا ہے۔ آپ کافی جذبات میں ہیں ----

ایم لطیف مغل، جناب والا! میں صرف ایک منٹ لینا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! میرا صرف مقصد یہ ہے اور میں چاہتا ہوں کہ کسی کے دل میں حسرت نہ رہے ' ان کا جو کل کا رویہ تھا وہ آج تک جمہوریت میں نہیں ہوا اور ان لوگوں کو شرم آنی چاہیے جو ایڈووکیٹ بھی ہیں اور بڑے بڑے لائرز ہیں جنھوں نے وزارتیں بھی لی ہیں اور ایک دن کا جھٹکا برداشت نہیں کر سکے اور انھوں نے جو کچھ کرسی کے ساتھ کیا ہے سپیکر کے ساتھ کیا ہے اس کو تمام دنیا نے ٹیلی ویژن پر بھی دیکھا ہے اور ہم نے بھی دیکھا ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ انھیں کم از کم دس دن بات کرنے کے لیے دیں وہ ہمارے سامنے آئیں تاکہ ہم انھیں بتائیں کہ ہم نے ان پر کیوں عدم اعتماد کیا ہے میں ان کو to the point بتاؤں گا یہ تو ڈی آئی جی اور آئی جی کی تھوڑی سی بات کر کے چلے گئے ہم نے تو انھیں نہیں لگایا ہم نے تو ابھی آج چارج لیا ہے' وزیر اعلیٰ نے آج چارج لیا ہے انھوں نے تو ابھی تک کسی کو تبدیل نہیں کیا' یہ تو آپ کے نمائندے ہیں آپ ہی کے پروردہ ہیں جن کو آپ نے ترقیاں دی ہیں جناب سپیکر! ہم انھیں to the point جواب دیں گے اس لیے میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ آپ انھیں کم از کم

پانچ دن ضرور دیں تاکہ ان کے دل میں تقریروں کی حسرت نہ رہے یہ کل کہتے تھے کہ ہمیں تقریریں کرنے دو۔ یہ پانچ دن تقریریں کریں ہم انھیں جواب دیں گے اور انھیں یہ بتائیں گے کہ ہم کیا ہیں اور تم کیا ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر صاحب آپ کی چٹ بھی میرے پاس آئی ہوئی ہے نماز کا وقت بھی ہونے والا ہے آپ پانچ منٹ میں اپنی بات ختم کر لیں گے؟

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب والا! میں دس منٹ لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے خانزادہ صاحب! آپ ذرا مختصراً ارشاد فرمائیں۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir. I thank you for giving me a few minutes. I would like to put the record of this Assembly correctly We are not here for recriminations of the past and we are not here to criticize the bureaucrates who have been serving their government They are servants of the people and they are servants of the Government. Those who have served the Government wrongly will get punishment for it and those who have acted according to rules have no fear. Therefore, let us not make this Assembly a debating society for criticising people who are civil servants and who are not in a position to give explanations. That should be left to the Chief Minister of the province to see who was correct and who was not. Sir, let us engage ourselves to put the record of this House in a correct position. We, the custodians of democracy who led and staged this disgraceful show yesterday by attacking the Speaker of the sovereign body of Punjab representing seven crore people, those people who till now were professing courtesy, manner and upholders of democracy and even today they talk about democracy; loot at their conduct. They left their seats, they went to the stage and they took the chairs and threw them, they took the ballots. they took the desk and hurled

them at the Speaker Sir, let me tell you. We are not fools Couldn't their step in and tell their Ministers and members that this was not the proper way to behave. Those people who profess to be the progenerators of the Khanates and the Nawabs forgot their normal courtesy and behaved just like the ordinary Mirasis of the village. They left their seats, they walked up to the stage, they threw the books, they took the chairs and hurled them at the Speaker It was not one chair as shown on the TV but they threw at least four chairs to which we are eye-witnesses. You say, you want to defend democracy. You should be ashamed of talking about democracy. You have prosecuted democracy and you have killed democracy. When the episode of yesterday is narrated to the new generation they will only have one word for it They will say what a despicable lot of people they were who behaved in such an unruly and unethical manner in a most sovereign, in a most august body which commands the respect of every individual in Pakistan.

You professors of democracy, you professors of honesty, you professors of merit, you should look at yourself. Your time of accountability will come as to how many SHOs you have made, how many ASIs you have made, how many school masters you have promoted to the posts of Ambassadors, and how many persons you have promoted to higher grades in contravention of the rules.

The government ought to be set up according to Constitution under the relevant rules and regulations and not according to the whims of your company. You are not Nawabs that you can take a person from the lowest rung and put him on top. Sir, if you want to correct and set right the

Administration, then you must give full support to those who today are responsible for the Administration and the execution of law and order in this country. They must have no fear from any government of today or for some time to come that for upholding righteousness and honesty they will be victimized because they did not carry out the immoral, unethical and unlawful wishes of their politicians.

جناب ڈپٹی سپیکر، غازادہ صاحب، مختصر فرمائیں۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: I will take my seat but last I must say that I have got up on a point of order. I am not here to flatter anybody and I am not looking for a job I am here to put the record right for future generations because we are in a passing stage We are not here.

جناب ڈپٹی سپیکر، شام کی نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, I am defending you, my dear youngman, who was thrown away from the chair Let it be recorded that I am your defender. We are all your defenders.

جناب ڈپٹی سپیکر، شام کی نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ نماز کے بعد آپ کو موقع دیں گے۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: I would like that all members of this Assembly should pray in their prayers that we make this House live up to the reputation of democracy, live up to the reputation of courtesy and nobleness and not to Goondaism or Badmashism.

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ میں معزز ممبران کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب قائد ایوان بھی آپ سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔ اب نماز کے لیے 15 منٹ کے لیے وقفہ ہونا ہے۔ تمام دوستوں سے یہ درخواست ہے کہ جنھوں نے میرے پاس چٹیں بھیجی ہیں اور جو ابھی چٹیں بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ سپیکر تک پہنچا دیں اور ہم 15 منٹ کے لیے نماز کا وقفہ کر رہے ہیں آپ براہ کرم

یہاں پر فوراً تشریف لے آئیں تاکہ اجلاس کی کارروائی دوبارہ شروع کی جا سکے۔ آپ نے بھی تقاریر کرنی ہیں اور جناب قائد ایوان نے بھی اپنی کچھ بات کرنی ہے۔ شکریہ۔

(اس کے بعد اجلاس کی کارروائی نماز مغرب کے لیے ملتوی کر دی گئی)

(نماز مغرب کے بعد اجلاس کی کارروائی 7-25 پر شروع ہوئی

جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں معزز ممبران کی خدمت میں یہ درخواست پیش کرنا چاہتا ہوں کہ وقت تھوڑا ہے آج 8 بجے گورنر صاحب کی طرف سے ڈنر بھی ہے اور آپ سب دوست وہاں جانا چاہیں گے۔ ابھی قائد ایوان نے بھی بات کرنی ہے تو میں اب ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ کوشش کریں کہ ذرا جلدی اپنی بات کو ختم کر لیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع عنایت کیا ہے۔ میں جناب میاں منظور احمد وٹو صاحب کی خدمت میں اس معزز ایوان کا نیا قائد ایوان منتخب ہونے پر ہدیہ تہنیت پیش کرتا ہوں اور انھیں یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری ہمدردیاں ان کے ساتھ ہوں گی ۔ ہم ہر جائز کام میں ان کے ساتھ بھرپور تعاون کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ ہم اپنی جماعت کی پالیسی کے تحت ان کو اعتماد کا ووٹ نہیں دے سکے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ جس کا میں بعد میں ذکر کروں گا میں سمجھتا ہوں اور میں یہ یقین کرتا ہوں کہ معزز ارکان کی اکثریت ان کے ساتھ اسی طرح تعاون کرتی رہے گی جس طرح کہ آج انھوں نے اس چیز کا مظاہرہ کیا ہے۔

میں جناب وٹو صاحب کو پچھلے چند سال سے بحیثیت سپیکر کے جانتا ہوں۔ میں ان کی ذاتی قابلیت کا معترف ہوں کہ انھوں نے بحیثیت سپیکر کے یہ عہدہ بڑی خوش اسلوبی سے اور بڑے پروقار طریقے سے نبھایا ہے اور جس طرح اب انھوں نے بعض ایسے ناخوشگوار مواقع پر صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کی جگہ کوئی اور سپیکر ہوتا تو شاید ہم اس اسمبلی کی کارروائی اس خوش انداز طریقے سے نہ ادا کر سکتے جس طرح کہ انھوں نے بڑے صبر و تحمل کے ساتھ یہ ساری کارروائی اپنے حسن کارکردگی سے نبھائی۔ میں جناب وٹو صاحب سے اظہار ہمدردی بھی کرنا چاہتا ہوں اس لیے کہ یہ معمولی کام نہیں ہے کہ کسی ایک سب سے بڑے صوبے کا وزیر اعلیٰ منتخب ہونا یہ ایک بہت بھاری اور کٹھن

ذمہ داری ہے جو ان کے کندھوں پر آن پڑی ہے اور جب تک کہ ہم سب اس صوبے کی بہتری کے لیے ان کے ساتھ تعاون نہیں کریں گے میں سمجھتا ہوں کہ وہ اکیلے اس تمام ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہو سکیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ میں ان کو یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ بحیثیت سپیکر کے اسمبلی جو یہ ایک چھوٹا سا ایوان ہے یہ چھوٹی سی بلڈنگ ہے جس کے وہ پوری طرح نگران اعلیٰ تھے لیکن ایک صوبہ جس کی آبادی ساڑھے چھ کروڑ عوام پر مشتمل ہے اس صوبے کے بے شمار اور لاتعداد مسائل ہیں عوام دن رات اپنی حالت کو بہتر بنانے کے لیے در بدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔

جناب والا! امن و امان کی جو صورت حال ہے وہ آپ سب کے سامنے ہے میں اس پر اپنا کوئی اظہار خیال نہیں کرنا چاہتا اور عدل و انصاف کی جو گرتی ہوئی ابتر حالت ہے اس سے بھی ہم پوری طرح واقف ہیں اور کئی مرتبہ ہم نے اس پر اس معزز ایوان میں بحث کی ہے اور تعلیم کا جو نظام ہے وہ بھی پوری طرح زوال پذیر ہے اسی طرح سے صحت اور صفائی کے مسائل بیشمار ہیں میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ نے صرف زبانی وعدے کرنے ہیں اور صرف لوگوں کو یہ یقین دہانی کرانی ہے اور ان پر عمل نہیں کرنا تو یہ بے شمار مسائل حل نہیں ہو سکیں گے یہ اسی صورت میں حل ہوں گے جب آپ ان کے بارے میں منصوبہ بندی کریں گے اور صدق دل کے ساتھ اور خلوص نیت کے ساتھ یہ عہد کریں کہ ہم اس ملک کو بہتر بنانے میں اپنا مثبت کردار ادا کریں گے اور یہ اسی صورت میں ہوگا جب آپ بغیر کسی مخالفت کے اور بغیر کسی لگی لپٹی کے سب کے ساتھ برابر کا سلوک کریں گے جمہوریت اس کا نام ہے کہ ہم مخالفین کی رائے سنیں کہ وہ کیا کہتے ہیں اس پر وزن دیا جائے ان کی بات سنی جائے اور جناب جمہوریت یہ نہیں ہے کہ میں کیا کہتا ہوں اور میری رائے کیا ہے بلکہ سب سے زیادہ جمہوریت کی روح یہ ہے کہ اخلاق اور رائے کی آپ پوری طرح سے پاسداری کریں اور اگر کوئی شخص اچھی تجویز پیش کرتا ہے تو آپ اس پر پوری طرح توجہ دیں اور اس کے بعد اس پر پوری طرح سے عمل درآمد کرنے کی کوشش کریں

جناب سپیکر! کل 25 اپریل کا جو دن ہے یہ ہمارے پاکستان کے سب سے بڑے صوبے کی صوبائی اسمبلی کی پارلیمانی روایات کا ہمیشہ ایک یادگار دن رہے گا اس دن ایک پارٹی کے لیڈر آف دی ہاؤس کو کثرت رائے سے اور عدم اعتماد کی تحریک کے ذریعے سے برطرف کیا گیا اور دوسری طرف ایک بھاری اکثریت نے منظور وٹو صاحب کو اپنے اعتماد کا ووٹ دیا اور انھیں منتخب کیا لیکن اس میں جو

تبدیلی رونما ہوئی وہ ہمارے اس ایوان میں ہوئی ہے آپ کسی جمہوری ملک کی تاریخ کو اٹھا کر دیکھیے اتنی بڑی تبدیلی ایوان کے اندر نہیں آئی ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ انتخابات ہوتے ہیں اور پارٹیاں بدلتی ہیں لیکن یہ بڑی تبدیلی جو اس ایوان کے اندر ہوئی یہ انوکھی اور انوکھی تبدیلی تھی لیکن اس کے باوجود ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تبدیلی مستقل ہو گی اس میں یہ نہیں ہو گا کہ حالات کے سازگاری اور ناسازگاری کی وجہ سے ایک انقلاب آتا ہے اور پھر ایک تبدیلی آتی ہے اور پھر ہم ایک کو چھوڑ کر دوسرے کے ساتھ اپنی وفاداریاں تبدیل کرتے ہیں جناب والا! میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسی ایوان میں چند سال پہلے اس معزز ایوان کے در و دیوار نے یہ نقشہ دیکھا کہ ڈاکٹر خان صاحب نے مسلم لیگ میں شامل ہونے سے انکار کیا اور یہ کہا کہ میں اپنی ایک نئی پارٹی بنانا چاہتا ہوں اور مسلم لیگیوں سے کہیے کہ وہ میری پارٹی میں شریک ہوں تو ہم نے کوئی عار محسوس نہیں کی بجائے اس کے کہ کسی ایک شخص کو اس میں شامل کرتے ان تمام لوگوں نے اپنی وفاداریاں بدل کر اور مسلم لیگ کو چھوڑ کر اس شخص کی وفاداری کے لیے عہد کیا۔ ہماری تاریخ میں اس قسم کی بڑی مثالیں ہیں لیکن میں ایک مثال کا حوالہ دینا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ محمد علی بوگرہ صاحب کو امریکہ سے امپورٹ کیا گیا اور ایک رات میں اور ایک دن میں تمام نے کہا کہ یہ ہمارا قائد ایوان ہے اور اس کے ساتھ جو اس کا حشر ہوا وہ سب کے سامنے ہے جناب والا! ہم آپ سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک کی ترقی ہو ہم اس ملک کی تعمیر و ترقی میں حصہ لیں تو اس کے لیے سب سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ ہم اپنی تمام وفاداریوں کو مستقل پیمانے پر اور مستقل اقدار پر استوار کریں اور اس کے بعد ہم سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں کہ اس ملک کی بہتری کسی چیز میں ہے آپ حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ کل جو ہنگامہ آرائی ہوئی ہے اور جو یہاں دھنگا فساد کرنے کی کوشش کی گئی ہے میں اس کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پارلیمانی روایات کے مطابق اور اقدار کے مطابق جو تبدیلی بھیآنے وہ پرامن ذرائع سے آئے، خوش اسلوبی کے ساتھ آئے اور یہ فراخ دلی کے ساتھ آنی چاہیے یہ اس طرح نہیں ہونا چاہیے کہ یہ تمام نقشہ ٹیلی ویژن پر دکھایا گیا اس کے بعد تمام بیرونی ملکوں نے اسے ریڈیو پر نشر کیا لیکن اس کے باوجود اس کا نتیجہ کیا نکلا اس کا نتیجہ تو وہی نکلا جو آپ چاہتے تھے لیکن اگر آپ یہ سارا دھنگا فساد نہ کرتے اور صبر و تحمل کے ساتھ اور برداشت کے ساتھ یہ کر لیتے تو میں سمجھتا کہ یہ بہت اچھا ہوتا اور میں سابق قائد ایوان کو بھی ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے بھی اس چیز کا اقرار کیا ہے اور

تسلیم کیا ہے کہ یہ ان کی طرف سے غلطی ہوئی اور انسان وہی ہوتا ہے جو اپنی غلطی کا اعتراف کرے اور ہم سمجھتے ہیں کہ انشاء اللہ اس قسم کی کوئی حرکت نہیں کی جائے گی اور اس معزز ایوان کا وقار اور تقدس بحال رکھا جائے گا اگر اس میں اختلافات کی کوئی گنجائش ہے تو ہم ان اختلافات کو پرامن ذرائع سے حل کرنا چاہیں گے۔

حاجی محمد افضل چن، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ جناب غلام حیدر وائیں صاحب نے یہ کہا ہے کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے تو جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ اگر ان میں اتنی سوجھ بوجھ ہوتی تو ان کے خلاف عدم اعتماد کیوں ہوتا وہ تو اس ذہنیت کے لوگ ہی نہیں ہیں وہ تو نام کا جمہوریت کا چیمپین بنتا ہے مگر اس نے آج تک جمہوریت دیکھی ہی نہیں ہے جس کو اتنا مینڈیٹ ملا ہو اور وہ اپنی پارٹی کے لوگوں کو بھی نہیں جانتا تو جناب والا اس نے یہ بات نہ ہی کہی ہے اور نہ ہی وہ کہہ سکتا ہے ڈاکٹر صاحب آپ اس میں ترمیم کرلیں کہ انھوں نے یہ بات نہیں کہی انھوں نے ایوان میں بیٹھ کر یہ کہا ہے کہ یہ غلطی بھی ان ہی لوگوں کی ہے انھوں نے کارروائی غلط کی تھی حالانکہ ہم نے کارروائی قوانین کے مطابق کی تھی غلطی پر تو وہ لوگ تھے جن کے بارے میں وائیں صاحب نے کہا کہ غلطی ہماری ہی تھی وائیں صاحب اگر اس ضمیر کے ہوتے یہ تو کوئی معاملہ ہی نہیں تھا یہ تو ہماری پارٹی ہی کی بات تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز، جناب سپیکر! میں یہ بھی بات کہہ دینا چاہتا ہوں کل میاں منظور احمد وٹو صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جماعت اسلامی کے تین معزز ارکان نے ان کو اعتماد کا ووٹ دیا ہے اور باقی ارکان نے اعتماد کا ووٹ نہیں دیا تو میں اس بارے میں عرض کرتا ہوں کہ یہ جماعت کی پالیسی تھی معاف کیجیے میں پوری عزت اور پورے احترام کے ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ یہ ایک اقتدار کی جنگ ہے جو صرف مسلم لیگ کے اندر رونپذیر ہو رہی ہے اور اس اقتدار کی جنگ میں ہم غیر جانبدار رہے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ جس طرح بابا اور بی بی کے اتحاد سے اس ملک کو نقصان پہنچا ہے اسی طرح سے نواز شریف صاحب سے بھی غلطیاں اور کوتاہیاں ہوئی ہیں ہم دونوں کو پوری طرح اور برملا طور پر یہ یاد دلانا چاہتے ہیں کہ اگر دونوں جانب سے یہ کوتاہیاں نہ ہوتیں اور اگر بردباری اور تحمل کے ساتھ یہ سارا کچھ برداشت کیا جاتا تو آج ہمیں اس سیاسی اور اقتصادی بحران سے واسطہ نہ پڑتا لیکن ہم

یہ سمجھتے تھے کہ یہ جو اعتماد کا فقدان ہے اور اپنی انا کی بنیاد پر یہ جو سارا کچھ ہو رہا ہے یہ رسہ کشی صرف اس وجہ سے جاری ہے کہ ہم کسی نہ کسی طرح اقتدار میں آئیں اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ جمہوریت کے چیمپین جو دن رات جمہوریت کا راگ الاپتے رہتے ہیں اور اپنے آپ کو کہتے ہیں کہ ہم جمہوریت کے بہت زیادہ دلدادہ ہیں ان لوگوں کا سب سے زیادہ شرمناک رول رہا ہے کہ انھوں نے کہا کہ جب تک صوبائی اسمبلیاں نہیں ٹوٹے گیں ہم قومی حکومت میں شامل نہیں ہوں گے آج وہ کس وجہ سے قومی حکومت میں حلف وفاداری اٹھا رہے ہیں اور اس کے بعد آج انھوں نے یہ وعدہ کر لیا ہے کہ یہ اسمبلیاں ٹوٹیں یا نہ ٹوٹیں وہ بہرحال برسراقتدار رہیں گے اور میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ جماعت اسلامی کی یہ پالیسی تھی کہ اگر ہم تین یا چھ ووٹ دیتے ہیں تو اس سے منظور وٹو صاحب کی تعداد میں کوئی اتنا بڑا اضافہ نہیں ہو گا ان کو اس سے کوئی اتنا بڑا فرق نہیں پڑے گا کہ اس سے اسمبلیاں ٹوٹ جائیں گی یا اسمبلیاں برقرار رہیں گی اسمبلیاں توڑنا یا ان کو برقرار رکھنا محض اس بنیاد پر قائم ہے کہ اوپر بیٹھنے والوں کے کیا مفادات ہیں وہ اپنے ذاتی اغراض و مفادات کی خاطر اسمبلیاں توڑیں گے اگر انھیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ صوبائی اسمبلیاں توڑنا ان کے مفاد میں ہے تو یہ اسمبلیاں توڑ دیں گے چاہے آپ پورے ایوان کی اکثریت حاصل کر لیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا اور اگر انھیں یہ احساس ہو جاتا ہے کہ اسمبلی کا توڑنا ہمارے مفاد میں نہیں ہے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اتنے بھاری عدم اعتماد کے باوجود وہ اسمبلیاں برقرار رہیں گی اور ہم یہی سمجھتے تھے کہ جب تک ایک پارٹی میں یہ جنگ ہو رہی ہے اس کو ایک منطقی نتیجے تک پہنچنا چاہیے اس کو ہمارے سامنے آنا چاہیے اس کے بعد ہم دیکھیں گے کہ ہم کیا کر سکتے ہیں اور کس طرح اپنا مثبت رول ادا کر سکتے ہیں اور وہ رول ادا کرنے کے لیے ہم بھرپور کوشش کریں گے اور اس معزز ایوان کو بہترین اور مثبت پارلیمانی روایات کے مطابق چلانے کی کوشش کریں گے اور اس کا جتنا بھی وقار اور تقدس ہے اس کو نہ صرف بحال رکھیں گے بلکہ اس میں اضافہ کرنے کی کوشش کریں گے میں ان چند گزارشات کے ساتھ توقع رکھتا ہوں کہ صوبے کے جو بے شمار مسائل ہیں قائد ایوان سب سے پہلے اس طرف متوجہ ہوں گے اور لوگوں کی جو بے شمار مشکلات اور تکالیف ہیں ان کا ازالہ کرنے کی کوشش کریں گے جب تک یہ نہیں ہو گا اس وقت تک ہمارے اندر جتنی بڑی تبدیلی آ جائے گی اس کا کوئی مثبت نتیجہ نہیں نکلے گا بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب وقت چونکہ بڑا محدود ہے میں رانا ثناء اللہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ

اپنی تقریر کا آغاز فرمائیں اور وقت کا خاص خیال رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان، شکریہ جناب سپیکر! ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب اظہار خیال فرما رہے تھے تو ان کی ایک بات پہ میرے بھائی افضل چن صاحب نے اعتراض کیا۔ شاید میری بھی کسی بات پہ ان کو اعتراض ہو تو اس کے لیے میں پہلے ہی وضاحت کرتا چلوں اور ہماری بدقسمتی کا آپ اندازہ کریں کہ اب جب تھوڑی دیر پہلے میں لابی میں آیا تو وائیں صاحب اسی دروازے سے کہ جس دروازے سے ہم باہر جاتے رہے ہیں ' باہر جا رہے تھے میں نے وائیں صاحب سے کہا کہ وائیں صاحب کدھر ۔ ایہہ تے ساڈا دروازہ اے۔ اوہ کہن لگے آپاں ہن اکٹھے ای آں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

تو میں اپنے بھائی افضل چن صاحب سے پوچھوں گا کہ ہم نے کون سا گناہ کیا ہے؟ جناب سپیکر! برسر اقتدار پارلیمانی گروپ نے اپنے قائد کو تبدیل کرنے کے لیے یہ ایکسرسائز گزشتہ دو ہفتوں میں سرانجام دی ہے اس سے ہم لاتعلق رہے ہیں۔ یہ تمام کارروائی آج مکمل ہوگئی۔ جناب سپیکر! اس عمل سے لاتعلق رہنا جہاں پارٹی ڈسپلن کا تقاضا تھا وہاں یہ ایک شعوری سوچ بھی تھی کہ ایوان میں موجود جو گروپس ہیں ان کے اندرونی معاملات میں دخل نہ دینا بھی جمہوری روایات کی پاسداری ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں موجود تمام گروپس نے گروپس کی صورت میں اس عمل میں کوئی مداخلت نہیں کی ۔ ہاں انفرادی طور پر کچھ دوستوں نے اس میں حصہ لیا اور یہ بات اس عمل کی پاکیزگی ہے کہ اسی جماعت کے ممبران نے اپنی جماعت کے اندر سے اپنے قائد کو تبدیل کیا ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی عذر پیش نہیں کیا جا سکتا کہ اس میں فلاں گروپ ' فلاں پارٹی یا فلاں طرف کے افراد نے اس میں کوئی مداخلت کی۔ یا کسی کو کسی راستے پر لگایا۔ جناب سپیکر! اب میاں منظور احمد وٹو صاحب اکثریت کا اعتماد حاصل کرنے کے بعد قائد حزب اقتدار منتخب نہیں ہوئے بلکہ وہ قائد ایوان منتخب ہوئے ہیں اور ہم اس ایوان کا ایک حصہ ہونے کے ناطے انہیں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور اپنے بھرپور تعاون کا انہیں یقین دلاتے ہیں کہ وہ صوبہ کے چیف ایگزیکٹو کے طور پر اس صوبہ کے عوام کی بہتری کے لیے بالعموم جو بھی کام کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ ہم پاکستانی ہونے کے ناطے اور اس ایوان کا ممبر ہونے کے ناطے ان سے بھرپور تعاون کریں گے۔

جناب سپیکر! میاں منظور احمد وٹو صاحب نے آٹھ سال تک سپیکر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دی ہیں اور انھوں نے جو خوبصورت روایات اپنے پیچھے چھوڑی ہیں اور جس عرصہ کے دوران ان

کی رولنگ اور اس ہاؤس میں خراب یا change situation کے دوران انھوں نے جس معاملہ فہمی سے معاملات کو حل کیا ہے اس کے پیش نظر ہم اس بات کی توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس منصب پہ جس پر انھیں کل ایوان نے فائز کیا ہے، بہتر خدمات سرانجام دیں گے اور اس صوبے کی بہتر طور پر خدمت کر سکیں گے۔

جناب سپیکر! اس موقع پر اگر میں کل کے واقعہ کے حوالے سے اور اس صورت حال میں جو کل یہاں ایوان میں پیش آئی اور جو کردار آپ نے ادا کیا اس کی اگر میں بات نہ کروں تو میری کوتاہی ہو گی۔ جناب سپیکر! وہ خوبصورت روایات جو آٹھ سال کے عرصہ میں بطور سپیکر میاں صاحب نے establish کی تھیں آپ نے ان میں کل گرانقدر اضافہ کیا ہے میں اس بات کا ذاتی طور پر معترف ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ اور آپ نے جس روایت کا اضافہ کیا ہے اس سے آپ نے آنے والوں کو مشکل میں ڈال دیا ہے۔

جناب سپیکر! اس کرسی پر بیٹھے صاحب سپیکر کے پاس یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ سارجنٹ ایٹ آرمز کو بلائے اور اس کے حکم کی تعمیل نہ کرنے والے ممبر کو ایوان سے نکال دیا جائے۔ لیکن جناب سپیکر! آپ نے ان اختیارات کو ایک طرف رکھ کے ان لوگوں پر جو اس کرسی پر ڈنڈے چلا رہے تھے کرسیاں پھینک رہے تھے، آپ اس انداز سے مخاطب ہوئے کہ چودھری صاحب نے آپ کی کرسی پر ڈنڈا مارا تو آپ نے فرمایا کہ چودھری صاحب آپ معزز آدمی ہیں، میں آپ کی عزت کرتا ہوں، آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ ایک سید زادے غالباً دوران مشاورت جنھوں نے مال حرام ہضم کیا ہوا ہے اس کی تلافی کر رہے تھے جب وہ آپ پر کرسی چلا رہے تھے تو میں نے خاص طور پر اس بات کا مشاہدہ کیا کہ آپ نے انھیں بھی ان کے نام تک سے نہیں پکارا بلکہ یہی کہا کہ شاہ صاحب، آپ اچھا نہیں کر رہے آپ ایسا نہ کریں۔ جناب سپیکر! جس گرانقدر روایت کو آپ نے establish کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ آنے والے لوگوں کے لیے اس روایت کو اسی انداز سے برقرار رکھنا بڑا مشکل ہوگا لیکن بہرحال جمہوریت کے لیے اور اس ایوان کے تقدس کے لیے ایسی ہی روایات کی ضرورت ہے جو آپ نے قائم کیں اور اس پر میں خصوصی طور پر آپ کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں لیکن جناب سپیکر! یہ جو کچھ کل ہوا دراصل یہ ہونا تھا اور اس کی وجہ کیا ہے کہ یہ کیوں ہونا تھا۔ جناب سپیکر، یہ ایک قانون قدرت ہے کہ جب کوئی چور کوتوال بن بیٹھے جب عیاری درویشی کا لبادہ اوڑھ لے تو ایک

دن لبادہ اترنا ہوتا ہے۔ جناب والا! کل یہاں پر جو مظاہرہ ہوا ہے اس سے کل کچھ لوگ ننگے ہوئے ہیں یہاں پر وہ لوگ جو ہماری تین منٹ کیا جو اب تین گھنٹے کی لمبی تقریر کر رہے تھے اور پھر 1972' 1971 سے شروع کرتے تھے کہ جناب آج سے بیس سال پہلے آپ کے ایک یا دو ممبران کو آپ کے سپیکر نے اسمبلی سے باہر بھجوا دیا تھا اور انہی کی سرکردگی میں سپیکر کی کرسی پر ڈنڈے برسائے گئے اور کرسیاں برسائی گئیں۔ جناب سپیکر! یہ لوگ کل قانون فطرت کے تحت ننگے ہوئے ہیں ' ان کے چہرے سامنے آئے ہیں کہ انھیں جمہوریت کی کتنی پاسداری ہے۔ جناب سپیکر! چونکہ وقت کم ہے لہذا میں انہی خیالات کے ساتھ اور اس امید پر کہ قائد ایوان جناب میاں منظور احمد وٹو صاحب اس صوبے ' اس ملک' کے عوام کی بہتر طور پر خدمت کریں گے یہاں پر میں ایک وضاحت کرتا چلوں جیسا کہ میرے محترم بھائی ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب نے میری پارٹی کے متعلق فرمایا ہے میری پارٹی' ہم سب جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں' ہم سب اداروں پر یقین رکھتے ہیں۔بات صرف یہ ہے کہ آئندہ جو مجوزہ الیکشن 12 جولائی کے ہیں اور جس طرح سے سب لوگ یہ چاہتے ہیں کہ یہ الیکشن منصفانہ ہوں میری پارٹی' میرے قائد کا بھی یہی موقف ہے کہ یہ الیکشن منصفانہ ہوں۔ اس کے لیے ان کی ایک تجویز ہے کہ اگر وہ اس انداز سے ہوں۔تو منصفانہ ہو سکتے ہیں اور ٹھیک ہے کہ آپ کو اس تجویز سے اختلاف ہو سکتا ہے لیکن یہ کہنا درست نہیں ہے کہ میری پارٹی ' میرے قائد یا ہم جمہوریت پر یقین نہیں رکھتے یا ان اداروں پر یقین نہیں رکھتے آخر میں میں محترم جناب سابق قائد ایوان جو اس وقت موجود تو نہیں ہیں لیکن چونکہ میں آج یہ سوچ کر آیا تھا کہ میں نے انھیں آج خوش آمدید کہنا ہے بہرحال ہم انھیں اس طرح خوش آمدید کہتے ہیں کہ۔

آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں

شکریہ جناب سپیکر!

سردار نصر اللہ خان دریشک، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ آج میں نے ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب اور اپنی پارٹی کے کچھ ارکان اور جناب اقبال احمد خان لنگڑیال صاحب سے بھی بات کی تھی کہ کل ہم اسمبلی کا اجلاس بلائیں اور امن عامہ پر بحث کریں۔ اب صورت حال یہ ہے کہ کل منگل ہے اور منگل والے دن پرائیویٹ ممبر ڈے ہوتا ہے لہذا منگل کو امن عامہ پر بحث نہیں ہوسکتی اور چونکہ معزز اراکین کو کل کے اجلاس کا علم نہیں تھا اس وجہ سے resolutions یا material مناسب طریقے سے

اسمبلی سیکرٹریٹ کو موصول نہیں ہوا۔ میری یہ تجویز ہے کہ آج بیشک آپ اس اجلاس کو prorogue فرما دیں اور نیا اجلاس بلانے کے لیے ہم نے سمری تیار کر لی ہے لیکن یہ اجلاس اگر ہم دو تین دن کے بعد بلالیں تو زیادہ بہتر ہو گا اور معزز اراکین اگر اس بات کی اجازت دیں تو دو تین دن کے وقفے کے بعد ہم از سر نو اجلاس بلالیں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے بہت سے معزز دوستوں نے آج بات کرنے کے لیے چٹیں بھیج رکھی ہیں چونکہ وقت بہت ہی تھوڑا ہے اور ابھی قائد ایوان نے بھی بات کرنی ہے اور خیال یہی ہے کہ سوا آٹھ بجے تک آج کی کارروائی کو ختم کر دیا جائے کیونکہ آپ لوگوں نے گورنر ہاؤس میں کھانے کے لیے بھی جانا ہے تو وقت بہت ہی تھوڑا ہے تقریباً اب بیس منٹ بقایا ہیں لہذا یہ مناسب رہے گا کہ آپ معزز ممبران تھوڑی سی قربانی دے دیں اور یہ وقت قائد ایوان کو دیا جائے تاکہ وہ آج تفصیل سے اس ہاؤس میں اپنا موقف بیان کر سکیں۔

آوازیں: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں قائد ایوان سے درخواست کروں گا کہ وہ خطاب فرمائیں۔

وزیر اعلیٰ کا اسمبلی سے خطاب

وزیر اعلیٰ (میاں منظور احمد وٹو): شکریہ۔ جناب سپیکر! آج میرے دوستوں نے پاکستان مسلم لیگ سے تعلق رکھنے والے معزز اراکین پنجاب اسمبلی جن میں غالباً آج ہمارے کچھ دوسرے دوست بھی شامل ہوئے ہیں ان کا' اپنی بہنوں کا' اپنے بھائیوں کا' اپنے دوستوں کا اور پاکستان پیپلز پارٹی کے ان دوستوں کا مشکور ہوں جنھوں نے آج مجھ پر اعتماد کا اظہار کیا ہے جو اعتماد کا ووٹ وزیر اعلیٰ منتخب ہونے کے بعد آئین کے تحت ساٹھ دن کے اندر ہاؤس سے حاصل کرنا ضروری ہے میرے رفقائے کار کی بے حد مہربانی ہے کہ انھوں نے ایک روز پہلے مجھے اپنا قائد ایوان منتخب کیا اور دوسرے ہی روز اعتماد کا ووٹ دے کر مجھ پر بھرپور اعتماد کا اظہار کیا۔۔۔(نعرہ ہائے تحسین)۔

آج جب میں بات کرنے لگا ہوں۔ جناب سپیکر! تو میں سوچ رہا تھا کہ کل میں نے قسم اٹھائی ہے' ایک حلف کے ذریعے میں نے قسم اٹھائی ہے جس کا مطلب میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس صوبہ کے ساڑھے چھ کروڑ عوام سب کے سب کا تعلق خواہ پاکستان مسلم لیگ سے ہے' ان کا تعلق خواہ پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے' ان کا تعلق خواہ جماعت اسلامی سے ہو یا ان کا تعلق کسی اور سیاسی جماعت سے ہو

یا ان کا تعلق کسی شعبے سے ہو' وہ زراعت کے شعبے سے تعلق رکھتے ہوں وہ صنعت کے شعبے سے تعلق رکھتے ہوں' وہ کاروبار کرتے ہوں' وہ مزدور ہوں' وہ طالب علم ہوں' وہ خواتین ہوں سب کے سب ساڑھے چھ کروڑ عوام میرے لیے عزت اور تکریم کی جگہ پر ہیں اور کوئی بھی ان میں سے ایسی شخصیت' ایسی ہستی نہیں ہے چاہے وہ کتنا بھی میرا مخالف ہو' میرے ساتھ کتنا بھی اس کا اختلاف ہو میرے لیے سب باعث تعظیم و تکریم ہیں۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔۔۔ اور میرا فرض ہے کہ میں اپنی اس قسم کی پاسداری کروں اور میں انشاء اللہ تعالیٰ اپنی اس قسم کی پاسداری کروں گا۔ یہاں پر میں ایک اور چیز واضح کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے خوشی ہوتی اگر محترم غلام حیدر وائیں صاحب آج ایوان میں موجود ہوتے جس وقت میں اپنی حکومت کی آئندہ ترجیحات کی بات کر رہا ہوں یقیناً میرا دل چاہتا ہے کہ میں ان کی گرانقدر خدمات کی بھی بات کروں لیکن افسوس ہے کہ کل کی کارروائی کے بعد جس کارروائی کو آپ سب نے دیکھا' ساری قوم نے دیکھا اور کراچی میں ہونے والی اسلامی وزرائے خارجہ کی کانفرنس کے شرکاء نے دیکھا اور اس کے بعد آج پھر انھوں نے مناسب خیال فرمایا کہ وہ ایوان سے واک آؤٹ کر جائیں اور وہ آج کی کارروائی میں حصہ دار نہ بنیں۔لیکن میں ان کی عدم موجودگی میں بھی یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب غلام حیدر وائیں جو اس وقت آپ کے اس فیصلے کے بعد قائد ایوان نہیں رہے اب غالباً وہ حزب اختلاف کے بینچز پر بیٹھنا پسند فرمائیں گے میرے لیے وہ قابل تعظیم ہیں اور قابل تعظیم رہیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ میں ان کی عزت کرتا تھا اور ان کی عزت کرتا رہوں گا اور مجھے آج یہ بات کہنے کی اجازت دیجیے اور یہ روایت توڑنے کی اجازت دیجیے کہ جانے والوں پر سب تنقید کرتے ہیں میں آج اس فلور پر غلام حیدر وائیں صاحب کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر! ہم سیاست میں اختلاف رائے کو دشمنی نہیں سمجھتے میں نے تو آج تک سیاست کے میدان میں جو سیکھا ہے وہ یہ ہے کہ اختلاف رائے باعث رحمت ہوا کرتا ہے میں نے تو آج تک یہ سیکھا ہے کہ جہاں اختلاف رائے نہیں ہوتا ' اختلاف رائے سننے کا حوصلہ نہیں ہوتا وہاں صحیح فیصلے نہیں ہو سکتے فیصلے اسی صورت میں صحیح ہوتے ہیں کہ جب اختلاف رائے ہو اختلاف رائے کیا جائے۔ شائستگی کے ساتھ جمہوری اقدار کے مطابق اور اختلاف رائے سننے کا حوصلہ ہو اور ان باتوں پہ نہ صرف کان دھرا جائے بلکہ ان میں سے اچھی باتوں کو قبول کیا جائے تو میں آج ان کی عدم موجودگی میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں' جماعت اسلامی کے میرے کرم فرما یہاں تشریف رکھتے ہیں پاکستان پیپلز پارٹی سے تعلق

رکھنے والے کچھ معزز اراکین تشریف رکھتے ہیں میں ان کی موجودگی میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب غلام حیدر وائیں صاحب کی طرف سے ان کے رفقائے کار کی طرف سے اور دیگر اپوزیشن راہنماؤں اور معزز اراکین کی طرف سے میری حکومت کی پالیسیوں پہ جو بھی تنقید ہو گی میں اور میرے رفقائے کار اس کا خیر مقدم کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ لیکن ایک بات عرض کروں گا کہ ان کو بھی اس بات کا خیال کرنا ہو گا کہ تنقید برائے تنقید سے کچھ حاصل نہیں سیاست کی بساط الٹ جائے تو صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے اگر اقتدار چلا جائے تو سکون اور حوصلے کے ساتھ اس کو take up کرنا چاہیے اور یہ پارلیمانی روایات کسی ایک شخص کی ملکیت نہیں ہیں یہ پارلیمانی آداب اور شائستگی کسی ایک شخص کی میراث نہیں ہے ہم سب لوگ، ہم سب اراکین پنجاب اسمبلی اگر ان پارلیمانی روایات کے مطابق معاملات کو چلائیں گے تو اس ایوان کے وقار میں اضافہ کریں گے اور اگر یہ ایوان محترم ہو گا اگر یہ ہاؤس پر وقار ہوگا تو ہم میں سے ایک ایک رکن پنجاب اسمبلی باوقار ہو گا اور محترم ہو گا سب سے پہلے ہمیں اس ایوان کے وقار کو دوبالا کرنا ہے اس کو محترم بنانا ہے اس کو احترام کی جگہ پہ لانا ہے اس کو عزت کی جگہ پہ لانا ہے تاکہ جو لوگ بھی پنجاب اسمبلی کی بات کریں جو بھی پاکستانی یا بیرونی لوگ پنجاب اسمبلی کے بارے میں سوچیں تو ان کے ذہنوں میں جو نقشہ ابھرے وہ باوقار لوگوں کا ابھرے وہ عزت والے لوگوں کا ابھرے وہ پارلیمانی روایات کا خیال کرنے والے لوگوں کا ابھرے اور وہ شائستگی کا اور شرافت کا تصور ابھرے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ تو میں آج یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے دور میں جو بھی پالیسیاں بنائی گئیں میری حکومت اور میرے رفقائے کار ان پالیسیوں کو اگر وہ ملکی مفاد میں ہیں اگر وہ عوام الناس کے مفاد میں ہیں تو ہم صرف اس بناء پر ان پالیسیوں کو تبدیل نہیں کریں گے کہ یہ پالیسیاں چونکہ ہم سے پہلے لوگوں نے بنائی ہیں چونکہ ان لوگوں نے بنائی ہیں جو آج ہماری مخالفت میں بیٹھے ہیں چونکہ یہ پالیسیاں ان لوگوں نے بنائی ہیں جو ہمیں پسند نہیں کرتے ہیں اس لیے ان پالیسیوں کو ترک کر دیا جائے یا ان کو ختم کر دیا جائے میں یہ بات واضح طور پر کرنا چاہتا ہوں کہ جو پالیسیاں قومی مفاد میں بنائی گئی ہیں جس میں پنجاب کے ساڑھے چھ کروڑ عوام کی بھلائی کے منصوبے ہوں گے میری حکومت اور میرے رفقائے کار ان پالیسیوں کو جاری رکھیں گے کسی victimization کی وجہ سے ہم ان سے دستبردار نہیں ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

میں امن و امان کے بارے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک کے عوام اور پنجاب کے عوام کی

سب سے پہلی ترجیح یہ ہے کہ ان کو عزت کے ساتھ اپنے گھروں میں اپنا کاروبار چلانے میں اپنی زندگی گزارنے میں اور اپنے معمولات کے مطابق اپنی زندگی گزارنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئے اور حکومت ان کو مکمل امن و امان کی فضا فراہم کرے جس میں وہ اپنی زندگی بہترین انداز میں اور اپنی مرضی سے گزار سکیں۔ میری حکومت کی سب سے اولین ترجیح صوبے میں مکمل طور پر امن و امان نافذ کرنا ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور اس سلسلے میں میں آپ سب بھائیوں سے اپیل کروں گا میں پنجاب کی غیور عوام سے اپیل کروں گا کہ آپ سب میری حکومت کے ساتھ تعاون کریں میرا ہاتھ بٹائیں ہم انشاء اللہ تعالیٰ ایک صاف ستھری انتظامیہ کے ذریعے آپ کو صوبے میں مکمل طور پر امن و امان بحال کر کے دکھائیں گے یہ باتیں ہمیشہ سے ہوتی چلی آئی ہیں لیکن باتوں پہ عمل کرنا باتوں کو عملی جامہ پہنانا یہ کچھ مشکل بات ہے اس لیے بات کرنے والے کی بات بات کی حد تک رہ جاتی ہے لیکن میں یہاں یہ چیز واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں ہمیں کچھ انقلابی تبدیلیاں کرنا ہوں گی اس میں ہمیں روایات سے ہٹ کر کچھ اصلاحات کرنا ہوں گی اور ہمیں ایسے اقدامات کرنے ہوں گے کہ ہم جس عوام میں اعتماد کی فضا پیدا کر سکیں جس میں ہم ان غریب اور مصیبت زدہ بھائیوں میں اعتماد کی ایک ایسی فضا قائم کر سکیں کہ وہ حقیقی معنوں میں یہ محسوس کریں کہ ہماری گورنمنٹ کو ہماری فکر دامن گیر ہے اور وہ نہ صرف ہمارے بارے میں سوچتے ہیں بلکہ اس پر عمل کرنے کے لیے کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کرتے۔ میرے ذہن میں اس سلسلے میں کئی چیزیں موجود ہیں جن کا میں اربابِ اختیار سے بھی ذکر کرتا رہا ہوں اس میں ایک چیز تو یہ ہے کہ ہمیں انتظامیہ میں اعتماد بحال کرنا ہو گا تاکہ وہ اپنے فرائض نہایت ایمانداری کے ساتھ، غیر جانب داری کے ساتھ لوگوں کے لیے امن و امان فراہم کرنے کے لیے اور انھیں سکھ فراہم کرنے کے لیے، جرائم کا مکمل قلع قمع کرنے کے لیے انتظامیہ اپنے فرائض خوش اسلوبی کے ساتھ ادا کر سکے اس سلسلے میں آپ کو اور مجھے انتظامیہ میں confidence کی position build کرنا ہو گی جو میں سمجھتا ہوں کہ مشکل کام نہیں ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ یہ کام کر کے دکھائیں گے ہم انتظامیہ کو فعال اور موثر بنائیں گے جو صوبہ پنجاب کے اور ملک کے غریب عوام کے معاملات بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکیں اور امن و امان کو مکمل طور پر بحال کر سکیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ میرے خیال کے مطابق کچھ ایسی باتیں میرے ذہن میں ہیں جس کے متعلق میں آپ سے مشاورت بھی کروں گا اپنی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں بھی بات کروں گا میرے خیال کے مطابق جو بڑے جرائم ہیں ان کے لیے مثلاً جو

special reported cases ہیں جس میں غریبوں کی عزت لٹ جاتی ہے جس میں بے گناہ لوگ قتل ہو جاتے ہیں اور کئی بڑے heinous crimes ہوتے ہیں جو کہ special reported cases ہوتے ہیں ان کی سماعت فوری طور پر کی جائے۔ پولیس کا حلقہ افسر 24 گھنٹے کے اندر اندر وہاں پر جائے اور کیس کو دیکھے اوراس کے بارے میں اپنی رائے قائم کرے اور اپنی طرف سے اس میں اندراج کرے میں نے کئی دفعہ یہ بات سوچی ہے کہ ہر سب ڈویژن لیول پر نہ صرف یہ کہ ایک حلقہ افسر ہوتا ہے بلکہ سب ڈویژنل آفیسر ہوتا ہے اور اکثر سب ڈویژن ایسے ہیں کہ جس میں ایڈیشنل سیشن جج بھی موجود ہیں جہاں پر ایڈیشنل سیشن جج موجود نہیں ہیں وہاں پر حکومت پنجاب اس بات کا اہتمام کر سکتی ہے' اعلیٰ عدالتوں کے ساتھ مل کر بات کر کے یہ فیصلہ کر سکتی ہے کہ ہر سب ڈویژنل لیول پر ایڈیشنل سیشن جج کی تقرریاں کر دی جائیں اور جو special reported cases ہوں ان کو نہ صرف یہ کہ ڈی۔ ایس۔ پی خود موقع پر جا کر دیکھے' یا اے۔ ایس پی جا کر دیکھے بلکہ special reported case کو پولیس کا مقامی سربراہ ' ایڈیشنل سیشن جج اور مجسٹریٹ یہ تینوں موقع پر جا کر اس واقع کی جو natural شہادتیں ہیں' موقع کی شہادتیں ہیں' 24 گھنٹے کے اندر natural witness ہیں جو قدرتی طور پر وہاں پر لوگ موجود ہیں ان کی شہادتیں خود جا کر قلمبند کر لیں تا کہ اس میں کسی قسم کی خرابی کا احتمال نہ ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم یہ کام کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو یہ بہت بڑی بات ہو گی اور میرے خیال کے مطابق حکومت پنجاب کی کوئی وافر رقم خرچ نہیں ہو گی کیونکہ ایڈیشنل سیشن جج ہمارے پاس موجود ہیں ان کی تقرری ہونا ہے ان کے بکھر بنانے ہیں ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر ان کے گھر بنانے ہیں اور ڈویژنل ہیڈکوارٹر پر بھی ان کے گھر بنتے ہیں اس کی تفصیل میں میں اس وقت جانا نہیں چاہتا لیکن میرا خیال یہ ہے کہ میں یہ معاملہ آپ کے سامنے بھی رکھوں گا اور اس میں مزید work out کریں گے اور میرا یہ خیال ہے کہ اس پر کاربند ہو کر ہم پنجاب میں لوگوں کو انصاف مہیا کریں گے اور فوری انصاف مہیا کرنے کے لیے' اور انصاف میں دیر کے قلع قمع کے لیے ہم وہ تاریخ بنا جائیں گے جس کو انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے بھی یاد کریں گے۔

دوسری بات جو میں کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ پچھلے کچھ عرصے سے تعلیم کے شعبہ میں خرابیوں کا ذکر جناب سپیکر ہمارے اخبارات میں ہوتا رہا ہے اور اس کے متعلق بہت سی باتیں کی گئی ہیں جو میں سمجھتا ہوں ہر محب وطن پاکستانی کے لیے بجا طور پر باعث تشویش ہے کہ تعلیم جس کے

بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ تعلیم کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی ۔ تعلیم جس کے بغیر کوئی ملک آگے نہیں بڑھ سکتا۔ آپ کسی بھی ترقی یافتہ ملک کے لوگوں سے پوچھیں' جاپان والوں سے پوچھیں ' آپ کوریا والوں سے پوچھیں' آپ چین والوں سے دریافت کریں اور آپ ان سب یہ پوچھیں کہ کون سی ایسی ایک وجہ ہے جس کی بنیاد پر آپ کی قوم نے اتنی ترقی کی ہے تو وہ بیک زبان آپ کو یہ کہیں گے کہ تعلیم کی وجہ سے! آپ آپ ان سے پوچھیں کہ کون سا ایک کام آپ کی قوم نے کیا ہے جس کی وجہ سے آپ نے ترقی کی منزلیں طے کرلی ہیں تو وہ آپ کو کہیں گے کہ ہم نے تعلیم پر concentration کی ہے total resources ہم نے تعلیم کے لیے مختص کر دیے ہیں جس کی وجہ سے ہماری قوم ایک ترقی یافتہ قوم ہو گئی ہے' کیونکہ وہ باشعور ہو گئی ہے اور تعلیم یافتہ ہو گئی ہے ان کو یہ پتا چل گیا کہ ہمارے فرائض کیا ہیں اور ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں اس لیے میں یہ کہوں گا کہ ہمیں بھی پنجاب میں تعلیم پر concentrate کرنا ہو گا۔ تعلیم پر سب سے زیادہ توجہ دینا ہو گی۔ کیونکہ تعلیم کے بغیر کوئی معاشرہ ترقی یافتہ معاشرہ نہیں کہلا سکتا اور تعلیم کے بغیر کوئی قوم تہذیب یافتہ اور آگے بڑھنے والی قوم نہیں بن سکتی۔ افسوس کا مقام ہے کہ ہمارا literacy ریٹ ابھی تک 25 یا 26 فیصد سے زیادہ نہیں بڑھا۔ اور حیرانگی کی بات ہے کہ یہاں پر اب ہماری ڈگریاں جو ہیں ان پر بھی اب ہم سب کا یقین نہیں ہے اور اعتماد نہیں ہے کہ ایک بچہ میٹرک کی' ایف اے کی' بی اے کی' یا پوسٹ گریجوایشن کی ڈگری حاصل کرتا ہے تو اس پر لوگوں کو یقین نہیں ہوتا کہ یہ ڈگری genuine ہے یا non genuine ہے۔ کتنے افسوس کا مقام ہے۔ میں اس سلسلے میں اپنے رفقائے کار سے مل کر انشاء اللہ تعالیٰ اس بات کا قلع قمع کروں گا کہ ہر حالت میں ہم انشاء اللہ پنجاب میں ڈگری کے تقدس کو بحال کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ اور اس کے لیے ہم کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے اور اس سلسلے میں میرے ذہن میں کئی چیزیں ہیں۔ میں اپنے رفقائے کار سے مشورہ کر کے میں اس پر فوری طور پر عمل درآمد کرنا چاہوں گا تاکہ تعلیم کے میدان میں یہ جعلی کا' جعلی ڈگریاں ختم ہو سکیں اور یہ امتحانوں کے دنوں میں جو باتیں ہمارے سننے میں آتی ہیں ' پنجاب کے عوام کو ہم کم از کم یہ ensure کریں گے کہ پنجاب کے عوام اپنے بچوں کی تعلیم کے معاملے میں فکر نہ کریں ہم ان کو تعلیم کے معاملے میں تحفظ فراہم کریں گے تاکہ سابقہ زیادتیوں کا اعادہ نہ ہونے پائے۔ دوسری ایک اور بات میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تعلیم کے معاملے میں ہر گاؤں میں سکول بن چکے ہیں لڑکیوں کے سکول بن چکے ہیں

لڑکوں کے سکول بن چکے ہیں ' پرائمری سکول بن چکے' مڈل سکول بن چکے ہیں' ہائی سکول بن چکے ہیں لیکن آپ سب نے اس بات کا مشاہدہ کیا ہو گا کہ ہمارے ہاں ٹیچرز کی بڑی کمی ہے اور پھر آپ نے اس بات کا بھی مشاہدہ کیا ہو گا کہ school going age کے بچے گلیوں میں کھیل رہے ہیں وہ اپنے غریب ماں باپ کے لیے جانوروں کا چارہ کاٹنے کے لیے گئے ہوئے ہیں' وہ دکانوں پر کام کر رہے ہیں وہ مزدوری کر رہے ہیں اور سکول نہیں جا رہے ۔ میں یہ ensure کروانا چاہتا ہوں کہ ہم ہر حالت میں وہ بچے جن کے ہاتھ میں کتاب ہونی چاہییں جن بچوں کے ہاتھ میں پین ہونا چاہیے ' ان بچوں کے ہاتھ میں مزدوری کے اوزار ' ان بچوں کے ہاتھ میں کام کرنے کی باتیں اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ہم ensure کریں گے اور اس کو بند کریں گے اور ہم school going age کے بچوں کے لیے پرائمری تک کی تعلیم لازمی قرار دیں گے۔

ہماری معیشت کی بنیاد زراعت پر ہے اور ہماری معیشت ہی جلی معیشت ہے جو کہ زرعی اور صنعتی معیشت ہے ۔ پچھلے دنوں سے زراعت سے وابطہ لوگوں کی بے چینی کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ inputs کی ضرورت ہوتی ہے تو inputs نہیں ملتی۔ گندم کاشت کرنے کا وقت ہے اور فاسفوس کھادوں کی ضرورت ہے تو فاسفورس کھادیں مارکیٹ سے غائب ہیں۔ کاٹن میں نائٹروجن کھادیں ڈالنے کا وقت ہے' مونجی کے کھیت میں نائٹروجن کھادیں ڈالنے کا وقت ہے' گنے اور گندم کے کھیتوں میں نائٹروجن کھادیں ڈالنے کا وقت ہے تو بازار سے نائٹروجن کھادیں غائب ہیں اور غریب کاشتکار پیسے اٹھا کر دھکے کھاتا پھر رہا ہے اور پھر حکومت کی طرف سے اسسٹنٹ کمشنر تحصیل دار ' اور مجسٹریٹ تعینات ہیں کہ وہ کھادوں کے پرمٹ جاری کریں اندازہ فرمائیں کہ زرعی معیشت ہے اور کسان اپنے پیسے ہاتھوں میں لے کے پھر رہا ہے کہ اس نے اپنی گندم کے کھیت میں کھاد ڈالنی ہے اور کھاد مارکیٹ سے غائب ہے بلیک مارکیٹ ہو رہی ہے' چور بازاری ہو رہی ہے اور کاشتکار ذلیل ہو رہا ہے' خراب ہو رہا ہے پنجاب کے کاشتکار کی حالت جتنی دگرگوں حالت میں نے دیکھی ہے خدا کی قسم میرا دل خون کے آنسو روتا تھا کہ یہ کاشتکار کی حالت کیا بن گئی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ pesticides ہیں تو وہ نہیں ملتی' ملتی ہیں تو خالص نہیں ملتی۔ پیسے ادا کیے جا رہے ہیں اور کرم کش ادویات جعلی ملتی ہیں' جعلی دوایاں لے کے پیسے دے کے جب وہ اپنے کھیتوں میں جا کے سپرے کرتا ہے تو اس کا نتیجہ کوئی نہیں نکلتا' کھیت کے کھیت برباد ہو گئے اس لیے کہ نقلی دوائیاں ہیں اور یہ ساری کیفیت

اس پر پھر یہ کہ inputs کی قیمتیں مقرر کرنے والے دوسرے لوگ ہیں جو inputs تیار کرتے ہیں اور کاشتکار کی کمائی کی قیمت کون مقرر کرتا ہے وہ مرکزی حکومت مقرر کرتی ہے میں اس بات کے بارے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے کاشتکار طبقے میں بڑی زبردست بے چینی ہے اور وہ بڑے اضطراب کا شکار ہیں کہ ان کی recommendations کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ ہم نے دیکھا ہے کہ پنجاب اسمبلی کی قراردادیں بااتفاق رائے پاس ہوئیں لیکن ان کو درخور اعتنا نہیں سمجھا گیا۔ اور اس پر مرکزی حکومت نے اپنی مرضی کے احکامات صادر کیے اور ساری پنجاب اسمبلی کے متفقہ resolutions پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ صورت حال جو ہے اب اس کا تدارک کرنا ہے ہم نے مؤثر انداز میں اپنی آواز مرکزی حکومت تک پہنچانی ہے' مؤثر انداز میں اپنے احساسات اور جذبات کو مرکزی حکومت تک پہنچانا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ہم نے مرکزی حکومت کے ساتھ تعاون کرنا ہے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ مرکزی حکومت کی طرف دست تعاون بڑھائیں گے اور مجھے یقین ہے کہ جب ہم موثر انداز میں اپنی بات کریں گے جب ہم موثر انداز میں اپنے غریب عوام کے مسائل کی بات کریں گے تو مرکزی حکومت ہماری بات کو سنے گی' ہماری بات کو سمجھے گی اور مرکزی حکومت ہماری خواہشات کا اس معزز ایوان کی خواہشات کا احترام کرے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ کپاس پیدا نہیں ہو گی تو ہماری صنعتیں کیسے چلیں گی کارخانے کیسے چلیں گے' کارخانے تو بند ہو جائیں گے اگر چاول نہیں ہو گا تو ہمارے کارخانے کیسے چلیں گے ' کارخانے نہیں چلیں گے کارخانے بند ہو جائیں گے۔ اگر ہمارا گنا پیدا نہیں ہو گا تو شوگر ملیں کیسے چلیں گی شوگر ملیں بند ہو جائیں گی اور اسی طریقے سے سارا raw material کاشتکار community تیار کرتی ہے اس سے ہماری ملیں چلتی ہیں' ہماری صنعتیں چلتی ہیں' ہم نے تو صنعتیں بھی چلانی ہیں ہمیں صنعتیں عزیز ہیں۔ ہم اس ملک کو صنعتی ملک بنانا چاہتے ہیں ہم اس ملک میں صنعتوں کو فروغ دینا چاہتے ہیں' ہم اس صوبے میں صنعتوں کا تحفظ کرنا چاہتے ہیں اور ان کے مفادات کا تحفظ کرنا چاہتے ہیں لیکن کاشتکاری کو تباہ کر کے صنعتیں فروغ نہیں پا سکتیں' کسی بھی صورت میں فروغ نہیں پا سکتیں۔(نعرہ ہائے تحسین)۔ ہماری معیشت زراعت اور صنعت پر منحصر ہے' ہم انشاء اللہ تعالیٰ زراعت کے میدان میں کاشتکاروں کی جو تشویش ہے ان کے جو جو خدشات ہیں' ان کی جو محرومیاں ہیں ان کو ہم پوری توجہ اور پورے دھیان کے ساتھ اور پوری ایمانداری کے ساتھ دور کریں گے اور صنعتی ترقی میں کسی قسم کا کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کریں

گے ہم صنعتوں کو فروغ دیں گے ہم زیادہ سے زیادہ صنعتیں لگائیں گے اور ہم صنعت سے وابطہ طبقوں کو تحفظ فراہم کریں گے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ سرمایہ کاری کر سکیں' زیادہ سے زیادہ صنعتیں لگا سکیں اور زیادہ سے زیادہ ملک کو خوش حال کر سکیں اور زیادہ سے زیادہ job opportunities پیدا کی جا سکیں اس لیے ہم اس سلسلے میں بھی کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کریں گے آج مجھے پتا چلا کہ کل کچھ لوگوں نے یہاں law and order situation پیدا کرنے کی کوشش کی تھی' ان کا خیال تھا کہ یہاں پر ہنگامے کیے جائیں اور یہاں law and order situation پیدا کی جائے اور جلوس نکالے جائیں اور اسمبلی کے ممبران کو ہراساں کیا جائے کیونکہ وہ اپنا جمہوری اور آئینی حق استعمال کر کے اپنے سابقہ قائد ایوان کو vote out کرنا چاہتے ہیں اور نیا قائد ایوان منتخب کرنا چاہتے ہیں اس سلسلے میں انتظامیہ نے کل اپنی پوری ذمہ داری کا مظاہرہ کیا ہے اور نہایت اچھے اور عمدہ طریقے سے یہاں پنجاب میں لاہور میں law and order situation پیدا نہیں ہونے دی اور جو لوگ یہ situation پیدا کرنا چاہتے تھے ان کا موثر انداز میں تدارک کیا گیا ہے اور میں اس سلسلے میں انتظامیہ کی اس کاوش کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ اس کے پیش نظر کہ یہاں پر کچھ لوگوں نے غنڈہ گردی کرنے کی کوشش کی انتظامیہ نے کچھ لوگوں کو حراست میں لیا تھا۔ تقریباً دو اڑھائی سو افراد کو حراست میں لیا تھا میں نے الیکشن ہونے کے بعد انتظامیہ کو فوری طور پر حکم دیا کہ ان سب صاحبان کو فوری طور پر رہا کر دیا جائے چنانچہ ان سب صاحبان کو رہا کر دیا گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ جناب سپیکر میں آخر میں ایک بات عرض کر کے اجازت لوں گا کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قومی اسمبلی کو نہیں توڑنا چاہیے تھا جو لوگ سمجھتے ہیں کہ قومی اسمبلی کو توڑنے سے ایک گناہ کا ارتکاب ہوا ہے وہ صاحبان اب صوبائی اسمبلیاں توڑنے کے درپے ہیں اگر قومی اسمبلی توڑنا ایک گناہ ہے تو صوبائی اسمبلیوں کو توڑنا کون سا کار ثواب ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ میں یہ چیز ایوان میں کھڑے ہو کر واضح کرنا چاہتا ہوں اور اس بارے میں یہ ابہام ختم ہونا چاہیے۔ جناب سپیکر! جو لوگ صوبائی اسمبلیں توڑنے کی بات کر رہے ہیں انھیں یہ بات سمجھنی چاہیے کہ سینٹ قائم ہے' چاروں صوبائی اسمبلیاں کام کر رہی ہیں اور ایک قومی اسمبلی ٹوٹی ہے جس کے انتخابات کا اعلان کیا جا چکا ہے کہ نوے (90) روز کے اندر انتخابات ہوں گے۔ چاروں صوبائی اسمبلیوں اور سینٹ کی موجودگی میں ملک میں جمہوری نظام چلتا ہوا نظر آ رہا ہے لوگ دیکھتے ہیں کہ ملک میں جمہوری نظام چل رہا ہے' یہ اسمبلیاں کام کر رہی ہیں اور سینٹ کا اجلاس طلب کیا جا رہا ہے چنانچہ یہ

ایک جمہوری سسٹم رواں دواں ہے جب قومی اسمبلی کے انتخابات ہو جائیں گے تو وہ بھی اس دھارے کا ایک اہم حصہ بن جائے گی اس لیے بھی صوبائی اسمبلیاں توڑے جانے کی باتیں اب ایک قصہ پارینہ بن چکی ہیں۔

دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی صوبائی اسمبلی نے اپنے سابقہ قائد ایوان کو vote out کیا ہے نیا قائد ایوان منتخب کیا ہے۔ یہ اسمبلی اپنا نیا سپیکر منتخب کرنے والی ہے اور قائد ایوان چند دنوں میں اپنی کابینہ بنانے والے ہیں۔ سارا set up نیا بن جائے گا۔ میں بحیثیت قائد ایوان وزراء کی جو ٹیم بنانے والا ہوں، جن نئے سپیکر کا انتخاب ہونے والا ہے، یہ سب معزز اراکین جو یہاں بیٹھے ہیں، میں جماعت اسلامی کے دوستوں کو جانتا ہوں اور ان کے نظریات کو جانتا ہوں۔ میں نے پاکستان پیپلز کے دوستوں کے دل میں جھانک کر دیکھا ہے ان کے دلوں سے یہ صدا گونجتی ہوئی نکل رہی ہے کہ صوبائی اسمبلیوں کو نہیں ٹوٹنا اور ان کو نہیں ٹوٹنے دینا۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ میں کہتا ہوں، صوبائی اسمبلی کو کس قانون کے تحت توڑا جا سکتا ہے؟ کس آئین کے تحت توڑا جا سکتا ہے؟ ہم نے خطا کیا کی ہے ہم نے قصور کیا کیا ہے کہ جس کے تحت کوئی صوبائی اسمبلی کو توڑنے کے بارے میں سوچ بھی سکتا ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب صوبائی اسمبلی کو توڑنے کے بارے میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا اور اب اس سلسلے میں confusion دور ہو جانا چاہیے۔ کسی کے ذہن میں کوئی ابہام نہیں رہنا چاہیے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صوبائی اسمبلیاں ہر گز ہر گز نہیں ٹوٹیں گی اور انشاء اللہ تعالیٰ اپنی مدت پوری کریں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ میں اپنے بھائیوں ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب کا، رانا ثناء اللہ خان صاحب کا، بنچوں پر بیٹھنے والے اپنے رفقائے کار کا، اپنے بھائیوں کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے اچھے الفاظ اور اچھے خیالات سے میرا ذکر کیا ہے۔ میرے بارے میں انھوں نے خوبصورت الفاظ استعمال کیے ہیں میں اس کے لیے دلی طور پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھ سے انھوں نے جو توقعات وابستہ کی ہیں انھوں نے جن ذمہ داریوں کا ذکر کیا ہے میں ان سے آگاہ ہوں میں ان بھاری ذمہ داریوں سے واقف ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بلاشبہ یہ ایک بہت بڑا آفس ہے، بہت گراں قدر آفس ہے، بہت بڑی عزت ہے لیکن اتنی ہی بڑی ذمہ داری ہے میں آپ سب بھائیوں سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ میرے لیے دعا کیجیے گا، میرا ہاتھ بٹائیے گا، میری مدد کیجیے گا، میری مدد کی ضرورت ہے

مجھے اپنی رہنمائے کار کے' اپنے معزز اراکین اسمبلی کے تعاون کی ضرورت ہے مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے مجھے اپنی بہنوں اور اپنی ماؤں کی دعاؤں کی ضرورت ہے مجھے پنجاب کے ساڑھے چھ کروڑ عوام کے تعاون کی' ان کی مہربانیوں کی اور ان کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ مجھے قومی پریس کے تعاون کی ضرورت ہے مجھے ان کی مہربانی کی اور تعاون کی ضرورت ہے میں اپیل کرتا ہوں مجھے تعاون دیجیے میرا ساتھ دیجیے میں انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب میں آپ کو مثبت انداز میں ایسی تبدیلیاں کر کے دوں گا کہ جو انشاء اللہ تعالیٰ کافی وقت تک یاد رکھی جائیں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اظہار خیال کا موقع دیا۔ مجھے اجازت دیجیے کہ میں آج پھر آپ کے حوصلے' آپ کے تدبر' آپ کی سوجھ بوجھ اور کل کے موقع پر خوبصورت انداز میں اسمبلی کی کارروائی کو conduct کرنے پر آپ کو مبارک باد پیش کروں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بہت مہربانی۔(نعرہ ہائے تحسین)۔

MR DEPUTY SPEAKER:

In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Muhammad Altaf Hussain, Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab after the conclusion of the sitting for the proceedings with regard to the vote of confidence in the Chief Minister as required under Article 130 (3) of the Constitution.

(اس مرحلے پر اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک ملتوی ہو گیا)۔

اجلاس کی طلبی کا فرمان

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Muhammad Altaf Hussain, Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Monday, the 3rd of May, 1993 at 3.00 p. m. in the Assembly Chamber Lahore.

Dated Lahore
1st May, 1993.

MUHAMMAD ALTAF HUSSAIN
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھوں اجلاس)

سوموار 3۔ مئی 1993ء

(دو شنبہ 11 ۔ ذیقعد 1413ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں سہ پہر 4 بج کر 10 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر میاں مناظر علی رانجھا کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ
النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط
اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا
يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿٢٦﴾

سورۃ صٓ آیت 26

اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں بادشاہ بنایا ہے۔تو لوگوں میں انصاف کے فیصلے کیا کرو اور خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ وہ تمھیں خدا کے رستے سے بھٹکا دے گی۔جو لوگ خدا کے رستے سے بھٹکتے ہیں۔ان کے لیے سخت عذاب (تیار) ہے۔کہ انھوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا o

وما علینا الاالبلاغ o

چیئرمینوں کا پینل

جناب قائم مقام سپیکر، پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

سیکرٹری اسمبلی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 14 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل باحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے:

1۔ جناب میاں منظور احمد موہل صاحب'

2۔ محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ'

3۔ چودھری محمد فاروق صاحب اور

4۔ جناب ارشاد حسین سیٹھی صاحب۔

سپیکر کے انتخاب کے لیے پروگرام کا اعلان

جناب قائم مقام سپیکر، جیسا کہ آپ سب صاحبان جانتے ہیں کہ آج سپیکر کے الیکشن کے لیے نامینیشن پیپر داخل ہونے ہیں۔ میں سیکرٹری اسمبلی سے یہ کہوں گا کہ وہ اس کے بارے میں طریقہ کار بتا دیں۔

سیکرٹری اسمبلی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب میاں منظور احمد وٹو کے سپیکر کے عہدے سے مستعفی ہونے کے باعث سپیکر کے انتخاب کے لیے جناب گورنر نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ نمبر 10 کے تحت مورخہ 4 مئی 1993ء کا دن مقرر کیا ہے۔ انتخاب زیر قاعدہ 8 عمل میں آئے گا۔ انتخاب کے لیے ضروری کارروائی کا آغاز آج سے ہی کر دیا گیا ہے۔ اس مقصد کے لیے انتخاب کا پروگرام ممبران کو پہلے ہی جاری کیا جا چکا ہے۔ نیز جیسا کہ آپ کو معلوم ہے اخبارات' ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر بھی پروگرام کا اعلان ہو چکا ہے۔ بہرحال معزز اراکین کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ کاغذات نامزدگی آج مورخہ 3 مئی کو سیکرٹری اسمبلی کے دفتر میں 5 بجے سہ پہر تک وصول کیے جائیں گے۔ کاغذات کی جانچ پڑتال آج مورخہ 3 مئی 1993 کو سیکرٹری اسمبلی کے دفتر میں ساڑھے پانچ بجے سہ پہر ہوگی۔ اگر کوئی

امیدوار کاغذات کی جانچ پڑتال کے وقت موجود رہنا چاہیے تو سیکرٹری اسمبلی کے دفتر میں ساڑھے پانچ بجے سہ پہر تشریف لا سکتے ہیں۔ نامزد اراکین کاغذات نامزدگی آج مورخہ 3 مئی کو رات 11 بجے سے قبل واپس لے سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب اجلاس کی کارروائی کل 11 بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھوں اجلاس)

منگل 4۔ مئی 1993ء

(سہ شنبہ 12 ۔ ذیقعد 1413ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں دوپہر 12 بج کر 17 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر میاں مناظر علی رانجھا کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ
الْاِسْلَامُ ۚ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ
مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۗ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿١٩﴾

سورۃ آل عمران آیت 19

بیشک دین (نظام حیات) تو اللہ کے نزدیک اسلام ہے اور اہل کتاب نے اس نظام حیات میں علم حاصل ہونے کے بعد آپس میں ضد کی بنا پر اختلاف کیا اور جو شخص اللہ کی آیات کو ماننے سے انکار کرے تو بیشک اللہ (اس سے) جلد حساب لینے والا ہے۔

وما علینا الاالبلاغ ۔

سابق وزیراعظم پاکستان جناب محمد خان جونیجو کی وفات پر اظہار تعزیت

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

آج چونکہ سپیکر کے الیکشن کے لیے دن مقرر ہے۔ سیکرٹری اسمبلی اس سلسلے میں معزز اراکین کو تفصیلات سے آگاہ کریں گے۔

سردار نصر اللہ خان دریشک: جناب سپیکر! جناب محمد خان جونیجو (مرحوم) صدر پاکستان مسلم لیگ کی وفات حسرت آیات کے موقع پر ایک تعزیتی قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ان کی مسلم لیگ کے لیے خدمات کے پیش نظر-----

شیخ محمد طاہر رشید: پہلے کیوں نہیں پیش کی۔

راجہ محمد خالد: یہ قرارداد آج یاد آئی ہے۔

سردار نصر اللہ خان دریشک:----- علاوہ ازیں وہ ہمارے ملک کے وزیر اعظم رہے ہیں' جس وقت ان کا انتقال پرملال ہوا ہے وہ پاکستان مسلم لیگ کے صدر تھے۔ میں ہاؤس سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ ان کی مغفرت کے لیے دعا کرے۔

اس کے علاوہ ہمارے معزز رکن جناب غلام حیدر کھچی صاحب بھی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا ہے۔ ان کی مغفرت کے لیے بھی دعا کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: دعا کر لی جائے۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب والا! یہ دعا بھی کر لی جائے کہ جن کے دل سیاہ ہو گئے ہیں ان کے دل صاف ہو جائیں۔

(اس مرحلے پر جناب محمد خان جونیجو مرحوم اور جناب غلام حیدر کھچی صاحب کی والدہ ماجدہ کے لیے دعائے مغفرت کی گئی)

سپیکر کا انتخاب

جناب قائم مقام سپیکر: سیکرٹری اسمبلی آج کے الیکشن کے بارے میں آپ سے گزارش کریں گے۔

مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! آپ کے سیکرٹریٹ کی طرف سے آج جو ایجنڈا سر کولیٹ کیا گیا ہے اس کے مطابق آج جناب سپیکر کا الیکشن ہونا ہے۔ جناب سپیکر! آپ جانتے ہیں کہ سپیکر کا الیکشن سیکرٹ بیلٹ کے ذریعے ہوتا ہے۔ اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے جو انتظامات کیے گئے ہیں اس میں سیکریسیآف بیلٹ کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا گیا۔ ہم نے لکھ کر بھی آپ سے گزارش کی ہے کہ آپ کے جو انتظامات ہیں اس کے تحت secrecy of ballot maintain نہیں ہوسکتی۔ بطور ہاؤس کے کسٹوڈین، آپ پر یہ لازم ہے کہ آپ سیکریسی آف بیلٹ کو مدنظر رکھیں۔

مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی، بہت بہت شکریہ۔

جناب محمد ارشد خان لودھی، جناب والا! آج سپیکر کا الیکشن ہے اور آپ ماشاء اللہ صدارت کر رہے ہیں۔ اگر آپ کا اس سلسلے میں نوٹیفکیشن ہوا ہے تو آپ سیکرٹری صاحب کو حکم دیں کہ وہ نوٹیفکیشن پڑھ کر سنا دیں۔ آپ اسی صورت میں صدارت کریں گے جب گورنر صاحب کی طرف سے آپ کا نوٹیفکیشن ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، لودھی صاحب اس سلسلے میں نوٹیفکیشن ہو چکا ہے، میں سیکرٹری صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ وہ لودھی صاحب کو اس نوٹیفکیشن کی کاپی فراہم کر دیں۔

سیکرٹری اسمبلی، میرے خیال میں یہ چاہتے ہیں کہ گورنر صاحب کی طرف سے نوٹیفکیشن ہو۔ گورنر صاحب کی طرف سے نوٹیفکیشن کی ضرورت نہیں ہے۔

مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! آپ نے ابھی فرمایا ہے کہ نوٹیفکیشن ہو گیا ہے اور اسے پڑھ کر سنایا جائے اور آپ کے سیکرٹری فرما رہے ہیں کہ نوٹیفکیشن نہیں ہوتا۔ آپ کی اور سیکرٹری کی بات میں تضاد ہے۔ کس کی بات درست ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، نوٹیفکیشن ہو چکا ہے اور اس کی کاپی آپ کو فراہم کی جاتی ہے۔ قانون کے مطابق جو نوٹیفکیشن ہونا تھا وہ ہو چکا ہے، وہ ضابطے، قانون اور آئین کے مطابق ہوا ہے۔ اس کی کاپی بھی آپ کو فراہم کی جاتی ہے۔ یا پڑھ کر سنا دیں۔

سیکرٹری اسمبلی، پڑھ کر سنا دیتا ہوں،

In pursuance of the provisions of Article 53(3) read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan Mian Manazar Ali Ranjha, Deputy Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, has assumed charge of the office of the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab with effect from 25th April vice Mian Manzoor Ahmad Wattoo, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab resigned.

جناب محمد ارشد خان لودھی، جناب سپیکر! میں نے پچھلے اجلاسوں میں بھی گزارش کی تھی کہ جو بھی کچھ کرنا ہے وہ قانون اور ضابطے کے مطابق کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

شیخ محمد سہیل اصغر، جناب والا! قانون اور ضابطے کی بات میں ان کو بتاتا ہوں ----

جناب قائم مقام سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد ارشد خان لودھی، ان کی پریشانی ایسے دور نہیں ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ تشریف رکھیں اور ان کو بات کرنے دیں۔

جناب محمد ارشد خان لودھی، ان بیچاروں کی ایسے کس طرح پریشانی دور ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، لودھی صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

جناب محمد ارشد خان لودھی، جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ vacancy occur ہوتی ہے اور سپیکر صاحب کے resign کے ساتھ vacancy occur ہوتی ہے۔ اس کو رول نمبر 10 cover کرتا ہے۔ اس میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ وہ آدمی پریزائیڈ کرے گا، جس طرح رول 8 میں لکھا ہوا ہے اور رول 8 یہ direct کرتا ہے اور آپ رول (2) 5 میں دیکھیں تو وہاں یہ لکھا ہوا ہے کہ جو الیکشن پروسیجر کو کنڈکٹ کروائے گا، پریزائیڈ کرے گا وہ ممبر That person will

Aperson, a be nominated by the Governor یا پھر outgoing سپیکر کروائے گا یا پھر Member will be nominated by the Governor. اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر سیکرٹری صاحب اس بات کو کلیئر کر دیں۔ میں اپنا اعتراض واپس لے لوں گا ورنہ پھر ایوان کی کارروائی کو قانون اور ضابطے کے مطابق چلایا جائے۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! فاضل رکن نے جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے وہ رول 8 کے بارے میں ہے اس میں لکھا ہوا ہے کہ At the first meeting of the Assembly after a Genral Election وہ جنرل الیکشن کے بارے میں ہے۔ جب آپ جنرل الیکشن کے بارے میں آئیں گے تو اس وقت جو الیکشن ہوگا اس شخص کو گورنر صاحب نامزد کریں گے۔ جب انھوں نے رول 5(2) کی بات کی ہے تو میں یہ عرض کروں گا جہاں ایسا ابہام آجائے تو وہاں رولز آف پروسیجر کی بجائے آئین prevail کرے گا۔ میں ان کی خدمت میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں آئین کا آرٹیکل 53(3) ملاحظہ کریں اس میں یہ واضح طور پر لکھا ہے۔

"When the office of the Speaker is vacant, or the Speaker is absent or is unable to perform his functions due to any cause, the Deputy Speaker shall act as Speaker,-----"

تو اس وقت وہ بطور سپیکر ایکٹ کریں گے۔

"-----and if at that time, the Deputy Speaker is also absent or is unable to act as Speaker due to any cause such member as may be determined by the Rules of Procedure of the Assembly shall preside at the meeting of the Assembly "

اگر آپ بھی نہ ہوتے تو پھر ہمارے چیئرمینوں کا ایک پینل ہے، تو پھر میں پہلے نمبر پر ہوں لہٰذا میں پریزائیڈ کرتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد ارشد خان لودھی، پہلے سمجھ لیں پھر تالیاں بجائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز۔ جی فرمائیے۔

جناب محمد ارشد خان لودھی، میرے بھائی نے رول 53 کا حوالہ دیا ہے وہ اس لیے ہے کہ جب

آپ کا normal procedure چل رہا ہو' جب یہ اسمبلی کی کارروائی چل رہی ہو اور سپیکر نہ ہو تو پھر ڈپٹی سپیکر اور اگر ڈپٹی سپیکر نہ ہو تو پھر پینل کے آدمی پریزائیڈ کریں گے۔ لیکن for the sake of election of Speaker جہاں پر vacancy occur ہوئی ہے۔ میں اپنے دوست کی اطلاع کے لیے گزارش کروں گا کہ اس کو رول 10 کور کرتا ہے۔

Whenever a vacancy occurs in the office of the Speaker the Governor shall fix a date for the election of a new Speaker, if the Assembly is in session as soon possible during that session and if the Assembly is not in session at the commencement of the next session, and the election shall be held (Secretary Sahib) in accordance with rule 8.

میاں منظور احمد موہل، فاضل رکن سیکرٹری کو مخاطب نہیں کر سکتے وہ سپیکر کو مخاطب کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: موہل صاحب درست فرما رہے ہیں۔

جناب محمد ارشد خان لودھی: جناب والا! Sorry (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: میں لودھی صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ رولز کی کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ شیخ صاحب آپ پلیز تشریف رکھیں۔ جی لودھی صاحب فرمائیے۔

جناب محمد ارشد خان لودھی، cover/ rule (8) کرتا ہے rule (8) یہ ہے کہ وہی جو جنرل الیکشن کے بعد ہوگا۔ میرے دوست اس پر آ جائیں۔ پہلے جنرل الیکشن ہوگا' اس کے بعد سپیکر کا الیکشن ہوگا پھر ڈپٹی سپیکر کا الیکشن ہوگا اور اس میں کون پریزائیڈ کرے گا۔ وہ آپ rule 5(2) پہ آ جائیں۔

> The meeting held under sub rule (1)shall be presided over by the outgoing Speaker or in his absennce by such member as may be nominated by the Governor

جناب سپیکر! مجھے افسوس یہ ہے کہ کل میں سیکرٹری صاحب کے پاس گیا۔ میں نے اپنی ڈیوٹی پوری کی اور ان کو آگاہ کیا' استدعا کی کہ آپ جو بھی چیز کریں اس کے مطابق کریں۔ اگر کوئی نہ جانے تو پھر ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ ہے کہ کوئی contradict کر دے کوئی

over rule کر دے یا آپ رولنگ دے دیں۔ This is very important matter.

جناب قائم مقام سپیکر، لودھی صاحب میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ جو باتیں فرما رہے ہیں وہ درست ہیں لیکن یہ اس وقت ہوتا ہے جس وقت اسمبلی پہلی دفعہ meet کرتی ہے اور سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کا الیکشن ہوتا ہے۔ اس وقت جو صورت حال ہے' آپ کی باتیں اس سے مختلف ہیں۔ اس سلسلے میں واضح ہے کہ جب سپیکر استعفیٰ دے ۔ اس کے بعد notification ہو گیا۔ اس کے بعد اب ڈپٹی سپیکر بطور سپیکر کے کام کر رہے ہیں۔ اس لیے اب جو بھی کارروائی ہو رہی ہے وہ rules and procedure کے مطابق ہو رہی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد ارشد خان لودھی، جناب والا! آپ رول 10 کی وضاحت کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں آپ سے یہی عرض کرنے لگا ہوں کہ outgoing Speaker چلے گئے ہیں تو اس کے بعد ڈپٹی سپیکر کا بطور Acting Speaker کے notification ہو چکا ہے۔ اس لئے اس وقت میں جو ہاؤس کو پریزائیڈ کر رہا ہوں وہ آئین اور قانون کے مطابق ہے۔ اس سلسلے میں آپ نے جو پوائنٹ اٹھایا ہے میں اس سلسلے میں اپنی باقاعدہ رولنگ دیتا ہوں اس کے بعد میرے خیال میں مزید بحث کی ضرورت نہیں ہو گی۔

A point of order has been raised by Honble Member Mr Muhammad Arshad Khan Lodhi that since sub-rule (2) of the Rule 8 of the rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab provide that meeting of the Assembly after election of Speaker shall be presided over by the out going Speaker and in his absence by such member as may be nominated by the Governor under sub rule (2) of Rule 5 therefore the Deputy Speaker cannot preside over the meeting of the Assembly which is being held for election of the Speaker.

The Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab are subject to the Constitution. Clause(3) of Article 53 of the Constitution read with Article 127 provide that when the office of Speaker is vacant the

Deputy Speaker shall act as Speaker. The office of Speaker fell vacant on 24th of April 1993 and the Deputy Speaker is acting as Speaker under the provisions of Article 53 clause (3) of the Constitution. A gazette notification to this effect has since been issued. As such the purpose of sub rule (2) of the 8 is served as the Acting Speaker presiding over the sitting as the outgoing Speaker who will cease to act as Speaker as soon as new Speaker takes oath of office

In view of the above I rule out the point of order being mis-conceived.

(نعرہ ہائے تحسین)

اب سیکرٹری اسمبلی آج کی کارروائی کے بارے میں آپ کو آگاہ فرمائیں گے۔

سیکرٹری اسمبلی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ معزز اراکین پروگرام کے مطابق سپیکر کے انتخاب کے سلسلے میں کاغذات نامزدگی وصول کرنے کا وقت 5-00 بجے شام تھا۔ جناب سعید احمد منیس پی پی 193 اور راجہ محمد بشارت پی پی 4 کے کاغذات نامزدگی مقررہ وقت تک وصول ہوئے اور پڑتال پر درست پائے گئے۔ کاغذات نامزدگی واپس لینے کا وقت کل گیارہ بجے شب تھا۔ مذکورہ وقت گزر جانے تک کسی نے بھی کاغذات نامزدگی واپس نہیں لیے۔ لہذا باقاعدہ طور پر نامزد کردہ امیدواران حسب ذیل ہیں:۔

سعید احمد خان منیس پی پی 193 ۔ نامزد رکن۔

تجویز کنندگان

1۔ جناب فرحت عزیز مزاری'
2۔ ملک ارشد حسین میتلا'
3۔ سردار عاشق حسین گوپانگ'
4۔ سردار محمد عارف نکئی'
5۔ چودھری محمد اقبال'

6۔ چودھری ظفر اللہ چیمہ اور
7۔ سردار نصر اللہ خان دریشک۔

جناب محمد بشارت راجہ پی پی 4۔ نامزد رکن۔

تجویز کنندگان۔

1۔ میاں عمران مسعود'
2۔ راجہ خلیق اللہ خان'
3۔ راجہ جاوید اخلاص اور
4۔ چودھری شاہد اکرم بھنڈر۔

اب طریقہ کار سے متعلق اعلان سماعت فرمائیں۔

خالی بیلٹ باکس تمام اراکین کو دکھایا جائے گا۔ حلقہ نیابت کے مطابق جب کسی معزز رکن کا نام پکارا جائے گا تو متعلقہ رکن سیکرٹری اسمبلی سے بیلٹ پیپر وصول کریں گے۔ جناب سپیکر کی سیٹ کے پیچھے قائم کردہ بوتھ میں جا کر آپ بیلٹ پیپر پر اپنی پسند کے امیدوار کے نام کے آگے مہر لگائیں گے اور بیلٹ پیپر کو تہہ کر کے سیکرٹری اسمبلی کی میز پر رکھے گئے بیلٹ باکس میں ڈال دیں گے۔ بیلٹ پیپر باکس میں ڈالنے کے بعد معزز رکن اپنی نشست پر چلے جائیں گے اور اختتام پولنگ تک اپنی سیٹ پر تشریف فرما رہیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب اس سلسلے میں کسی دوست کو کوئی confusion تو نہیں ہے۔ تو اب یہ کارروائی شروع ہونی چاہیے۔ میرے پاس کچھ دوستوں کی چٹیں آئی ہیں۔ اگر اس میں چودھری پرویز الہیٰ صاحب بھی اتفاق فرمائیں تو ان کو پہلے ووٹ دینے کا اختیار دے دیا جائے۔ اس میں حاجی گلاب خان صاحب ایم پی اے ہیں۔ ایک اور بات ہے کہ اس کا وقت مقرر کر لیا جائے کہ کب تک یہ پولنگ چلتی رہے گی۔ آپ دونوں فریق وقت معین کر لیں آپس میں طے کر لیں کہ یہ پولنگ کس وقت تک چلتی رہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، الیکشن میں قاعدہ ہوتا ہے کہ جو لوگ پولنگ اسٹیشن کے اندر آ جائیں وہ تو بھگتانے ہوں گے جب تک یہ چلتا رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تو بھگتیں گے ہی۔ اگر کوئی وقت مقرر کر لیا جائے کہ فلاں قائم تک یہ

پولنگ ہو گی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، ہاں جو ارکان ابھی باہر ہیں ان کے لیے ایسا کیا جا سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جو ممبر ابھی ہاؤس کے اندر نہیں پہنچے میں ان کے لیے عرض کر رہا ہوں۔ تو 4-00 بجے تک کا ٹائم ٹھیک ہے۔

(پولنگ کا ٹائم 4-00 بجے تک کے لیے مقرر کر دیا گیا)

چار بجے کے بعد جو بھی دوست آئیں گے ان کو رائے دہی کا حق نہیں ہو گا خواہ اس کا تعلق کسی بھی فریق سے ہو۔

مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی: جناب والا! میری بھی درخواست ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کہ آپ پہلے ووٹ دینا چاہتے ہیں۔

مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی، جی ہاں میں نے سفر کرنا ہے اور مجھے ملتان پہنچنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو بسم اللہ آپ سے کروالی جائے۔

مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی: جی ہاں بسم اللہ واہ جی واہ کیا بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی صاحب سے بسم اللہ کروا لی جائے۔

سیکرٹری اسمبلی، شاہ محمود حسین قریشی پی پی 166۔

(اور پولنگ کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی نے پولنگ کی ابتداء کرتے ہوئے سب سے پہلے اپنا ووٹ بیلٹ باکس میں ڈالا اور پھر سیکرٹری اسمبلی باری باری ممبران کے نام اور پی پی نمبر پکارتے گئے اور ممبران اسی ترتیب سے آ کر اپنا اپنا ووٹ استعمال کرتے گئے۔)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران نے ووٹنگ میں حصہ لیا)

جناب قائم مقام سپیکر، (سردار نصر اللہ دریشک سے مخاطب ہو کر کہا) سردار صاحب! اپوزیشن کی طرف سے ایک تجویز آئی ہے کہ گنتی کا وقت چار کی بجائے تین کر دیا جائے۔

سردار نصر اللہ خان دریشک، نہیں' جناب والا! ہمارے آدمی ابھی آ رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر ووٹنگ کا سلسلہ جاری تھا)

جناب قائم مقام سپیکر، منیس صاحب سے لکھوا لیں اور راجہ صاحب کو بھی یہاں بلوا لیں تا کہ یہ

صاحبان یہاں دستخط کر دیں اور ساڑھے تین بجے ختم کر دیتے ہیں۔ میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ ووٹنگ کا وقت دنوں امیدواروں کی رضامندی سے ختم کر دیا گیا ہے اور اب گنتی شروع ہونے والی ہے۔

(اس مرحلہ پر بیلٹ باکس کھولا گیا)

سیکرٹری اسمبلی، اب گنتی شروع ہو چکی ہے' آپ دونوں طرف سے ایک ایک نمائندہ بھیج دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، معزز ممبران سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہوں۔

(گنتی شروع کرنے سے پہلے وائیں گروپ کی طرف سے راجہ اشفاق سرور اور وٹو گروپ کی طرف سے میاں منظور احمد موہل سیکرٹری اسمبلی کے قریب آئے)

جناب قائم مقام سپیکر، معزز ممبران سے درخواست ہے کہ گنتی کے فوراً بعد نئے سپیکر صاحب کا حلف ہو گا۔ لہذا معزز ممبران اپنی سیٹوں پر بیٹھے رہیں۔

معزز ممبران توجہ فرمائیں۔ آج پنجاب اسمبلی کے سپیکر کے لیے جو انتخاب ہو رہا تھا اس کا رزلٹ سامنے آ گیا ہے۔ اس میں جناب سعید احمد خان منیس صاحب 162 ووٹ لے کر کامیاب قرار دیے گئے ہیں اور ان کے مقابلے میں جناب راجہ محمد بشارت صاحب کو 58 ووٹ ملے ہیں۔

جناب سپیکر کا حلف

جناب قائم مقام سپیکر، میں جناب سعید احمد خان منیس صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور یہ توقع کرتا ہوں کہ جس طرح ماضی میں جناب میاں منظور احمد وٹو صاحب نے آٹھ سال تک اس ایوان کے تقدس' اپوزیشن اور حزب اقتدار کے ساتھ برابری کا سلوک رکھا آپ بھی انہی روایات کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے اپوزیشن اور حزب اقتدار کے درمیان نئی روایات کو جنم دیں گے اور اس ہاؤس کے تقدس کو اور ہمارے معزز ممبران کے استحقاق کا خاص طور پر خیال رکھیں گے۔ اب میں جناب نئے منتخب شدہ سپیکر سعید احمد خان منیس صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ یہاں پر تشریف لے آئیں اور حلف لیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حلف

میں، سعید احمد خان منیس، صدق دل سے حلف اٹھاتا ہوں کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا۔

کہ بحیثیت سپیکر صوبائی اسمبلی صوبہ پنجاب، میں اپنے فرائض و کارہائے منصبی، ایمانداری، اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور، قانون اور اسمبلی کے قواعد کے مطابق، اور ہمیشہ پاکستان کی خودمختاری، سالمیت، استحکام، بہبودی اور خوشحالی کی خاطر انجام دوں گا۔

کہ میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کے لیے کوشاں رہوں گا جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔

کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا اپنے سرکاری فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہونے دوں گا۔

کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو برقرار رکھوں گا اور اس کا تحفظ اور دفاع کروں گا۔

اور یہ کہ میں، ہر حالت میں، ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ، بلا خوف و رعایت اور بلا رغبت و عناد، قانون کے مطابق انصاف کروں گا۔

اللہ تعالیٰ میری مدد اور راہنمائی فرمائے۔ (آمین)

(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ڈپٹی سپیکر کے انتخاب کے لیے پروگرام کا اعلان

جناب سپیکر، اب سیکرٹری صوبائی اسمبلی ایک اعلان کریں گے۔

سیکرٹری اسمبلی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب مناظر علی رانجھا کے مستعفی ہونے کے باعث ڈپٹی سپیکر کے انتخاب کے لیے جناب سپیکر نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 10(2) کے تحت مورخہ 5 مئی 1993ء کا دن مقرر کیا ہے۔ انتخاب زیر قاعدہ 8 عمل میں آئے گا۔ انتخاب کے لیے ضروری کارروائی کا آغاز ابھی سے کر دیا گیا ہے۔ اس مقصد کے لیے مندرجہ ذیل پروگرام کا

اعلان کیا جاتا ہے۔

کاغذات نامزدگی آج مورخہ 4-5-93 کو سیکرٹری اسمبلی کے دفتر میں پانچ بجے سہ پہر تک وصول کیے جائیں گے۔ کاغذات کی جانچ پڑتال آج مورخہ 4-5-93 کو سیکرٹری اسمبلی کے دفتر میں ساڑھے پانچ بجے سہ پہر ہو گی۔ اگر کوئی امیدوار کاغذات کی جانچ پڑتال کے وقت موجود رہنا چاہے تو وہ سیکرٹری اسمبلی کے دفتر میں ساڑھے پانچ بجے سہ پہر تشریف لا سکتا ہے۔ نامزد اراکین کاغذات نامزدگی آج مورخہ 4-5-93 رات گیارہ بجے سے قبل واپس لے سکتے ہیں۔ شکریہ۔

راجہ محمد بشارت، جناب سپیکر۔۔۔۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

راجہ محمد بشارت، جناب سپیکر! میں آج آپ کے اس انتخاب پر اپنی طرف سے اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اپنے حلف کے دوران جن خیالات کا آپ نے اظہار کیا اور جو عہد آپ نے کیا میں امید رکھتا ہوں کہ آپ اس عہد کی پاس داری کرتے ہوئے اس ایوان کو غیر جانب داری سے چلائیں گے۔ اس سلسلے میں، میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ سپیکر کے منصب کے حوالے سے آپ اپنی ذات کو جماعتی عناد سے بالا تر رکھتے ہوئے اور ذاتی اختلاف سے بالاتر رکھتے ہوئے جو بھی اقدام کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارا تعاون آپ کے ساتھ ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج کے اس انتخاب میں حصہ لینے کا ہمارا فیصلہ اس بات کی علامت تھی کہ ہم اپنے صوبہ میں، صوبہ پنجاب میں جمہوری روایات کو پھلتا پھولتا دیکھنا چاہتے ہیں۔ قطع نظر شکست کے یا قطع نظر ہار اور جیت کے، ہمارے پارلیمانی گروپ نے اس بات کا فیصلہ کیا تھا کہ آئین اور قانون کی پاس داری کرتے ہوئے، آئین اور قانون کے مطابق چلتے ہوئے جو بھی جمہوری عمل ہو گا ہم اس کا حصہ بنیں گے۔ میں آئندہ کے لیے بھی آپ کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ آئین اور قانون کے تحت رہتے ہوئے اس ایوان کی کارروائی کو چلانے کے لیے جو بھی اقدامات ہوں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اس میں آپ کے ساتھ تعاون کریں گے اور اس ایوان کو احسن طریقے سے اور اس ایوان کی کارروائی کو احسن طریقے سے چلانے کے لیے ہمارا بھرپور تعاون آپ کو حاصل رہے گا۔

میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی کا ایوان جو ہے' اس کے تقدس کی ذمہ داری آپ پر ہے اور میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ایوان کا تقدس جو ہے وہ بلند و بالا عمارتوں کے حوالے سے نہیں ہوتا بلکہ ایوان کے اندر چلنے والی روایات اور ایوان کے اندر جو ہمارا عمل ہے اس سے ہوتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ انھی اقدار کو آگے بڑھانے کے لیے کوشش کریں گے۔ ہمارا تعاون ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ راجہ صاحب۔

جناب ایس اے حمید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! ابھی جس شیڈول کا اعلان کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس قانون سے ہٹ کر بات کی گئی ہے۔ اس لحاظ سے کہ جو ممبر اسمبلی آپ کے اس ایوان میں حاضر نہیں ہے اسے الیکشن سے روک دیا گیا ہے کیونکہ جو مناسب اطلاع ہونا چاہیے وہ کم از کم یہ ہو کہ اخبارات کے ذریعے یا پریس کے ذریعے یا ٹیلی وژن یا ریڈیو کے ذریعے اطلاع پہنچائی جائے۔ آج جو لوگ یہاں موجود نہیں ہیں انھیں کس میڈیا کے ذریعے اطلاع پہنچائی جائے گی کہ کل صبح ڈپٹی سپیکر کا انتخاب ہو رہا ہے اور آج پانچ بجے ہم nomination دے رہے ہیں تو کوئی ممبر اسمبلی جو اس وقت لاہور میں موجود نہیں ہے اسے پراپر اطلاع نہ ملے تو وہ کس طور پر اس میں participate کر سکے گا؟ اور ایک گھنٹے کے اندر' میں سمجھتا ہوں کہ پراپر نوٹس کے بغیر' پراپر طریقہ کار کے بغیر' ضوابط کے بغیر اگر آپ یہ شیڈول دے رہے ہیں تو یہ قطعاً غلط ہے۔ اس کے لیے کم از کم ایک دن کا نوٹس دینا چاہیے اور کل nomination کی تاریخ دینی چاہیے۔ اس کے بعد پھر دوسری کارروائی ہونی چاہیے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میں اس پوائنٹ آف آرڈر کے حوالے سے رول نمبر 10 آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ اجازت دیں تو میں رول نمبر 10(2) پڑھتا ہوں کہ۔۔

> Whenever a vacancy occurs in the office of the Deputy Speaker, the Speaker shall fix a date for the election of new Deputy speaker and election shall be held as soon as possible if the Assembly is in session, during that session, and if the Assembly is not in session, at the commencement of the next

session and the election shall be held in accordance with rule 9.

جناب سپیکر! یہ بالکل واضح ہے کہ جلدی سے جلدی یہ الیکشن ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، جی' چودھری فاروق صاحب تشریف رکھیں۔ آپ صحیح فرما رہے ہیں۔

ایس اے حمید صاحب! آپ نے جو ابھی نکتہ اٹھایا ہے اس میں میرے خیال میں یہ واضح ہے جو رول چودھری فاروق صاحب نے پڑھا ہے کہ چونکہ اسمبلی تو اس وقت سیشن میں ہے اور تمام ممبران اسمبلی یہاں موجود ہیں تو اس میں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ ان کو یہ اطلاع نہیں ہو سکی۔ آج کا سیشن سپیکر کے الیکشن کے لیے تھا اور اس میں غالباً 220 اراکین اسمبلی نے حصہ لیا ہے۔

It is quite a big number I think. The point is ruled out

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ معزز ممبر نے ابھی جس آرٹیکل کا حوالہ دیا ہے اس میں لکھا ہے کہ fix a date اور آپ date fix نہیں کر رہے۔ آپ ابھی ایک گھنٹے کے بعد الیکشن کروا رہے ہیں تو یہ پروسیجر آپ شروع کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں) جو nomination آپ کروا رہے ہیں تو اس nomination کے لیے آپ کو date دینی چاہیے اور پراپر نوٹس چاہیے کہ اخبارات کے ذریعے' ٹیلی وژن کے ذریعے' ریڈیو کے ذریعے لوگوں کو اطلاع مل سکے۔

جناب سپیکر، ایس اے حمید صاحب! میں نے عرض کر دیا ہے کہ These things are going according to the rules یہ رولز کے مطابق ہوا ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! جو ممبر آج موجود نہیں ہے کیا اس کو حق نہیں ہے کہ وہ یہاں پر ایک candidate بن سکے؟

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ جو شخص اپنا ووٹ بھی cast کرنا نہیں چاہتا---

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! جو ممبر آج موجود ہی نہیں ہے---

جناب سپیکر، تشریف رکھیں۔ I have already over ruled the point of order تو مجھے اجازت دیجیے' میں چند الفاظ کہنا چاہوں گا۔

سردار نصر اللہ خان دریشک، جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو لیڈر آف دی ہاؤس بات کریں' اس کے بعد آپ بات کر لیں۔

جناب سپیکر کے لیے مبارک باد کے پیغامات

جناب سپیکر، جی ہاں، فرمائیے۔

وزیر اعلیٰ (میاں منظور احمد وٹو)، شکریہ، جناب سپیکر! آج اس معزز ایوان نے سپیکر کے انتخاب میں خفیہ رائے دہی کے مسلمہ اصولوں اور ضوابط کے تحت حصہ لیا اور جمہوری روایات کے مطابق انتخاب کے بعد ایک اچھے ماحول میں ایک اچھے انداز میں اچھی جمہوری روایات کو بروئے کار لاتے ہوئے احسن طریقے سے اپنے نئے سپیکر کا انتخاب کیا۔ اس میں سب سے پہلے میں اس معزز ایوان کے نہایت ہی محترم اراکین کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ کے حسن انتخاب پر میں معزز اراکین کو جنھوں نے پارٹی کے فیصلے کی پابندی کرتے ہوئے ہر قسم کے دباؤ، ہر قسم کی تحریص اور ہر قسم کے لالچ کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اپنی پارٹی کے ڈسپلن کی پابندی کی۔ اپنی پارٹی کے فیصلے کو قبول کیا اور ایک عزم صمیم کے ساتھ اور ایک پختہ ارادے کے ساتھ ایک عزم کے ساتھ اور ایک چٹان کی طرح ڈٹ کر اپنی پارٹی کے فیصلے کو عملی جامہ پہناتے ہوئے آپ کو منتخب کیا۔ میں ان اراکین اسمبلی کو سلام پیش کرتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

ہمارے کچھ دیرینہ فریقوں نے، ہمارے کرم فرماؤں نے، ہمارے ساتھیوں نے، ہماری جن سے چاہت کے رشتے ہیں، ہمارے جن سے محبت کے رشتے ہیں، انھوں نے ہماری سوچ سے اختلاف کرتے ہوئے اپنا امیدوار نامزد کیا اور انھوں نے الیکشن میں حصہ لیا۔ میں راجہ بشارت صاحب کی اس بات کی تائید کروں گا کہ انھوں نے اس انتخاب میں حصہ لیا اور انھوں نے بھی ایک انداز سے جمہوری روایت کی خدمت کی ہے انھوں نے جمہوری رویہ اختیار کرتے ہوئے، پارلیمانی آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس الیکشن میں حصہ لے کر کوئی قابل اعتراض کام نہیں کیا۔ میرے نزدیک یہ بھی جمہوری عمل کی خدمت ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی صلاحیتوں سے، آپ کے رویہ سے، آپ کے دھیمے پن سے آپ کی معتدل مزاجی سے، آپ کی اعلیٰ ظرف سے اور آپ کی قائدانہ صلاحیتوں سے پوری طرح واقف ہوں مجھے امید ہے کہ آپ اس معزز ایوان کی سوچ کو، اس معزز ایوان کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس ایوان کے وقار میں اور اضافہ کریں گے اور اس ایوان کی کارروائی کو غیر جانبدارانہ انداز

میں conduct کر کے اس ایوان کی روایات کو اور اونچا کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جمہوریت ہماری منزل ہے اور جمہوریت کے طفیل ہی پاکستان معرض وجود میں آیا اس کی دیکھ بھال، اس کی نشوونما اور اس پودے کی آبیاری ہمارے سب کے ذمہ ہے اور یہ جمہوریت کا پودا جو ابھی تک نوخیز ہے اس کی آبیاری کے لیے اور اس کی دیکھ بھال کرنے کے لیے اور اس کی نگہداشت کے لیے ہمیں بعض دفعہ اختلاف رائے کو برداشت کرنا ہوگا۔ ہمیں مخالفت کو دشمنی سمجھنے سے احتراز کرنا ہوگا اور ہمیں اس جمہوریت کے پودے کو پھلتا پھولتا دیکھنے کے لیے بعض دفعہ اپنے جذبات کی قربانی کرنا ہوگی میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ حزب اقتدار کی طرف سے، میری طرف سے اور میرے رفقاء کار کی طرف سے کوشش ہوگی کہ جمہوری روایات کو پروان چڑھانے میں اور اس ایوان کی اعلیٰ روایات کو اور بلند و بالا کرنے کے لیے، اس ایوان کے وقار میں اور اضافہ کرنے کے لیے اور اس صوبے کے ساڑھے چھ کروڑ عوام الناس کی خدمت کرنے کے لیے اس ایوان میں آپ کی راہنمائی میں ہم آپ کے ساتھ بھرپور تعاون کریں گے اور آپ کو اپنی طرف سے بھرپور تعاون پیش کریں گے۔ میری دعا ہے کہ اللہ کریم آپ کو ہمت اور حوصلہ عطا کرے اللہ کریم آپ کی صلاحیتوں کو اور جلاء بخشے اور آپ اس ایوان کے وقار میں اور اضافے کا موجب بنیں۔ شکریہ، جناب سپیکر۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری پرویز الٰہی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! آج کا انتخاب جمہوری انداز سے، جمہوری طریقے سے اور قانون اور ضابطے کے مطابق عمل میں آیا اور آپ اس ایوان کے سپیکر منتخب ہوئے ہیں میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا! ہم چاہتے ہیں کہ آئین، قانون اور رولز کی پاس داری کو سامنے رکھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے اس پر چلا جائے تو آپ دیکھیں گے کہ ان شاء اللہ ہمارا تعاون آپ کے ساتھ رہے گا۔

جناب والا! ابھی میرے محترم میاں منظور احمد وٹو صاحب نے کچھ خیالات کا اظہار کیا ہے۔ جب وہ اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے، جب وہ یہ فرما رہے تھے کہ "ہماری پارٹی اور ہماری جماعت" تو میرا ذہن آج سے پندرہ دن پہلے ان کے ان خیالات کی طرف جا رہا تھا جو انھوں نے وزیر اعظم ہاؤس میں ہمارے قائد، اس وقت ان کے قائد، میاں نواز شریف کے سامنے کہے" جناب والا! کٹھن

وقت میں بھی ہم نے آپ کا ساتھ دیا ہے ہم آپ کی پارٹی کے پابند ہیں اور آئندہ بھی پابند رہیں گے اور آپ کا ساتھ دیتے رہیں گے" اس بات کی گواہی میاں نواز شریف صاحب بھی دے سکتے ہیں تو نا جانے چند ہی لمحات میں اپنے اس لیڈر کو جس کے ٹکٹ پر ایوان کا بیشتر حصہ ہی نہیں بلکہ بہت بڑا حصہ منتخب ہو کر آیا ہے۔ جس میں آپ بھی اور میاں منظور احمد وٹو صاحب بھی منتخب ہو کر آئے ہیں----

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ آپ اگر relevant رہیں تو بہتر ہو گا۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! یہ بالکل relevant ہے۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں ----

چودھری پرویز الٰہی، انھوں نے جب پنجاب کی بات کی ----

جناب سپیکر، چودھری صاحب! میں گزارش کروں گا----

میاں منظور احمد موہل، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری پرویز الٰہی، تو ان کو آج بھی یہ یاد رکھنا چاہیے----

جناب سپیکر، میاں منظور احمد موہل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی، کہ جس لیڈر نے آپ کے حلقہ جات میں جا کر آپ کے انتخاب کے لیے بہت کچھ کیا ہو ----

جناب سپیکر، چودھری صاحب! موہل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی، اور جس لیڈر کے ٹکٹ پر آپ منتخب ہوئے ہوں----

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! آپ مجھے فلور دے چکے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! فاضل رکن نے میاں منظور احمد وٹو پر الزام لگایا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ انھوں نے تو پاکستان مسلم لیگ کا ٹکٹ لیا تھا اور وہ ----- (قطع کلامیاں) اور وہ جونیجو صاحب کی مسلم لیگ تھی اور میاں نواز شریف صاحب کو بھی ٹکٹ جونیجو صاحب کا ملا تھا اور میاں منظور وٹو صاحب کو بھی ٹکٹ جونیجو صاحب کی مسلم لیگ کا ملا تھا----- (قطع کلامیاں) اور وہ مسلم لیگ کو چھوڑ کر ادھر گئے ہیں ہم نہیں گئے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، چودھری صاحب! ایوان کے ماحول کو خراب نہ کریں۔ (آرڈر پلیز' آرڈر پلیز) چودھری صاحب تشریف رکھیں اور ہاؤس کو آرڈر میں آنے دیں۔ سیٹھی صاحب' آپ بھی تشریف رکھیں' گوپانگ صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ میرے خیال میں سپیکر کے انتخاب کے بعد جو ایک اچھا ماحول ایوان میں قائم ہوا تھا اس کے لیے میں سب بھائیوں سے استدعا کروں گا کہ ماحول کو سازگار رکھا جائے اور جس قسم کی تقاریر شروع ہوئی ہیں وہ سپیکر کے الیکشن کے بارے میں ہی تھیں اور اراکین اسمبلی کو اس تک ہی اپنی بات کو محدود رکھنا چاہیے تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز اراکین اسمبلی! السلام علیکم۔ میں رب العزت کے بے پایاں فضل و کرم پر اس کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے یہ عزت بخشی ہے اور اس کے احسان کا اعتراف کرتے ہوئے میں اپنے اس عزم کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی اس نعمت پر اس کا شکر بجا لاتے ہوئے حتی الامکان اس ذمہ داری کو دیانت اور انصاف کے ساتھ ادا کروں گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میں تمام معزز اراکین اسمبلی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے اعتماد سے نوازتے ہوئے سپیکر جیسی اہم ذمہ داری کا اہل قرار دیا اور واضح اکثریت سے منتخب کیا۔ میں ان ارکان کو بھی کہ جنھوں نے اس تجویز سے اختلاف کیا' کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے جمہوری حقوق اور اظہار رائے کی آزادی کی بقاء اور تحفظ کے لیے ان شاء اللہ تعالیٰ پوری کوشش کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں ہر دم ان کی رائے اور مشورے کا منتظر رہوں گا اور اختلاف رائے کو خوش دلی سے سنوں گا۔ یہ میرے لیے صرف ایک اعزاز ہی نہیں ہے کہ مجھے جمہوریت کی اعلیٰ اقدار کے تحفظ کے لیے چنا گیا ہے بلکہ مجھے ایک بھاری ذمہ داری سونپی گئی ہے اور مجھے ایک قیمتی امانت کا امین بنایا گیا ہے۔ ایک ایسی ذمہ داری جس کے تقاضوں سے گو میں بخوبی واقف ہوں اور ایسی امانت جس کی قدر و قیمت کا میں شدت سے احساس رکھتا ہوں۔ لیکن مجھے ہمیشہ معزز اراکین اسمبلی کی راہنمائی اور امداد کی ضرورت رہے گی۔ میں دعا گو ہوں کہ اس ذمہ داری کی انجام دہی اور اس امانت کی حفاظت میں اللہ تعالیٰ مجھے سرخروئی عطا فرمائے۔ یہ انتہائی مسرت کا مقام ہے کہ پاکستان کے سیاسی تجربات اور ہمارے ہاں جمہوریت کی تعریف سے اس بات کے واضح اشارے ملنے لگے ہیں کہ اب ہمارے سیاسی معاملات ایوان کے اندر بیٹھ کر باہمی مفاہمت اور جمہوریت کے زریں اصولوں کے تحت طے کیے جا سکتے ہیں۔ سیاسی

تدبر، دور اندیشی اور فراست کا یہ عہد مثالی جمہوریت کی جانب ہمارے قومی سفر کا ایک اہم سنگ میل ہے۔ حال ہی میں اس ایوان کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے لیے جس طرح ارکان اسمبلی نے بالغ نظری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا حق رائے دہی استعمال کیا اور صوبہ کو درپیش ایک بڑا آئینی بحران ٹال دیا وہ اس رجحان کی روشن مثال ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہ افراد کی بقا سے زیادہ ایک ادارے کی بقا اور تحفظ کی کامیاب کوشش تھی۔ جو صوبے کی سیاسی زندگی میں مدتوں ایک روشن مینار کی طرح ہماری راہنمائی کرتی رہے گی۔ مجھے امید ہے کہ جمہوری اقدار کے احترام اور بالادستی کی یہ روایت برقرار رکھی جائے گی اور یہ تمام ارکان آئندہ بھی رواداری اور فراخدلی اور شورائیت کی ان روشن مثالوں کا پاس رکھیں گے جن کی تعلیم ہم نے اسلام کے عالمگیر دین سے پائی ہے اور جن کی پابندی کا مطالبہ آئین اور قانون، ہم سے کرتے ہیں۔ میں یہاں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ بطور سپیکر پنجاب اسمبلی میرے نزدیک تمام ارکان خواہ وہ دائیں جانب کی نشستوں پر ہوں یا بائیں جانب، یکساں عزت اور احترام کے مستحق ہیں اور میں دل کی گہرائیوں سے اس کا قائل ہوں کہ حزب مخالف کی اظہار رائے کی آزادی ہی عوام میں جمہوریت کی سربلندی کی ضمانت ہے۔ یہ ان کا جمہوری حق بھی ہے اور فریضہ بھی کہ حکومتی معاملات پر صحت مندانہ اور تعمیری انداز سے اپنی رائے کا اظہار کریں اور میرا فرض ہے کہ میں اس کے لیے ہرممکن سازگار ماحول فراہم کروں۔ میں ایوان کے وقار کو اسی میں مضمر دیکھتا ہوں اور ان شاء اللہ ان اقدار کو استحکام نصیب ہو گا۔ لیکن میں اس کے ساتھ ساتھ معزز اراکین سے یہ توقع بھی رکھتا ہوں کہ کارروائی کے دوران ایک دوسرے کے نقطۂ نظر کو فراخدلی اور خندہ پیشانی اور حوصلہ سے سنا جائے گا۔ صبر کا دامن تھام کے جائے اور پارلیمانی آداب کو ایک لمحہ کے لیے بھی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیا جائے گا۔ یہ ایوان ہم سب کے لیے لائق صد احترام ہے اور ایک درجہ تقدس کا حامل ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس تقدس کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔ بے جا نہ ہو گا اگر میں اعتراف کروں کہ میرے پیشرو سپیکر جناب میاں منظور احمد خان وٹو نے اپنے فرائض کامل اور خوبی سے انجام دیے اور ایوان اس کی گواہی دے گا کہ انھوں نے ایوان میں متانت اور وقار کے ساتھ ساتھ فراخدلی اور رواداری کی جو مثال قائم کی ہے اسے کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میں ان کے بے مثال سیاسی تدبر، قوانین اور ضابطوں کے گہرے شعور، جرات اور اعلیٰ ظرفی کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ روایات ان شاء اللہ قائم رہیں گی اور مثالی

جمہوریت کی طرف ہمارا یہ سفر جاری رہے گا۔ یہ سفر ہے کہ جس میں اعتبار اس کا نہیں کہ منزل کتنی دور ہے بلکہ اس کا ہے کہ سفر صحیح سمت میں ہو اور راستہ یکسوئی سے طے ہو رہا ہو۔ اگر یہ اطمینان حاصل ہو جائے تو ان شاء اللہ منزل بھی کبھی دور نہیں ہے۔ بے شک اللہ انھیں کو راستہ دکھاتا ہے جو اس کے متلاشی ہوتے ہیں۔ اب میں اجلاس مورخہ 5 مئی 1993ء کو تین بجے بعد دوپہر تک ملتوی کرتا ہوں۔

(اجلاس کی کارروائی مورخہ 5 مئی 1993ء 3-00 بجے بعد دوپہر تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھوں اجلاس)

بدھ 5۔ مئی 1993ء

(چہار شنبہ 14 - ذیقعد 1413ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں سہ پہر 4 بج کر 20 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر میاں مناظر علی رانجھا کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ
تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا
الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۣ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا
الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ
فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ
نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

سورۃ آل عمران آیت 105 تا 108

اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور احکام بین آنے کے بعد ایک دوسرے سے (خلاف و) اختلاف کرنے لگے ہ وہ لوگ ہیں جن کو (قیامت کے دن) بڑا عذاب ہوگاo جس دن بہت سے سفید ہوں گے اور بہت سے سیاہ تو جن لوگوں کے منہ سیاہ ہوں گے (اُن سے خدا فرمائے گا) کیا بدلے عذاب (کے مزے) چکھو (o (کے باغوں) میں ہوں گے اور ان میں ہمیشہ رہیں گےo سناتے ہیں۔ اور خدا اہل عالم پر ظلم نہیں کرنا چاہتاo

وما علینا الاالبلاغ o

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب والا! میں آج مال روڈ سے گزر رہا تھا تو مجھے کچھ بینر نظر آئے جن میں ایک بینر پر لکھا ہوا تھا "بااصول اور باضمیر اراکین اسمبلی" تو میں جناب کی وساطت سے میاں منظور موہل صاحب سے گزارش کروں گا کہ یہ وضاحت فرما دیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میں نکتہ ذاتی وضاحت پہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میرا نام لیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: موہل صاحب! آپ تشریف رکھیں کارروائی کا آغاز کرنے دیں آج کا دن ڈپٹی سپیکر کے انتخاب کے لیے مختص ہے۔ سیکرٹری اسمبلی اس بارے میں آپ کو تفصیلات بتائیں گے۔

ڈپٹی سپیکر کا انتخاب

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥

معزز اراکین پروگرام کے مطابق ڈپٹی سپیکر کے انتخاب کے سلسلے میں کاغذات نامزدگی وصول کرنے کا وقت کل پانچ بجے شام تھا۔ صاحبزادہ محمد عثمان خان عباسی پی پی 219 اور جناب ایس اے حمید پی پی 90 کے کاغذات نامزدگی مقررہ وقت تک موصول ہوئے اور پڑتال پر درست پائے گئے' کاغذات واپس لینے کا وقت کل 11-00 بجے شب تھا۔ مذکورہ وقت گزر جانے تک کسی نے بھی کاغذات واپس نہیں لیے۔ لہٰذا باقاعدہ طور پر نامزد کردہ امیدواران حسب ذیل ہیں۔

نمبر 1۔ صاحبزادہ محمد عثمان خان عباسی' پی پی 219'

تجویز کنندگان

1۔ جناب نعیم اللہ خان شاہانی

2۔ جناب محمد سبطین خان

3۔ جناب ریاض احمد شاہ

4۔ جناب محمد مظفر علی خان

5۔ سید سلمان احمد گردیزی

6۔ سردار زادہ محمد طاہر شاہ

نمبر 2۔ جناب ایس اے حمید' پی پی 90

تجویز کنندگان

1۔ چودھری محمد جعفر اقبال

2۔ جناب محمد منشاء اللہ بٹ

3۔ چودھری وقار علی خان

طریق کار کے متعلق اعلان سماعت فرمائیں۔ خالی بیلٹ بکس سب اراکین کو دکھایا جائے گا (خالی بیلٹ بکس دکھایا گیا) حلقہ نیابت کے مطابق جب کسی معزز رکن کا نام پکارا جائے گا تو متعلقہ رکن سیکرٹری اسمبلی سے بیلٹ پیپر وصول کریں گے۔ جناب سپیکر' کی سیٹ کے پیچھے قائم کردہ بوتھ میں آپ جا کر بیلٹ پیپر پر اپنی پسند کے امیدوار کے نام کے آگے مہر لگائیں گے اور بیلٹ پیپر کو تہہ کر کے سیکرٹری اسمبلی کی میز پر رکھے گئے بیلٹ بکس میں ڈال دیں گے' بیلٹ پیپر بکس میں ڈالنے کے بعد معزز رکن اپنی نشست پر چلے جائیں گے اور اختتام پولنگ تک اپنی سیٹ پر تشریف فرما رہیں گے۔

ڈاکٹر محمد انوار الحق، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر محمد انوار الحق، جناب والا! میں آپ کی خدمت میں چند ایک گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ کل آپ کو سپیکر کے عہدہ کے لیے منتخب کیا گیا کل یہاں الیکشن تھا جو کہ انتہائی جمہوری اور پارلیمانی روایات کو سامنے رکھتے ہوئے بڑے اچھے طریقے سے انجام پایا اس کے بعد ہماری طرف سے محمد بشارت راجہ جو امیدوار تھے انھوں نے سب سے پہلے کھڑے ہو کر اپنا فرض ادا کرتے ہوئے آپ کو مبارکباد دی اور اس کے بعد میاں منظور وٹو صاحب نے اپنا فرض ادا کیا اور جب ہماری طرف سے چودھری پرویز الٰہی صاحب کھڑے ہوئے تو یہاں کچھ تلخ ماحول پیدا کیا گیا اور جب وہ لیڈر آف اپوزیشن کی حیثیت سے کھڑے تھے تو آپ نے میاں منظور احمد موہل صاحب کو فلور دیا اور وہ یہاں رولز پڑھ پڑھ کر ہم کو سناتے رہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور آپ کی تقریر کا حوالہ دوں گا جس میں آپ نے فرمایا کہ دائیں جانب والے اور بائیں جانب والے

دونوں سے آپ کا رویہ برابر رہے گا تو میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ دائیں جانب بیٹھنے والوں کی خدمت میں یہ عرض کریں کہ جب لیڈر آف اپوزیشن کے پاس فلور ہو تو اس میں مداخلت نہ کی جائے کیونکہ یہی پارلیمانی روایاتہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ یہ پارلیمانی روایات قائم رہیں اگر ایسا نہ کیا گیا تو پھر یہ ہماری ذمہ داری نہیں ہو گی کہ بائیں جانب سے بولنے والے کھڑے ہوں تو ہم ان کو روکیں۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر، شکریہ' جناب ڈاکٹر صاحب۔

میاں منظور احمد موہل، جناب سپیکر! میں نکتہ ذاتی وضاحت پہ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے موہل صاحب۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! فاضل رکن نے یہاں لیڈر آف دی اپوزیشن کی بات کی ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ لیڈر آف دی اپوزیشن نہیں ہیں وہ ایک گروپ کے لیڈر تو ہیں لیکن لیڈر آف دی اپوزیشن نہیں ہیں۔ لیڈر آف دی اپوزیشن پی۔ڈی۔اے' ہے۔

جناب والا! دوسری یہ بات میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب بھی کوئی رولز اور ریگولیشن کے خلاف اور اصولوں کے خلاف بات کرے گا چاہے کوئی بھی ہو۔ اس ایوان میں پوائنٹ آف آرڈر کا ہر رکن کو حق حاصل ہے' جب وہ رولز کے خلاف بات کرتا ہے جو ان کے گروپ کے لیڈر ہیں انھوں نے جب مبارک کباد سے ہٹ کر بات کی جب انھوں نے یہ کہا کہ یہ وہ گروپ ہے جو چھوڑ کر آیا ہے۔ وہ یہ کر کے آیا ہے کہ نواز شریف صاحب کے گروپ سے دھوکہ کر کے آیا ہے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے دھوکہ نہیں کیا ہے دھوکہ انھوں نے کیا ہے' جنھوں نے پاکستان مسلم لیگ کے خلاف پارٹی بنائی ہے انھوں نے دھوکہ کیا ہے۔۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، موہل صاحب! تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) شوکت داؤد صاحب! تشریف رکھیں۔

(قطع کلامیاں)

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! یہ منافق لوگ ہیں۔ 1988ء میں بھی انھوں نے اس طرح کیا تھا۔

جناب سپیکر، چودھری شوکت داؤد صاحب تشریف رکھیے۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلے پر بہت سے معزز اراکین کھڑے ہو گئے اور ایوان میں شور برپا ہو گیا)

شوکت داؤد صاحب تشریف رکھیے۔ سردار صاحب تشریف رکھیے۔

سیکرٹری اسمبلی نے انتخابات کی تفصیلات سے آپ کو آگاہ کیا ہے۔۔۔۔۔

جناب سہیل ضیاء بٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! موہل صاحب نے روایات کے خلاف قائد حزب اختلاف کی تقریر کے دوران مداخلت کی تھی۔۔۔

جناب سپیکر، بٹ صاحب تشریف رکھیے اور انتخاب کے عمل کو آگے بڑھنے دیں۔ (قطع کلامیاں)

سہیل ضیاء بٹ صاحب تشریف رکھیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! اس وقت اگر رانا صاحب کو قائد حزب اختلاف سمجھا جاتا ہے تو اس کی وضاحت بعد میں ہو جائے گی۔ اس وقت اپوزیشن کا سب سے بڑا گروپ ہمارا ہے اور اس گروپ کے قائد چودھری پرویز الٰہی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ آپ کے الیکشن کے بعد آپ کے منتخب ہونے پر آپ کو مبارک باد پیش کر رہے تھے اور جناب وٹو صاحب نے جو چند باتیں کی تھیں وہ ان کا جواب دے رہے تھے۔ اگر اس موقع پر کچھ باتیں نہ کی جاتیں تو پھر ان کی طرف سے بھی کوئی بات کرنے کا جواز پیدا نہیں ہوتا تھا۔ یہ صرف آپ کو مبارک باد پیش کرتے، ہماری طرف سے اور اپنی طرف سے مبارک باد پیش کرتے اور اپنی نشست پر بیٹھ جاتے۔ پھر اس بات کو بھی اچھالا گیا کہ کس نے دھوکہ دیا ہے اور کس نے دھوکہ نہیں دیا؟

جناب والا! اس کا جواب دینا بھی ہم جانتے ہیں لیکن مناسب نہیں کہ یہ ایسی باتیں کریں اور پھر ہم سے بھی سنیں؛ ہم اطمینان سے اس ہاؤس کو چلانا چاہتے ہیں۔ ہماری نیت ہے کہ اس قسم کی باتیں نہ ہمارے ساتھ کی جائیں اور نہ ہم سے سنی جائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، شکریہ، سردار صاحب۔

جناب غلام حیدر وائیں، جناب سپیکر! میری خواہش تھی کہ میں خاموش ہی رہتا لیکن میرے بھائی منظور احمد موہل صاحب نے جو بات یہاں ارشاد فرمائی ہے، وہ اتنی تلخ ہے اور حقائق کے منافی ہے جس نے مجھے یہ کہنے پر مجبور کیا ہے کہ،

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

(نعرہ ہائے تحسین)

آوازیں، شیم شیم۔

(اس مرحلے پر کئی معزز اراکین بیک وقت کھڑے ہو گئے اور ایک دوسرے پر آوازیں کستے رہے اور ایوان میں زبردست شوروغل برپا ہو گیا)

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔ اختر رسول صاحب تشریف رکھیے' موہل صاحب تشریف رکھیے۔

میاں منظور احمد موہل: جس وقت کرسیاں چلائی گئیں اس وقت ان کو شرم نہیں آئی' غنڈہ گردی کی گئی اس وقت ان کو شرم نہیں آئی۔۔۔

جناب سپیکر: موہل صاحب تشریف رکھیں' اختر رسول صاحب تشریف رکھیے۔ آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔ دیکھیے آپ کا دن ڈپٹی سپیکر کے انتخاب کے لیے مختص ہے اور سیکرٹری اسمبلی نے آپ کو تفصیلات سے بھی آگاہ کر دیا ہے۔ میں تمام معزز اراکین اسمبلی سے گزارش کروں گا کہ اس ماحول کو سازگار رکھیں اور انتخاب کے عمل کو صحیح طریقے سے ہونے دیں۔ سیکرٹری اسمبلی نے آپ کو تفصیلات سے آگاہ کیا ہے اگر کسی دوست کو کوئی ابہام ہو تو وضاحت حاصل کر سکتے ہیں۔

سردار نصر اللہ خان دریشک: جناب والا! جیسا کہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم اس ہاؤس کے ماحول کو انتہائی خوشگوار ماحول میں چلانا چاہتے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ دونوں طرف سے جو پرسنل اور غلط قسم کی باتیں کی گئی ہیں انھیں میں چاہتا ہوں کہ آپ ایوان کی کارروائی سے حذف کروا دیں تاکہ ہاؤس کو اچھے انداز میں چلایا جا سکے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ایوان کی کارروائی کو ہم آگے بڑھائیں' سردار صاحب کی اس بات سے میں اتفاق کرتا ہوں۔

الیکشن پروگرام کے بارے میں آپ دوستوں کو کوئی ابہام ہو تو آپ پوچھ سکتے ہیں؟ ووٹنگ شروع کرنے سے پہلے آپ چاہیں گے کہ اس کے لیے وقت کا تعین کر لیا جائے۔ چودھری پرویز الٰہی صاحب آپ کوئی وقت کا تعین چاہیں گے؟

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! میرے خیال میں راجہ خالد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔ پہلے ذرا ایک منٹ کے لیے آپ ان کی بات سن لیں پھر میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! میرے خیال میں اب انتخاب کے عمل کو آگے بڑھنے دیں۔ راجہ صاحب کو بعد میں بھی بہت سے مواقع ملیں گے۔ اس وقت میرے پاس کچھ گزارشات آئی ہیں۔ یہ چند حضرات ہیں' جن کو ایمرجنسی ہے لہٰذا وہ اپنا ووٹ پہلے کاسٹ کرنا چاہتے ہیں۔

اس میں اعجاز احمد شیخ صاحب' محمد اقبال لغاری صاحب' محمد بشیر' عادل شریف گل صاحب' ملک قادر بخش وارن صاحب' مسز سمیرا ربانی کھر صاحبہ' واجد علی خان صاحب' میاں وحید الدین صاحب اور چودھری اختر رسول صاحب ہیں۔ سیکرٹری صاحب آپ الیکشن کی کارروائی شروع کریں۔

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ

اس دور میں کوئی وہ آئینے تقسیم کرے
جس سے باطن بھی نظر آئے ظاہر بھی کرے

میں آپ کی وساطت سے سابق سپیکر جناب میاں منظور احمد وٹو کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ جناب والا! ہمارے قائد جناب میاں نواز شریف کی وہ فوٹو جو ان کے ڈرائنگ روم میں لگی ہوئی ہے' وہ واپس کر دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری اختر رسول، جناب والا! اسی سلسلے میں گزارش کروں گا۔۔۔۔

جناب سپیکر، چودھری اختر رسول صاحب تشریف رکھیے۔ سیکرٹری اسمبلی۔

سیکرٹری اسمبلی: پی پی۔ 102۔ جناب اعجاز احمد شیخ صاحب۔ پی پی۔ 209 محمد اقبال لغاری صاحب۔

جناب سپیکر، پریس گیلری میں جو صاحبان تشریف رکھتے ہیں' وہ سائیڈ کی گیلری میں تشریف لے آئیں اور سیکورٹی کا عملہ بھی بوتھ سے دور رہے۔

(اس کے بعد الیکشن شروع ہو گیا)

(اس کے بعد سیکرٹری اسمبلی اراکین اسمبلی کے نام اور پی پی نمبرز پکارتے رہے
اور اراکین اسمبلی اپنا اپنا ووٹ کاسٹ کرتے رہے)

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! اگر دونوں امیدوار متفق ہیں تو مہربانی کر کے گنتی شروع کی جائے۔ آپ کو پہلے ہی کافی سزا مل چکی ہے اور ہم بھی یہاں بیٹھے ہیں۔ باقی اس کے علاوہ جناب نے کوئی ٹائم مقرر نہیں کیا تھا۔ اگر دونوں امیدوار متفق ہیں تو پھر سیکرٹری صاحب کو حکم دیا جائے کہ وہ بیلٹ بکس کو کھولیں اور گنتی شروع کریں۔ بہرحال اس پر جناب غور فرمائیں۔

جناب سپیکر، آپ نے بجا فرمایا ہے۔ دونوں امیدوار اگر اس پر متفق ہیں تو گنتی شروع کی جا سکتی ہے۔

سردار نصر اللہ خان دریشک، جناب والا! گنتی کی جائے۔

جناب سپیکر، دونوں امیدواران سے پہلے آپ consent in writing لے لیں۔

سیکرٹری اسمبلی، دونوں طرف سے ایک ایک نمائندہ آجائے تاکہ گنتی شروع کی جائے۔

(اس مرحلہ پر بیلٹ بکس کھولا گیا اور گنتی شروع کی گئی)

جناب سپیکر، معزز اراکین اسمبلی اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

ڈپٹی سپیکر کے لیے انتخاب مکمل ہو چکا ہے۔ کل 209 اراکین نے اپنا حق رائے دہی استعمال کیا اس میں دوسرے نمبر پر جناب ایس۔اے حمید آئے ہیں، جنھوں نے 57 ووٹ حاصل کیے ہیں اور پہلے نمبر پر صاحبزادہ محمد عثمان خان عباسی صاحب آئے ہیں اور انھوں نے 152 ووٹ حاصل کیے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں جناب عثمان خان عباسی صاحب کو ڈپٹی سپیکر منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میں انھیں استدعا کرتا ہوں کہ وہ ڈائس پر تشریف لائیں اور ایوان کے سامنے حلف لیں۔

(اس مرحلہ پر جناب عثمان خان عباسی صاحب نے حلف اٹھایا)

کیا کوئی معزز رکن اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ایس۔اے حمید، جناب سپیکر! مجھے اس بات کی انتہائی خوشی ہے کہ آج اس معزز ایوان میں ڈپٹی سپیکر کے انتخابات بڑے ہی خوبصورت انداز میں منعقد کروائے گئے اور میرے معزز ممبران نے اچھے انداز میں اس میں حصہ لیا اور بڑے ڈسپلن کے ساتھ محبت اور بڑے خلوص کے ساتھ انھوں نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اس معزز ایوان کا وقار اسی طور پر مقدس رہ سکتا

ہے کہ ہم جمہوری روایات کو مقدم رکھتے ہوئے ان کی پاسداری کریں اور ان کی پاسداری کرنے کے لیے قدرت نے ہمیں ایک موقع دیا ہے کہ ہم اس ایوان کے تقدس کو بحال کرنے اور اس کی قدروں کی بجاآوری کے لیے کبھی کوئی ایسی بات یا کوئی ایسی حرکت نہ کریں کہ جس سے اس مقدس ایوان کا وقار مجروح ہو۔

جناب سپیکر! پاکستان میں جمہوری اداروں کی عمر ابھی بہت ہی نوخیز ہے ابھی اس نے جڑ پکڑنا ہے اور اسے تن آور درخت بننا ہے ابھی ہمارے پاس نہ وہ وسائل ہیں نہ ہی وہ سیاسی سوجھ بوجھ ہے اور پاکستان کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ پاکستان میں پچھلے تیس بتیس سال سے غیر جمہوری حکومتیں رہی ہیں جن میں مارشل لاء کا تواتر بہت زیادہ ہے اور پھر یہ بھی ایک المیہ ہے کہ پاکستان میں جب بھی کبھی کوئی جمہوری حکومت بنی' اس نے اپنے طور طریقوں سے اپنے طرز عمل اور اپنے رویے سے مارشل لاء کو دعوت دی اور ان آمروں کو یہ موقع ملا کہ ان جمہوری اداروں کو ختم کر کے اس ملک میں مارشل لاء نافذ کیا گیا۔

جناب سپیکر! آج بھی کچھ صورت حال کچھ ایسی ہی ہے آج بھی ہمارے سر پر وہ بادل منڈلا رہے ہیں۔ آج بھی فضا میں کچھ گھٹن سی ہے' آج بھی قوم گھٹن اور شک و شبے کا شکار ہے' آج بھی ادارے اپنی زندگی اور موت کے حوالے سے پریشان ہیں اور ان کی زیست مشکل بنتی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر، ان حالات میں جس طور سے پنجاب اسمبلی میں انقلاب آیا اور یہ انقلاب صرف اس لیے لایا گیا اور یہ بتایا گیا کہ ان جمہوری اداروں کو بچانا ہے۔ اس کی تفصیل میں جانے بغیر کہ یہ غلط ہوا یا ٹھیک ہوا میں یہاں پر یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جو بھی ہوا وہ صرف وقت ہی بتائے گا' حالات بتائیں گے' مستقبل بتائے گا کہ کس نے ٹھیک کیا اور کس نے غلط کیا۔ میں کسی پر الزام نہیں دینا چاہتا میں کسی کے خلاف بات نہیں کرنا چاہتا لیکن میں یہاں ایک بات ضرور کرنا چاہتا ہوں وہ بات یہ ہے کہ آج جب آپ سپیکر کے عہدہ پر متمکن ہوئے تو اس سے قبل بھی سپیکر کا عہدہ اس بات کا متمنی ہوتا ہے کہ وہ غیر جانبدار ہو اور یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں تھی کہ ایک گروپ جو آج برسراقتدار ہے اس کے پاس واضح اکثریت تھی اور اسے اس بات کا قوی امکان تھا کہ اس کی پارٹی کا سپیکر اور ڈپٹی سپیکر ہر لحاظ سے کامیاب ہوگا اور اس کے باوجود یہ کوشش کی گئی کہ کسی نہ

کسی طور سے طریقہ کار سے ہٹ کر کارروائی کو بلڈوز کیا گیا۔ جناب سپیکر! یہ روایت اچھی نہیں ہے جو بھی حکومت آتی ہے وہ یہی کرتی ہے کہ جب اس کے پاس معزز ممبران کی تعداد زیادہ ہوتی ہے تو وہ کوشش کرتی ہے کہ میں وہ کام جس کے لیے اسے دو دن چاہئیں وہ دو گھنٹے میں کر لوں۔

جناب سپیکر! میں یہ بتاتا ہوں کہ ہمیں اس روایت سے ہٹ کر طریقہ کار کی طرف، رولز اور ضوابط کی طرف آنا چاہیے۔ ہمیں جب اپنی کامیابی یقینی نظر آ رہی ہو تو پھر ہمیں جلدی نہیں کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر! یہ کل کا واقعہ ہے کہ جب آپ یہاں تشریف لائے اور جب آپ نے یہاں چارج لیا۔ آپ چار بج کر پانچ منٹ پر کرسی پر تشریف فرما ہوئے اور ڈپٹی سپیکر جناب رانجھا صاحب جب اپنی کرسی پر جا کر بیٹھے تو ہمیں ایک نوٹیفکیشن دیا گیا اور یہاں پر سیکرٹری صاحب نے یہ بات کہی کہ ڈپٹی سپیکر صاحب مستعفیٰ ہو گئے ہیں اور جناب سپیکر ایک منٹ کے بعد ہمارے پاس نوٹیفکیشن ہو گیا۔ میں نہیں سمجھتا کہ پاکستان میں کسی کے پاس ایسی کوئی مشینری ایجاد ہو گئی ہے کہ ایک منٹ کے بعد وہ نوٹیفکیشن ممبران کو تقسیم ہو جائے۔ جناب سپیکر! یہ پاکستان کی تاریخ میں ایک انوکھا واقعہ ہے، ایک ناقابل تبدیل حقیقت ہے کہ ایک منٹ کے بعد آپ کے پاس نوٹس آ گیا اور پھر نوٹیفکیشن میں یہ لکھا ہے کہ 4 تاریخ سے جب سعید احمد منیس صاحب سپیکر کے عہدے پر بیٹھ گئے ہیں۔ ڈپٹی سپیکر صاحب نے اپنے اختیارات cease کر دیے ہیں اور وہ مستعفیٰ ہو گئے ہیں اور اس معزز ایوان نے دیکھا کہ نہ تو ڈپٹی سپیکر صاحب نے اپنا استعفیٰ دیا نہ کسی نے یہ استعفیٰ پکڑا لیکن اس تمام بات کی کارروائی تمام ممبران کو تقسیم بھی کر دی گئی۔

جناب سپیکر! کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر یہ کام کرنے کے لیے پراپر نوٹس دیتے اور پراپر نوٹس دینے کے ایک دن بعد انتخاب ہو جاتا اور پانچ کی بجائے چھ تاریخ کو انتخاب ہو جاتا تو کم از کم یہ رولز اور یہ ضوابط جنھیں ہم نے بنایا ہے، ہم ان کو منہ نہ چڑھا رہے ہوتے اور یہ ہمارے صحافی حضرات اور یہ لوگ جو اس اسمبلی میں کچھ سیکھنے کے لیے آتے ہیں انھیں کم از کم اس بات کا دکھ نہ ہوتا کہ اس بے دردی کے ساتھ اور اتنی زیادتی کے ساتھ اور اتنی جلدی رولز کو ایک طرف رکھ کے یہ سب کچھ صرف اس لیے کیا گیا کہ آج ہی انتخاب ہو جائے۔ میں سمجھتا تھا کہ پوری طاقت ان کے پاس ہے، پوری قوت ان کے پاس ہے لیکن اس کے باوجود نوٹیفکیشن بھی آ گیا، ڈپٹی سپیکر بھی آ گیا اور ایک سب سے بڑا کام یہ ہوا کہ 4-35 تک ہمیں یہ کہا گیا کہ ڈپٹی سپیکر کی نامزدگی کے لیے کاغذات

قائل کیے جائیں۔

جناب سپیکر! پاکستان کی تاریخ کو چھوڑیں' دنیا کی تاریخ میں کبھی کسی انتخاب کے موقع پر پچیس منٹ کے نوٹس پہ امیدواروں کو جو کہ پورے صوبے میں رہتے ہوں' پچیس منٹ کے نوٹس پہ بلایا نہیں جا سکتا۔ میں نے بات کی تھی کہ آپ ان لوگوں کا حق چھین رہے ہیں جو آج اس اسمبلی میں موجود نہیں ہیں' جو اس ایوان میں موجود نہیں ہے' جو آج لاہور سے کسی دوسری جگہ جا چکے ہیں۔ لیکن میری اس بات کو بھی تسلیم نہیں کیا گیا۔ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ کسی کا آپ حق لے رہے ہیں لیکن جو ڈپٹی سپیکر کا انتخاب لڑنا چاہتا ہے اسے آپ وقت دیں کہ وہ اپنے ساتھیوں سے بات کر سکے یا کوئی مشورہ کر سکے۔ اس کے لیے بھی وقت نہیں دیا گیا اور بیس منٹ کا موقع دیا گیا کہ ہم نے اس میں اپنے کاغذات نامزدگی داخل کرائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک دن کے وقفہ سے نتائج پر اثر انداز نہیں ہوا جا سکتا تھا لیکن ایک دن کی بچت سے کس کو فائدہ پہنچا۔ کیا ہم نے رولز کی اور اس سبز کتاب کی کوئی لاج رکھی' کچھ عزت کی' نہیں کی۔ اس لیے نہیں کہ ہمیں ایک طرہ ملا ہے کہ جو بھی برسراقتدار آتا ہے وہ اپنی مرضی کی بات کرنا چاہتا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آپ جیسے منجھے ہوئے اور تجربہ کار جو تیسری مرتبہ اس ایوان میں تشریف لائے ہیں۔ ان کی موجودگی میں کم از کم کوئی ایسی بات نہ کی جائے جس سے اس ایوان کا تقدس مجروح ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ بعض اوقات آپ انتخاب اس لیے لڑتے ہیں اور آپ کو پتا ہوتا ہے کہ آپ انتخاب ہار رہے ہیں لیکن اپنی انا کی تسکین کے لیے نہیں بلکہ اصول پرستی کے لیے اپنی شکست کو سامنے دیکھنے کے باوجود اس میں صرف اس لیے حصہ لیتے ہیں کہ آپ کا ضمیر زندہ ہوتا ہے اور آپ کی آواز زندہ ہوتی ہے۔ آپ کے دل میں کسی قسم کی کوئی خلش نہیں ہوتی۔ میں نے اسی بنیاد پر اس انتخاب میں حصہ لیا تھا کہ میرے ذہن میں کسی قسم کی خلش نہیں تھی۔ باوجود اس بات کے کہ شکست میرے سامنے ہے لیکن میں نے اپنے لیڈر نواز شریف کے لیے' اپنی پارٹی کے لیے اور مسلم لیگ کے لیے اس انتخاب میں حصہ لیا اور یہ بتا دیا کہ اصولوں کی بجائے اگر دوسری لائن سے بات کی جائے تو اس کا وہ مقام نہیں ہوتا۔ تعداد کی کمی یا زیادتی کسی کے ذہن پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آج ہمیں پھر ایک موقع ملا ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسمبلی بچ گئی ہے' خدا کے لیے اسمبلی بچ جائے اور پاکستان کی تمام اسمبلیاں بچ جائیں۔ اس لیے کہ

قوم ان لوگوں کو کبھی معاف نہیں کرے گی جو پاکستان کی متحد اسمبلیوں کو توڑنا چاہتے ہیں۔ جو یہ ظلم کرنا چاہتے ہیں کل کا دن اور کل کا سورج ان کے لیے موت بن کر طلوع ہو گا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب اسی عمل کا ایک حصہ ہیں۔ ہمیں ان اسمبلیوں کو بچانا ہے لیکن ان اسمبلیوں کو بچانے کے ساتھ ساتھ ہمیں جمہوری اقدار کو اور اخلاقی اقدار کو، رولز کو اور ضوابط کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا ہے۔ اب میں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں اور اپنے محترم دوست جو ڈپٹی سپیکر منتخب ہوئے ہیں، انھیں دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتا ہوں اور یہ چاہوں گا کہ آپ اور وہ دونوں مل کے اس ایوان کی کارروائی کو غیر جانبدار ہوتے ہوئے اس طور پر چلائیں گے کہ کسی آدمی کو، کسی ممبر کو، کسی دیکھنے والے کو اور کسی صحافی کو اس بات کا شائبہ نہ ہو کہ یہاں پہ کسی کی قدر کی جا رہی ہے اور کسی کے ساتھ out of the way سلوک کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کا، اپنے تمام دوستوں کا، اپنے معزز ساتھیوں کا اور ان ممبران کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ جنھوں نے میری باتوں کو سنا۔ ہم سب collegue ہیں۔ ہم ایک ہی لائن پر چلنا چاہتے ہیں۔ ہم اس ادارے کے تقدس کو، اس ادارے کی شان کو، اس کی آن کو اور اس کی بان کو بڑھانا چاہتے ہیں اور میں یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ کے نواز شریف گروپ کے ان بنچوں سے ہمیشہ آپ کو مثبت بات ملے گی، ہمیشہ آپ کو تعمیری بات ملے گی اور ان شاء اللہ حق بات پہ آپ کو تعاون ملے گا۔ جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ، ایس۔اے حمید صاحب۔ ریاض فتیانہ صاحب! میرے خیال میں اگر عباسی صاحب کو ہی موقع دے دیں کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کر دیں۔ جناب عباسی صاحب!

SAHIBZADA MUHAMMAD USMAN ABBASI: Mr Speaker, honourable Members of the House, ladies and gentlemen; I want to thank you for the trust and confidence you have shown in me and I congratulate all of you for keeping the parliamentary traditions. Inshallah, the responsibility bestowerd upon me by you, I shall try to discharge to the best of my ability and also I shall try to maintain the dignity of this House inculding the privileges of the Members of this House. I hope that the oath just taken by me will give me strength and I

shall try to come up to the expectations you expect from me.

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا!

جناب سپیکر، آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، میں عباسی صاحب تک اپنے جذبات پہنچانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، بہتر تھا کہ اگر ان کی تقریر سے پہلے آپ بات کر لیتے۔ اب وہ بات کر چکے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ ابھی اور مواقع آئیں گے۔ ان میں بات کی جا سکتی ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، ہم نے ان کو ایک ممبر کی حیثیت سے ووٹ نہیں دیا۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، چودھری فاروق صاحب! تشریف رکھیں' حاجی چن صاحب! تشریف رکھیں۔ تحمل اور بردباری سے کام لیں۔ تشریف رکھیں۔ اگر وہ ایک منٹ بات کرنا چاہتے ہیں تو میرے خیال میں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب سپیکر! آج بحیثیت سپیکر آپ کے کیریئر کا دوسرا دن تھا اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انتہائی خوشگوار ماحول میں الیکشن اپنے انجام کو پہنچا۔ میں جناب عباسی صاحب کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ جس طرح آپ نے ماضی میں ہم دوستوں کو پیار اور شفقت سے نوازا اس مسند پر پہنچنے کے بعد اور جس طرح اس مسند کا وقار ہے آپ کوشش کریں گے اور آپ کے ڈپٹی سپیکر صاحب سے بھی یہ توقع رکھتا ہوں کہ یہ بھی کوشش کریں گے کہ اکثریت کے بل بوتے پر نہ تو یہ بلڈوز کرنے کی کوشش کریں گے اور جیسے ایس۔اے حمید صاحب نے اپنے بیان میں کہا کہ آپ تھوڑی سی توجہ دیں کہ کسی بھی پارلیمانی معاملے کو جلدی سے نپٹانے کی کوشش نہ کی جائے۔ آج کے نتیجہ سے آپ نے اندازہ لگایا ہو گا کہ کافی تعداد میں ممبران جن کا تعلق اس گروپ سے تھا وہ بھی اپنا ووٹ استعمال نہیں کر سکے۔ اور کافی تعداد میں ممبران جن کا تعلق نواز شریف گروپ سے تھا وہ بھی اپنا ووٹ استعمال نہیں کر سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی کی روایات میں اس خوشگوار اضافے کو ہونے دیجیے کہ آپ ان گروپوں سے جن کا کسی وجہ سے سرکاری بنچوں سے اتفاق نہیں ہے یا ان کو کوئی اختلاف ہے ان کو بھی پھلنے پھولنے کا موقع ملے کہ وہ بھی پورے طریقے سے تیاری کر کے آ سکیں۔ میں اپنے حزب اقتدار کے بھائیوں

سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ حزب اختلاف کی ہر بات کو بلڈوز کرنے کی کوشش نہ کریں۔ یہ ہمارے دوست ہیں، شاید ہم نے کل پھر اکٹھے بیٹھنا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ موقع آئے گا کہ وہ پھر لوٹ کے گھر کو آئیں گے اور ویسے بھی جو شام کو لوٹ کر آجائے اس کو بھولا نہیں کہتے۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔

جناب سپیکر، اب میں جناب گورنر کا Prorogation order پڑھوں گا۔

In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Muhammad Altaf Hussain**, *Governor of the Punjab*, hereby prorogue the session of the Provincial Assembly of the Punjab after completion of the proceedings with regard to the election of the Deputy Speaker.